Black Mafia

IB RAJPOOT

یہ منظر ہے۔ گریجوایٹ کالج فار ویمن رولا کوٹ کی ایک کلاس کا بائیو کی ٹیچر لیکچر دے رہی تھی۔ مگر وہ تینوں صدا کی ڈھیٹ اپنی ہنسی روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔

جی وہ چار دوستیں جن کی ایک دوسرے میں جان بستی ہے۔ دا نین ملک، وایٹ یونیفارم میں موجود خوبصورت بالوں کا آگے سے سٹائل بنا کر باقی کھولے چھوڑے تھے۔ ہاتھ میں رجسٹر پکڑے ساتھ والی کرسی پر بیٹھی شائمہ کی بازوں میں منہ دیے ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ شائمہ سردار، خوبصرتی میں اپنی مثال آپ، انتہا کی معصوم، بالوں کا جوڑا بنائے ایک بار اپنے اوپر گرنے

کے انداز میں لیٹی دانین کو دیکھ رہی تھی تو دوسری نظر ساتھ بیٹھی مناہل کو اور تیسری نظر اپنے پاؤں میں لیٹی روحا کو۔

مناہل درانی جو کہ انتہائی لڑاکوں اور مارشل آرٹ کی ماہر تھی۔۔

اور چوتھی روحا راجپوت جو کہ بہت ہی زبان دراز، جزباتی ہے۔روحا اس وقت ان کے پاؤں میں لیٹی فون پر ناول پڑھ رہی تھی۔کیوں کہ ٹیچر انوشہ نے دیکھ لیا تھا کہ وہ چیئر پر نہیں ہے اس لیے لیکچر دیتی ہوئی آرام سے ان کی طرف آئی ان دونوں کو پتا تھا کہ اب روحا کی شامت آگئی ہے اس لیے ہنس رہی تھی۔شائمہ کو ابھی تک سمجھ نہیں تھی آئی کہ وہ کیوں ہنس رہی ہے مگر جب اس نے ٹیچر کو دیکھا تو اس کی بھی ہنسی نکل گئی تھی۔روحا سب سے بے خبر ناول پڑھنے میں مگن تھی۔۔

تھوڑی دیر جب ٹیچر کی آواز نہ آئی تو اس نے ایک نظر اپنی دوستوں کی طرف دیکھا جو ہنسی روکنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔پھر اس کی نظر مس انوشہ پر پڑی تو وہ جلدی سے سیدھی ہو کہ بیٹھی۔

مس وہ میری پینسل نیچے گر گئی تھی۔۔۔وہ اپنی صفائی میں بولی۔

جی میں نے دیکھا ہے۔اپ تو ائن سٹائن سے بھی دو ہاتھ آگے نکلی آپ نے تو نیچے گری ہوئی چیز اٹھانے کا نیا طریقہ ایجاد کر لیا ہے۔سٹینڈ اپ۔۔۔۔۔۔
روحان تینوں کو دیکھتے خود بھی ہنسنے لگی۔۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ میں پرنسیپل کو بولتی ہو کہ آپ کے لیے ایک بیڈ لگوادے کلاس میں تاکہ آپ سکون سے سو جایا کرے۔
get out from the class.

مس دیکھے یہ بھی ہنس رہی ہیں انہیں بھی نکالیں۔۔

آپ چارو مجھ پر احسان کرو جاؤ جا کر شادیاں کرو یہ پڑھائی تم لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے۔

میری کلاس سے نکل جاو۔

وہ چاروں ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتے باہر ائی۔

ہائے کوئی میم کو بتائے ہم شادی کے لیے تیار ہے۔پر ہمارے گھر والوں کو کون راضی کرے۔

وہ چاروں دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر ہنس رہی تھی جب دانین بولی۔۔

نین آپہلے تیری شادی کروالیتے ہیں۔

شایمہ نے اسے بولا۔

اے، دفع کرو سب بہت بھوک لگی ہے آؤ کچھ کھاتے ہیں۔

روحا بہت زیادہ فوڈی تھی۔اس کے نزدیک زندگی پر وقت کھانے پینے گھومنے پھرنے کا نام ہے۔پر کوئی اس کی یہ خواہشات پوری ہی نہیں کرتا تھا۔بقول روحا کے۔۔

مناہل: چلو پھر۔۔

دانین: کدھر۔

روحا: یار کھانا کھانے اور کدھر جانا ہے۔

رامین: مجھے لگا سچ میں شادیاں کرنے چلی ہو۔
ہاہاہاہاسب کا مشترکہ قہقہہ گونجہ۔۔

روحا: نین یار تو ٹینشن نہ لے کچھ کرنی ہاں

تیرا۔۔

مناہل: تجھے پتا ہے نہ میم انور وزہی ہمیں کہتی ہے اب ہم روز ہی شادی نہیں کر سکتے۔۔

روحا: بغیر تو شرم کرو۔او کھانا کھانے چلے نہ تے میں مر جاسا۔۔

وہ لوگ کیفے کی طرف جا رہی تھی۔جب آگے سے آتے پروفیسر نعمان کو دیکھ انہیں روکنا پڑا۔

پروفیسر نعمان: ارے ماشاءاللہ جی جا ہلین کدھر، آج پھر کوئی شرارت کی ہے تم سب نے۔۔

روحا: سر آپ تو جانتے ہیں ہم معصوم ہیں۔۔

پروفیسر نعمان: جی بلکل روحا آپ کا تو نام ہی معصومہ ہونا چاہیے تھا نہ۔ میری کلاس میں آنے سے پہلے کھانا وغیرہ کھا کہ آنا ہے میں کوئی بہانہ نہیں سنو گا۔
وہ کہتے ہوئے چلے گئے۔۔

شائمہ: یار کوئی عزت ہی نہیں ہے ہماری۔

مناہل: یار چھوڑ جلتے ہیں سب ہم سے۔

✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨

رائم آٹھ جاؤ یار میٹنگ ہے آج۔

بھائی ابھی ہی تو سویا ہوں۔

ہاں جی بلکل ابھی سوئے ہو تم۔

جلدی کرو۔ ریان کہتے ہوئے کھڑکی سے پردے ہٹا کر کمرے سے چلا گیا۔
وہ دو بھائی ایک دوسرے کی جان۔ بڑا بھائی ریان درانی اور چھوٹا بھائی رائم درانی۔ بچپن میں ماں باپ کا کسی نے قتل کر دیا تھا جس کی وجہ اور قاتل ان دونوں کو ہی معلوم تھے۔۔

انہوں نے دن رات کی محنت سے اپنے باپ کے بزنس کو شہرت اور کامیابی کی بلندی پر پہنچایا

تھا۔اج ان کا بزنس پاکستان کے ساتھ دنیا کے مختلف ممالک میں عروج پر تھا۔۔ دونوں بھائی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے۔ ریان خوبصورت لمبے قد کا، اپنی ماں کی طرح سرخ سفید رنگت، براون بال اور ہلکی ہلکی براؤن شیو، ہیرل براون آنکھیں اس کی خوبصورتی میں اضافہ کا باعث تھی۔۔

رائم درانی سفید رنگت، واللہ سبز انکھیں، کالے سلکی بال، عنابی لب، بنانے والے نے انتہا کا خوبصورت بنایا تھا۔

دونوں جیم جاتے تھے جس وجہ سے دونوں کے سیکس پیگ تھے۔

دونوں بھائی سر پھیرے تھے۔ جب غصہ آئے تو سامنے والے کا جب تک حشر نہ بگاڑ دیتے تب تک سکون نہ اتا۔ سنجیدہ مگر لوگوں کے لیے ایک دوسرے کے تو جگری یار تھے۔

جہازی سائز بیڈ پر لیٹے رائم نے کروٹ لی اور سبز نیند سے بھری آنکھیں کھول کر گھڑی کی طرف دیکھا۔ 3 بجے ان کی میٹینگ تھی۔ ابھی 2:20 ہوئے تھے۔ وہ بیڈ سے اٹھا اور وڈراب کھول کے اپنے کپڑے نکالنے لگا وہ زیادہ تر بلیک رنگ کے کپڑے پہنتا تھا۔ اس وقت بھی اس نے بلیک تری پیس نکالا تھا اور شاور لینے چلا گیا۔ شاور لے کر آیا تو ڈریسنگ کے سامنے کھڑے ہو کر خود پر بوڈی سپرے چھڑکا کالے خوبصورت بالوں کو سلیقے سے سیٹ کرنے کے بعد کوٹ پہن کر مکمل تیار ہوا۔ اور اپنے بیڈ روم سے باہر نکل ایا۔ زینے اترتا ہوا نیچے آیا جہاں

سامنے ریان گرے تری پیس میں ملبوس اس کا انتظار کر رہا تھا۔دونوں بھائی حسن میں اپنی مثال آپ تھے۔۔

واہ رائم درانی صاحب اتنا انتظار اگر میں اپنی کسی گرل گرینڈ کا کر لیتا نہ تو آج وہ میری بیوی ہوتی اور ہمارے پانچ چھے بچے اس گھر میں گھوم رہے ہوتے۔
ریان اسے گھور کر بولا۔

ہاہاہاہا یار بھائی آپ تو مجھے ڈایریکٹ پرپوز کر رہے ہیں۔

ابھی اتنا بھی برا وقت نہیں آیا میرا۔

ویسے یہ کتنی گرل فرینڈز تھی آپ کی جن کا انتظار کرنا تھا آپ کو۔
رائم خالص بیویوں والے انداز میں کمر پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ان دونوں کو پتا تھا آج تک ان دونوں کی زندگی میں کوئی لڑکی نہیں ائی۔

آہ میری جان مجھے کیا ضرورت تو ہے نہ میری بیوی۔۔
ریان مسکراتے ہوئے اس کی طرف آیا تھا۔

استغفرُ للہ استغفرُ للہ۔دستگیر جلدی سے گاڑی نکال نہیں تو تیرے رائم دورانی کی عزت گئی آج۔۔رائم دوسری طرف سے باہر بھاگا تھا۔

کمینے تو اب بیویوں کی طرح سوال کر پھر میں بتاتا ہوں تجھے۔۔
ریان بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔۔

میں تجھے اپنے ساتھ نہیں بیٹھاوگا جا جا کر اپنی گاڑی میں جا۔۔۔
رائم جلدی سے گاڑی لاک کرتے ہوئے مصنوعی ڈرتے بولا تھا۔۔

نہیں گاڑی تیری بیوی ایڈوانس میں جہیز میں لے آئی ہے چل دفع ہو گاڑی ان لاک کر نہیں تو میرے ہاتھوں سے مر جائے گا۔

ریان اسے گھور کر بولا۔ رائم گاڑی ان لاک کرتا خود دوسری طرف دروازے کے ساتھ لگ کر اسے دیکھ کر نظریں جکا گیا۔

اپنی یہ دو نمبر اکٹینگ بند کر پرانے زمانے کی ہیروئن نہ ہو تو۔

ہاں بھئی تو کوئی اتنا بھی ہینڈسم نہیں ہے جو میں تم پر ڈورے ڈالوں گا۔

رائم بھی دوٹوک بولا۔

✰✰✰ IB Rajpoot ✰ ✰ ✰ ✰ ✰

درانی انڈسٹری کے سامنے وہ دونوں گاڑی سے اترے رائم نے کوٹ اٹھار کر کندھے پر ڈالا ہوا تھا۔ وہ دونوں مغرور چال چلتے آفس میں داخل

ہوئے۔ سارے ورکرنے کھڑے ہو کر ان کو سلام کیا۔ وہ سنجیدگی سے جواب دے کر اپنے آفس میں داخل ہوئے۔

دستگیر آج کی میٹنگ کی فائل لے کر آؤ جی سر۔

دستگیر ان دونوں کا سب سے وفادار آدمی تھا۔ جو ان کے ہر کام اور بات سے واقف تھا۔ اس کے علاوہ کوئی بھی ان کے اصلی چہرے سے واقف نہیں تھا۔۔

بھائی مجھے کچھ اچھی وایبز نہیں آرہی۔۔ رائم کی چھٹی حس بہت تیز تھی جس وجہ سے اسے خطرے کی پہلے ہی خبر ہو جاتی تھی۔۔

کیا مطلب رائم۔

مطلب یہ بھائی میٹینگ میں کچھ گڑ بڑ ہے۔

رائم دھیان سے رہنا۔اب میٹینگ شروع ہونے والی ہے۔ تحمل سے سب ہینڈل کرنا ہے یہ ہمارے پانچ سال کی محنت ہے۔۔ریان رائم کی نسبت اپنے غصے پر جلدی قابو پالیتا تھا۔

وہ لوگ میٹینگ روم میں داخل ہوئے تو پہلے ہی مختلف ممالک کے لوگ وہاں براجمان تھے۔رائم اور ریان کو دیکھ کر سب کھڑے ہو گئے۔

میٹینگ شروع ہوئی تو مخالف پارٹی نے پہلے پریسنڈ ٹیشن دینا شروع کی۔

ڈیم اٹ ہمارا پروجیکٹ چوڑی کرنے کی ہمت کیسے ہوئی تم لوگوں کی۔۔رائم سامنے اپنے بنائے گئے پروجیکٹ کو دیکھ غصے سے پاگل ہونے کے در پر تھا۔۔

کیا مطلب رائم درانی آپ سے جب پروجیکٹ نہیں بن پارہا تو آپ نے ہم پر چوری کا الزام لگا دیا۔

شٹ اپ۔ بکواس بند کرو نہیں تو تمہیں یہی گاڑ دوں گا۔۔

رائم غصے سے ڈھارا تھا۔ شیر سی ڈھار سن کر سب خوف سے کانپ کر رہ گئے۔۔

رائم ریلکس یار غصہ کنڑول کر آفس جا میں وہی آتا ہوں۔

ریان ضبط سے سرخ آنکھوں کے ساتھ بولا۔۔

میٹینگ کل ہو گئی۔ اصل میں ہمارا پروجیکٹ کاپی کیا گیا ہے۔ کل تک ہم اپنا اس سے بھی شاندار پروجیکٹ پیش کرئے گئے تب تک آپ لوگ ہمارے ویلا میں رہے گئے۔۔

کیوں درانی برادرز ناکامی تم لوگوں کی ہے تو ہم سب کیوں انتظار کرے۔

اعجاز آفندی مخالف پارٹی کا سربراہ غرور سے بولا۔

کیوں کہ کل تک تم خود گھٹنے ٹیک کر معافی مانگو گئے اگر تمہارے گھٹنے سلامت رہے تو۔

رائم غصے سے پاگل ہوتا بولا۔۔

جب میرے بھائی نے بول دیا ہے کہ تم سب یہی رو کو گئے تو یہی رو کو گئے۔۔

رائم کہتا ہوا آگے بڑھا۔

سوری مسٹر رائم درانی ہم سب اب ادھر نہیں رو کے گئے ہم آپ کے ساتھ کوئی میٹینگ نہیں کرنا چاہتے۔۔ان میں سے ایک گورے نے کہا۔

رائم نے ایک نظر رایان کی طرف دیکھا تھا۔ جس نے اسے آنکھوں سے کوئی اشارہ کیا تھا۔۔

رائم نے سب کو سائیڈ مسکراہٹ پیش کی۔

اوکے، جیسے آپ لوگوں کی مرضی دستگیر۔

دستگیر جو وہی کھڑا تھا فورا آگے بڑھا

جی سر۔

ان میں سے کوئی بھی پاکستان سے باہر نہ جا پائے۔ یہاں موجود تیس کے تیس بندے اٹھا یا لو اور یہ لوگ درانی ویلا میں رہے گئے کل تک۔
اور ہاں اعجاز کے لیے سپیشل کمرہ بک ہے درانی پلس میں وہ وہی جائے گا۔ اگر کوئی مزاحمت کرتا ہے تو اڑا دو اسے۔

جی سر۔

یہ غلط ہے چھوڑ دو ہمیں۔ ہم پولیس کمپلین کرئے گئے۔۔۔۔

ہاہاہاہا یار رائم دیکھ تو یہ کیسے ڈرا رہے ہیں۔۔۔رایان جو اتنے وقت خاموش تھا قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

تم پاکستان کی پولیس کو چھوڑو ہم 12 ملکوں کی پولیس کو اپنی جیب میں لیے پھرتے ہیں بہت جلد اندازہ ہو جائے گا۔ چلو رائم افس۔

وہ تیس کے تیس لوگ اس وقت درانی برادرز کی قید میں تھے۔

دستگیر اور ہائی سیکیورٹی میں انہیں بار اگاڑیوں میں کیڈ نیپ کر کے لے جایا گیا تھا روڈ پر جہاں سے بھی گاڑیاں گزر رہی تھی لوگ مر مڑ کر دیکھ رہے تھے۔

گائیز شدید بھوک لگی ہے۔۔وہ لوگ کالج سے گھر جا رہے تھے جب روحا بولی۔

ماشاءاللہ تھوڑا کھایا کر کل کو کسی نے لڑکا نہیں دینا۔ ابھی کالج میں برگر، چکن کڑاہی اور پاستہ کھا کہ آئی ہے۔۔ مناہل گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے بولی۔۔

شرم کرو یار تم لوگ میرے نوالے گن رہے ہو۔ تم جیسے دوستوں سے اچھا تھا کہ بندہ ایک کتا پال لے کیوں جی سردار صاحب روحا نے ان کو غیرت دلاتے ہوئے شائمہ سے تصدیق کی۔ شائمہ کے پردادا کا نام سردار جعفری تھا جس وجہ سے ان کے خاندان کے سب لوگوں کا سر نیم سردار تھا۔ اکثر روحا لوگ اسے سردار ہی کہتے تھے۔ شائمہ اور دانین مزے سے ایک دوسرے کے سر سے سر جوڑے نیند کے مزے لے رہی تھی۔

روحا اور مناہل نے ایک نظر پیچھے دیکھا۔ ان دونوں کو سوتے دیکھ روحا اور مناہل نے ایک دوسرے کو آنکھوں سے اشارہ کیا جس پر شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ مناہل نے گاڑی کی سپیڈ بڑھادی۔ گاڑی اب ہواہوں سے باتیں کرتی ہوئی اپنی منزل پر رواں دواں تھی مگر ایک دم سے مناہل نے گاڑی کو بریک لگائی انہوں نے خود کو بڑھ وقت سنبھالا تھا مگر نین اور شائمہ اس جو سوئی ہوئی تھی اس آفت پر ایک دم سے پیچھلی سیٹ سے آگے والی سیٹ پر گری تھی۔

لاالااللہ، لاالااللہ۔ والاحولا۔۔اس اچانک آفت پر دونوں نے بے ساختہ کلمے پڑھنے شروع کر دیے۔

ان کی غیر ہوتی حالت دیکھ مناہل اور روحا کا چت پھاڑ قہقہہ گاڑی میں گونجا۔۔

دانین: بے غیرتوں شرم کرو۔اگر ہمیں ہاٹ اٹیک ہو جاتا تو پھر۔

شائمہ: ان میں شرم ہوتی تو ادھر ہوتی سہی کہتی ہے مس انوشہ، تم لوگ مر کیوں نہیں جاتی مر جاؤ بے غیرت۔۔وہ غصے سے لال پیلی ہوئی تھی۔ مناہل اور روحا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھے مسلسل ہنسے جا رہی تھی۔

روحا: نہ تم مجھے یہ بتاؤ تم لوگوں میں شرم ہے ہمیں کمپنی دینے کے بجائے خود سو رہی ہو۔اب نیچے اترو کھانا کھایے۔

شائمہ: لو جی ہور اللہ ہی تینوں رجائے۔

وہ لوگ کیفے میں چلی گئی۔

IB Rajpoot

وہ دونوں بھائی مضبوط قدم لیتے ہوئے درانی پلس کے بیسمنٹ میں داخل ہوئے ۔سامنے ہی اعجاز آفندی کو رسیوں سے باندھا گیا تھا۔

ہاں جی اعجاز آفندی تیرے بہت پر نہیں نکل آئے پر فکر نہ کر رائم درانی ان کو کاٹنا اچھے سے جانتا ہے۔

رائم اس کے سامنے کھڑے ہوتا بولا تھا۔ریان اطمینان سے ایک طرف کھڑا تھا اسے پتہ تھا رائم اچھے سے ہینڈل کر لے گا۔۔

دیکھو میں نے کچھ بھی نہیں کیا تم لوگ مجھے یہاں کیوں کے کر آئے ہو۔

اعجاز آفندی ڈر سے بولا۔

تیرے میں اتنی ہمت بھی نہیں ہے کہ تو کچھ کر سکے۔ چل سب سچ بتا کس کے کہنے پر ہماری کمپنی کا پروجیکٹ چوڑی کیا ہے۔اور اس سب میں کون کون شامل ہے۔۔

مجھے کچھ بھی نہیں معلوم جانے دو۔

تم ابھی رائم درانی سے واقف نہیں ہو کوئی بات نہیں میں اچھے سے سمجھا دیتا ہوں۔۔۔دستگیر جلدی سے میرا سارا سامان لے کر آؤ مجھے سرجری کرنی ہے۔

جی سر۔دستگیر گردن ہلاتا چلا گیا جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں عجیب و غریب آلات تھے۔۔

چل افندی تیرے پاس آخری موقع ہے۔ نہیں تو مجھ سے رحم۔ کی بھیک نہ مانگی۔

میں کچھ بھی نہیں جانتا۔

اس نے ان آلات میں سے ڈریل مشین نکالی اور اس کی کیبل ریان کی طرف پینکھی بھائی میری جان فری بیٹھے بلکل بھی اچھے نہیں لگ رہے چلے اسے سوئچ میں لگائے۔

ریان نے مسکراتے ہوئے سوئچ میں کیبل لگائی۔ رایان نے مشین آن کی اور ایک مسکراتی ہوئی نظر آفندی پر ڈال کر اس کا رائٹ ہاتھ سیدھا کیا۔

یار آفندی میری جانو تمہیں آج رائم درانی چھوٹا سا ٹریلر دیکھتا ہے۔۔ یار ریان جان چلے ادھر آئے آکر آفندی جانو کا ہاتھ پکڑے۔ رائم خالص بیویوں والے

انداز میں بولا۔ دستگیر کو پتا تھا کیا ہونے والا ہے اس لیے وہ جلدی سے باہر نکل گیا۔ کیوں کہ یہ دونوں بھائی سر پھرے تھے۔

ریان نے اعجاز کا ہاتھ پکڑا تو رائم نے سپاٹ چہرے کے ساتھ مشین اس کے ہاتھ پر رکھ کر ان کر دی اور اس کے ہاتھ میں سوراخ کرنا شروع کر دیا۔

بیسمنٹ میں ہر طرف آفندی کی چیخنے چلانے کی آوازیں گھونج رہی تھی۔ ریا۔ اور رائم کے کپڑوں اور منہ پر اس کا خون لگ چکا تھا۔

کیا ہو گیا کیوں چیخ رہے ہو۔ ابھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔ رائم نے اس کے ہاتھ پر سوراخ کر کے مشین کو آگے پیچھے حرکت دی جس وجہ سے اعجاز آفندی کو آپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی۔

میں بتاتا ہوں۔ بتاتا ہوں وہ چیختے ہوئے بولا۔

گڈ میرا بچہ یہ ہوئی نہ بات جلدی سے بتا۔

سلطان کے کہنے پر میں نے ایسا کیا تھا اس نے مجھ سے وعدہ کیا تھا مجھے ایسا کرنے پر سعودیہ کی حکومت دے گا۔۔وہ درد سے تڑپتے ہوئے بولا۔۔

اور کون کون شامل تھا تیرے ساتھ جلدی بھونک۔۔رائم۔نے غصے سے سرخ آنکھوں کے ساتھ اسے دیکھتے ہوئے مشین اس کے ہاتھ سے نکالی اور تیسری انگلی کے درمیان میں گسھادی۔افندی درد کی شدت سے اپنے حواس کھو رہا تھا

تمہاری کمپنی کے وہ دو افراد جن کو کسی نے قتل کر دیا تھا۔وہ سلطان نے ہی کیا تھا۔

ابھی نہیں اتنی جلدی حواس نہیں کھونے ادھر میری طرف دیکھ۔ریان غصے سے اسے بالوں سے پکڑ کر آنکھیں کھولیں رکھنے پر مجبور کر رہا تھا۔دستگیر گرم پانی لے کر آؤ۔

توسن کل خود اس بات کا اعتراف کرے گا کہ تم لوگوں نے پروجیکٹ چوڑی کیا ہے اور اس کتے کو بولنا کہ تیار رہے

بہت جلد اپنا بدلا لینے آئے گئے۔R.D

اعجاز آفندی

گینگ کا نام سن کر ہی بے ہوش ہو گیا تھا۔

R. R.D

اس گینگ کو پاکستان ہی نہیں ساری دنیا کے لوگ جانتے تھے۔پاکستان کے بچوں کو ان کی ماہیں ان کے نام سے ڈرا کر بات مناواتی تھی۔یہ گینگ انڈر ولڈ کی سب سے حطرناک گینگ تھی۔

رائم بس کرواسے اس قابل چھوڑنا ہے کہ یہ کل میٹینگ اٹینڈ کر سکے۔

ہہم چلو پہلے سلطان کو مزہ چکھا کے آتے ہیں۔وہ بیسمنٹ سے نکلتے اپنے سیکرٹ روم میں گئے تھے۔جہاں سامنے ایک دیوار پر ایک بڑی سی سیکر ہن روشن تھی اس پر سلطان کے بیس اڈدوں کی سی سی ٹی فوٹیج چل رہی تھی۔
اور دو دیواروں پر شیشے کی ریک بنائی گئی تھی جن پر ہر طرح کا اسلحہ رکھا ہوا تھا۔

ریان کوئی انتظام ہے۔

ہاں انتظام تو زبردست ہے۔بس تو ادھر بیٹھ جا۔اور دیکھ اس سلطان کے ساتھ میں کیا کرتا ہوں۔
ریان نے کہتے ہوئے ایک بیگ سے بیس ریموٹ نکالے۔

یہ لے رائم آجافری فایر کھیلتے ہیں۔ریان نے کچھ ریموٹ رائم کی طرف بڑھائے

۔

رائم نے ایک نظراس کی طرف دیکھااوراس ریموٹ کا بٹن دبایا۔بٹن کاڈبانا تھا کہ سلطان کاایک اڈاتباہ وبرباد ہو گیا۔

سیریس لی بروبمب فٹ کروائیں ہیں آپ نے۔مزہ آگیاہے۔پھر دیر کس بات کی ہے۔

دیکھتے ہی دیکھتے دونوں نے اس کے بیس کے بیس اڈے تباہ کر دیے تھے۔

✨✨✨✨IB Rajpoot✨✨✨✨

سلطان اس نقصان پر غم وغصہ سے پاگل ہوا تھا۔

آہ درانی برادرز چھوڑوگا نہیں تم لوگوں کواب میرے وار کے لیے تیار رہو۔

سلطان نے ایک بہت بڑاپلین بنایا تھا۔

اب دیکھو ریان درانی تمہارے اتنے ٹکڑے کرو گا کہ تمہارے بھائی سے سنبھالے ہی نہ جائے گئے۔

اگر ریان مر جائے تو رائم کیسے زندہ رہ سکے گا۔

سلطان زور سے قہقہہ لگا کے ہنسہ۔

✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨

بابا میری جان میرے دل کا ٹُوٹا۔اپ اتنے پیارے کیوں ہے۔روحا ذیشان صاحب کے گلے میں باہیں ڈال کر بولی۔

اے مینڈک میرے بابا کو کیوں مسکے لگا رہی ہے۔

فرحان روحا کا بھائی اسے دیکھ کر بولا۔روحا اور فرحان دو بہن بھائی ہیں۔ذیشان صاحب کی شادی ان کے رشتہ داروں میں ہی ہوئی تھی۔ذیشان صاحب بھی دو ہی بھائی تھے۔دونوں بھائی ساتھ ہی رہتے تھے۔روحا کی پیدائش کے کچھ مہینوں

بعد ایک ایکسیڈنٹ میں روحا کی ماما اور چاچو کی ڈیت ہو گئی تھی۔ جس کے بعد روحا کے بابا نے اس کی چچی سے شادی کر لی تھی۔ چچی روحا کو منحوس سمجھتی تھی ۔اس لیے اس پر بہت ظلم کرتی تھی۔ فرحان روحا کا سوتیلا بھائی تھا۔۔

تمہیں کوئی تکلیف میں جو مرضی کرو۔ زرافہ نہ ہو تو۔

انسان بن جاؤ۔ روحا کیا ہوا تمہیں۔۔

بابا ساری دوستیں باہر کھانے پر جا رہی ہیں مجھے بھی جانا ہے۔

میں نے بولا تھا نہ بابا کوئی نہ کوئی بات منوانی ہو گئی۔ بابا بلکل بھی نہیں جانے دینا
حالات اتنے خراب ہے آج کل
R. R.D گینگ کے ہاتھ لگ گئی نہ تو ٹکڑے ٹکڑے کر دیے گئے وہ لوگ۔ اج کل ویسے بھی بہت سے لوگوں کو مار رہے ہیں وہ۔

ہاں کبھی تمہیں اٹھا کر لے جائے نہ مجھے تو بہت خوشی ہو گئی۔

بابا میں نے جانا ہے نہ پلیز۔۔

اس وقت لڑکیاں گھر سے نکلے تو سو حادثات ہو جاتے ہیں۔ نادیہ بیگم نے بھی بات میں شامل ہونا ضروری سمجھا۔ روحا غصے سے کمرے میں چلی گئی۔

بعد میں اسے پرمیشن مل گئی تو وہ خوشی سے گاڑی سٹارٹ کر مناہل کے گھر کے باہر اس کا ویٹ کرنے لگی۔ مناہل کے آنے کے بعد انہوں نے دا نین کو لیا۔

گائز چوتھی بے غیرت کا کیا کرئے۔

نین میوزک تیز کرتے ہوئے بولی۔

یار اس کو میں نے فون کیا تھا بول رہی تھی سونے لگی ہے وہ۔اس کی ساس نے ناک میں دم کیا ہوا ہے اس کے۔۔

روحانے بولا۔

چل یار کچھ نہیں ہوتا شغل لگا کے آتے ہیں۔

نین نے مسکرا کر بولا۔

اللہ داواسطہ ہے یار کیوں اس دی ساس نوں چھیڑنا اے۔

شائمہ پنجابی میں بولی۔

سردار صاحب ٹینشن نہ لو اس دی ساس نوں وی تاک لیسا۔

روحانے کہتے ہیں گاڑی ان کی گلی کے موڑ پر روکی اور خود وہ لوگ پیدل چل کر ان کی گلی میں داخل ہوئی۔

کیوں کہ مناہل کی ساس انہیں دیکھ کر دروازہ ہی نہیں تھی کھولتی اور پھر یہ بے شرموں کی طرح دیوارے پلانگ کر اندر جاتی تھی۔۔

یار چلو واپس چلتے ہیں چھوڑو کھانا وغیرہ کھا کر نکلتے ہیں واپس۔
روحا جو سب سے آگے تھی وہی سے سب کو واپس لے سئ۔

خیر تے ہیں نہ روح۔ شائمہ نے بولا۔

جی سردار صاحب کل شغل سنا گئ۔

او کے جی۔

انہوں نے ریسٹورنٹ سے کھانا کھایا اور واپسی کے لیے نکلے۔
روحا ان تینوں کو اتار کر واپس آ رہی تھی۔

جب آدھے راستے میں ایک دم اسے ایک ساتھ بہت سے فائر کی آواز آئی وہ بہت زیادہ ڈر گئی تھی۔اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ واپس جائے یا اپنے گھر۔ مگر یہ سوچ کر کہ اس کا گھر قریب ہے جبکہ نین لوگوں کا دور ہے اس نے گاڑی کی سپیڈ بڑھادی مگر ایک دم کیسی کے آگے آنے پر اس نے گاڑی روک دی۔۔ ڈر سے اس کے ہاتھ پاؤں سن ہو گئے تھے۔۔

گاڑی کے سامنے خون سے لے پٹ پڑھے آدمی کو دیکھ وہ ڈرتی ہوئی گاڑی سے باہر نکلی۔

اس نے اس آدمی کو سیدھا کیا۔

ریان درانی رائم کی گاڑی لے کر نکلا تھا اچانک رستے میں گاڑی روک جانے پر وہ حیران ہوا۔اسنے کمر سے پسٹل نکالنے کے لیے ہاتھ پیچھے کیا پر اس کے پاس پسٹل نہیں تھی۔اس کو یاد آیا تھا کہ وہ شاور لینے گیا تھا تب پیسٹل ڈریسنگ پر رکھ کر گیا

تھا۔ مگر جب شاور لے کر آیا تھا تو اس وقت پیسٹل وہاں نہیں تھی اور اس نے بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی تھی۔ اسے سمجھ لگ گئی تھی کہ یہ دوشمن کی ہی چل ہے ۔اور ان کے اپنے آدمیوں میں سے کوئی اس میں شامل تھا۔

اس نے گاڑی کی سیٹ کے نیچے سے گن نکالی وہ رائم کی گاڑی لے آیا تھا اس میں گن تھی۔ ابھی وہ سنبھلہ ہی نہیں تھا کہ سلطان کے آدمیوں نے اس پر فائر کھول دیے۔ وہ اختیاط سے گاڑی سے نکلتے ہوئے جوابی وار کرتا گیا۔ سلطان کے آدمی خیر ان رہ گئے تھے۔ کیوں کہ ان کے مطابق گاڑی کی بریک فیل کی گئی تھی اور ریان کے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہو گا۔ مگر گاڑی تو روڈ پر رکھے گئے لیکن گاڑی تو روڈ پر رکھے کیل لگنے کی وجہ سے روکی تھی۔

ریان نے ان پانچوں کو مار کر اپنی گاڑی میں ان کا ایک آدمی بیٹھا کر اس پر پیٹرول چھڑک کر آگ لگادی تھی۔ تاکہ سلطان کو لگے کہ ریان مر گیا ہے۔ ریان کو اس دوران دو گولیاں لگ گئی تھی۔ کافی زیادہ زخمی بھی ہوا تھا اس وجہ سے وہ پہلے یہاں سے نکلنا چاہتا تھا۔ وہ چلتا ہوا دوسری روڈ پر چلا گیا مگر خون زیادہ بہنے کے

وجہ سے اب اس کی آنکھیں بند ہو رہی جب اچانک کسی گاڑی کے سامنے آنے پر وہ اس سے ٹکرا کر نیچے گرا۔

اگر میں انہیں گھر لے گئی تو چاچی مجھے ڈانٹے گئی۔ روحا نے اس کی جیب سے والٹ نکالا اور شکر کیا اس میں ریان کا آئی ڈی کارڈ موجود تھا۔ پھر اس نے اس کی دوسری جیب چیک کی اس میں اس کا فون تھا۔ روحا نے اس کی فینگر سے فون ان لوک کیا اور سب سے پہلے والے نمبر پر کال کی جو "میرا کمینا" نام سے سیف تھا۔

پہلی بیل پر کال اٹینڈ کر لی گئی۔

یار بروآپ کا دو منٹ بھی میرے بغیر دل نہیں لگتا۔

دیکھے آپ جو کوئی بھی ہے مسٹر ریان زخمی ہے انہیں گولیاں لگی ہے پلیز آپ ان کو لے جائے۔

برو کو بتادے میرے ساتھ مزاق نہ کرئے۔

دیکھے ان کی کنڈیشنز بہت خراب ہے میں آپ کو اڈریس بتا رہی ہوں یہاں آکر لے جائے انہیں۔

روحا جلدی سے کہتی فون بند کر گئی۔۔

روحا نے اسے روڈ کے درمیان سے ہٹا کر ایک سائیڈ پر لیٹایا اور اپنی گاڑی سٹارٹ کر کے روڈ سے دور کھڑی کر دی تا کہ آنے والا اسے نہ دیکھ سکے۔

IB Rajpoot

رائم جب اس ایڈریس پر پوچھنا تو ریان کو دیکھ کر اس کے قدم وہی جم گئے نہیں میرا برو نہیں ہے یہ۔دستگیر دیکھو یہ میرا ریان نہیں ہے نہ۔مزاق کر رہا ہے نہ۔ دستگیر جلدی سے گے بڑھا۔۔

رائم سر ریان سر کی کنڈیشن کافی خراب ہے انہیں دو گولیاں لگی ہیں اور کافی زخمی بھی ہے انہیں ہسپتال لے کر جانا ہو گا۔

دستگیر کی بات پر رائم ہوش میں آیا اور جلدی سے ریان کو گود میں اٹھا کر گاڑی میں ڈالا۔جلدی ڈرائیو کرو دستگیر میرے برو کو کچھ نہیں ہونا چاہیے۔

وہ ریان کا سر گود میں رکھے اسے دیکھے جا رہا تھا۔اس کی آنکھوں کے سامنے ریان کے ساتھ گزارے لمحے گھومے۔۔۔

اسے لگا اگر ریان کو کچھ ہو گیا تو وہ بھی زندہ نہیں رہ پائے گا۔ہسپتال کے سامنے گاڑی روکی تو وہ جلدی سے اسے اٹھا کر اندر کی طرف بھاگا۔۔

ڈاکٹر باہر آؤ جلدی سے میرے برو کو ٹھیک کرو۔

ڈاکٹر اسے دیکھ کر فورا بھاگے آئے رائم درانی اور ریان درانی کو کون نہیں جانتا۔
ڈاکٹر نے جلدی سے ریان کو آئی سی یو میں منتقل کیا۔

دستگیر تمہارے پاس صرف پانچ منٹ ہے مجھے پانچ منٹ کے اندر ساری انفارمیشن چاہیے یہ سب کس نے کروایا ہے۔اور ہاں جس لڑکی نے کال کی تھی مجھے وہ لڑکی بھی چاہیے۔

جی سر۔دستگیر کہتا وہاں سے نکل گیا۔
اتنے میں ڈاکٹر آئی سی یو سے باہر ایا۔

کیسا ہے میرا برو۔

انہیں دل کے پاس گولی لگی ہے۔ ہمیں ان کا آپریشن کرنا ہو گا بچنے کے چانسز کم

بس ایک لفظ بھی منہ سے اور نکلا نہ تو یہی گاڑ دوں گا۔اگر میرے ریان کو کچھ ہوا نہ تو سارے ہسپتال کو آگ لگا دوں گا۔۔

اس نے ڈاکٹر کو گریباں سے پکڑ کر دیوار پر دے مارا۔۔

سارا عملہ اکٹھا ہو گیا تھا۔

انہوں نے بہت مشکل سے اسے تسلی دے کر بیٹھایا تھا۔۔

پورے پانچ منٹ میں دستگیر رائم کے سامنے تھا۔

سر انفارمیشن نکال لی ہے یہ سب سلطان نے کیا ہے اس میں ہمارے آدمی بھی شامل تھے۔سارا پلین بنایا گیا تھا۔ریان سر کی گاڑی آپ کے پاس تھی وہ جو گاڑی کی بریک فیل ہوئی تھی وہ بھی ریان سر کو مارنے کے لیے تھا پر وہ آپ کی گاڑی لے گئے تھے۔اور وہ لڑکی بھی پلس میں ہے۔اس کے متعلق ساری معلومات اس فائل میں ہے اس کے کے بارے میں کوئی بھی ایسی معلومات نہیں

ملی جو یہ بتا سکے کہ وہ اس سب میں شامل ہے۔ دستگیر ایک ہی سانس میں ساری انفارمیشن دے کر خاموش ہوا تو۔ رائم نے اسے آرڈر دیا۔

جو جو اس میں شامل تھا وہ مجھے چاہیے۔ اور اس لڑکی کو بھی وہی رہنے دو۔ میں خود آ کر دیکھ لیتا ہوں۔ تیاری کرو آج رات سلطان کو سکون کی نیند نہیں آنی چاہیے۔ تم گاڑی نکالو میں آتا ہوں۔۔

IB Rajpoot

وہ کافی دیر دروازے پر لگے شیشے سے اندر لیٹے ریان کی طرف دیکھ رہا تھا۔۔

بھائی یار ٹھیک ہو جاؤ پھر مل کر سب کا ختمہ کرئے گئے۔۔
میں وعدہ کرتا ہوں جس نے بھی یہ سب کیا ہے نہ اس کی جان لے لوں گا کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا۔

وہ ہسپتال میں اس کے لیے سیکیورٹی ٹائیٹ کرتا باہر نکلا آنکھوں میں نرمی کی جگہ سختی نے لے لی تھی۔۔گاڑی میں بیٹھ کر دستگیر کو گاڑی ڈرائیو کرنے کا آرڈر دیا۔۔

مال میں گاڑی روکو۔مال میں جا کر ان لوگوں نے اپنا کیٹ آپ چینج کیا تھا۔۔

اب ان کا رخ اس ریسٹورنٹ کی طرف تھا جہاں سلطان کی فیملی آج ڈینر پر گئی تھی۔۔۔دستگیر تمہیں اپنا کام پتا ہے نہ۔

جی سر۔پتا ہے مجھے۔اپ فکر نہ کرے۔۔

ارے کون ہے۔آپ ہوٹل بک ہے سر آپ اندر نہیں جا سکتے۔اس کی بات پر رائم نے اس کی جیب میں پیسوں کی گڈی نکال کر ڈالی۔

جی سر آئے آپ پلیز وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

دستگیر اور وہ دونوں ویٹرز والے کپڑوں میں تھے۔۔
رائم وہاں سے سیدھا واشروم چلا گیا جب کہ دستگیر کولڈ رنک والی ٹرے لے کر ان کے ٹیبل کی طرف بڑھا۔اور وہاں جاتے ہی آپنے محسوس ٹار گیٹ پر پنھک دی۔

آہ سوری سوری میں نے نہیں دیکھا غلطی سے ہو گیا۔دستگیر جلدی سے بولا سلطان کی سیکیورٹی فوراان کے پاس آئی اور دستگیر کو پکڑ کر دیوار کے ساتھ مارا۔ لیکن ان میں۔سے ایک عورت نے انہیں مانا کر دیا۔

جن پر دستگیر نے کولڈ رنک گئ تھی ان میں سے دو سلطان کے بھائی تھے اور ایک داماد تھا۔

سر میں آپ کی ہیلپ کرتا ہوں۔ وہ ان تینوں کو لے کر واشروم چلا گیا جہاں پہلے سے ہی رائم موجود تھا۔

ان کے واشروم میں داخل ہوتے ہی رائم ان پر ٹوٹ پڑا انہیں کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے وہ ان کو اچھا خاصا زخمی کر چکا تھا۔

ان کو بیک ڈور سے لے کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

چلو دستگیر۔

چھوڑو ہمیں تمہیں پتہ نہیں ہے ہم کون ہے۔

منہ بند اگر ذرا سی بھی آواز نکلی نہ ٹکڑے ٹکڑے کر کہ یہی پھینک دوں گا۔

سلطان کو فون ملاو دستگیر۔

جی سر۔ دستگیر نے فون سلطان کی طرف بڑھایا۔

کتے اپنے آپ کو بچا سکتا ہے تو بچا لے۔رائم زخمی شیر کی طرح ڈھارا۔

ہاہاہاہا لگتا ہے ریان کی موت نے پاگل کر دیا ہے۔دوسری طرف سلطان قہقہہ لگا کر بولا۔اس کی بات پر رائم۔غصے سے کھول اٹھا تھا۔

اس نے جیب سے چاکوں نکالا اور سامنے بیٹھے اس کے بھائی کی بازوں میں گاڑ دیا۔

وہ درد سے چیخا باقی دونوں بھی چیخے تھے۔

سن سلطان یہ تیرے ہی بھائی ہے نہ ان کو تڑپا تڑپا کر نہ مارا تو میرا۔نام بھی رائم درانی نہیں تو اپنی موت کے لیے تیار ہو جا۔

دیکھ رائم انہیں چھوڑ دے۔

چھوڑدوں گا تیرے پاس بھیج دوں فکر نہ کر۔وہ اس وقت زخمی شیر تھا۔

✿✿✿✿✿✿ IB Rajpoot ✿✿✿✿✿✿
✿✿

روحالو گوں نے اج لاہور گھومنے جانا تھا پر راستے میں ہی کسی نے اسے کیڈنیپ کر لیا تھا۔

اس کے بعد سے وہ اس بیسمنٹ میں بند تھی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ڈر کی وجہ سے اس کی جان نکل رہی تھی۔اس نے دروازہ کھٹکھٹایا پلیز کوئی ہے

مجھے کھولو۔کیوں لایا ہے مجھے یہاں کوئی ہے۔مجھے گھر جانا ہے۔وہ چیخ چیخ کر تھک گئی تھی۔اب تو اس کا گلا خشک ہو گیا تھا۔

اتنے میں اسے باہر سے کسی کی آواز آئی تھی۔

یار سمیر یہاں کون سی لڑکی ہے اس گھر میں تو کبھی بھی لڑکی نہیں آئی۔ پھر آج ہاشر یار چھوڑ سر کو کسی بھی بات کی خبر ہو گئی نہ تو ہم گئے کام سے۔
نہیں پتا چلے گا ویسے بھی آج آخری دن ہے یہاں سلطان نے کہا ہے کہ کل بلا لے گا ہمیں۔ اگر سر کو پتہ چل گیا تو بولے گئے کہ بھاگ رہی تھی۔

وہ دونوں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو نظر روحا پر پڑی جو دیوار کے ساتھ بیٹھی تھی۔

کون ہو تم کیوں لائے ہو تم ہمیں یہاں نکالو مجھے یہاں سے۔

سر نے لڑکی تو چن کے لائی ہے۔ لیکن سن ہم ایسا ویسا کچھ بھی نہیں کرئے گئے چل ادھر سے کسی اور کو بھی پتا چل گیا تو ہمارے لیے مسلہ ہو گا نہیں پتا چلے گا۔

روحاان کو باتیں کرتا دیکھ وہاں سے بھاگی تھی پر اسی وقت ان میں سے ایک نے سے بازوں سے پکڑ کر کھینچا تھا اس ڈوپٹہ اس دوران گر چکا تھا۔ روحا نے اس شخص کے منہ پر تھپڑ مارا تھا جس سے وہ مزید اشتعال میں آ گیا تھا اس نے روحا کو بالوں سے پکڑ اس کا سر دیوار پر مارا۔ اس کے سر سے خون نکلنے لگا۔

تیری اتنی ہمت تو نے مجھے تھپڑ مارا ہے میں تجھے بتاتا ہوں۔
روحا نے اپنے آپ کو بچانے کی ایک اور کوشش کرتے ہوئے اس پسلیوں میں کہنی ماری اس نے روحا کو چھوڑ دیا تھا روحا باہر کی طرف بھاگی تو پاس کھڑے دوسرے شخص نے اس کی بازوں پکڑے کی کوشش کی مگر اس کی قمیض کا بازوں اس کے ہاتھ میں آیا جس کی وجہ سے اس کی قمیض کا بازوں پھٹ گیا تھا۔ وہ پھر بھی اپنی عزت بچانے کے لیے بھاگی تھی۔

سمیر پکڑ اس کو اگر باہر چلی گئی تو سر ہمیں مار دے گئے۔۔ سر میں اٹھتے درد کی وجہ سے اس کی آنکھیں بار بار بند ہو رہی تھی مگر وہ ہمت کرتے بھاگی۔۔

رائم ان تینوں کو لیتا بیسمنٹ کی طرف آیا وہ روحا کو مکمل فراموش کر چکا تھا ابھی وہ اسی طرف جا رہا تھا جب سامنے سے بھاگتی ہوئی روحا اس کے سینے سے لگی۔۔ روحا جو اپنے دھیان بھاگ رہی تھی سامنے سے آتے رائم کے سینے سے لگی تھی۔ روحا گھبرا کر پیچھے کی جانب قدم اٹھانے لگی۔

دور رہو مجھ سے۔۔۔وہ ایک ہاتھ سر پر رکھے ہوئے بولی اور دوسرے سے خود کو چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔

کون ہو تم۔اسکی خالت دیکھ کر رائم نے اپنا کوٹ اٹھا کر اس پر دیا۔روحا نظر اٹھا کر اسے دیکھ گئی رائم درانی۔

سر یہ وہی لڑکی ہے جس نے سر کو فون کیا تھا۔

۔دستگیر جلدی سے بولا۔

اس کی یہ حالت کس نے کی دستگیر میں نے کبھی عورت کو اپنا نشانہ نہیں بنایا۔۔۔

رائم۔غصے سے چیخا تھا۔

اسکی بات پر روحا کو کچھ سکون ہوا تھا مگر پیچھے ان دونوں کی آواز سن کر اسے کوئی جائے پناہ نہ ملی تو وہ سر کر رائم کا بازوں پکڑ کر اس میں چھپنے کی کوشش کرنے لگی۔اور ہاتھ سے بات بار پیچھے کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

جب ہی وہ دونوں وہاں ائے۔

رائم۔کی آنکھیں غصے سے سرخ ہوئی تھی۔

مجھے بچالو یہ گندے لوگ ہے۔انہوں نے مارا ہے مجھے۔یہ مجھے گندی کرنا چاہ۔۔۔

اس کی بات ابھی مکمل بھی نہ ہوئی تھی۔جب۔رائم۔نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔رائم کے آدمیوں نے ان دونوں کو پکڑ لیا تھا۔

تاہم نے روحا کو ہٹا کر ایک سائیڈ پر کھڑا کیا اور ان دونوں کی اچھی خاصی دھلائی کرنے کے بعد ابھی وہ مڑا ہی تھا جب روحا کی چیخ ایک بار پھر فضا میں گونجی تھی۔

رائم نے جلدی سے مڑ کر ان کی طرف دیکھا۔

سلطان کے بیٹے نے اس کی توجہ ان دونوں کی طرف دیکھ روحا کو پکڑ لیا تھا۔۔

رائم درانی اگر تم نے ذرا سی بھی حرکت کی تو میں مار دوں گا اسے۔اس نے روحا کے بالوں کو زور سے کھینچا تھا۔درد کی شدت سے وہ آہستہ آہستہ اپنے حواس کھو رہی تھی۔

رائم۔۔اس نے درد کی شدت سے اسے پکارا تھا۔اسے نہیں تھا پتہ رائم کون ہے بس اسے اس وقت اپنا محافظ لگا تھا۔جو سب سے بچا لے گا۔

روحا کے اس طرح پکارنے پر رائم کا دل گویا کسی نے مٹھی میں نوچا تھا۔
اسی لمحے پیچھے سے رائم کے آدمی نے اس کے سر پر مارا تھا۔

اسی پل رائم نے روحا کو کھینچا تو وہ اس کے سینے سے آکر لگی دستگیر یہ سب مجھے بیسمنٹ میں چاہیئے سمجھ ائی۔
وہ ان کو لے گیا

لڑکی دیکھو وہ چلے گئے تو رائم نے اسے خود سے دور کیا مگر اگلے ہی پل وہ رائم کی باہوں میں جھول گئی تھی۔

شیٹ میں یہ کیسے مان لوں یہ لڑکی اس سب میں شامل ہو گئی۔

رائم اسے اٹھا کہ گھر کے اندر داخل ہوا۔ڈاکٹر سے اس کا ٹریٹمنٹ کروانے کے بعد دستگیر کو بول کر اس کی بہن کو بلایا۔روحا کے کپڑے جو اس نے ابھی

منگوائے تھے انہیں نوراں دستگیر کی بہن کو دے کر اسے چینج کروانے کا کہا اور خود بیسمنٹ میں چلا گیا۔

اس کے وہاں داخل ہوتے ہی وہ پانچوں ڈر سے کانپنے لگے دستگیر۔ کمرہ تیار کرو۔ جی سر۔

ان پانچوں کو الٹا لٹکا دو۔۔ وہ کمرے میں داخل ہو کر بولا۔

خود باکسنگ والے گلاوز پہن کر ان پر پنچینگ پیگ کی طرح مکے مار کر پریکٹس کرنے لگا۔ کچھ دیر بعد۔ ساری سیکیورٹی کو بلاؤ اور سب کی پریکٹس کراو۔ اتنی سی مار کھانے کے بعد نڈھال ہو گئے ہو ابھی تو میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔

دستگیر کھولو انہیں۔۔

ان پانچوں کو کھول کر دیوار کے سامنے لے کر گئے جیسے دیکھ ان کی اوسان خطا ہو گئے۔

دیوار پر ایک ایسی لوہے کی شیٹ لگائی گئی تھی جس کے اوپر لمبے سے نوکیلے کیل لگے تھے۔

رائم کے اشارے پر ان کے بازوں پکڑ کر دیوار پر بنے ہاتھ کڑیوں کی طرح بنے ایک آلے میں دیے اور پاؤں والی جگہ پر پاؤں دیے۔

اب حال یہ تھا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخصوص ہاتھ کڑیوں میں باندھے تھے اور ان کی کمر پر وہ کیل تھا۔

رائم کے اشارے پر جیسے ہی دیوار سے جوڑا بٹن دبایا تو ہاتھ کی زنجیریں پیچھے سے کینچھنے ہوئی جس وجہ سے وہ کیل ان کی کمر میں گھس رہے تھے۔ وہ چیخ چیخ کر تھک گئے تھے مگر ان منہ پر کپڑا باندھ گیا تھا جس سے ان کی آواز ہی نہیں آ رہی تھی۔ اچانک بٹن دبانے پر وہ کیل مکمل ان کے اندر گھس گیے تھے۔

آدھے گھنٹے بعد ان کو وہاں سے کھولا گیا تو ان میں سے کچھ بے خوش ہو چکے تھے۔ان سب کو

حوش میں لاو۔ گرم پانی پھینکھوان پر۔
گرم پانی پھنکنے سے ان کے زخم اور زیادہ درد کرنے لگے تھے۔۔

اب ان کی سزا مختلف ہے۔ تم دونوں نے اس لڑکی کے ساتھ جو کیا ہے اس کی سزا تمہیں مل کے رہے گئی۔
صائم ان دونوں کو خشرات والے کمرے میں پھینک کر آؤ۔اور ان تینوں کے لے دستگیر مجھے سامان لا کر دوں میں ان کی سرجری کروں۔

کمرہ خون سے بھرا پڑا تھا۔ وہ دونوں ہی ہاں میں سر ہلاتے ہوئے چلے گئے۔

دستگیر نے ڈریل اس کے ہاتھ میں پکڑائی تو اس نے اسی مقام پر سوراخ کیے جہاں ریان کو گولیاں ماری گئی تھی۔

آدھے گھنٹے بعد ان کو گاڑی کے ساتھ باندھ دیا گیا۔

چلو شیر و سلطان کے گھر چلے اس کے کتوں کی مہندی دینے۔
گاڑی سٹارٹ ہونے پر وہ پانچوں گاڑی کے پیچھے گسٹھتے جا رہے تھے۔

✨✨✨ IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨

اوئے سلطان باہر نکل۔ دیکھ تو کون آیا ہے۔

سلطان بھاگتا ہوا باہر ایا۔ مگران کی خالت دیکھ کر گن پکڑ کر رائم پر فائر کرنے لگا تھا مگر اس کی آواز پر روک گیا۔

کیا رہے سلطان تجھے تیری باقی کی فیملی نہیں عزیز کو ان کو دیکھ کر ان کو مروانا چاہ رہا ہے۔ باقی فیملی میرے قبضے میں ہیں چھوڑ دوں گا۔ اپنا گفٹ تو لے اٹھا ان کو گاڑی گندھی ہو رہی ہے۔

رائم درانی میں جان لے لوں گا تم سب کی۔ چھوڑو گا نہیں۔۔

میں نے منع کیا تھا نہ دور رہنے کو بولا تھا نہ۔ پھر بھی تو نے میرے بھائی کو زخمی کیا اس کا بدلا تھا یہ۔ اب ایسا کبھی سوچنا بھی نہ نہیں تو اگلی بار لاش بھی نہیں دوں گا کسی کی۔

وہ کہتا ہوا سٹائل سے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتا ہوا چلتا ہوا واپس جانے لگا جب مڑ کر سلطان کو آنکھ مار کر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨

وہاں سے نکلتے ہی رائم کے چہرے پر چٹانوں سی سختی آگئی تھی۔

گاڑی درانی پلس میں داخل ہوئی تو وہ سیدھا اس کمرے کی جانب بڑھا جہاں روحا تھی۔

روحا کو خوش آچکا تھا۔ وہ بیڈ پر بیٹھی اپنے ساتھ ہوئے واقعے کے بارے میں سوچ رہی تھی جب ایک دم سے دروازہ کھولا اور رائم درانی اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ گھبرائی۔

چلو لڑکی سچ سچ بتاؤ کون ہو تم اور کس کے لیے کام کرتی ہو۔

کیا مطلب میں کچھ سمجھیں نہیں ہوں۔

لڑکی مجھے معلوم ہے۔ تم بہت اچھا ناٹک کر لیتی ہو مگر رائم درانی کے سامنے یہ سب نہیں چلے گا۔

وہ اس کی جانب قدم اٹھاتے ہوئے بولا

دیکھو میں تمہیں نہیں جانتی۔

روحا ڈر سے بیڈ کرون کے ساتھ چھپکتی ہوئی بولی۔

یہی تو تم مجھے جانتی نہیں ہو اس لیے ابھی تک اتنے سکون میں ہو۔

وہ طنزیہ مسکرایہ تھا۔

اور روحا اس کے چہرے سے نظریں ہی نہیں ہٹا پائی تھی۔

میں مانتا ہوں کہ بہت خوبصورت ہوں لیکن تم مجھ پر ڈورے بعد میں ڈالنا مجھے سب سچ سچ جاننا ہے۔

دیکھو میں کچھ بھی نہیں جانتی۔

اسی لمحے رائم نے غصے سے اسے بالوں سے پکڑ کر سامنے کیا۔

اب بتاؤ تم نے میرے بھائی کے نمبر سے فون کیا تھا۔اس وقت وہاں تم تھی اور ہمارے پہنچنے پر وہاں سے غائب ہو گئی تمہیں کیا لگا تم سلطان کے کہنے پر یہاں آؤ گئی اور مجھے پتا بھی نہیں چلے گا۔

روحا کے سر میں پہلے ہی درد سے ٹھیس اٹھ رہی تھی اور رائم کے ظالمانہ انداز میں بال کھینچنے پر وہ بال چھوڑنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے رونے لگی۔

میں وہاں سے گزر رہی تھی جب تمہارا بھائی میری گاڑی کے سامنے آیا تھا تو میں نے اس کی ہیلپ کرنے کے لیے اس کے فون سے فرسٹ نمبر پر کال کی تھی مجھے نہیں پتا تھا کہ یہ تمہارا نمبر ہے۔میں۔۔

بس اور بکواس نہیں مجھے سب جاننا ہے اگر تم میرے بھائی کو بچانا چاہتی تھی تو تم اسے ہسپتال لے کہ جاتی نہ کہ فون کر کہ غائب ہو جاتی۔

وہ اس کے بال چھوڑ غصے سے اس کے منہ پر دھاڑا تھا۔

میں وہی تھی جب تم لوگ آئے تھے۔میں نے گاڑی سائیڈ پر کھڑی تھی۔میں نہیں لے کہ جا سکتی تھی اسے ہسپتال نہ ہی اپنے گھر۔

وہ روتی ہوئی اسے اپنی بات کا یقین دلانے لگی۔

ایسے نہیں منہ کھولو گئی نہ تم پھر ایسے ہی سہی۔وہ اسے بازوں سے گھسٹے ہوئے باہر لے جانے لگا۔

میرا یقین کرو تم میری دوستوں سے پوچھ لو۔بلکے تم اس ریسٹورنٹ سے معلوم کرلو ہم وہاں کھانا کھانے گئے تھے۔ تم مجھے کیڈنیپ کر سکتے ہو تو وہاں سے معلوم بھی کر سکتے ہو کہ میں وہاں دوستوں کے ساتھ گئی تھی۔

اس کی بات پر رائم نے اس کا بازوں چھوا تو وہ جلدی سے اس سے دور ہوئی۔

جب تک مجھے تم پر یقین نہیں ہو جاتا تب تک یہی رہو گئی۔۔

نہیں پلیز مجھے جانے دو میرے گھر والے پریشان ہو گئے۔

وہ اس کی منتیں کرتی ہوئی بولی۔

فضول بکواس نہیں سنو گا میں۔ جتنا کہا ہے اتنا کرو اور ہاں بھاگنے کا تو سوچنا بھی نہ۔ورنہ تمہاری ٹانگیں کاٹ کر تمہارے ہاتھ میں رکھ دوں گا۔وہ غصے سے اسے وارن کرتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔

روحا کتنی ہی دیر اس کے خوف سے اپنی جگہ سے ہل ہی نہ سکی۔

اللہ جی کا گناہ کی سزا مل رہی ہے اگر چاچی کو پتا چل گیا تو وہ پتہ نہیں کیا کرے گئی وہ تو پہلے ہی موقع کی تلاش میں تھی۔ کاش وہ شخص مجھے نہ ملا ہوتا وہی مر جاتا۔

اچانک اس کے سامنے ریان کا چہرہ گھوما۔

پلیز جلدی ٹھیک ہو جاؤ نہیں تو سب ختم ہو جائے گا۔

وہ شدت سے روتی انجانے میں ہی ریان کو پکار رہی تھی اب اسے ریان ہی یہاں سے نکلنے کا راستہ لگتا تھا۔

کیوں آئے ہو یہاں۔ دروازہ کھولنے کی آواز پر روحا نے سر اٹھایا سامنے رائم کھڑا تھا۔

دیکھو میرا بھائی ٹھیک ہو جائے گا پھر میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔رائم۔ معمول کے برخلاف نرمی سے بولا۔۔

اس سب کا زمہ دار ہی وہ ہے کاش میں اسے نہ بچاتی اور وہ مر جاتا۔

چٹاخ۔ہمت کیسے ہوئی میرے بھائی کے بارے میں بکواس کرنے کی۔وہ غصے سے اس کے منہ پر تھپڑ رسید کرتے بولا تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وہ اپنے حواس کھوتے ہوئے نیچے گری

IB Rajpoot

ڈاکٹر کیسا ہے میرا بھائی۔

دیکھے ہم سرجری کر چکے ہے سرجری تو کامیاب رہی ہے۔ مگر ان کی جو حالت ہے اس کے پیشِ نظر ہم بس اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ آپ دعا کرئے اگلے دو دن ان کے لیے بہت ضروری ہے اگر انہیں خوش نہ آیا تو وہ قومہ میں بھی جا سکتے ہیں

--

ڈاکٹر نے رائم سے ڈرتے ہوئے ساری بات ایک ہی سانس میں کہہ دی

اگر اسے کچھ ہوا نہ تو میں کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میری جان ہے ریان۔ دستگیر مجھے صرف گنٹھے تک دنیا کا سب سے بہترین ڈاکٹر چاہیے جہاں مرضی سے لاؤ اگر نہی آتا تو اٹھوالو۔

جی سر۔

ریان کو دیکھنے کے لیے جب کمرے میں داخل ہوا تو اسے دیکھ کر ایک آنسو اس کی آنکھ سے گرا۔ ایک وہ ہی تو تھا زندگی کی وجہ۔ باپ بھی بھائی بھی، اچھا دوست بھی، سب کچھ وہی تو تھا۔ اج اس کو اس حالت میں دیکھنا رائم درانی کے بس کی بات نہ تھا۔

ریان یار اٹھ جا یار نہ ستا۔ جلدی سے اٹھ جا میرے شیر۔ بروسلطان کی جان تو اپنے ہاتھ سے لینا جلدی ٹھیک ہو جا۔

وہ اس کی پیشانی کو چومتا ہوا پیار سے بولا اور کمرے سے باہر نکل ایا۔

اپنا سارا غصہ اس نے دیوار پر مکا مار کر نکالا تھا۔ اس کا ہاتھ لہولہان ہوا تھا۔

دن سے رات اور رات سے صبح ہو گئی تھی اب تو رو رو کر روحا تھک گئی تھی۔

اتنے میں دروازہ کھول کر نوراں اندر داخل ہوئی یہ ناشتا کر لے۔

مجھے نہیں کرنا۔ زہر دے دو کھا کر مر جاؤ جان چھوٹ جائے سب کی۔

وہ چیختی ہوئی بولی۔

آپ پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو جائے گا آپ کچھ کھائے گئی تو ہی حالات کا مقابلہ کر سکے گی۔

اب سب ختم ہو گیا ہے نوراں سب کچھ۔ میں نے اپنے نہ کردہ گناہ کی سزا کاٹ لی ہے۔اب میرا مر جانا ہی اچھا ہے۔

آپ مجھے بتائے آپ وہاں کیسے گئی تھی میں رائم سر کو کچھ بھی نہیں بتاؤں گئی۔ میں آپ کی مدد کرنا چاہتی ہوں۔

نوراں رائم کی بتائی گئی لائنز بولتی ہوئی اسے دلاسہ دینے لگی۔

روحانے سارا واقعہ نوراں کے گوش کیا۔

اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

رائم جو کیمرے سے سب دیکھ اور سن رہا تھا۔اپنی پیشانی مسل کر رہ گیا۔

تو آپ ریان سر کو گھر لے جاتی یا ہسپتال لے جاتی۔

کیسے لے جاتی ہاں بتاؤ آسان نہیں ہے سب لے کہ جاتی نہ میں اسے گھر تو پتہ ہے چاچی نے کیا کہنا تھا کہ اپنے کسی عاشق کو اٹھا کر لے آئی ہے

اگر ہسپتال لے جاتی تب بھی یہی کہنا تھا دوستوں کا بہانا کر کہ کون سے عاشق سے ملنے گئی ہے۔تب بھی مار برداشت کرنی تھی اب بھی کر رہی ہوں بس فرق پتہ ہے کیا ہے وہاں کردار تو داغدار نہ ہوتا۔پر رائم درانی نے کسر ہی نہیں چھوڑی مجھے ذلیل کرنے میں۔

وہ غصے سے پھٹ پڑی تھی۔

نوراں کو تو چپ ہی لگ گئی تھی یہی حال رائم کا تھا۔

آہ رائم درانی اللہ کرے کہ تم مر جاؤ میری زندگی برباد کر کے تمہیں کبھی سکون نہ ملے۔رائم جو کرسی کی بیک سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا روحا کی بددعا کر ایک دم سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔

ایک بے چینی سے ہونے لگی تھی۔وہی نوراں تو اس کی بات پر تڑپ ہی گئی تھی ۔رائم اسے بھائی کی طرح عزیز تھا۔

آپ رائم سر کو ایسے نہیں کہہ سکتی انہوں نے تو آپ کی عزت بچا کر اس محفوظ جگہ پر رکھا ہے۔

اگر وہ مجھے لاتا ہی نہ تو یہ سب نہ ہوتا اور تم کیا جانو نوراں ایک دن اور رات بھر سے غائب رہنے والی لڑکی کو یہ معاشرہ کس نظر سے دیکھتا ہے۔

IB Rajpoot

رائم وہاں سے نکالتا ہو سپٹل چلا گیا۔۔

ڈاکٹر ریان کیسا ہے۔

آپ خود جا کر ان کی کنڈیشن دیکھ لے۔ ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں انہیں بچانے کی۔۔

ریان جلدی سے اندر کی طرف بڑھا تھا۔۔ریان کو مشینوں میں جھکڑے دیکھ اسے اپنا دل بند ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

برو یار نہ تنگ کر یار۔ تمیں پتا ہے نہ میرا دل نہیں لگتا تمہارے بغیر۔ یار تجھے پتہ ہے وہ لڑکی مجھے بد دعا دے رہی تھی۔ مجھے کہتی ہے میں مر جاو۔ تم نے مجھے ہمیشہ سیکھایا ہے کہ عورت پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ میں اس پر غصہ نہیں تھا کرنا چاہتا پر اگر وہ اس سب میں شامل ہوئی نہ تو اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کتوں کو پھینک دوں گا۔

وہ ریان ہی تو تھا جس کی سامنے رائم بکھرتا تھا۔ اج بھی اسے اپنے دل کا حال سنا رہا تھا۔ کہ ایک دم سے ہاٹ مانیٹر نے شور مچایا اس پر چلتی اوپر نیچے ہوتی لائینیں ایک دم سے سیدھی ہوئی تھی۔

نہیں ریان نہیں کچھ نہیں ہو گا تجھے۔ ڈاکٹر ڈاکٹر۔

وہ چیختا ہوا کبھی ریان کی طرف آتا تھا اور کبھی دروازے کی طرف ڈاکٹر کو بلانے۔ڈاکٹر بھاگتے ہوئے آئے تھے

جلدی سے الیکٹرا ایک شاٹ دینے ہو گئے ریڈی رکھو سب چیزیں۔ایک بار شارٹ دینے سے وہ گہری سانس لے کر سیدھا ہوا۔دوسرا شارٹ۔

رائم اپنا خیال رکھنا۔اور تیسرا شارٹ۔

اور وہی اس کا وجود ساکت ہوا تھا۔ڈاکٹر نے سارا پروسس روک دیا تھا اور ایک نظر رائم کی طرف دیکھا جو ساکت سا کھڑا تھا۔اس کچھ برا سننے کی سکت نہ تھی۔

دیکھے ہم نے اپنی پوری کوشش کی ہے مگر

we are sorry he is no more.

کیا بکواس ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔برو یار اٹھ نہ۔

وہ دوڑتا ہوا ریان کی جانب گیا۔

نہ کرنہ برو دیکھ میں تیرے بعد کچھ بھی نہیں ہوں مجھے درندانہ بنے دے۔ کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑو کسی کو بھی۔ریان تو ایسے نہیں جا سکتا۔وہ اس کا ہاتھ پکڑے روتے چمے جا رہا تھا۔

وہ چھبیس سال نوجوان بچوں کی طرح رو رہا تھا۔

او یار و میرا یار نہ رہا

او یار و میرا یار نہ رہا

میرا قرار نہ رہا میرا یار نہ رہا۔

رائم روتا ہوا اس کے سر پر سر ٹکا گیا۔

اللہ رائم بیوہ ہو گیا ہے۔ہائے اللہ اب کیا ہو گا۔اٹھ کمینے میرے اوپر سے کیوں اپنا سو من وزن ڈال کر میرا سانس بند کرنا ہے۔

ریان جو کب سے خود پر ضبط کیے لیٹا تھا۔رائم۔نے جب اپنا سر اس کے پر رکھا تو وہ بے زار سی شکل بنا کر اسے دھکا دے کر بولا۔

تو زندہ ہے۔ہاہاہا زندہ ہوں پر تیرا عورتوں کی طرح کا بین سن کر میں نے ضرور مر جانا تھا۔

کتے انسان تجھے میں نے جہنم نہ پہنچایا تو یاد رکھنا۔ذلیل تو مجھ سے بچ کے دیکھا۔اب حال یہ تھا کہ ریان آگے بھاگ رہا تھا اور رائم اس کے پیچھے۔

ہاہاہاہا مجھے تو بلکل بھی نہیں مار سکتا۔ کیوں کے خود بھی مر جائے۔ کیسے رو رہا تھا۔ لوگوں دائم درانی مجھ سے عشق کرتا ہے میرے مرنے کی خبر سن کر عورتوں کی طرح رو رہا تھا۔

وہ رائم کی پہنچ سے دور بھاگتے ہوئے بولا۔

دستگیر جو ابھی ہی ہوسپٹل آیا تھا وہ ریان کو بھاگتے دیکھ شاکڈ ہوا تھا ایک دم ریان اس کے پیچھے چھپا تھا

دیکھ رائم مجھے ہاتھ بھی نہ لگائی۔ ریان اسے انگلی دیکھاتے ہوئے بولا۔

تیری تو میں۔۔۔۔

رائم اسے پکڑتا ہوا بولا۔

ریان: میرے زخم درد کر رہے ہیں چھوڑ یار۔ رائم نے ابھی اس کی گردن پر ہاتھ رکھا ہی تھا۔ کہ اس کے بولنے پر اس کے زخم دیکھنے لگا جہاں سے واقع میں خون رسنے لگا تھا۔

تو لعنتی انسان ایک جگہ بیٹھ جا۔ لیکن۔ یاد رکھ چھوڑو گا نہیں تجھے۔۔۔ دستگیر ریان کمرے سے باہر نہ آئے اگر ایسا کرتا ہے تو میری طرف سے اجازت ہے اسے پیرالایس کرنے والے انجکشن لگوا دینا مجھے کوئی مسلئہ نہیں۔

کب سے یہ ناٹک چل رہا ہے برو۔

وہ سنجیدگی سے بولا

میں تو اسی دن ٹھیک ہو گیا تھا پر سوچا دیکھوں کہ میرا بھائی مجھ سے کتنا پیار کرتا لیکن تو ایسے رو رہا تھا جیسے ابھی ابھی بیوہ ہوا ہے۔

وہ اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے بولا۔

تمہارے ڈسچارج پیپر بنوا رہا ہوں اب گھر چلو۔وہ سنجیدگی سے بولتا ہوا باہر نکل گیا۔

IB Rajpoot

وہ لوگ گھر آ چکے تھے۔

کیا یار بیٹھ میرے پاس بڑا ہوں تم سے کچھ تو شرم کر آکڑ تو ایسے دیکھا رہا ہے۔۔۔
وہ لوگ حال میں بیٹھے تھے جب رائم وہاں سے جانے لگا تو ریان بولا۔رائم اس سے ناراض تھا۔اس لیے اس سے کوئی بھی بات نہیں کر رہا تھا۔

تمہاری حرکتوں سے تو بلکل نہیں لگتا کہ بڑے ہو۔رائم وہی بیٹھے بولا۔

ہائے اے ناراضگی کاغذی کاغذی

تیری ساری میرے سوہنیا سن لے۔

ریان گانے کو فنی انداز میں گاتے ہوئے بولا۔

رائم نے اسے گلے لگایا تھا۔

آئندہ کے بعد ایسی حرکت نہ کرنا ریان سب بھول کر تمہاری جان ایک بار ہی نکال لوں گا۔۔

✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨

آج تیسرا دن ہو گیا ہے۔اب تو کوئی بھی قبول نہیں کرئے گا سب کیا سوچے گئے ۔وہ سر اٹھا کر جینے والی روحا سر جھکا کر چلے گئی نہیں ایسا نہیں ہو گا۔روحا خود سے

باتیں کرتی ہوئی اٹھی اور شاور لے کر کہتے چینج کیے بال بنا کر نفل پڑھ کر نوراں کو آواز دی۔۔

جی باجی کیا ہوا۔۔

نوراں میری طعبیت نہیں ٹھیک ایسا کرو مجھے کوئی میڈیسن دے دو۔۔

جی باجی میں ابھی لے کر آئی۔ نوراں میڈیسن لے کر آئی تو روحا پیناڈول کی ایک گولی دیکھ کر اسے بولی۔

ارے نوراں یہ نہیں۔۔ جاؤ فرسٹ ایڈ بوکس لاؤ مجھے میں خود لے لیتی یوں۔

اچھا باجی۔ نوراں جب فرسٹ ایڈ بوکس لے کر آئی تو روحا نے ایک گولی کھا کر نیند کی گولیوں کی ایک شیشی اپنے پاس رکھ لی۔

شکریہ نوراں جاؤ تم میں سونا چاہتی ہوں۔ نوراں کے جانے کے بعد روحانے وہ شیشی کھولی اور ساری گولیاں نکال کر کانپتے ہاتھوں سے کھانے کے لیے منہ کے قریب کی مگر ابھی بھی کانپ رہی تھی۔ میں جینا چاہتی تھی رائم یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ ایک ہی بار میں روحانے ساری گولیاں نگل دی۔۔

IB Rajpoot

وہ لوگ وہی بیٹھے تھے جب نوراں وہاں آئی۔

ریان بھائی آپ واپس آ گئے۔
وہ ریان کو دیکھ خوشی سے بولی۔

ہاں جی میں آ گیا واپس۔۔ وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تو تینوں مسکرا دیے۔۔

وہ روحا کو اتنا سخت بخار ہے۔

رائم کے دماغ سے روحا نکل ہی گئی تھی اسے یاد ہی نہیں تھا کہ وہ بھی ادھر ہی ہے۔

کون روحا رائم یہ کس لڑکی کی بات کر رہی ہے۔

میں بتاتی ہوں نہ۔اس سے کیا پوچھ رہے ہیں۔اتنے میں روحا وہاں آئی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔
ریان اسے دیکھ کر پہچان گیا تھا۔

یہ تو اپنے بھائی سے پوچھو نہ۔رائم درانی بتاؤ اسے۔

سمپل بروجھے لگا کہ یہ بھی اس سارے معاملے میں شامل ہے تو میں نے اسے اٹھوالیا بس۔

رائم درانی سکون سے بولا۔

روحا اس کا سکون دیکھ کر کڑا کر رہ گئی۔

رائم درانی تمہارے لیے یہ بات چھوٹی ہے میرے لیے نہیں یہ س تمہاری جان لے لوں گئی۔

وہ اس کا گریبان پکڑ کر بولی۔

وہ پہلی انسان تھی جس کے ہاتھ اس کے گریباں تک پہنچے تھے۔اور یہاں رائم درانی کا دماغ گھوم گیا تھا۔

چٹاخ۔۔ تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم میرے گریباں پر ہاتھ ڈالو۔ وہ اسے ٹھپر مار کر بولا ٹھپر اتنا سخت تھا کہ اس کا سر گھوم کر رہ گیا۔
آہستہ آہستہ دوائیاں بھی اپنا اثر دیکھانے لگی تھی۔

رائم تم ہوش میں ہو یہ سیکھایا ہے میں نے تمہیں تم نے اس لڑکی پر کیسے ہاتھ اٹھایا ہے۔
ریان غصے سے روحا کے آگے ڈھال بنا۔ مگر وہ بھی روحا تھی۔ لڑکھڑاتی ہوئی ریان کو دھکا دے کر خود آگے ائی۔

رائم پتا ہے تمہیں پہلی بار دیکھ کر ہی میں سمجھ گئی تھی تم کتنے گٹیاں انسان ہو۔ لیکن میں کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں تم مجھے مارو گئے تو میں برداشت کر لوں گئی۔ تمہیں لگا تم نے مجھے کڈنیپ کیا ہے اب مجھے واپس چھوڑ آؤ گئے۔ مجھے بتاؤ کون قبول کرے گا مجھے ہاں تین دن سے گھر سے باہر رہنے والی لڑکی کو۔ اور تم

مجھے تھپڑ مار و گئے اور میں خاموش رہ جاؤ گئی کبھی بھی نہیں میں روحا راجپوت ہوں۔ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے ٹھپر مارنے کی۔

چٹاح۔۔۔رائم اور ریان کچھ سمجھتے اس سے پہلے ہی روحا نے اپنی پوری قوت سے

سے رائم کے چہرے پر تھپڑ جھاڑ دیا تھا۔

رائم کو تو مانو آگ ہی لگ گئی تھی وہ روحا کی گردن سے پکڑ کر اسے مارتا کہ ریان نے سختی اسے چھوڑا کر پیچھے کیا۔اور رائم کو ٹھپر مار دیا۔

رائم بس اب میں اور برداشت نہیں کروگا۔تم کب سے عورت پر ہاتھ اٹھانے لگے ہو۔

تم لڑکی چلو میں تمہیں گھر چھوڑ کے آؤں۔

وہ روحا کی طرف بڑھا تھا مگر رائم نے جلدی سے روحا کی بازو پکڑ کر اسے کھینچا تھا آہستہ آہستہ اس کے پورے جسم میں تکلیف اٹھ رہی تھی وہ کٹھی شاخ کی طرح رائم کے سینے سے لگی تھی۔

رائم نے اس کے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا تھا مگر اس کے منہ سے نکلتے خون کو دیکھ کر ایک پل وہ شاکڈ ہوا تھا۔

اچھا کیا جو تم نے خود ہی موت کو چن لیا نہیں تو میں نے تمہیں تڑپا تڑپا کر مارنا تھا۔
وہ سرخ انگار آنکھوں سے بولا۔

ر۔۔ا۔۔ئم م۔۔یں۔ جیناچا۔۔ہتی تھ۔۔ی۔۔۔میں تمہ۔۔یں کبھ۔ی
ب۔ھی معاف نہی۔۔ں کر۔۔وں گی۔۔ی
)رائم میں جیناچاہتی تھی میں تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی۔۔(
وہ کھینچ کھینچ کر سانس لیتی ہوئی بولی۔

رائم درانی کا دل لمحے کے ہزارویں حصے میں دھڑکا تھا۔
روحا کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوئی تھی اور وہ بے جان سی اس کی بازوں میں لڑکھڑا گئی۔

ریان جلدی سے اس کی طرف بڑھا اور روحا کو اٹھا کر ہسپتال بھاگا۔۔

کیا ہو گیا ہے رائم درانی۔اچھا ہوا ہے اس لڑکی کے ساتھ اس کی اتنی ہمت کے میرے گریباں کو پکڑے۔یہ جو تھپڑ مارا ہے نہ اس کا حساب بھی لیتا مگر افسوس بے چاری۔اگر بچ گئی تو میں ضرور حساب لوں گا تم نے رائم درانی کو بہت ہلکا لے لیا ہے۔
وہ خود سے کہتا گاڑی لے کر نکل گیا۔

IB Rajpoot

ڈاکٹر کیسی ہے وہ۔

ریان بے قراری سے بولا۔

دیکھے مسٹر ریان انہوں نے کافی ہیوی ڈوزلی ہے اور کیسی ایک میڈیسن کی نہیں بلکہ مکس میڈیسن کی۔ ہم نے ان کا معدہ واش کر دیا ہے باقی دعا کرئے۔

ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولتا ہوا چلا گیا۔

رائم اگر اس لڑکی کو کچھ ہوا نہ تو تمہیں نہیں چھوڑوں گا میں۔

وہ خود سے کہتا روحا کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

کچھ گھنٹوں کے بعد اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے ارد گرد نظریں گھمائی۔ سب یاد آنے پر دوبارہ آنکھیں بند کر لی۔

رائم درانی مجھ سے بچ کے دیکھانا اللہ نے مجھے یہ زندگی اس لیے دی ہے کہ تم سے بدلا لے سکوں۔

کیسی طبعیت ہے آپ کی۔

ریان اسے ہوش میں دیکھ کر بولا۔

کیسی طبعیت ہو سکتی ہے جو لڑکی تین دن بعد گھر جائے گئی اور اس پر کیسے کیسے طعنے کھسے جائے گئے آپ کیسے سمجھے گئے آپ کی کوئی بہن جو نہیں ہے اپنے بھائی سے پوچھے اس نے مجھ پر پہلے بھی ہاتھ اٹھایا تھا اور مجھے کتنا ٹوچر کیا صرف اس لیے کہ میں نے آپ کو بچایا۔

روحانے اس انداز میں بتایا کہ جیسے اس پر بہت ظلم کیا تھا رائم نے۔

میں آپ کے ساتھ ہوئے ایک ایک ظلم کا ازالہ کروں گا۔

اب ازالہ ممکن نہیں سوائے ایک حل کے۔۔

وہ کیا حل ہے بتائے مجھے۔۔

وہ یہ کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر ریان نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔

اوکے ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔

وہ باہر نکل گیا۔دستگیر نکاح کا انتظار کرو ابھی اور اسی وقت۔

رائم درانی اپنی بربادی کے لیے تیار ہو جاو۔وہ مسکراہٹے ہوئے آنکھوں بند کر گئی۔

✨✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨✨

آہ یہ لڑکی میرے دماغ سے کیوں نہیں نکل رہی۔۔

رائم جو سڑکوں پر آوارہ گردی کر رہا تھا بار بار اس کے ذہن میں روحا کے الفاظ گھوم رہے تھے۔۔ کون قبول کرئے گا مجھے۔ رائم میں جینا چاہتی ہوں۔

اف یہ لڑکی مر جائے تب ہی جان چھوٹ جائے گئی۔
تب ہی اس کا فون بجا تھا۔ ریان کا نمبر دیکھ اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔

رائم ابھی ہوسپٹل پہنچ۔

ریان نے بولتے فون جیب میں ڈالا۔
وہ ہوسپٹل کے لیے نکلا۔ وہاں پہنچ کر نظر ریان پر پڑی جو ہوسپٹل کے کویڈ میں کھڑا تھا۔

کیا ہوا ریان فوت ہو گئی وہ۔ رائم نے سنجیدگی سے پوچھا۔
ریان نے اسے ایک سخت گھوری سے نوازا۔

ہائے ویسے ایک بات ہے برو مرحومہ ہے بہت پیاری تھی۔

وہ اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔

شٹ اپ اپنی بکواس بند کر اور میرے ساتھ چل۔

وہ اسے گھسیٹتا ہوا روم میں لے گیا اور دھکیل اسے کرسی پر بیٹھایا۔

رائم گرنے کے انداز میں کرسی پر بیٹھا تھا۔پر ریان کی اگلی حرکت پر وہ بیڈ پر سرخ دوپٹے کا گھونگھٹ لیے بیٹھی روحا کی طرف ناسمجھی سے دیکھ گیا۔

برو یار گن ہٹا میرے سے پاگل ہے۔اور تجھے نہیں پتہ مرحومہ کو سفید لباس پہناتے ہیں سرخ نہیں۔ریان جو اس کے سر پر گن رکھ کھڑا تھا اسے دیکھ کر بولا۔

چلے مولوی صاحب نکاح شروع کرئے ریان کے بولنے پر مولوی صاحب نے بولنا شروع کیا۔

روحابنت ذیشان آپ کو چھبیس لاکھ حق مہر کے عوض رائم شجاعت درانی کے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔

جی قبول ہے۔

روحا سے سائن وغیرہ کروا کر اب رائم کی طرف آئے تھے۔جو ابھی بھی شاکڈ سا تھا۔

رائم شجاعت درانی کیا آپ روحابنت ذیشان کو اپنے نکاح میں چھبیس لاکھ مہر کے عوض قبول کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

اوئے مولوی صاحب یار آپ کا دماغ گھوم گیا ہے مجھے نہیں قبول یہ دو نمبر بندی

۔۔

وہ ایک دم سے کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا۔

رائم بکواس بند ایک بھی لفظ بولا نہ تو گولی مار دوں گا۔
منہ بند کر کہ نکاح قبول کر۔ مولوی صاحب آپ شروع کرئے۔

قبول ہے ہائے قبول ہے مولوی مجھے یہ مگر مچھنی قبول ہے۔
وہ آنکھوں سے نہ نکلنے والے آنسو صاف کر کہ بولا۔

مبارک ہو آپ سب کو۔ مولوی صاحب نے بولا توریان نے اسے گلے لگایا۔
نکاح مبارک میرے شیر۔

زبردستی کا نکاح مبارک بولو۔ اب اس لڑکی کو چھوڑو گا نہیں میں۔ رائم غصے سے
بولا۔

اب بیوی ہے تمہاری وہ۔

آپ سب باہر جائے مجھے میری بیوی سے ملنا ہے۔

رائم کوئی بھی الٹی سیدھی حرکت نہ کرنا۔

جی بروآپ نے ہی تو بولا ہے کہ بیوی ہے میری تواب میں ایسی سے ہی الٹی سیدھی حرکتیں کروگا نہ۔

وہ اسے باہر دھکیل کر بولا۔۔

ریان کے جانے پر روحا نے ڈوپٹہ اٹھار کر سائیڈ پر رکھا۔

ایسے نہ دیکھے مجھے شرم آرہی ہے۔ سر تاج۔ وہ شرمانے کی ایکٹنگ کرتی بولی۔

رائم روتا ہوا اس کے سر پر سر ٹکا گیا۔

اللہ رائم بیوہ ہو گیا ہے۔ہائے اللہ اب کیا ہو گا۔اٹھ کمینے میرے اوپر سے کیوں اپنا سو من وزن ڈال کر میرا سانس بند کرنا ہے۔

ریان جو کب سے خود پر ضبط کیے لیٹا تھا۔رائم۔نے جب اپنا سر اس کے پر رکھا تو وہ بے زار سی شکل بنا کر اسے دھکا دے کر بولا۔

تو زندہ ہے۔ہاہاہا زندہ ہوں پر تیرا عورتوں کی طرح کا بین سن کر میں نے ضرور مر جانا تھا۔

کتے انسان تجھے میں نے جہنم نہ پہنچایا تو یاد رکھنا۔ذلیل تو مجھ سے بچ کے دیکھا۔اب حال یہ تھا کہ ریان آگے بھاگ رہا تھا اور رائم اس کے پیچھے۔

ہاہاہاہا مجھے تو بلکل بھی نہیں مار سکتا۔کیوں کے خود بھی مر جائے۔کیسے رو رہا تھا۔لوگوں دائم درانی مجھ سے عشق کرتا ہے میرے مرنے کی خبر سن کر عورتوں کی طرح رو رہا تھا۔

وہ رائم کی پہنچ سے دور بھاگتے ہوئے بولا۔

دستگیر جو ابھی ہی ہوسپٹل آیا تھا وہ ریان کو بھاگتے دیکھ شاکڈ ہوا تھا ایک دم ریان اس کے پیچھے چھپا تھا

دیکھ رائم مجھے ہاتھ بھی نہ لگائی۔ ریان اسے انگلی دیکھاتے ہوئے بولا۔

تیری تو میں۔۔۔۔

رائم اسے پکڑتا ہوا بولا۔

ریان: میرے زخم درد کر رہے ہیں چھوڑ یار۔ رائم نے ابھی اس کی گردن پر ہاتھ رکھا ہی تھا۔ کہ اس کے بولنے پر اس کے زخم دیکھنے لگا جہاں سے واقع میں خون رسنے لگا تھا۔

تو لعنتی انسان ایک جگہ بیٹھ جا۔ لیکن۔ یاد رکھ چھوڑوں گا نہیں تجھے۔۔۔دستگیر ریان کمرے سے باہر نہ آئے اگر ایسا کرتا ہے تو میری طرف سے اجازت ہے اسے پیرالائیس کرنے والے انجکشن لگوادینا مجھے کوئی مسلئہ نہیں۔

کب سے یہ ناٹک چل رہا ہے برو۔

وہ سنجیدگی سے بولا

میں تو اسی دن ٹھیک ہو گیا تھا پر سوچا دیکھوں کہ میرا بھائی مجھ سے کتنا پیار کرتا لیکن تو ایسے رو رہا تھا جیسے ابھی ابھی بیوہ ہوا ہے۔

وہ اپنی مسکراہٹ روکتے ہوئے بولا۔

تمہارے ڈسچارج پیپر بنوا رہا ہوں اب گھر چلو۔ وہ سنجیدگی سے بولتا ہوا باہر نکل گیا۔

وہ لوگ گھر آ چکے تھے۔

کیا یار بیٹھ میرے پاس بڑا ہوں تم سے کچھ تو شرم کر آکڑ تو ایسے دیکھا رہا ہے۔۔۔

وہ لوگ حال میں بیٹھے تھے جب رائم وہاں سے جانے لگا تو ریان بولا۔رائم اس سے ناراض تھا۔اس لیے اس سے کوئی بھی بات نہیں کر رہا تھا۔

تمہاری حرکتوں سے تو بلکل نہیں لگتا کہ بڑے ہو۔رائم وہی بیٹھے بولا۔

ہائے اے ناراضگی کاغذی کاغذی

تیری ساری میرے سوہنیا سن لے۔

ریان گانے کو فنی انداز میں گاتے ہوئے بولا۔

رائم نے اسے گلے لگایا تھا۔

آئندہ کے بعد ایسی حرکت نہ کرنا ریان سب بھول کر تمہاری جان ایک بار ہی نکال لوں گا۔۔

✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨

آج تیسرا دن ہو گیا ہے۔اب تو کوئی بھی قبول نہیں کرئے گا سب کیا سوچے گئے ۔وہ سر اٹھا کر جینے والی روحا سر جھکا کر چلے گئی نہیں ایسا نہیں ہو گا۔روحا خود سے باتیں کرتی ہوئی اٹھی اور شاور لے کر کہتے چینج کیے بال بنا کر نفل پڑھ کر نوراں کو آواز دی۔۔

جی باجی کیا ہوا۔۔

نوراں میری طعبیت نہیں ٹھیک ایسا کرو مجھے کوئی میڈیسن دے دو۔۔

جی باجی میں ابھی لے کرائی۔ نوراں میڈیسن لے کر آئی تو روحا پیناڈول کی ایک گولی دیکھ کر اسے بولی۔

ارے نوراں یہ نہیں۔۔ جاؤ فرسٹ ایڈ بوکس لادو مجھے میں خود لے لیتی یوں۔

اچھا باجی۔ نوراں جب فرسٹ ایڈ بوکس لے کر آئی تو روحا نے ایک گولی کھا کر نیند کی گولیوں کی ایک شیشی اپنے پاس رکھ لی۔

شکریہ نوراں جاؤ تم میں سونا چاہتی ہوں۔ نوراں کے جانے کے بعد روحا نے وہ شیشی کھولی اور ساری گولیاں نکال کر کانپتے ہاتھوں سے کھانے کے لیے منہ کے قریب کی مگر ابھی بھی کانپ رہی تھی۔ میں جینا چاہتی تھی رائم یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ ایک ہی بار میں روحا نے ساری گولیاں نگل دی۔۔

وہ لوگ وہی بیٹھے تھے جب نوراں وہاں آئی۔

ریان بھائی آپ واپس آ گئے۔

وہ ریان کو دیکھ خوشی سے بولی۔

ہاں جی میں آ گیا واپس۔۔وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تو تینوں مسکرا دیے۔۔

وہ روحا کو اتنا سخت بخار ہے۔

رائم کے دماغ سے روحا نکل ہی گئی تھی اسے یاد ہی نہیں تھا کہ وہ بھی ادھر ہی ہے۔

کون روحا رائم یہ کس لڑکی کی بات کر رہی ہے۔

میں بتاتی ہوں نہ۔اس سے کیا پوچھ رہے ہیں۔اتنے میں روحا وہاں آئی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔
ریان اسے دیکھ کر پہچان گیا تھا۔

یہ تو اپنے بھائی سے پوچھو نہ۔رائم درانی بتاؤ اسے۔

سمپل برو مجھے لگا کہ یہ بھی اس سارے معاملے میں شامل ہے تو میں نے اسے اٹھوالیا بس۔
رائم درانی سکون سے بولا۔

روحا اس کا سکون دیکھ کر کڑا کر رہ گئی۔

رائم درانی تمہارے لیے یہ بات چھوٹی ہے میرے لیے نہیں یہ ں س تمہاری جان لے لوں گئی۔
وہ اس کا گریبان پکڑ کر بولی۔

وہ پہلی انسان تھی جس کے ہاتھ اس کے گریباں تک پہنچے تھے۔اور یہاں رائم درانی کا دماغ گھوم گیا تھا۔

چٹاح۔۔ تمہاری اتنی اوقات ہے کہ تم میرے گریباں پر ہاتھ ڈالو۔وہ اسے ٹھپر مار کر بولا ٹھپر اتنا سخت تھا کہ اس کا سر گھوم کر رہ گیا۔
آہستہ آہستہ دوائیاں بھی اپنا اثر دیکھانے لگی تھی۔

رائم تم ہوش میں ہو یہ سیکھایا ہے میں نے تمہیں تم نے اس لڑکی پر کیسے ہاتھ اٹھایا ہے۔

ریان غصے سے روحا کے آگے ڈھال بنا۔ مگر وہ بھی روحا تھی۔ لڑکھڑاتی ہوئی ریان کو دھکا دے کر خود آگے ائی۔

رائم پتا ہے تمہیں پہلی بار دیکھ کر ہی میں سمجھ گئی تھی تم کتنے گٹیاں انسان ہو۔ لیکن میں کوئی کمزور لڑکی نہیں ہوں تم مجھے مار و گئے تو میں برداشت کر لوں گئی۔ تمہیں لگا تم نے مجھے کڈنیپ کیا ہے اب مجھے واپس چھوڑ آؤ گئے۔ مجھے بتاؤ کون قبول کرے گا مجھے ہاں تین دن سے گھر سے باہر رہنے والی لڑکی کو۔ اور تم مجھے تھپڑ مار و گئے اور میں خاموش رہ جاؤ گئی کبھی بھی نہیں میں روحا راجپوت ہوں۔ ہمت بھی کیسے ہوئی مجھے تھپڑ مارنے کی۔

چٹاح۔۔۔ رائم اور ریان کچھ سمجھتے اس سے پہلے ہی روحا نے اپنی پوری قوت سے

سے رائم کے چہرے پر تھپڑ جھاڑ دیا تھا۔
رائم کو تو مانو آگ ہی لگ گئی تھی وہ روحا کی گردن سے پکڑ کر اسے مارتا کہ ریان نے سختی اسے چھوڑا کر پیچھے کیا۔اور رائم کو ٹھپر مار دیا۔

رائم بس اب میں اور برداشت نہیں کروگا۔تم کب سے عورت پر ہاتھ اٹھانے لگے ہو۔
تم لڑکی چلو میں تمہیں گھر چھوڑ کے آؤں۔
وہ روحا کی طرف بڑھا تھا مگر رائم نے جلدی سے روحا کی بازو پکڑ کر اسے کھینچا تھا آہستہ آہستہ اس کے پورے جسم میں تکلیف اٹھ رہی تھی وہ کٹھی شاخ کی طرح رائم کے سینے سے لگی تھی۔

رائم نے اس کے بالوں سے پکڑ کر اس کا چہرہ اوپر کیا تھا مگر اس کے منہ سے نکلتے خون کو دیکھ کر ایک پل وہ شاکڈ ہوا تھا۔

اچھا کیا جو تم نے خود ہی موت کو چن لیا نہیں تو میں نے تمہیں تڑپا تڑپا کر مارنا تھا۔
وہ سرخ انگار آنکھوں سے بولا۔

ر۔۔ا۔۔ئم م۔۔یں۔ جیناچا۔۔ہتی تھ۔۔ی۔۔۔میں تمہ۔۔یں کبھ۔ی
ب۔ھی معاف نہی۔۔ں کر۔۔وں گی۔۔ی
)رائم میں جیناچاہتی تھی میں تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کروں گی۔۔(
وہ کھینچ کھینچ کر سانس لیتی ہوئی بولی۔

رائم درانی کا دل لمحے کے ہزارویں حصے میں دھڑکا تھا۔
روحا کی آنکھیں آہستہ آہستہ بند ہوئی تھی اور وہ بے جان سی اس کی بازوں میں
لڑکھڑا گئی۔

ریان جلدی سے اس کی طرف بڑھا اور روحا کو اٹھا کر ہسپتال بھاگا۔۔

کیاہو گیاہے رائم درانی۔اچھاہواہے اس لڑکی کے ساتھ اس کی اتنی ہمت کے میرے گریباں کو پکڑے۔یہ جو تھپڑ مارا ہے نہ اس کا حساب بھی لیتا مگر افسوس بے چاری۔اگر بچ گئی تو میں ضرور حساب لوں گا تم نے رائم درانی کو بہت ہلکا لے لیاہے۔

وہ خود سے کہتا گاڑی لے کر نکل گیا۔

✰✰✰✰ IB Rajpoot ✰✰✰✰✰✰✰✰✰✰

ڈاکٹر کیسی ہے وہ۔

ریان بے قراری سے بولا۔

دیکھے مسٹر ریان انہوں نے کافی ہیوی ڈوز لی ہے اور کیسی ایک میڈیسن کی نہیں بلکہ مکس میڈیسن کی۔ہم نے ان کا معدہ واش کر دیا ہے باقی دعا کرئے۔

ڈاکٹر پروفیشنل انداز میں بولتا ہوا چلا گیا۔

رائم اگر اس لڑکی کو کچھ ہوا نہ تو تمہیں نہیں چھوڑوں گا میں۔

وہ خود سے کہتا روحا کے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگا۔

کچھ گھنٹوں کے بعد اسے ہوش آیا تو اس نے اپنے ارد گرد نظریں گھمائی۔ سب یاد آنے پر دوبارہ آنکھیں بند کر لی۔

رائم درانی مجھ سے بچ کے دیکھانا اللہ نے مجھے یہ زندگی اس لیے دی ہے کہ تم سے بدلا لے سکوں۔

کیسی طبعیت ہے آپ کی۔

ریان اسے ہوش میں دیکھ کر بولا۔

کیسی طبعیت ہو سکتی ہے جو لڑکی تین دن بعد گھر جائے گئی اور اس پر کیسے کیسے طعنے کھسے جائے گئے آپ کیسے سمجھے گئے آپ کی کوئی بہن جو نہیں ہے اپنے بھائی سے پوچھے اس نے مجھ پر پہلے بھی ہاتھ اٹھایا تھا اور مجھے کتنا ٹوچر کیا صرف اس لیے کہ میں نے آپ کو بچایا۔

روحانے اس انداز میں بتایا کہ جیسے اس پر بہت ظلم کیا تھا رائم نے۔

میں آپ کے ساتھ ہوئے ایک ایک ظلم کا ازالہ کروں گا۔

اب ازالہ ممکن نہیں سوائے ایک حل کے۔۔

وہ کیا حل ہے بتائے مجھے۔۔

وہ یہ کہ۔۔۔۔۔۔۔۔

اس کی بات سن کر ریان نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔

اوکے ٹھیک ہے مجھے منظور ہے۔

وہ باہر نکل گیا۔دستگیر نکاح کا انتظار کروا بھی اور اسی وقت۔

رائم درانی اپنی بربادی کے لیے تیار ہو جاو۔وہ مسکراہٹے ہوئے آنکھوں بند کر گئ۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨✨✨
✨✨✨✨✨

آہ یہ لڑکی میرے دماغ سے کیوں نہیں نکل رہی۔۔
رائم جو سڑکوں پر آوارہ گردی کر رہا تھا بار بار اس کے ذہن میں روحا کے الفاظ گھوم رہے تھے۔۔کون قبول کرئے گا مجھے۔رائم میں جینا چاہتی ہوں۔

اف یہ لڑکی مر جائے تب ہی جان چھوٹ جائے گئ۔
تب ہی اس کا فون بجا تھا۔ریان کا نمبر دیکھ اس نے کال اٹینڈ کی تھی۔

رائم ابھی ہو سپٹل پہنچ۔
ریان نے بولتے فون جیب میں ڈالا۔

وہ ہوسپٹل کے لیے نکلا۔ وہاں پہنچ کر نظر ریان پر پڑی جو ہوسپٹل کے کوریڈ میں کھڑا تھا۔

کیا ہوا ریان فوت ہو گئی وہ۔ رائم نے سنجیدگی سے پوچھا۔
ریان نے اسے ایک سخت گھوری سے نوازا ہ۔

ہائے ویسے ایک بات ہے برو مرحومہ ہے بہت پیاری تھی۔
وہ اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔

شٹ اپ اپنی بکواس بند کر اور میرے ساتھ چل۔
وہ اسے گھسیٹتا ہوا روم میں لے گیا اور دھکیل اسے کرسی پر بیٹھایا۔
رائم گرنے کے انداز میں کرسی پر بیٹھا تھا۔ پر ریان کی اگلی حرکت پر وہ بیڈ پر سرخ دوپٹے کا گھونگھٹ لیے بیٹھی روحا کی طرف ناسمجھی سے دیکھ گیا۔

بروبار گن ہٹا میرے سے پاگل ہے۔اور تجھے نہیں پتہ مرحومہ کو سفید لباس پہناتے ہیں سرخ نہیں۔ریان جو اس کے سر پر گن رکھ کھڑا تھا اسے دیکھ کر بولا۔

چلے مولوی صاحب نکاح شروع کرئے ریان کے بولنے پر مولوی صاحب نے بولنا شروع کیا۔

روحا بنت ذیشان آپ کو چھبیس لاکھ حق مہر کے عوض رائم شجاعت درانی کے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے۔

جی قبول ہے۔

روحا سے سائن وغیرہ کروا کر اب رائم کی طرف آئے تھے۔جو ابھی بھی شاکڈ سا تھا۔

رائم شجاعت درانی کیا آپ روحابنت ذیشان کو اپنے نکاح میں چھبیس لاکھ مہر کے عوض قبول کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔

اوئے مولوی صاحب یار آپ کا دماغ گھوم گیا ہے مجھے نہیں قبول یہ دو نمبر بندی ۔۔

وہ ایک دم سے کرسی سے اٹھتے ہوئے بولا۔

رائم بکواس بند ایک بھی لفظ بولا نہ تو گولی مار دوں گا۔
منہ بند کر کہ نکاح قبول کر۔ مولوی صاحب آپ شروع کرئے۔

قبول ہے ہائے قبول ہے مولوی مجھے یہ مگر مچھنی قبول ہے۔
وہ آنکھوں سے نہ نکلنے والے آنسو صاف کر کہ بولا۔

مبارک ہو آپ سب کو۔ مولوی صاحب نے بولا تو ریان نے اسے گلے لگایا۔

نکاح مبارک میرے شیر۔

زبردستی کا نکاح مبارک بولو۔اب اس لڑکی کو چھوڑو گا نہیں میں۔رائم غصے سے بولا۔

اب بیوی ہے تمہاری وہ۔

آپ سب باہر جائے مجھے میری بیوی سے ملنا ہے۔

رائم کوئی بھی الٹی سیدھی حرکت نہ کرنا۔

جی بروآپ نے ہی تو بولا ہے کہ بیوی ہے میری تواب میں ایسی سے ہی الٹی سیدھی حرکتیں کروگا نہ۔
وہ اسے باہر دھکیل کر بولا۔۔

ریان کے جانے پر روحا نے ڈوپٹہ اٹھار کر سائیڈ پر رکھا۔

ایسے نہ دیکھے مجھے شرم آرہی ہے۔ سر تاج۔ وہ شرمانے کی ایکٹنگ کرتی بولی۔

تمہیں تو میں جان سے مار دوں گا۔ وہ اس کے پاس جاتے ہوئے بولا۔۔۔

یہ تو دیکھا جائے گا مسٹر رائم درانی۔ اب اپنی الٹی گنتی گننا شروع کر دے۔۔
وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

رئیلی اب مزہ آئے گا مسز رائم درانی تمہیں مارنے کا اپنا ہی مزہ ہے۔ وہ اس پر جھکتا ہوا بولا۔۔

روحا اسے دیکھ کر طنزیہ ہنسی۔

میری پیاری بیوی شوہر کے سامنے ایسے نہیں ہنستے ویسے اب تو میں شوہر ہوں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ وہ سنجیدگی سے بولتا اس پر جھکا تھا۔

کیوں نہیں مائے گنگسٹر۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنے گردن پر رکھا کر بولی۔

وہ جسے لگا تھا ڈر جائے گئی مگر اس کے اس انداز پر غصے سے اس کی طرف دیکھنے لگا ابھی وہ کچھ سمجھتا جب روحا نے اس کے ہاتھوں کا دباؤ اپنی گردن پر ڈالا۔

نہیں چھوڑو مجھے ریان بھائی بچائے۔ یہ مجھے مار دے گا۔ بھائی۔

ریان جلدی سے اندر داخل ہوا تو سامنے کا منظر دیکھ کر حیران ہوا۔ رائم اس گلا گھونٹ رہا تھا۔

رائم تم پاگل ہو گئے چھوڑو اسے۔وہ اسے کھینچتے ہوئے بولا۔

رائم جو شاکڈ کھڑا تھا۔اس کی چالاکی پر اسے دیکھ کر رہ گیا۔

برو یہ مگر مچھنی کہی کی ڈرامے کر رہی ہے۔

رائم باہر جاؤ۔اب تم اس کے قریب بھی نہیں آؤ گئے نہیں تو میرے ہاتھوں سے تمہاری موت پکی ہے۔وہ اسے وارن کرتا روحا کو پانی پکڑا گیا۔

بھائی مجھے نہیں پانی پینا۔مجھے ان کے پیسوں کی سٹینگ پینی ہے۔وہ دوپٹہ منہ کے آگے رکھ کر شرمانے کی ایکٹنگ کرتی ہوئی بولی۔

زہر کھاؤ میرے پیسوں کا۔میں ایک روپیہ بھی تمہیں نہیں دوں گا۔
وہ غصے سے دانت پیستے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

گڑیا اسے اتنا تنگ کرو جتنا برداشت کر سکتی ہو۔ کیوں کہ جب اس کا دماغ گھومتا ہے تو وہ میری بھی نہیں سنتا۔

کیا مطلب۔

مطلب یہ کہ مجھے پتہ ہے وہ تم ہی ہو جو اسے ہینڈل کر سکتی ہو اسی لیے میں نے تمہارا نکاح اس سے کروایا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ خود راضی تھا تم سے نکاح کے لیے اگر وہ راضی نہ ہوتا تو میں کیا دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کو تم سے نکاح کروانے پر راضی نہیں تھی کر سکتی۔

ہینڈل کا پتہ نہیں پر اتنا بتا دوں آپ کے بھائی کی زندگی جہنم نہ بنا دی تو میرا نام بھی روحار اجپوت نہیں۔۔

گڑیا باقی تو سہی ہے۔ لیکن اب آپ راجپوت نہیں روحا رائم درانی ہیں۔

ریان نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور باہر نکل گیا۔

✨✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨✨

✨✨✨

یہ بندر کدھر گیا ہے روحا رائم ڈھونڈتی ہوئی بولی۔

سامنے ہی وہ کال پر بات کرتا نظر آیا۔۔

روحا کے ذہن میں شرارت ابھری تھی۔

سننے سر تاج، وہ منے کا ڈیپر بدلی کر دے۔ وہ اس کے کان کے قریب جھک کر بولی تھی۔

رائم جوڈیل کے بارے میں بات کر رہا تھا۔اس نے جلدی سے کال بند کر کے روحا کی طرف غصے سے دیکھا۔ابھی وہ اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ وہ بھاگ گئ تھی۔

آفف کنڑول رائم درانی اس لڑکی کو ریان کی وجہ سے برداشت کرنا۔اگر اس نے میرا ضبط مزید آزمایا تو اس کی موت میرے ہاتھوں ہی ہو گئ۔۔وہ جلدی سے اندر کی طرف آیا تھا۔

مگر حال کے بیچ میں ہی روحا کو بیٹھے دیکھ
کر ٹھٹھک کر رو کا تھا۔

لڑکی پھر کوئی ڈرامہ کیا نہ تو اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔
وہ غصے سے بولتا اندر کی طرف بڑھا۔

رائم مم درد۔۔روحابامشکل بولی تھی۔وہ دل میں اٹھتے درد کی وجہ سے بے حال ہورہی تھی۔

رائم فوراًاس کی طرف آیا تھا۔

کیاہواہے۔اٹھووہاں چلو۔اسی آوازاور آنکھوں پر ہی تواس کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد روحا کی طعبیت سنبھالی تواس نے گھر جانے کی ضد شروع کردی تھی۔اسے پتہ تھااب اگروہ لوگ قبول نہ بھی کرئے رائم نہ سہی ریان ہی اسے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

چلو مصیبت تمہیں چھوڑ کر آؤ نہیں تو پھر گلے پر جاؤ گئ۔۔

IB Rajpoot

گاڑی اس کے گھر سے تھوڑی دور کھڑی کی تھی۔گھر والوں کا ری اکشن سوچ کر اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی۔رائم نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

اپنے گھر والوں سے تو جان نکلتی ہے۔رائم درانی کا غصہ کیسے برداشت کرئے گئی۔ بڑی آئی رائم درانی کی بیوی۔۔

وہ خود بھی نہیں سمجھ پایا تھا کہ کیا سوچ رہا ہے پھر خود پر دو لفظ بھیج کر اس سے مخاطب ہوا۔

مس مصیبت میری گاڑی سے اترے گئی یا آپ کے لیے گڈا گاڑی منگواوں ۔۔اور یہ ڈرامے اس کے سامنے کرنا جو تمہیں نہیں جانتا میرے سامنے نہ کرنا۔ اس کی باتوں پر روحا کا دل کر چی کر چی ہوا تھا۔

وہ اسے نم آنکھوں سے دیکھتی اندر چلی گئی۔۔فرحان کی جب اس پر نظر پڑی تو فورا بولا

ارے چڑیل اتنی جلدی واپس آگئی ہو۔

ارے میرا بچہ کب واپس آیا۔اس کے بابا بولے۔
وہ ان کے ری ایکشن دیکھ کر پریشان سی تھی۔

کیا ہوا تم تو ٹریپ پر گئی تھی پھر جلدی کیسے آگی۔

وہ باباطعبیت خراب تھی اس وجہ سے میں جلدی اگی۔
اسے پتہ چل گیا تھا کہ اس کی دوستوں نے سب سنبھال لیا ہے۔وہ وہاں سے سیدھا اپنے کمرے میں ائی۔ڈر سے ابھی تک کانپ رہی تھی۔

الحمدللہ بچ گئی۔۔

رائم خیال رکھنا اپنا سلطان کے کتے جگہ جگہ پھیلے ہیں۔ریان میٹنگ کی وجہ سے آؤٹ آف کنٹری جارہا تھا۔

بروتم ٹینشن نہ لو دیکھ لوں گا انکو وہ رائم درانی کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔رائم نے سائیڈ سمائیل پاس کی۔

تمہارا مجھے پتہ ہے اپنی بیوی کا خیال رکھنا سلطان کو اس کے بارے میں پتہ نہیں چلنا چاہیے۔

میری بیوی کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر تو دیکھے میں اس کی آنکھیں نکال کر کتوں کے آگے نہ ڈال دوں۔

رائم جنونی انداز میں بولا۔

ہائے میرے بھائی کو عشق ہو گیا ہے۔ کرتے ہیں کچھ۔

ریان اسے کندھا مار کر بولا۔

چل نکل تجھے بہت شوق ہے بہن بنانے کا میں تو نکاح ہی نہیں تھا کرنا چاہتا یہ تو تم نے فورس کیا ہے۔اب بیوی بن گئی ہے تو ظاہری سی بات ہے تو میں اپنی عزت کی طرف کسی کو دیکھنے بھی نہ ڈوں۔۔

تمہاری آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہے۔

کیا کہہ رہی ہے میری آنکھیں۔

یہی مجھے پیار ہوا ہے

مجھے پیار ہوا ہے۔

دیوانہ ہوا مستانہ ہوا

تیری چاہت میں کتنا کمینا ہوا۔

ریان کے بچے تو مجھ سے بچ کے دیکھا۔اب یہ حال تھا ریان آگے آگے بھاگ رہا تھا اور رائم اس کے پیچھے آگے ہی لمحے ریان کی گردن رائم کے ہاتھ میں تھی۔

کاش تو مجھ سے ایک سال بڑا نہ ہوتا پھر میں تجھے بتاتا تھا۔

اوہو میری جان سیدھا بول نہ تیرا دل نہیں کرتا مجھے مارنے کا اتنا ہینڈسم بندہ ہو تو کس کافر کا دل بے ایمان نہیں ہوتا۔

استغفر اللہ چل اٹھ دفع ہو نکل یہاں سے تیرے جیسی میری بیوی ہو تو میں تو اسے مار کے گٹر میں لٹکا اوں۔

میں بتاتا ہوں تیری بیوی کو تو کیا بول رہا ہے۔

اوئے میں نے تمہیں بولا ہے۔اسے کچھ بھی نہیں کہا۔ پھر وہ مصیبت میرے گلے پڑ جائے گئی مشکل سے جان چھوتی ہے۔

میرے اوپر سے اٹھ میں نے جانا ہے۔

ریان اسے دھکا دے کے بولا۔

اوئے جا رہے میں نے تجھے پکڑ رکھا ہے۔

روحااس دن اپنافون گھر چھوڑ گئی تھی۔اس نے فون ڈھونڈ کر دانین کو کال کی۔

یار تم کہاں مر گئی تھی ہم اتنا پریشان ہو رہے تھے۔انکل کی بھی بار بار کال آ رہی تھی۔بندہ بتاتا تو ہے فون بھی اٹینڈ نہیں کر رہی تھی۔دانین کال اٹینڈ کرتے نان سٹاپ بولے جا رہی تھی۔

مجھے ابھی تم لوگوں سے ملنا ہے۔پوائنٹ پر آ جاؤ۔
روحا نے کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔

خود تیار ہو کر گھر سے نکل گئی۔

سوسائٹی کے اندر ہی ایک خاتون کی دکان تھی جہاں پر بیکری اور باقی چیزیں تھی۔
وہ چار واس دکان پر آکر روزرات کو دو تین گھنٹے بیٹھتی تھی۔

روحا وہاں گئی تو وہ تینوں وہی موجود تھی۔

یار کیا ہوا ہے تو کدھر گم تھی اور یہ اچانک کیا دورہ پڑا ہے تجھے۔
شائمہ بھاگی ہوئی آئی تھی۔

وہ تینوں باری باری گلے ملی تھی۔

مجھے خود بھی سمجھ نہیں آرہا میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے شائمہ پتہ نہیں یہ دن کیسے گزرے ہیں۔

ہوا کیا یار یہ تو بتا نہ۔ مناہل نے اسے گلے لگاتے بولا۔ روحا جو اتنے دن سے پریشان تھی اسنے سارا واقعہ ان کے گوش کیا۔ وہ لوگ تو شاکڈ سی کھڑی تھی اتنا کچھ ہو گیا تھا ان کی دوست کے ساتھ۔

روحا یار تو پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو جائے گا وہ کون ہے جس نے کیا سب ہم اس پر کیس کرتے ہیں۔ دانین نے کہا۔

نہیں تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے اگر چاچی کو پتہ چل گیا تو تم لوگ سوچ بھی نہیں سکتی کیا ہو گا۔ اور ویسے بھی وہ رائم درانی ہے۔ کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ پولیس اس کی جیب میں ہے۔ اتنا تو میں اس کے بارے میں جان گئی ہوں۔ روحا فورا بولی

یار اب بس قسمت پر چھوڑ دو۔ شائمہ اسے ریلکس کرتی ہوئی بولی۔

ہائے کہی فلمی سین نہ ہو جائے اسے تم سے عشق ہو اور تیری چاچی کو ایک ہی گولی میں اڑا دے۔ مناہل جو خاموش کھڑی تھی فورا بولی۔

دفع ہو جا و یار شرم کرو۔ روحا آنسو صاف کرتی ہوئی اپنی ٹون میں بولی۔

دانین: ہائے روحا جی آپ شرما کیوں رہی ہیں۔

نہیں یار میں کیوں شرماؤں گئی تم لوگوں کو پتہ ہے مجھ میں شرم کا مادہ کم ہی پایا جاتا ہے۔ روحا قہقہہ لگاتے بولی

شائمہ: بچی ہسی تے سمجھو پھسی۔

ہاہاہا دفع ہو یار بھوک لگی ہے کھانا شانا کھاتے ہیں۔ اوئے سچ کل تو کالج بھی جانا ہے۔

روحانے منہ بنا کر بولا۔

مناہل: نہ یار ذیشان صاحب چلے جائے گئے آپ کی جگہ۔ بے غیرت ہم لوگ بھی کالج کوئی نہیں گئے اتنے دنوں سے۔ کل ایک بار ہی عزت کروائے گئے۔



اس واقعے کو ہفتہ ہو گیا تھا۔

sir may I come in.

yes.

رائم فائل میں سر دیے بولا۔

سر وہ کال آپ کو سیمینار اٹینڈ کرنے کے لیے سی ڈی ہو سپٹل جانا ہے۔ سیمینار بہت امپوڑنٹ ہے اور اس کے بعد آپ نے ویزٹ کرنا ہے ہو سپٹل میں۔

او کے دستگیر مجھے کل جلدی یاد کروا دینا۔

اس ہو سپٹل کے بارے میں ساری ڈیٹیل لے لینا مجھے پتہ ہے ان کے بلانے کا مقصد تو پیسے لینا ہے مگر میری محنت کی کمائی کسی غلط ہاتھ نہیں جانی چاہیے۔

جی سر میں نے ساری انفارمیشن نکلوائی ہے۔ اس سے ہماری کمپنی کو بھی بلواسطہ طریقے سے فائدہ ہو گا۔

دستگیر تم جانتے ہو مجھے ریان کی بعد تم پر یقین ہے۔ سلطان اپنا بدلہ لینے کے لیے موقع دیکھ رہا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آج سے تم چوبیس گھنٹے روحا پر نظر رکھو گئے۔ میری بیوی پر آنچ بھی نہیں آنی چاہیے۔

سر آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

گڈ۔امید بھی یہی ہے نہیں تو تم اپنی خیر منا لینا۔بلکہ ایسا کرو اس کے گھر کی ملازمہ کو اپنے انڈر رکھو مجھے روحا کی پل پل کی خبر چاہیے۔

جیسا آپ کو بہتر لگے سر۔دستگیر وہاں سے چلا گیا۔

آف روحا رائم درانی مجھے پاگل کر دیا ہے تم نے اس کا انجام تو بھگتنا پڑے گا۔
وہ مسکراتے ہوئے تصور میں اس کے وجود سے مخاطب تھا۔

IB Rajpoot

ماشاءاللہ ماشاءاللہ نوازش نوازش کلاس آپ نے پھول پھنکنے تھے ان پر۔ اتنے دنوں بعد انہوں نے کالج قدم رکھا ہے۔

سر نعمان ان چاروں کو دیکھ کر بولے۔

مناہل: میں نے کہا تھا سر نعمان نے بیویوں کی طرح طنز مارنے ہے۔ دیکھ لو پھر۔

شائمہ: اللہ دی قسم من یانہ من سر دی وائف صبحِ صبح اُناتے ہاتھ صاف کیتا ہے۔

دانین: بچوں اپنی خیر بناو میری تے ہسی ہی نہیں رو کنی۔

روحا: یار اپنے اپنے منہ ادھر کر لو مجھے ہنسی آجاتی ہے تم لوگوں کو دیکھ کر۔

سر نعمان: جی تو شیاطین کھڑے ہو جاؤ۔ اج بھی آنے کی زحمت ہی کی ہے کدھر تھی اتنے دنوں سے تم لوگ۔

روحا: سر وہ اصل میں سر میری طعبیت نہیں ٹھیک اس وجہ سے۔

سر نعمان: اور باقی کدھر تھی۔

دانین: سر میں اس کا سر دبا رہی تھی۔

سر نعمان کی نظریں اب شائمہ پر تھی

شائمہ: سر میں تو پاؤں دبا رہی تھی

سر نعمان: اور آپ مناہل آپ گلا دبا رہی تھی اس کا۔

ان چاروں نے ایک نظر ایک دوسرے کر دیکھا اور اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

مناہل نے یہ زحمت ہی نہیں تھی کی وہ کرسی پر گرتی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

تمہیں تو میں جان سے مار دوں گا۔وہ اس کے پاس جاتے ہوئے بولا۔۔۔

یہ تو دیکھا جائے گا مسٹر رائم درانی۔اب اپنی الٹی گنتی گننا شروع کر دے۔۔ وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولی۔

رئیلی اب مزہ آئے گا مسز رائم درانی تمہیں مارنے کا اپنا ہی مزہ ہے۔وہ اس پر جھکتا ہوا بولا۔۔

روحا اسے دیکھ کر طنزیہ ہنسی۔

میری پیاری بیوی شوہر کے سامنے ایسے نہیں ہنستے ویسے اب تو میں شوہر ہوں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ وہ سنجیدگی سے بولتا اس پر جھکا تھا۔

کیوں نہیں مائے گنگسٹر۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے دونوں ہاتھ اپنے گردن پر رکھا کر بولی۔

وہ جسے لگا تھا ڈر جائے گئی مگر اس کے اس انداز پر غصے سے اس کی طرف دیکھنے لگا ابھی وہ کچھ سمجھتا جب روحا نے اس کے ہاتھوں کا دباؤ اپنی گردن پر ڈالا۔

نہیں چھوڑو مجھے ریان بھائی بچائے۔ یہ مجھے مار دے گا۔ بھائی۔

ریان جلدی سے اندر داخل ہوا تو سامنے کا منظر دیکھ کر حیران ہوا۔
رائم اس گلا گھونٹ رہا تھا۔

رائم تم پاگل ہو گئے چھوڑو اسے۔ وہ اسے کھینچتے ہوئے بولا۔

رائم جو شاکڈ کھڑا تھا۔ اس کی چالاکی پر اسے دیکھ کر رہ گیا۔

بروبہ مگر مچھنی کہی کی ڈرامے کر رہی ہے۔

رائم باہر جاؤ۔ اب تم اس کے قریب بھی نہیں آؤ گئے نہیں تو میرے ہاتھوں سے تمہاری موت پکی ہے۔ وہ اسے وارن کرتا روحا کو پانی پکڑا گیا۔

بھائی مجھے نہیں پانی پینا۔ مجھے ان کے پیسوں کی سٹینگ پینی ہے۔ وہ دوپٹہ منہ کے آگے رکھ کر شرمانے کی ایکٹنگ کرتی ہوئی بولی۔

زہر کھاؤ میرے پیسوں کا۔ میں ایک روپیہ بھی تمہیں نہیں دوں گا۔

وہ غصے سے دانت پیستے وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

گڑیا اسے اتنا تنگ کرو جتنا برداشت کر سکتی ہو۔ کیوں کہ جب اس کا دماغ گھومتا ہے تو وہ میری بھی نہیں سنتا۔

کیا مطلب۔

مطلب یہ کہ مجھے پتہ ہے وہ تم ہی ہو جو اسے ہینڈل کر سکتی ہو اسی لیے میں نے تمہارا نکاح اس سے کروایا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ وہ خود راضی تھا تم سے نکاح کے لیے اگر وہ راضی نہ ہوتا تو میں کیا دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کو تم سے نکاح کروانے پر راضی نہیں تھی کر سکتی۔

ہینڈل کا پتہ نہیں پر اتنا بتا دوں آپ کے بھائی کی زندگی جہنم نہ بنا دی تو میرا نام بھی روحا راجپوت نہیں۔۔

گڑیا باقی تو سہی ہے۔ لیکن اب آپ راجپوت نہیں روحا رائم درانی ہیں۔
ریان نے مسکراتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا اور باہر نکل گیا۔

✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨
✨ ✨ ✨

یہ بندر کدھر گیا ہے روحا رائم ڈھونڈتی ہوئی بولی۔

سامنے ہی وہ کال پر بات کرتا نظر آیا۔۔

روحا کے ذہن میں شرارت ابھری تھی۔

سننے سر تاج، وہ منن کا ڈیپر بدلی کر دے۔ وہ اس کے کان کے قریب جھک کر بولی تھی۔

رائم جوڈیل کے بارے میں بات کر رہا تھا۔اس نے جلدی سے کال بند کر کے روحا کی طرف غصے سے دیکھا۔ابھی وہ اس کی طرف بڑھا ہی تھا کہ وہ بھاگ گئ تھی۔

آفف کنڑول رائم درانی اس لڑکی کو ریان کی وجہ سے برداشت کرنا۔اگر اس نے میرا ضبط مزید آزمایا تو اس کی موت میرے ہاتھوں ہی ہو گئ۔۔وہ جلدی سے اندر کی طرف آیا تھا۔

مگر حال کے بیچ میں ہی روحا کو بیٹھے دیکھ
کر ٹھٹھک کر رکا تھا۔

لڑکی پھر کوئی ڈرامہ کیا نہ تو اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔
وہ غصے سے بولتا اندر کی طرف بڑھا۔

رائم مم درد۔۔روحابامشکل بولی تھی۔وہ دل میں اٹھتے درد کی وجہ سے بے حال ہورہی تھی۔

رائم فوراًاس کی طرف آیا تھا۔

کیاہواہے۔اٹھووہاں چلو۔اسی آوازاور آنکھوں پر ہی تواس کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد روحا کی طعبیت سنبھالی تواس نے گھر جانے کی ضد شروع کردی تھی۔اسے پتہ تھااب اگروہ لوگ قبول نہ بھی کرئے رائم نہ سہی ریان ہی اسے اکیلا نہیں چھوڑے گا۔

چلو مصیبت تمہیں چھوڑ کر آؤ نہیں تو پھر گلے پر جاؤ گئ۔۔

IB Rajpoot

گاڑی اس کے گھر سے تھوڑی دور کھڑی کی تھی۔گھر والوں کا ری اکشن سوچ کر اس کی ٹانگیں کانپ رہی تھی۔رائم نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا۔۔۔۔

اپنے گھر والوں سے تو جان نکلتی ہے۔رائم درانی کا غصہ کیسے برداشت کرئے گئی۔ بڑی آئی رائم درانی کی بیوی۔۔

وہ خود بھی نہیں سمجھ پایا تھا کہ کیا سوچ رہا ہے پھر خود پر دو لفظ بھیج کر اس سے مخاطب ہوا۔

مس مصیبت میری گاڑی سے اترے گئی یا آپ کے لیے گڈا گاڑی منگواوں ۔۔اور یہ ڈرامے اس کے سامنے کرنا جو تمہیں نہیں جانتا میرے سامنے نہ کرنا۔ اس کی باتوں پر روحا کا دل کر چی کر چی ہوا تھا۔

وہ اسے نم آنکھوں سے دیکھتی اندر چلی گئی۔۔فرحان کی جب اس پر نظر پڑی تو فورا بولا

ارے چڑیل اتنی جلدی واپس آگئی ہو۔

ارے میرا بچہ کب واپس آیا۔اس کے بابا بولے۔
وہ ان کے ری ایکشن دیکھ کر پریشان سی تھی۔

کیا ہوا تم تو ٹریپ پر گئی تھی پھر جلدی کیسے آگی۔

وہ باباطعبیت خراب تھی اس وجہ سے میں جلدی اگی۔
اسے پتہ چل گیا تھا کہ اس کی دوستوں نے سب سنبھال لیا ہے۔وہ وہاں سے سیدھا اپنے کمرے میں ائی۔ڈر سے ابھی تک کانپ رہی تھی۔

الحمدللہ بچ گئی۔۔

رائم خیال رکھنا اپنا سلطان کے کتے جگہ جگہ پھیلے ہیں۔ریان میٹنگ کی وجہ سے آؤٹ آف کنٹری جارہا تھا۔

بروتم ٹینشن نہ لو دیکھ لوں گا انکو وہ رائم درانی کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔رائم نے سائیڈ سمائیل پاس کی۔

تمہارا مجھے پتہ ہے اپنی بیوی کا خیال رکھنا سلطان کو اس کے بارے میں پتہ نہیں چلنا چاہیے۔

میری بیوی کی طرف کوئی آنکھ اٹھا کر تو دیکھے میں اس کی آنکھیں نکال کر کتوں کے آگے نہ ڈال دوں۔

رائم جنونی انداز میں بولا۔

ہائے میرے بھائی کو عشق ہو گیا ہے۔ کرتے ہیں کچھ۔

ریان اسے کندھا مار کر بولا۔

چل نکل تجھے بہت شوق ہے بہن بنانے کا میں تو نکاح ہی نہیں تھا کرنا چاہتا یہ تو تم نے فورس کیا ہے۔اب بیوی بن گئی ہے تو ظاہری سی بات ہے تو میں اپنی عزت کی طرف کسی کو دیکھنے بھی نہ ڈوں۔۔

تمہاری آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی ہے۔

کیا کہہ رہی ہے میری آنکھیں۔

یہی مجھے پیار ہوا ہے

مجھے پیار ہوا ہے۔

دیوانہ ہوا مستانہ ہوا

تیری چاہت میں کتنا کمینا ہوا۔

ریان کے بچے تو مجھ سے بچ کے دیکھا۔اب یہ حال تھا ریان آگے آگے بھاگ رہا تھا اور رائم اس کے پیچھے آگے ہی لمحے ریان کی گردن رائم کے ہاتھ میں تھی۔

کاش تو مجھ سے ایک سال بڑا نہ ہوتا پھر میں تجھے بتاتا تھا۔

اوہو میری جان سیدھا بول نہ تیرا دل نہیں کرتا مجھے مارنے کا اتنا ہینڈسم بندہ ہو تو کس کافر کا دل بے ایمان نہیں ہوتا۔

استغفر اللہ چل اٹھ دفع ہو نکل یہاں سے تیرے جیسی میری بیوی ہو تو میں تو اسے مار کے گٹر میں لٹکا اوں۔

میں بتاتا ہوں تیری بیوی کو تو کیا بول رہا ہے۔

اوئے میں نے تمہیں بولا ہے۔اسے کچھ بھی نہیں کہا۔ پھر وہ مصیبت میرے گلے پڑ جائے گئی مشکل سے جان چھوتی ہے۔

میرے اوپر سے اٹھ میں نے جانا ہے۔

ریان اسے دھکا دے کے بولا۔

اوئے جا رہے میں نے تجھے پکڑ رکھا ہے۔

روحااس دن اپنافون گھر چھوڑ گئی تھی۔اس نے فون ڈھونڈ کر دانین کو کال کی۔

یار تم کہاں مر گئی تھی ہم اتنا پریشان ہو رہے تھے۔انکل کی بھی بار بار کال آ رہی تھی۔بندہ بتاتا تو ہے فون بھی اٹینڈ نہیں کر رہی تھی۔دانین کال اٹینڈ کرتے نان سٹاپ بولے جا رہی تھی۔

مجھے ابھی تم لوگوں سے ملنا ہے۔پوائنٹ پر آ جاؤ۔
روحا نے کہہ کر فون بند کر دیا تھا۔

خود تیار ہو کر گھر سے نکل گئی۔

سوسائٹی کے اندر ہی ایک خاتون کی دکان تھی جہاں پر بیکری اور باقی چیزیں تھی۔
وہ چار واس دکان پر آکر روزرات کو دو تین گھنٹے بیٹھتی تھی۔

روحا وہاں گئی تو وہ تینوں وہی موجود تھی۔

یار کیا ہوا ہے تو کدھر گم تھی اور یہ اچانک کیا دورہ پڑا ہے تجھے۔
شائمہ بھاگی ہوئی آئی تھی۔

وہ تینوں باری باری گلے ملی تھی۔

مجھے خود بھی سمجھ نہیں آرہا میرے ساتھ کیا ہو گیا ہے شائمہ پتہ نہیں یہ دن کیسے گزرے ہیں۔

ہوا کیا یار یہ تو بتا نہ۔ مناہل نے اسے گلے لگاتے بولا۔ روحا جو اتنے دن سے پریشان تھی اسنے سارا واقعہ ان کے گوش کیا۔ وہ لوگ تو شاکڈ سی کھڑی تھی اتنا کچھ ہو گیا تھا ان کی دوست کے ساتھ۔

روحا یار تو پریشان نہ ہو سب ٹھیک ہو جائے گا وہ کون ہے جس نے کیا سب ہم اس پر کیس کرتے ہیں۔ دانین نے کہا۔

نہیں تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے اگر چاچی کو پتہ چل گیا تو تم لوگ سوچ بھی نہیں سکتی کیا ہو گا۔ اور ویسے بھی وہ رائم درانی ہے۔ کوئی اس کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ پولیس اس کی جیب میں ہے۔ اتنا تو میں اس کے بارے میں جان گئی ہوں۔ روحا فورا بولی

یار اب بس قسمت پر چھوڑ دو۔ شائمہ اسے ریلکس کرتی ہوئی بولی۔

ہائے کہی فلمی سین نہ ہو جائے اسے تم سے عشق ہو اور تیری چاچی کو ایک ہی گولی میں اڑا دے۔ مناہل جو خاموش کھڑی تھی فورا بولی۔

دفع ہو جا و یار شرم کرو۔ روحا آنسو صاف کرتی ہوئی اپنی ٹون میں بولی۔

دانین: ہائے روحا جی آپ شرما کیوں رہی ہیں۔

نہیں یار میں کیوں شرماؤں گئی تم لوگوں کو پتہ ہے مجھ میں شرم کا مادہ کم ہی پایا جاتا ہے۔ روحا قہقہہ لگاتے بولی

شائمہ: بچی ہسی تے سمجھو پھسی۔

ہاہاہا دفع ہو یار بھوک لگی ہے کھانا شانا کھاتے ہیں۔ اوئے سچ کل تو کالج بھی جانا ہے۔

روحانے منہ بنا کر بولا۔

مناہل: نہ یار ذیشان صاحب چلے جائے گئے آپ کی جگہ۔ بے غیرت ہم لوگ بھی کالج کوئی نہیں گئے اتنے دنوں سے۔ کل ایک بار ہی عزت کروائے گئے۔



اس واقعے کو ہفتہ ہو گیا تھا۔

sir may I come in.

yes.

رائم فائل میں سر دیے بولا۔

سر وہ کال آپ کو سیمینار اٹینڈ کرنے کے لیے سی ڈی ہو سپٹل جانا ہے۔ سیمینار بہت امپوڑنٹ ہے اور اس کے بعد آپ نے ویزٹ کرنا ہے ہو سپٹل میں۔

او کے دستگیر مجھے کل جلدی یاد کروا دینا۔

اس ہو سپٹل کے بارے میں ساری ڈیٹیل لے لینا مجھے پتہ ہے ان کے بلانے کا مقصد تو پیسے لینا ہے مگر میری محنت کی کمائی کسی غلط ہاتھ نہیں جانی چاہیے۔

جی سر میں نے ساری انفارمیشن نکلوائی ہے۔ اس سے ہماری کمپنی کو بھی بلواسطہ طریقے سے فائدہ ہو گا۔

دستگیر تم جانتے ہو مجھے ریان کی بعد تم پر یقین ہے۔ سلطان اپنا بدلہ لینے کے لیے موقع دیکھ رہا ہے۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آج سے تم چوبیس گھنٹے روحا پر نظر رکھو گئے۔ میری بیوی پر آنچ بھی نہیں آنی چاہیے۔

سر آپ کو شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

گڈ۔امید بھی یہی ہے نہیں تو تم اپنی خیر منا لینا۔بلکہ ایسا کرو اس کے گھر کی ملازمہ کو اپنے انڈر رکھو مجھے روحا کی پل پل کی خبر چاہیے۔

جیسا آپ کو بہتر لگے سر۔دستگیر وہاں سے چلا گیا۔

آف روحا رائم درانی مجھے پاگل کر دیا ہے تم نے اس کا انجام تو بھگتنا پڑے گا۔
وہ مسکراتے ہوئے تصور میں اس کے وجود سے مخاطب تھا۔

IB Rajpoot

ماشاءاللہ ماشاءاللہ نوازش نوازش کلاس آپ نے پھول پھنکنے تھے ان پر۔ اتنے دنوں بعد انہوں نے کالج قدم رکھا ہے۔

سر نعمان ان چاروں کو دیکھ کر بولے۔

مناہل: میں نے کہا تھا سر نعمان نے بیویوں کی طرح طنز مارنے ہے۔ دیکھ لو پھر۔

شائمہ: اللہ دی قسم من یانہ من سر دی وائف صبحِ صبح اُناتے ہاتھ صاف کیتا ہے۔

دانین: بچوں اپنی خیر بناو میری تے ہسی ہی نہیں روکنی۔

روحا: یار اپنے اپنے منہ ادھر کر لو مجھے ہنسی آجاتی ہے تم لوگوں کو دیکھ کر۔

سر نعمان: جی تو شیاطین کھڑے ہو جاؤ۔ اج بھی آنے کی زحمت ہی کی ہے کدھر تھی اتنے دنوں سے تم لوگ۔

روحا: سر وہ اصل میں سر میری طعبیت نہیں ٹھیک اس وجہ سے۔

سر نعمان: اور باقی کدھر تھی۔

دانین: سر میں اس کا سر دبا رہی تھی۔

سر نعمان کی نظریں اب شائمہ پر تھی

شائمہ: سر میں تو پاؤں دبا رہی تھی

سر نعمان: اور آپ مناہل آپ گلا دبا رہی تھی اس کا۔

ان چاروں نے ایک نظر ایک دوسرے کر دیکھا اور اپنی ہنسی روکنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔

مناہل نے یہ زحمت ہی نہیں تھی کی وہ کرسی پر گرتی ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہی تھی۔

بیٹا مجھے آپ کو ڈانٹتے ہوئے شرم آتی ہے آپ کو تو اثر ہی نہیں ہے۔

وہ چاروں ڈیٹوں کی طرح واپس اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔ مگر دانت ان کے ابھی بھی اندر نہیں ہوئے ت

روحا: نہیں یار مجھے ایک بات تو بتاؤ ساری بات روحا پر ہی کیوں ختم ہوتی ہے میں نے کیا بیگارا ہے کیسی کا۔ وہ معصومیت کا ڈرامہ کرتی بولی۔

مناہل: بروا بھی تو میم انوشہ کی کلاس بھی لینی ہے۔

نین: آؤ تیری خیر۔

شائمہ: یار گل اے ہے کہ پہلے پیٹ پوجا فیر کام دوجا۔
چل بھوکی کچھ کھا کہ آتے ہیں۔
وہ لوگ لنچ کرنے چلے گئے تھے۔

IB Rajpoot

رائم آج ہوسپٹل ویزٹ کر کے آیا تھا اس نے اچھی خاصی رقم اس ہوسپٹل کے ہونر کو دی تھی۔

سلطان کے آدمی جگہ جگہ پھیلے ہوئے تھے۔ رائم۔ کو معلوم تھا کہ وہ لوگ اس کا پیچھا کر رہے ہیں۔ دستگیر گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔ جبکہ رائم بیک سیٹ پر بیٹھا تھا۔

یار دستگیر اتنے دن ہو گئے ہیں کسی پر ہاتھ نہیں صاف کیا۔ کیا خیال ہے کر لوں ہاتھ صاف۔ رائم دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجا کر بولا۔

سر جیسے آپ کو بہتر لگے میں ہر قدم پر آپ کے ساتھ ہوں۔

گاڑی دوسری روڈ پر ڈالو۔

جی سر۔

گاڑی اب سنسان سڑک پر سفر کر رہی تھی رائم نے دونوں ہاتھوں میں پسٹل لی اور دستگیر کو اشارہ کیا۔ اس کے اشارے پر دستگیر نے اچانک گاڑی کو گھوما کر واپس موڑا۔ سلطان کے آدمی جوان کا پیچھا کر رہے تھے اس اچانک آفت پر ابھی سنبھلے ہی نہ تھا جب رائم کی گاڑی ان کی گاڑیوں کے درمیان سے گزری اور رائم

نے باہر نکل کر دونوں گاڑیوں ہو فائر کیے اور ان کے کافی زیادہ بندے مارے تھے۔

دستگیر گاڑی اب گھر کی طرف مور واب باری ہےkk
گینگ کی۔اس نے سنجیدگی سے کہا اسوقت اس کے چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔اب آیا تھا رائم درانی اپنی اصل شخصیت میں۔

اوکے سر۔دستگیر نے فوراہاں میں سر ہلایا۔دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ اب ان کو اس ظلم کے قہر سے کون بچائے گا۔

✨✨✨✨✨✨✨✨IB Rajpoot✨✨✨✨
✨✨✨

شائمہ: یار چلو کلاس سٹارٹ ہونے لگی۔

دانین: ہونے لگی کا کیا مطلب ہے ہو گئی۔

روحا: یار کتی زندگی ہے پیدا ہوئے تھے تو گھر والوں نے ہاتھ میں کتابیں پکڑا دی تھی آج تک پڑھ رہے ہیں۔

مناہل: جی کیا ارشاد فرمایا ہے۔ میں نے تو آپ کو کبھی بھی پڑھتا ہوا نہیں دیکھا۔

روحا: تم لوگ آندھی ہو گئی۔ میم انوشہ والی بات جاؤ جا کر شادیاں کرو میری جان چھوڑو۔

دانین: جان تو ہماری پہلے چھوٹے گئی تم سے۔ نکاح شدہ

روحا: اللہ کا واسطہ ہے منہ بند کرلو کسی کو نہ بتانا۔ بکواس بند کرو میم آنے والی ہے

۔

ماشاءاللہ نوازش ہے آپ نے اپنی شکل دیکھانے کا شرف بخشا ہے ہمیں۔ میم انوشہ کی نظر ان پر پڑی تو فورا بولی۔ وہ چار و چہرے پر مسکراہٹ سجائے ان کی طرف دیکھ رہی تھی۔

مجھے کوئی بہانہ نہیں چاہیے اسائنمنٹ جمع کروائے مجھے ابھی اور اسی وقت۔

روحا: او مس جی میری طعبیت ٹھیک نہیں تھی لکھی ہی نہیں آپ ایک دن کا ٹائم دے دے ہم کل جمع کروادے گئے۔

مس انوشہ: کوئی نئ بات بتائے۔ طعبیت کب نہیں تھی خراب آپ کی۔

دانین: روحا یار کوئی اچھا سا بہانہ بنانا تھا تو کیا ہر جگہ طعبیت کا بہانہ بناتی ہے۔

روحا: تو برو تم نے کچھ منہ سے پھوٹا ہی نہیں لہذا مجھے ہی بولنا پڑا

مس انوشہ: تم لوگ مجھ پر ایک احسان کرو۔

میم انوشہ کی نرم آواز پر وہ لوگ حیرانی سے ان کی طرف دیکھ کر فوراحامی بھر گئی۔

مس انوشہ: آپ لوگ جو جا کر شادیاں کرو میری جان چھوڑو یہ پڑھائی آپ کے بس کی بات نہیں ہے۔

مناہل: مس آپ کو کیا لگتا ہے ان تینوں کو کوئی دے گا لڑکا کیوں آپ کسی ماں کے لال کے لیے بد دعائیں کر رہی ہیں۔

مس انوشہ: ماشاءاللہ شرم تو واقع آپ میں نہیں ہے دفع ہو جائے میری کلاس سے

جی میم۔وہ چاروں بیگ اٹھا کر کلاس سے نکل آئی تھی۔



رائم اور دستگیر درانی پلس میں داخل ہوئے۔

رائم چلتا ہوا اپنے روم کے ساتھ والے روم میں داخل ہوا تھا۔

جس کے درمیان میں بیڈ تھا ایک سائیڈ ڈریسنگ اور واشروم کا دروازہ تھا اور دوسری طرف ایک لکڑ کی کی بک ریک بنی تھی۔جو دیکھنے میں بالکل نارمل تھی۔

مگر رائم نے ایک مخصوص بک اٹھائی اور اس میں ایک پاسورڈ ڈالا تو وہ ریک سامنے سے ہٹ گئی سامنے اب دیوار تھی۔ رائم نے اس پر فنگر پرنٹ لگائے جس سے

دیوار دروازے کی طرح کھول گئی اور سامنے ایک کمرہ تھا جس میں شیشے کی ریک بنائی گئی تھی جن میں

دستگیر یہ تینوں گولیوں سے بھر دو یہ ساری مجھے دشمن پر خالی کرنی ہے۔۔ رائم گنز آپنے ہاتھ میں لے کر بولا۔

جی سر۔ سر گاڑی میں کون سی رکھنی ہے اور اپنے پاس کون سی رکھے گئے اپ۔

مجھے میری فیورٹ چاہئی

Ak 47

باقی ایک تم پاس رکھ لو اور ایک گاڑی میں فیٹ کر دو۔

او کے سر۔

چلو آجاو میرے شیر آج ان کے گھر گھس کر ان کی گولیوں سے بھن دے گئے۔ وہ دستگیر کو اشارہ کرتے ہوئے دیوار پر کورڈ ڈالتا باہر ایا۔

IB Rajpoot

وہ لوگ ایک ویران سی جگہ پر آئے تھے۔ جہاں کیسی زی روح کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔

گاڑی یہی روکو۔۔۔رائم نے اسے کہااور دونوں ساتھ میں گاڑی سے اترے تھے۔اس وقت وہ دونوں پرفیکٹ شوٹر لگ رہے تھے۔مکمل بلیک فائٹنگ ڈریس میں وہ سنبھال کر چلتے آگے بھرے۔کچھ فاصلے پر جا کر دستگیر دائیں جانب لگے درخت کے پیچھے چل گیااور رائم بائیں۔

سامنے ہی زمین کے اوپر سے ایک ڈھکن ہٹا کر کچھ آدمی گنز ہاتھ میں پکڑے باہر نکلے۔

دستگیر ریڈی ہو۔رائم نے کان میں لگے بلیوٹوٹ میں کہا۔

یس سر میں ریڈی ہوں۔

تو چلو پھر انتظار کس بات کا ہے بھن دوں سالوں کو۔۔۔رائم کے آرڈر دینے کی دیر تھی دستگیر اور رائم دونوں نے ایک ساتھ ان پر فائرنگ شروع کر دی کیوں

کہ گن سیلنسر والی تھی اس لیے ان کی آواز نہیں تھی ارہی۔اس اچانک آفت پر وہ لوگ سنبھلے ہی نہیں تھے۔رائم نے منٹوں میں انہیں ڈھر کر دیا تھا۔

دستگیر موو کرو جلدی۔

سر پہلے میں جاتا ہوں اندر وہاں خطرہ ہے۔

اوپلیز شٹ اپ دستگیر۔مجھے فالو کرو۔۔رائم نے وہ دروازہ کھولا تو سامنے سیڑھیاں اندر کو جاتی نظر آئی وہ دونوں اختیاط سے اندر داخل ہوئے۔سیڑھیوں کے ساتھ ہی دو لوگ کھڑے تھے رائم نے ان کو شوٹ کیا۔اور اندر کی طرف قدم برھائے۔

پھر کیا خیال ہے سودا پکا۔مال تمہیں مل جائے گا بس تم سودا پکا کرو۔

اندر سے آتی آوازوں پر دستگیر نے رائم کی طرف دیکھا۔رائم نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا۔۔۔

واہ کے کے، میرے بغیر سودا پکا۔اگلے ہی پل رائم نے اس کے آدمیوں کو اپنا نشانہ بنایا۔اب منظر کچھ یوں تھا کمرے کے دروازے پر رائم کھڑا تھا اور اس کی گن سامنے کھڑے گورے کے سر پر تھی۔کے کے اور ان کے درمیان ایک ٹیبل پڑا تھا جس پر پیسوں سے بھرا بیگ پڑا تھا۔ان کے ارد گرد kk کے گارڈ کھڑے تھے۔

تم رائم درانی تم نے اپنی موت کو خود دعوت دی ہے۔کے کے قہقہہ لگا کر بولا

مزاق تو بہت اچھا کرتا ہے۔ لیکن رائم درانی کو ہلکے میں نہ لے۔۔دیکھتے ہی دیکھتے رائم نے اس کے تمام آدمی مار گرائے۔

رائم درانی گن ہٹااس کے سر سے نہیں تو تیری موت میرے ہاتھوں ہو گئی۔

نہیں کبھی بھی نہیں آج دیکھ لیتے ہیں کون بچتا ہے۔

ہاہاہاہا رائم درانی تم اتنے بے وقوف ہو۔کے کے نے قہقہہ لگایا اگلے لمحے وہ کمرہ کے کے آدمیوں سے بھر گیا تھا۔رائم نے ایک نظر دستگیر کو دیکھا۔اب کمرے میں ہر طرف گولیوں کی آوازیں تھی۔ابھی تین لوگ باقی تھے جب رائم نے گن کا نشانہ لے کر اس کے آدمی کو مرنے کی کوشش کی مگر گن میں گولیاں ختم ہو گی تھی۔رائم ابھی کچھ سمجھتا ایک گولی اس کے کندھے کے آر پار ہوئی۔ وہ لب بچ گیا۔وہ زخمی شیر بنا گولیوں سے بچتا ہوا بھاگ کر ان میں سے ایک کی گردن میں بازوں ڈال کر اس کی گردن مڑ کر بھاگتے ہوئے دیوار پر پاؤں مڑ مار کر قلعہ بازی کھائی اور دوسرے کو پکڑ اس کا سر دیوار پر دے مارا۔تیسرے کو دستگیر نے اڑا دیا۔

کے کے، کتے تو اپنی موت کے لیے تیار ہو جاؤ۔ کے کے اسے۔ دیکھ کر باہر کی طرف بھاگا۔

IB Rajpoot

دانین گھر میں داخل ہوئی تو معمول سے ہٹ کر چہل پہل تھی گھر میں۔ دانین کے والدین ایک خادثے میں فوت ہو گئے تھے۔ اس کے بعد سے دانین اپنے خالہ کے گھر رہ رہی تھی۔ خالہ اس سے بے انتہا نفرت کرتی تھی اور اپنی نفرت کا اظہار کرنے میں کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں تھی دیتی۔

دانین میری بچی تم آگئی ہو۔ او پانی پیو پھر کمرے میں جاؤ میں نے وہاں تمہارے کپڑے رکھ دیے ہے تیار ہو کر اجاو۔ اسے خالہ کا یہ انداز کچھ غلط ہونے کا سگنل دے رہے تھا مگر وہ خاموشی سے کمرے میں گئی۔ سامنے کافی ہیوی مگر سرخ رنگ کا خوبصورت جوڑا پڑا تھا وہ اس جوڑے کو خیرانگی سے دیکھتی چینج کرنے

چلی گئی۔ پھر تیار ہو کر نیچے ائی۔ سرخ پاؤں تک آتی میکسی کے ساتھ ہائی ہیلز پہنے بالوں کو کھولا چھورے ہلکے میک اپ میں بہت حسین لگ رہی

تھی۔ خالہ میں تیار ہوں کہاں جانا ہے۔ وہ بولتی ہوئی خال میں آئی یہی ہے۔۔۔

کہی نہیں جانا سر پر اچھے سے ڈوپٹہ کو اور جو میں بولو گئی وہی کرو گئی تم خبر دار ایک بھی لفظ زبان سے نکالا تو۔

وہ اسے لے کر ڈرائنگ روم میں جہاں پہلے ہی کچھ لوگ بیٹھے تھے۔

چلو تمہارا نکاح ہے خاموشی سے جتنا بولا ہے اتنا کرو نہیں تو یاد رکھو میں تمہیں اب اس گھر میں اور برداشت نہیں کروں گی۔ چاہیے تمہیں بیچنا ہی کیوں نہ پڑے۔ خالہ اس کے کان میں۔ بولتی ہوئی سائیڈ پر ہوئی۔

خالہ: چلے مولوی صاحب شروع کرئے نکاح۔

نہیں ں میں اس نکاح کے لیے راضی نہیں ہوں میں نکاح نہیں کروں گئ
۔دانین دوپٹہ کو گھونگھٹ کیے بیٹھی تھی فورا اٹھار کر بولی۔
سامنے بیٹھے علی کی نظر اس کی طرف پڑی تو پلٹنا ہی بھول گئ تھی۔ علی اس کی خالہ کو پیسے دے کر اس سے نکاح کر رہا تھا۔دانین نے جب اس کی طرف دیکھا سرخ وسفید رنگت پر کالے بال ماتے پر بکھرے، عنابی ب اس وقت آپس میں پیوست کیے، سیاہ آنکھوں سے اس کو گھور رہا تھا۔

ولی یار مولوی دوسرا لے کر آو تب تک میں تیری ہونے والی بھابھی کو سیٹ کر لوں۔ علی اپنے دوست کو کہتے ہوئے دانین کی خالہ کو باہر جانے کا اشارہ کر کے اس کی طرف ایا۔

تم سمجھتے کیا ہو مسٹر علی جیسا چاہو گئے ویسا ہو جائے گا سوچنا بھی نہ کہ میں تم سے شادی کرو گا۔وہ غصے سے بولی۔

یار اسے بھی پیاری لگ رہی ہو مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے میں تو ایسے ہی اٹھا کر لے جاؤں گا۔

رائنم نے کے کے کو گردن سے پکڑ کر اس کا سر دیوار پر مارا۔اس کے سر سے بہتے خون نے اس کے چہرے کو لال کر دیا تھا۔کے کے نے رائم کو پسلیوں پر مکہ مارا جس پر رائم۔ کو تو کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔رائم کے اندر کا حیوان جاگ گیا تھا۔اب اسے کنڑول کرنا ناممکن تھا۔اگلے ہی لمحے رائم نے اپنی کہنی اس کے پیٹ میں ماری۔ جس سے وہ بلبلا کر رہ گیا۔

تم نے غلطی کر دی کہ میرے اندر کے حیوان کو جگا کر۔
اس نے کے کے کو اٹھا کر ٹیبل پر پٹاخہ۔

اچانک ہی کے کے کے دو آدمیوں نے آکر ان پر فائرنگ کی جس کی وجہ رائم کا بازوں چھیڑتی ہوئی اس کے اندر گئی۔ رائم نے ایک بار آنکھیں بند کر کے کھولی۔

سر آپ ٹھیک ہے۔ دستگیر نے ان دونوں کو گولیاں ماری تھی مگر جس آدمی نے رائم پر گولی چلائی تھی وہ ابھی آخری سانس لے رہا تھا۔ ارے رائم

درانی کو گولی لگ گئی ہے۔

کے کے نے رائم کے بازوں کی طرف دیکھ کر قہقہہ لگایا۔

اس کی سزا تو ملے گئی اتنی آسان موت نہیں دوں گا تمہیں

رائم نے ایک پنچ اس کے منہ پر مارا اور اس کے آدمی کا ہاتھ پکڑ کر بلیڈ سے اس کی پانچوں انگلیاں کاٹ دی۔ اس آدمی کی چیخے کمرے میں گونجی تھی۔ اہستہ آہستہ وہ دم دور گیا۔

اے ے ے رائم دیکھ مجھے معاف کر دے۔ کے کے اسے آدمی کی انگلیاں اٹھا کر اپنی جانب آتے دیکھ بولا۔ وہ رائم درانی تھا وحشت کا دوسرا نام اس نے وہ انگلیاں کے کے، کے منہ میں ڈال کر اس کا کے منہ پر ٹیپ لگا دی تھی۔ دستگیر کو یہ سب دیکھ کر ابکائی آ رہی تھی۔

کیا دستگیر تو بھی ابھی تک عادت ڈال لینی چاہیے تھی تجھے۔ مجھے میرا مخصوص ٹول دو۔

دستگیر جلدی سے ایک کلہاڑی کی طرح کا کٹر اسے دے کر باہر چلا گیا۔

کے کے کی آنکھیں خوف سے باہر آنے کو تھی۔

وہ بار بار نفی میں گردن ہلا رہا تھا۔ رائم۔ نے اس کٹر سے اس کی گردن ایک ہی وار میں اس کے تن سے جدا کر کے پھر اس کے جسم کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیے۔

اس وقت وہ کوئی وحشی ہی لگ رہا تھا خون میں لت پت۔

میری پیاری سی اینگری برڈاب دوسری بات کوئی نہیں ہوگئی۔ولی گاڑی نکل اور اسے بولنا کہ مولوی لے کر سیدھا فام ہوس اجائے۔ علی اپنے دوست کو بول کر دانین کو گھسیٹتے ہوئے گاڑی میں لے گیا۔

نہیں پلیز مجھے چھوڑ دو میں معافی مانگتی ہوں تم سے۔اس وقت دانین کی حالت قابلِ رحم تھی۔

شششش چپ آواز نہ آئے بلکل بھی۔ نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔وہ اس کے چہرے کے قریب چہرہ لا کر بولا۔دانین خوف سے گاڑی کے دروازے کے ساتھ لگ کر بیٹھ گیا۔

آنٹی دانین کدھر ہے۔روحادانین کے گھر آئی تھی مگر اسے گھر میں موجود نہ پا کر مجبوراً اسے اس کی خالہ سے پوچھنا پڑا۔

کیوں اب تم لوگوں نے کہا آوارہ گردی کرنے جانا ہے۔وہ نحوست سے بولی۔

آہ سوری آنٹی میرا دماغ خراب ہو گیا تھا جو آپ جیسی سر پھری کو اپنے منتے لگا لیا تھا۔وہ مین گیٹ کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔

جاؤ جا کر پہلے تمیز سیکھ کر آؤ آوارہ نہ ہو تو۔دانین کی خالہ اس کے پیچھے آتی ہوئی بولی۔

اے ے مڈ د آف انڈیا میرے منہ نہ لگے۔ وہ بولتی وہاں سے بھاگی تھی۔

پتا نہیں بے غیرت کہاں گئی ہے۔
وہ اپنے گھر میں آتی سیدھا کمرے میں چلی گئی۔

بے غیرتوں کدھر مر گئے ہو۔ نین صاحب تیرے گھر گئی تھی ابھی واپس آئی ہوں تیری خالہ تو کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ اس نے واٹس اپ پر chawal group جوان چاروں کا گروپ تھا اوپن کر کے کے وائس کیا۔ جس پر فوراہی شائمہ کا جواب آیا تھا۔

شایمہ: تو نے تو جیسے اپنی اتنی لمبی زبان بند رکھی ہو گئی۔

مناہل: ہاہاہاہا شائمہ دل خوش کر دیا ہے۔

روحا: لاکھ لع۔۔ت تیرے تے۔

شایمہ: یار کڑی دا پتا کرو مرتے نہیں گئی نین

ابھی وہ لوگ بات کر ہی رہے تھے کہ روحا کے فون پر ان نون نمبر سے کال آئی روحا نے کافی سوچ وچار کے بعد کال اٹینڈ کر لی۔
وہ فون کان سے لگائے دوسری طرف سے کسی کے بولنے کا انتظار کرنے لگی۔ مگر دوسری طرف بھی کوئی ڈھیٹ ہی تھا جو بول نہیں رہا تھا۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨
✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨

رائم واپس گھر آیا اور شاور لے کر بیڈ پر لیٹ گیا۔ آنکھیں بند کی تو اچانک آنکھوں کے سامنے وہ نازک سراپا یہ لہرایا۔

اس نے فون اٹھایا اور دستگیر کو کال کی۔

اسلام علیکم سر۔

وعلیکم سلام۔دستگیر مجھے ابھی اور اسی وقت میری بیوی کا نمبر وغیرہ سینڈ کرو۔

اوکے سر۔بس پانچ منٹ دے۔

عجیب انسان ہے بیوی ان کی ہے اور نمبر میں دوں۔دستگیر سوچ کر رہ گیا کہنے کی تو ہمت ہی نہیں تھی۔

پورے پانچ منٹ بعد دستگیر نے اسے نمبر سینڈ کر دیا تھا۔اس نے کال کی تو کافی دیر بعد روحانے کال اٹینڈ کی تھی۔مگر خاموش ہی رہی۔

IB Rajpoot

y

ہائے اللہ کوئی مر شر تو نہیں گیا یہ نہ ہوا یمبولینس کی جگہ مجھے کال ٹھوک کر خود مر گیا ہو اور میرے متے لگ جائے۔ اگلے ہی لمحے سپیکر سے روحا کی ہلکی ہلکی بڑبراہٹ سنائی دی تھی جس پر اس نے اپنا بے ساختہ آمڈ آنے والا قہقہہ روکا تھا۔

واہ رائم درانی دل آیا بھی تو کس پر۔ وہ دل میں سوچ کر مسکرایا

ہیلو اگر بولنا نہیں ہوتا تو کال کیوں کی ہے۔

وہ جھنجھلا کر بولی۔

مسز، یار باتیں بہت کمال کرتی ہو۔ آخر بیوی جو رائم درانی کی ہو۔

مجھے پتہ ہونا چاہیے ایسی چھیچھوڑی حرکتیں تم ہی کر سکتے ہو رائم درانی دماغ تو تمہارا ہے نہیں۔ وہ اس کی آواز سن غصے سے پاگل ہوئی تھی۔

بری بات ہے۔ڈول میں نرمی سے بات کر رہا ہوں تو اس کا بلکل بھی یہ مطلب نہیں ہے کہ تم مجھ سے بد تمیزی کرو۔

کال کیوں کی ہے مجھے۔اس کی سرد آواز پر روحا کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی۔

کیا مطلب میں اپنی ڈول کو کال نہیں کر سکتا میری بیوی ہو تم پر فرض ہے مجھ سے بات کرنا۔

وہ شوخ لہجے میں گویا ہوا۔

بیوی۔زبردستی نکاح کیا تھا مجھے سے۔اور خبردار جو مجھے اب کال کی۔وہ اپنی گھبراہٹ پر قابو پاتی ہوئی بولی۔

شٹ اپ، روحا میری نرمی کو میری کمزوری نہ سمجھا تم ابھی رائم درانی کو جانتی نہیں ہو۔

اگر کال بند کی تو تمہارے کمرے میں پونچھ آؤں گا اسے مزاق نہ سمجھنا۔

میں ڈرتی نہیں ہوں آپ سے۔اس کے وارنیگ دینے پر روحا نے جلدی سے کال بند کی۔اس نے کمرے میں ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو خالی کمرہ دیکھ سکون کا سانس لیا اور جلدی سے بلینکیٹ میں گھس گئی۔



علی نے گاڑی ایک شاندار فام ہاؤس کے سامنے روکی تھی۔

اپنی طرف سے گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر نکلتا دانین کی طرف کا دروازہ کھول گیا تھا۔

چلو شاباش باہر آؤ۔وہ اس کی طرف دیکھتا بولا جو باہر آنے کو تیار ہی نہیں تھی۔

نہیں نہ پلیز۔دانین نے روتے ہوئے اس کی طرف دیکھ کر نفی میں سر ہلاتے ایک بار پھر سے فریاد کی تھی۔اسی پل علی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا اس کی نم آنکھوں پر اسے اپنا سب کچھ ہارتا ہوا نظر آیا۔

کچھ نہیں کرتا بے بی گرل میرے ساتھ آو۔می میں وہاں سے بچا کر لایا ہوں اپنی بے بی گرل کو۔پہلے میری ساری بات سنو پھر تم جو فیصلہ کرو گئی میں قبول کر لوں گا۔وہ اسے بچوں کی طرح بچکارتا ہوا بولا۔

اس کی بات پر وہ گاڑی سے اترتی اس کے ساتھ فام ہاؤس کے اندر داخل ہوئی۔

آجاؤ یہاں بیٹھو میں پانی لے کر آتا ہوں اوکے۔۔۔

وہ اسے روم میں بیٹھاتے ہوئے خود اس کے لیے پانی لینے چلا گیا۔

دانین کا دماغ اس وقت بلکل ماؤف ہو رہا تھا اسے کچھ بھی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

یہ لو پانی پیو۔ وہ اپنی سوچوں میں اس قدر گم تھی کہ اسے علی کے آنے کا پتہ ہی نہ چلا۔

مجھے جانا ہے واپس۔
وہ اسے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

بے بی گرل وہ جگہ بلکل بھی سیو نہیں ہے۔ ادھر میری طرف دیکھو میں نے وہاں جو بھی رویہ رکھا وہ صرف تمہاری خالہ کی وجہ سے رکھا تھا انہوں نے مجبور کیا تھا۔

کیا مطلب ہے اس بات کا مجھے سمجھ نہیں ائی۔

اس نے نا سمجھی سے علی کی طرف دیکھا۔

تمہاری خالہ تمہیں بیچنا چاہتی تھی۔وہ بھی کوٹے پر انہوں نے تمہارا سودہ کر دیا تھا۔اگر میں تمہیں یہاں نہ لاتا تو وہ تمیں وہاں بیچ دیتی۔

نہیں آیسا نہیں ہو سکتا وہ جتنی بھی بری ہو سکتی ہے یہ نہیں کر سکتی۔
اسے لگا تھا کہ کسی نے پگھلتا ہوا سوا اس کے کان میں ڈال دیا ہے۔

تمیں مجھ پر یقین نہیں ہے تو یہ وائس سن لو۔
اس نے فون سے اس کی خالہ کا وائس نکال کر اسے سنایا۔دا نین اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر ساکت سی ہو گئی تھی۔

اور پھر ایک دم اس نے اپنی خاموشی تھوڑی۔مجھے ابھی نکاح کرنا ہے آپ سے۔
اس کی بات پر علی کے چہرے پر جو خوشی تھی وہ نا قابل بیان تھی۔

اوکے مائے بے بی گرل بس ولی آتا ہی ہو گا مولوی صاحب کو لے کر تم ایسا کرو چادر اوڑھ لو سر پر۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ دانین ملک سے دانین علی خاں ہو گئی تھی۔اس نے سن ہوتے دماغ سے نکاح قبول کیا تھا۔اگر وہ اس وقت ہوا س میں ہوتی تو اسے اپنی قسمت پر رشک آتا جس انسان کی وہ بیوی بنی تھی کتنی لڑکیوں کا خواب تھا وہ۔

دانین کمرے میں چلو تھوڑی دیر ریسٹ کر لو۔

IB Rajpoot

افف اللہ وہ گنگسڑ آنہ جائے سچ میں۔یہ کوئی موووی کا سین تھوڑی ہے جو وہ اجائے گا۔

وہ خود کو تسلی دیتے ہوئے سونے کی کوشش کرنے لگی۔اسے معلوم تھا اس وقت تو اسے نیندانی نہیں ہے پھر بھی رائم کا خوف اتنا تھا کہ بستر سے اٹھنے کا دل ہی نہیں کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سو چکی تھی۔

رائم جو کھڑکی سے اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا اسے سوتے دیکھ کر اس کے پاس بیٹھ گیا۔

میری نیندیں حرام کر کر کہ خود سو رہی ہو۔ڈول یہ تو غلط بات ہے نہ۔۔وہ اس کے چہرے سے بال سائیڈ پر کر کے بولا۔

سوتے ہوئے وہ اسے اتنی پیاری لگ رہی تھی ک اس کا دل نہیں کر رہا تھا کہ اسے تنگ کرے مگر سزا تو دینی تھی۔

میری پیاری سی ڈول معصوم تو بلکل بھی نہیں ہو۔اس کے چہرے کو نہاتے ہوئے بولا۔اپنی ہاتھ کی انگلی سے اس کے چہرے پر لکیریں کھینچنے لگا۔

روحا جو گہری نیند میں تھی اپنے چہرے پر کسی چیز کو رینگتا محسوس کر کے ڈر سے اس کی سانسیں روکی تھی۔

رائم جو بغور اس کے چہرے کا مطالعہ کر رہا تھا۔اسے سانسیں روکے دیکھ مسکرایا تھا۔

میری شیطانی ڈول تمہیں پیار کی زبان سمجھ نہیں آتی تو پھر اب بھگتو مجھے۔وہ اس نے روحا کے کان میں سرگوشی کی۔روحا جو سوچ رہی تھی اس کے کمرے میں کوئی جن آگیا ہے رائم۔کی آواز سن کر فورا سے آنکھیں کھولی۔

رائم کے بچے میری جان نکل گئی تھی مجھے لگا پتہ نہیں کون آ گیا ہے۔
وہ اس کے کندھے پر ہلکی سی چپٹ لگا کر بولی۔

میرے علاہ کوئی بھی انسان تمہارے اتنے قریب نہیں آ سکتا سمجھ آئی اور فون کس خوشی میں بند کیا تھا۔
اس کا غصہ جو تھوڑا کم ہوا تھا پھر سے اس پر غلب آ رہا تھا۔
بال چھوڑو میرے رائم درانی۔
نفرت ہے مجھے تم سے، تمہاری سانوں سے، تمہارے وجود سے، تم کیا سمجھے تم زبردستی نکاح کر و گئے مجھ سے اور میں مان جاؤ گئی نہیں کبھی بھی نہیں اس نکاح کی میری نظر میں کوئی اہمیت نہیں ہے۔
وہ ایک سانس میں اس پر اپنی ساری بھڑاس نکال کر بولی۔

تمہیں میری نرمی راس نہیں آرہی روحا میڈم جس دن میرا خود پر ضبط ختم ہوا نہ اس دن میرا غصہ میری محبت پر غلب آجائے گا اور وہ تمہارا اس دنیا میں آخری دن ہو گا۔

اس نے روحا کا جبھڑا اتنی زور سے پکڑا تھا کہ روحا کو لگا تھا آج اس کا جبڑا توٹ جائے گا۔

تم ایک وحشی انسان ہو میں کبھی بھی تمہارے ساتھ نہیں رہوں گئ۔ دفع ہو جاو۔

وہ اس سے اپنا جبھرا چھوڑواتی چیخی تھی۔

افسوس اس وحشی کے ساتھ ساتھ زندگی گزارنی پڑے گی۔ اور رہی بات اس رشتے کی تو روحا میڈم پل بھی نہیں لگے گا مجھے بتانے میں کہ کون ہوں میں۔ تمہارے ماننے یا نہ ماننے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

وہ اس کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ لاتا ہوا بولا۔ روحا کو اس کی سانسیں اپنے چہرے پر محسوس ہو رہی تھی۔ اوپر سے ظلم کا غصہ۔ اس نے خود سے آنکھیں بند کر لی تھی۔

امید کرتا ہوں کہ میری ڈول نیکسٹ ٹائم کال بند نہیں کرے گئی میرا حکم ماننے گئی۔

وہ مسکراتا ہوا کھڑکی سے واپس چلا گیا تھا۔

رائم درانی اگر میں کسی سے شدید نفرت کرتی ہوں تو تم ہو۔ تم کبھی بھی مجھے حاصل نہیں کر سکو گئے۔

✨✨✨✨✨✨✨IB Rajpoot✨✨✨✨✨✨✨

وہ کمرے میں داخل ہوا تو نظر دانین پر پر پڑی جو بیڈ کے کونے پر بیٹھی تھی۔اسے دیکھ کر فوراً اس کے قریب آئی تھی۔

ہو گیا نکاح اب خوش ہے۔یہ لے میں کھڑی ہوں سامنے جس مقصد کے لیے خریدہ ہے نہ مجھے پورا کر لے۔

علی تو اس اچانک آفت پر بد حواس سا ہو گیا تھا۔

کیا مطلب بے بی گرل تمہاری طعبیت ٹھیک نہیں ہے چلو بیڈ پر ریسٹ کرو۔کل بات کرے گئے۔

وہ فکر مندی سے گویا ہوا۔

آپ کو اچھا بننے کی ضرورت نہیں ہے۔میں جانتی ہوں کیوں کیا ہے یہ سب اپنا مطلب پورا کرئے میں نہیں رک رہی آخر خریدہ جو ہے مجھے۔

وہ اپنا ڈوپٹہ دور پھنکتی اپنے بالوں کو نوچ نوچ کر کھولتی ہوئی کوئی پاگل ہی لگ رہی تھی۔

میری بے بی گرل ادھر دیکھوں ایسا سوچ بھی کیسے لیا میں تم سے بے انتہا محبت کرتا ہوں ادھر محبت نہ کرتا ہوتا تو نکاح نہ کرتا۔ بس اب رونا نہیں ہے۔ جو تم کہو گئی وہ ہی ہو گا۔ وہ اسے کندھوں سے تھامے اپنے قریب کر گیا۔

علی۔

جی میری بے بی گرل میں سن رہا ہوں۔

اگلے ہی پل وہ اس کے سینے سے لگی تھی۔ علی نے نے اسے کمر سے پکڑ کر کھڑے رہنے میں مدد کی تھی ورنہ اب تک وہ گر چکی ہوتی۔
وہ علی کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر گویا ہوئی۔

علی میں اتنی بے مول تھی کہ مجھے بیچ دیا گیا۔ایک درد تھا اس کی آواز میں علی تڑپ ہی گیا تھا۔

نہیں میری بے بی گرل ایک لفظ بھی اور نہیں بولنا اپنے خلاف۔اور رہی بات اس عورت کی تو میں ایسے چھوڑوں گا نہیں اسے میری بے بی گرل کو اس نے اتنی تکلیف دی ہے۔اور رہی خریدنے کی بات تو میں نے وہ پیسے خریدنے کے لیے نہیں دیے وہ صدقہ تھا میری جان کا۔اللہ آپ کو ان جیسے لوگوں سے بچائے نہیں تو میرے دل میں جھانک کر دیکھے کتنی عزت اور محبت ہے۔

دانین کو اس کی آنکھوں میں سچائی نظر آئی تھی۔ایک مان سا ملا تھا اسے وہ مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر سر رکھ گئی تھی۔ علی نے اسے پر سکون کرنے کے لیے اس کے بالوں میں ہاتھ چلائے تھے۔

اچانک ہی دانین کا وجود اس کی بازوں میں جھول گیا تھا۔

بے بی گرل آنکھیں کھولو شٹ یار۔ وہ اسے بیڈ پر ڈالتا اس کے چہرے پر پانی چھیڑک رہا تھا مگر وہ بے سود پڑی تھی۔ علی نے ڈاکٹر کو کال کی اور خود اس کے پاس بیٹھ کر اس کے بال سہلانے لگا۔

تھوڑی ہی دیر میں ڈاکٹر آگئی تھی وہ اس کا چیک اپ کر رہی تھی اور علی کی جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔

کیسی ہے میری وائف۔

ڈاکٹر کے باہر آنے پر وہ فوراً اس کی طرف لپکا۔

کیسی چیز کا بہت سٹریس لیا ہے انہوں نے میں نے انہیں پر سکون کرنے کے لیے نیند کا انجکشن لگا دیا ہے رات سوتی رہے گئی۔ کوشش کرئے انہیں سٹریس سے دور رکھے۔

اوکے شکریہ آئے میں آپ کو باہر چھوڑ آتا ہوں۔

ڈاکٹر کو چھوڑ کر وہ بے قراری سے دانین کے پاس آیا تھا۔اس کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھ اسے رحم آیا تھا اس پر۔بس میری بے بی گرل کچھ وقت اور صبر کر لو تمہاری خالہ کا قصہ ختم کر دوں گا۔

IB Rajpoot

روحا جب صبح نیچے آئی تو گھر میں ہر طرف چہل پہل تھی۔

بھائی سب خیر ہے کون آ رہا ہے۔

اس نے صوفے پر لیٹے فرحان سے پوچھا۔

ہاں مینڈک تمہارے رشتے والے آرہے ہے میری جان چھوٹنے والی ہے تم سے۔

فرحان انسان بن جاؤ جوتے کھاؤ گئے۔ذیشان صاحب ساتھ والے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔

ادھر آؤ میرے پاس روحا۔

وہ چلتی ہوئی اپنے باپ کے پاس آئی تھی۔پتہ نہیں کیوں اس کا دل بری طرح دھڑک رہا تھا۔

جی بابا۔وہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے بولی۔

مجھے پتہ ہے میری بیٹی کبھی بھی میرا مان نہیں توڑے گئی۔میں نے تمہارے لیے ایک فیصلہ کیا ہے میری زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

اس لیے میں تمہارے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔اج میرے دوست کی فیملی آرہی ہے تمیں دیکھنے تیار رہنا تم۔میرا مان رکھو گئی نہ۔
انہوں نے اسے مکمل طور پر بے بس کیا تھا۔

جی بابا۔اس نے اپنے باپ کو تو تسلی دے دی تھی مگر رائم کا سوچ کر اس کی جان نکل رہی تھی۔

میں خود تمہارے لیے کوئی اچھا سا ڈریس لے کر آتی ہوں۔۔اور ابھی سے اپنی سہیلیوں کو نہ بتا دینا۔اس کی چاچی اسے لاڈ کرتے ہوئے بولی۔

روحا وہاں سے اٹھ کر اپنے کمرے میں آگئی تھی۔رائم کو پتا چل گیا تو وہ کیا کرئے گا۔وہ ایک وحشی ہے تو اسے مار دے گا یا اللہ کیا کروں کوئی راستہ بتا دے۔نین لوگوں کو کال کرتی ہوں۔

وہ اپنے کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹتی ہوئی سوچ رہی تھی جلدی سے بیڈ سے فون اٹھا کر اس نے نین کو کال کی تھی۔ لیکن نین کا نمبر آف جا رہا تھا۔

یا اللہ نین کال کیوں نہیں اٹینڈ کر رہی۔ مناہل کو کرتی ہوں۔

ہیلو مناہل۔

کال اٹینڈ ہوتے ہی روحا جلدی سے بولی۔

مناہل: نہیں تمہارے ادھر سلام والا رواج کوئی نہیں ہے۔

روحا: شٹ اپ یار میں بہت بری پھنس گئی ہوں
مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا کیا کروں۔ وہ رہانسی ہوتی بولی۔

مناہل: یار ہوا کیا ہے۔

روحا: یار بابا میری شادی کرنا چاہ رہے ہیں آج ان کا دوست آرہا ہے اپنے بیٹے رشتہ لے کر اگر رائم کو پتہ چل گیا وہ پتا نہیں کیا کر دے گا مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے

۔

بے بسی سے وہ رونا شروع ہو گئی تھی۔

مناہل: روحا یار پاگل ہے تو رونا بند کر دیکھ ابھی تو رشتہ لے کر آئے ہے نہ شادی تو نہیں ہو رہی تم تیار ہو جاؤ ابھی جیسا وہ کہہ رہے ہیں ویسے کرو اور تمہارے ان کو کون بتائے گا سب۔ مناہل آخر میں شرارت سے گویا ہوئی۔

روحا: یار تم میری بات نہیں سمجھ رہی تم اسے نہیں جانتی وحشی ہے وہ وہ نہیں دیکھتا کہ اگلا بندہ کون ہے وہ مار دے گا سب کو اور اگر بابا نے نکاح کا بول دیا تو میں نکاح کے اوپر نکاح کر کے گناہگار نہیں ہونا چاہتی۔

مناہل: روحا پریشان نہ ہوا بھی کوئی نکاح نہیں ہو گا۔ میری بات غور سے سنو تم کل اس لڑکے کو کسی جگہ بلوا کر اس سے مل کر اسے بتا دو تم اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔

روحا: ہاں ایسا کر سکتی ہوں لیکن اگر بابا کو پتا چل گیا تو۔

مناہل: تب کی تب دیکھی جائے گئی۔

روحا: ہاں یہ بھی ہے ویسے نین کدھر ہے اس کا فون بھی آف جا رہا ہے۔ میں اس کے گھر بھی گئی تھی اس کی خالہ بول رہی تھی کہ وہ ادھر نہیں ہے۔ مجھے کچھ بھی صحیح نہیں لگ رہا۔

مناہل: یار میں شام کو آتی ہوں پھر اس کے گھر چلے گئے اس کی خالہ نے مر جانا ہے میرے ہاتھ سے۔

دانین کی جب آنکھ کھولی تو اسکی نظر اپنے قریب سویے علی پر پڑی تھی۔ جس کا ایک ہاتھ اس کے بالوں میں تھا۔ وہ اس کے بال سہلاتے سہلاتے سو گیا تھا ۔دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھ پر تھا۔

دانین نے اس کی طرف رخ موڑ کر دیکھا سیاہ آنکھیں اس وقت بند تھی کالے بال پیشانی پر بکھرے تھے۔ عنابی لب ہلکے سے وا ہ تھے دانین انجانے میں کتنی دیر اس کی طرف دیکھتی رہی۔ وہ اس کا تھا۔ مگر پھر کل ہوا سارا واقعہ اس کی آنکھوں کے آگے گھوما۔ آنسو اس کے رخسار پر بہتے جا رہے تھے۔ اس نے ہچکی لی۔

علی جو کب سے اس کی نظروں کو اپنے چہرے پر محسوس کر رہا تھا اس کے ہچکی لینے پر جلدی سے آنکھیں کھولیں۔

بے بی گرل کیا ہو گیا ہے اتنا کیوں رو رہی ہو۔اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اس کے آنسوں پونچھے۔

علی۔اس نے نم آنکھیں اٹھا کر اسے پکارا تھا۔
اسی لمحے علی نے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔وہ تو ان آنکھوں پر سب کچھ ہار گیا تھا۔

جی میری ظلم سی بیوی کیا ہوا ہے۔کیا تمہیں اچھا نہیں لگا میرا یہاں پر سونا۔

نہیں ایسی بات نہیں۔ہے۔مجھے واپس گھر جانا ہے۔

اس کی بات پر علی نے بے بسی سے اپنی پیشانی مسلی تھی۔ابھی بھی وہ اسی ضد پر قائم تھی۔

چلو بے بی گرل چینج کرو پھر میں تمہیں اچھا سا ناشتا بنا کر کھلاتا ہوں پھر اس بارے میں بات کرے گئے۔وہ اسے کہتا وڈراب کی طرف بڑھا اور اس میں سے گولڈن کام والا جوڑا نکل کر لایا۔کل ہی اس نے نین کی ضرورت کی ہر چیز خرید کر لائی تھی۔

لیکن عل۔۔۔۔۔۔۔

بس میں ایک لفظ بھی نہیں سن رہا۔جلدی سے اٹھ کر چینج کرو۔
وہ اس کی بات کاٹتا اسے کپڑے تھما گیا۔

نین بھی مزید کوئی بحث کیے کپڑے لے کر واشروم چلی گئی تھی۔اسے شدید بھوک لگی تھی۔اس لیے جلدی سے شاور لے کر اسے ناشتا کرنا تھا۔

IB Rajpoot

روحا ہرے رنگ کی گٹھنوں تک آتی قمیض کے ساتھ گرے رنگ کا ہی پلازو پہن کر آئی تھی قمیض پر گولڈن کلر کا کام ہوا تھا جو اس کی خوبصورتی کو اور بڑھا رہا تھا۔ساتھ میں گولڈن ڈوپٹہ سر پر لیے ہلکے سے میک اپ میں جو اسے اس کی چاچی نے کیا تھا۔۔میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

سب مہمان آئے تو روحا کو اس کی چاچی لے کر ڈرائنگ روم میں آئی۔روحا نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے ہی لڑکا سیاہ پینٹ اور ساتھ میں سفید شرٹ میں بالوں کو

سیٹ کیے ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا تھا۔ شکل سے ہی بے زار گی جھلک رہی تھی۔ جیسے اسے زبردستی یہاں لایا گیا ہو۔

ایک صوفے پر ذیشان صاحب اور ان کے دوست صدیقی صاحب بیٹھے تھے تو سامنے والے پر ان کی بیوی۔ روحا کو بہت خوشی ہوئی تھی کہ لڑکا خود ہی راضی نہیں ہے۔

وہ سب سے مل کر اس کی والدہ کے پاس بیٹھ گئی تھی۔

ماشاءاللہ ماشاءاللہ بیٹی تو آپ کی بہت پیاری ہے۔ اسد دیکھو تمہاری اور اس کی جوڑی کتنی جچے گئی۔ اسد جس نے ابھی تک روحا کی طرف نہیں تھا دیکھا پر اپنی ماں کے کہنے پر اس نے بے زار گی سے ایک نظر اس پر ڈالی پر پھر پلٹنا ہی بھول گئی تھی۔ پھر وہ سارا ٹائم اسی پر نظر جما کر بیٹھ رہا تھا۔ اس کے چہرے پر خوبصورت سی مسکراہٹ پھیلی تھی۔

روحا جو اس کی نظروں کو اپنے اوپر محسوس کر رہی تھی اس نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا تو وہ روحا کو ہی گھور رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں ایسا کچھ تھا جس پر روحا اچانک سے اپنی جگہ سے اٹھ گئی تھی۔

کیا ہوا بیٹا۔ سب اس کے اچانک اٹھنے پر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

کچھ بھی نہیں بس ایسے ہی چاچی روم میں جانا ہے۔۔۔

کچھ بھی نہیں بس ایسے ہی چاچی روم میں جانا ہے۔۔۔

وہ چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولی۔

ارے شرما رہی ہے بچی۔
اسد کی والدہ مسکرا کر بولی۔

ہاں روحا بہت شائے ہے۔روحا بیٹھ جاؤ یہاں ابھی تو ساری زندگی ساتھ گزارنی ہے۔بلکہ ایسا کرو اسد کے ساتھ بات چیت کرو اس سے انڈ سٹنڈ یگ ہو جائے گئی

۔

روحا کی چاچی نے اسے آنکھوں سے وہی بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا جس پر روحا خاموشی سے وہی بیٹھ گئی تھی۔اسے خود پر اسد کی نظریں محسوس ہو رہی تھی غصے اور بے بسی سے اسے
رونا آرہا تھا۔
کمینے انسان مزہ تو تب آئے اگر یہاں رائم درانی آجایئے تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کہ رکھ دے گا۔وہ انجانے میں ہی اسے یاد کر رہی تھی۔اف میں کیوں اس جاہل کے یہاں آنے کا سوچ رہی ہوں اللہ نہ کرئے کہ یہاں جائے نہیں تو چھوڑے گا تو مجھے بھی نہیں۔

یار تو اس بندے کی ٹینشن نہ لے مجھے خبر ملی ہے سلطان ڈرگز سمگل کرنے والا ہے کل۔اس میں کافی مال چھاپے گا وہ۔

ریان ویڈیو کال پر رائم سے بولا

رائم نے فون ڈریسنگ ٹیبل پر رکھا تھا خود ابھی شاور لے کر آیا تھا اور اب ساتھ میں بال سیٹ کر رہا تھا اور ساتھ ریان سے بات کر رہا تھا۔

ہاں بر و تو اس کی ٹینشن نہ لے میں ہینڈل کر لوں گا۔اس کا سارا انتظام کر لیا ہے میں نے۔

رائم فون اٹھاتا بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹا تھا۔

تجھے کیا لگتا ہے ریاز بھی اس سب میں شامل ہے۔پلین کیا ہے تیرا بتا مجھے۔
ریان کرسی کی بیک سے ٹیک لگا کر بولا۔

یار تو بہت کمینا ہے جانے بغیر سکون نہیں ملتا نہ تجھے۔

رائم سیدھی طرح بھونک بھی دے اب۔

یار پلین یہ ہے کہ دستگیر اور میرے آدمی ڈرگز والے ٹرک پکڑ لے گئے رات کو
اور میں کل ریاز کے ہوسپٹل میں سیمینار پر جا رہا ہوں مجھے شک نہیں یقین ہے
ریاز بھی اس سب میں شامل ہے۔میرا وہاں ہونا انہیں شک میں نہیں ڈالے
گا۔اور اسی ڈرگز کے ذریعے ہم اسلحہ لے گئے۔
رائم اسے سارے پلین سے آگاہ کرتے ہوئے بولا۔

پلین تو زبردست ہے پر یار اپنا خیال رکھنا ایک ہی تو بچہ ہے میرا تو۔

ریان پیار سے اسے بولا۔

جی جی بلکل تیرے ارادے مجھے ایک پر ٹیکنے والے نہیں لگ رہے ریان درانی ۔رائم نے قہقہہ لگا کر کہا۔

ہاں تو کیا کروں تم تو جلد اپنی بیوی کے غلام بننے والے ہو تو مجھے بھی اپنا سہارا ڈھونڈنا تو ہے نہ۔ریان اس کی بات کا مطلب سمجھتا ہوا مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا۔

اوئے مجھے بھی ساری خبر ہے جو گل تو نے کھلائے ہیں نہ تو میرے ہاتھ تو لگ۔

رائم اسے آنکھ مارتے ہوئے بولا۔

ہاں تو تیری طرح اب میں کھڑکی پھلانگ کر کسی کے کمرے میں تو بلکل بھی نہیں جاتا۔بے شرم۔

اوئے ریان تم نے نظر رکھوائی ہے میرے پر کمینے تو روک میں نے تیرے کمرے میں کیمرے نہ لگوائے تو کہنا۔اب نکل مجھے میری ڈول سے بات کرنی ہے۔

رائم اسے نودو گیارہ کرتے روحا کو کال کرنے لگا۔اس نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا روحا نے پہلی بیل پر ہی کال اٹینڈ کر لی تھی۔مطلب آگ دونوں طرف برابر لگی ہے۔

✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨

روحا ابھی کمرے میں داخل ہوئی تھی کہ اس کا فون بجنے لگا۔ فون پر رائم کا نمبر چمکتا دیکھ اس نے فورا کال اٹینڈ کر لی تھی۔ کہی وہ دوبارہ کمرے میں ہی نہ جائے اس وقت وہ اسے فیس نہیں کر سکتی تھی۔

اسلام علیکم۔ کیسی ہے میری ڈول۔

وعلیکم سلام! ٹھیک آپ کیسے ہیں۔ وہ خود کو کمپوز کرتی ہوئی بولی۔

خیر تو ہے نہ مس مصیبت آج مارنے کا ارادہ ہے ایک تو پہلی بیل پر کال اٹینڈ کر لی ہے دوسرا مجھ سے میرا حال پوچھ رہی ہو۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

جاہل انسان دل تو لع۔۔۔ت بیجھنے کا کرتا ہے تم پر مگر کیا کروں مصیبت کے وقت گدے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے۔ اس نے دل میں سوچا۔ سامنے تو وہ کہہ نہیں سکتی تھی۔

کیاہوا مس مصیبت کہاں گئی ہو۔

نہیں کہی نہیں یہی ہوں آپ نے کھانا کھایا تھا۔جب اسے کچھ اور نہ سوجا تو اس نے یہی پوچھ لیا۔

ہائے آپ کے شوہر کا دل تو آپ کے ہاتھ سے کھانے کا تھا مگر کھا ہی لیا۔وہ شوخ ہوا تھا۔

آہ زہر نہ کھلاؤں اپنے ہاتھ کا۔

ایک تو تم پتہ نہیں کہاں گم ہو جاتی ہو اگر تمہارا دل کر رہا ہے تو مجھے بتا دو میں کمرے میں آجاتے ہوں۔

نہیں نہیں مجھے نیند آئی ہے اس لیے۔ میں پھر بات کروں گی آپ فون بند کر دے۔

وہ جلدی سے بات ختم کرتی اسے فون بند کرنے کا بول گئی تھی۔ کیوں کہ اگر وہ فون بند کرتی تو کہی پھر نہ نواب صاحب کو برا لگ جاتا۔۔

اس نے بھی مسکرا کر فون بند کیا تھا۔ اسے لگنے لگا تھا کہ روحا کی دل میں اس کے لیے جگہ بن رہی ہے مگر اسے اگر پتہ چل جاتا کہ وہ کیا چھپانے کی کوشش کر رہی رہی ہے تو اس کی شامت پکی تھی۔ خیر زیادہ دیر چپ بھی نہیں سکتا تھا۔

✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨

جب وہ شاور لے کر کیچن میں آئی تو علی ناشتا ٹیبل پر لگا رہا تھا۔ نظر اس پر پڑی تو کافی دیر اس کی طرف دیکھتی رہی۔

آجاؤ بے بی گرل ناشتا کر لو۔ وہ خود پر اس کی نظریں محسوس کر کے بولا۔

وہ ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ علی بھی اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا تھا۔

ویٹ کرو میں اپنی بے بی گرل کو کھلاتا ہوں او کے وہ اس کے گال سہلا کر بولا۔

روحا بلیک شلوار قمیض میں کر اسد سے ملنے کے لیے تیار ہو رہی تھی۔ بہت مشکل سے اس نے چاچی کے فون سے نمبر چوری کیا تھا۔

وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو سامنے ہی اس کی چاچی بیٹھی تھی۔

کہاں کی تیاری ہے کالج تو تم گئی نہیں ہو آج۔ چاچی اسے دیکھ کر بولی

جی اصل میں مجھے اپنی دوست سے ملنے جانا ہے۔

تمہاری مناہل لوگوں کے علاوہ بھی کوئی دوست ہے مجھے نہیں معلوم تھا۔

جی ہر بات آپ کو بتانا ضروری نہیں ہے۔روحاد وٹوک جواب دیتی باہر آکر گاڑی میں بیٹھتی گاڑی سٹارٹ کر کے اپنی منزل کی طرف نکل گئی۔اگر اسے پتا ہوتا کہ اس سب کا کیا انجام ہو گا تو کبھی بھی نہ جاتی۔

IB Rajpoot

رائم جو آفس میں بیٹھا فائل ریڈ کر رہا تھا فون پر اپنے پرسنل بندے کی کال آتے دیکھ فوراً اٹینڈ کی۔رائم کی آنکھیں س غصے سے سرخ ہوئی تھی۔وہ فون بند کرتا گاڑی کی چابی اٹھاتے آفس سے نکلا۔

روحا رائم درانی تم نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں تمہیں اپنا اصلی چہرہ دیکھاوں۔ تیار رہو اب بہت بڑی غلطی کر دی ہے تم نے۔

وہ رش ڈرائیونگ کرتا اس ریسٹورنٹ کی طرف جا رہا تھا جہاں روحا تھی۔

IB Rajpoot

علی اسے بچوں کی طرح ٹریٹ کر رہا تھا۔ جس پر نین کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھی سالوں پہلے جب وہ بہت چھوٹی تھی تب اس کے ماں باپ نے اسے اس کے نخرے اٹھائے تھے اور ان کے بعد واحد شخص تھا جو اس کے لاڈ اٹھا رہا تھا۔

علی نے اسے نوالا کھلایا وہ جو اپنی سوچوں میں گم تھی نوالا اس کے خلق میں ہی اٹک گیا تھا اسے شدید قسم کی کھانسی لگی تھی۔

بے بی گرل آرام سے پانی پیو۔

وہ ایک دم پریشان ہوتا ایک ہاتھ سے اس کی کمر سہلانے لگا اور دوسرے ہاتھ سے اسے پانی پلانے لگا۔

نین کی حالت بہتر ہوئی تو اس نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا جو آنکھوں میں فکر لیے اس کے قریب جھکا تھا۔

علی۔۔۔وہ اس کا نام لیتی اس کی بازوں میں چہرہ چھپا کر رونا شروع ہو چکی تھی۔

بے بی گرل کیا ہوا ہے ایسے کیوں رو رہی ہو۔میری طرف دیکھوں بتاؤ کیا ہوا ہے۔وہ اس کا چہرہ اپنے سامنے کرتا ہوا بولا۔

گھر جانا ہے۔ وہ اصل بات چھپا کر بولی۔

اوکے چینج کرو پھر چلتے ہیں۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اب تم مسز علی ہو تو تم میری ذمہ داری ہو کچھ بھی چاہیے ہو مجھے بولو گئی تم اور کریڈٹ کارڈ تمہیں دے رہا ہوں ساتھ میں کیش بھی تو تم یہی استعمال کرو گئی اور کوئی کچھ بھی بولے تو تم بلکل بھی برداشت نہیں کرو گئی۔

علی کی بات پر اس نے ہاں میں سر ہلایا۔

IB Rajpoot

روحا ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی اس نے اسد کو ڈھونڈنے کے لیے نگاہیں ڈورائی تو وہ اسے سامنے ہی یہ ٹیبل پر بیٹھا ہوا نظر ایا۔ روحا جلدی سے اس کی جانب بڑھی۔ رائم درانی کا خوف اس پر بڑی طرح قابض تھا۔

ہیلو روحا آپ آگئ۔

اسد اسے دیکھتا کھڑا ہوا اور اس کے بیٹھنے کے لیے چیر پیچھے کی۔

جی۔ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔

وہ کرسی پر بیٹھتی ہوئی بولی۔

جی ضرور آپ کو سننے کے لیے ہی تو میں میٹنگ کینسکل کر کہ آیا ہوں۔

وہ اس پر نظریں جمائے بولا۔

دیکھے میں چاہتی ہوں اس بارے میں گھر والوں کا نہ پتا چلے۔مجھے پتا ہے آپ شادی کے لیے راضی نہیں ہے میں نے آپ کے چہرے پر بے زاری دیکھ لی تھی۔وہ اس کی نظروں سے پزل ہوتے ہوئے بولی۔

ہاں یہ سچ ہے روحا میں اس شادی کے لیے راضی نہیں تھا مگر جب میں نے آپ کو دیکھا تو مجھے لگا میرا دل میرا نہیں رہا مجھے آپ اچھی لگنے لگی ہیں۔اگر آپ میرے چہرے پر بے زاری دیکھ سکتی ہیں تو میرے چہرے پر اپنے لیے محبت بھی دیکھ سکتی ہے۔

اس کی بات پر روحا نے بے بسی سے نظریں ادھر ادھر گھمائی مگر اچانک سے نظریں ریسٹورنٹ کے دروازے پر پڑی تو وہ بے یقینی اور خوف کی ملی جلی کیفیت میں اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔

رائم۔۔۔۔

اس کا سانس سینے میں اٹکا تھا وہ غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ ان کی جانب آیا تھا۔

اسد نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا ابھی وہ کچھ سمجھتا کہ رائم نے غصے سے اس کے منہ پر پے در پے مکے مار کر اسے نڈھال کر دیا تھا سارا اسٹاف باہر آگیا تھا مگر کیسی میں ہمت نہیں تھی رائم کو روکنے کی۔

روحا جو سکتے کی حالت میں کھڑی تھی رائم نے اسد کو اٹھا کر ٹیبل پر مارا تو اسے ہوش ایا۔

رائم پلیز چھوڑ دے اسے۔ مر جائے گا وہ۔
روحا روتی ہوئی رائم کا بازوں پکڑ کر بولی تھی۔

واقعی اس کی تو غلطی ہی نہیں ہے نہ ساری غلطی تمہاری ہے۔وہ آخری پنچ اسد کے منہ پر مار تا روحا کو بازوں سے گھسٹے ہوئے گاڑی میں لا کر پھینکتا گاڑی سٹارٹ کر کے سپیڈ خطرناک حد تک بڑھا گیا تھا۔

روحا خوف سے گاڑی کے دروازے سے لگتی کانپ رہی تھی۔

رائم میری با۔۔۔۔۔

بکواس بند کرو اپنی نہیں تو یہی گاڑ دوں گا۔میری بیوی ہو کر کیسی غیر سے ملنے گئی تھی۔رائم کی شیر سی ڈھار سن وہ جو ہمت جمع کرتی رائم سے مخاطب ہوئی تھی اس کے باقی کے الفاظ منہ میں رہ گئے تھے۔

دوبارہ اس نے رائم کو مخاطب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

گاڑی جب درانی پلس میں رو کی تو روحا نے خوف سے رائم کی جانب دیکھا جو گاڑی سے اترتے اس کی جانب کا دروازہ کھول اسے گھسیٹتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

دستگیر مجھے جلدی سے میرا نیا بلیڈ لا کر دوں۔۔۔وہ دستگیر کو حکم دیتا کمرے کا دروازہ کھول اس اندر دھکیل کر خود بلیڈ لینے چلا گیا۔

روحا خوف سے بیڈ کے ساتھ ٹیک لگا کر نیچے بیٹھی گھٹنوں میں چہرہ چھپا گئی تھی۔ جب دروازہ کھولنے کی آواز پر اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو نظر رائم پر پڑی جو ہاتھ کی انگلیوں کے درمیان گول بلیڈ گھماتا اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔

رائم نہیں مجھے معاف کر دے وہ پیچھے کی طرف سرکتی دیوار کر ساتھ لگ گئی۔

رائم میری بات سنے آپ جیسا سمجھ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے م۔۔وہ مسل نفی میں گردن ہلاتے اس سے بچنے کے لیے دیوار کے ساتھ چپکتی ہوئی اپنی صفائی دے رہی تھی۔

باقی کے الفاظ رائم نے اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر بند کر دیے تھے۔وہ خوف سے اس کے ہاتھ میں نظریں جمائے ہوئے بلیڈ کو دیکھ رہی تھی۔

اس نے نظریں اٹھا کر رائم کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔
کچھ لمحے ایسے ہی وہ ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے رہے۔روحا کے ہچکی لینے پر وہ ہوش میں آیا تھا۔

روحا جان تمہیں پتا ہونا چاہیے کہ رائم درانی کی بیوی ہو۔ شششش آواز نہ نکلے ۔رات کو تم نے مجھے فون پر کیوں نہیں بتایا تھا۔تم میرے نکاح میں ہوتے ہوئے اس سے نکاح کرنے کا کیسے سوچ سکتی ہو۔

روحا کو واقعی وہ اس وقت وحشی لگا تھا۔

وہ سانس روکے بس بے بسی سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

اگلے ہی پل روحا کی چیخنے کمرے کی در و دیوار ہلا گئی تھی کیوں کہ رائم نے اس کی بازوں پکڑ کر اس پر بلیڈ سے اپنا نام لکھنا شروع کیا تھا۔

رائم میں مر جاؤں گئی۔ چھوڑ دو میں اسے منع کرنے گئی تھی کہ میں اس سے شادی نہیں کر سکتی درد ہو رہا ہے مجھے۔

وہ چیخوں کے درمیان اس سب بتا رہی تھی مگر اسے کوئی فرق نہیں تھا پر رہا وہ بس اپنے کام میں ایسے مگن تھا جیسے اس سے ضروری کوئی کام نہ ہو۔

درد سے روحا کو اپنی جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔اگلے ہی لمحے وہ درد برداشت نہ کرتی بے جان ہو کر دیوار کے ساتھ لگی تھی۔ مگر وہ پتھر دل بنا اپنا کام مکمل کر کہ اٹھا تھا اس کی بازوں پر اس کا نام لکھ کر اس کی بازوں کو دیکھا جو خون سے رنگی ہوئی تھی۔ خون تیزی سے اس کی بازوں سے نکل رہا تھا۔ رائم نے اس کے پہلے پڑتے چہرے کی طرف نظریں اٹھائی تو بلیڈ پھینک کر اسے اٹھاتے بیڈ پر لیٹا کر فرسٹ ایڈ بوکس لا کر آیا اور اس کی بازوں پر بینڈج کرنے لگا۔

بار بار نظریں اس کے چہرے پر جا رہی تھی۔

جو بلکل مرجھا گیا تھا۔

میری ڈول میرا بلکل بھی دل نہیں کرتا تمہیں تکلیف دینے کا مگر تم خود مجبور کرتی ہو مجھے۔۔

وہ اس کے چہرے پر جھکتا ہوا بولا۔

وہ لوگ دانین کے گھر میں داخل ہوئے تھے جب دانین کی خالہ کی نظر ان پر پڑی تھی دانین کی آنکھوں میں تیزی سے نمی پھیلی تھی۔

تم اسے پھر لے آئے ہو دیکھو اب میں پیسے واپس نہیں کروں گی جاؤ جا کر سے کہی اور بیچ او۔

وہ دانین کے لیے زہر اگل رہی تھی جیسے سن اس کا دل بند ہونے کو تھا وہ لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہوئی تھی۔

علی نے ٹیبل سے وائس اٹھا کر ان کے سر پر مارا تھا جس سے ان کی چیخ نکلی تھی۔

ایک لفظ بھی میری بیوی کے بارے میں اپنے منہ سے نکالا نہ تو جان لے لوں گا۔اب یہ ایسی گھر میں رہے گئی خبر دار جو اسے نقصان پہنچانے کا سوچا بھی تو اس کا سارا خرچ میں خود آٹھاوں گا۔

وہ دانین کی طرف بڑھا جو روتی ہوئی سب دیکھ رہی تھی اسے پکڑتا اسے اس کے کمرے میں لے کرایا۔

شش چپ بیٹھو یہاں پر رونا نہیں ہے اب میں تمہارے ساتھ ہوں۔اور جب تمہارا دل کرے تم مجھے بس ایک کال کرنا میں آجاؤں گا۔اور کل تک میں تمہارے گھر کے قریب ایک گھر خرید لوں گا تاکہ تم میرے پاس ہی رہو۔وہ اس بیڈ پر بیٹھتا اس کے پاوں میں بیٹھ کر اسے سمجھا دیا تھا۔

مجھے سے محبت کیسے کر سکتے ہیں میں تو اتنی پیاری بھی نہیں ہوں۔اپ کو تو بہت سی لڑکیاں مل سکتی ہیں۔

وہ اس سے وہ سوال کر گئی تھی جو کافی ٹائم سے اسے بے چین رکھے تھا۔

ہاں لڑکیاں تو بہت مل سکتی ہے پر وہ تم تو نہیں ہو گئی نہ۔
علی اسے اس کے روم میں چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔

✰✰✰✰✰✰ IB Rajpoot ✰✰✰✰✰✰
✰✰

روحانے مشکل سے اپنی بوجھل آنکھوں کو کھول کر ارد گرد نظریں دوڑائیں پہلے پہل تو اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا اس نے ہاتھ پر زور ڈال کر اٹھنا چاہا تو بے ساختہ اس کی درد سے چیخ نکلی۔

رائم جو سامنے ہی صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کام کر رہا تھا اس کی چیخ پر اس کی طرف دیکھا جو بازوں پر ہاتھ رکھتے تو رہی تھی۔ وہ لیپ ٹاپ پھینکتا اس کی جانب ایا۔

ڈول درد ہو رہا ہے کیا۔

روحا اس کو دیکھ کر ڈر سے سرکتی بیڈ کراؤن سے لگی۔

میں نے کچھ نہیں کیا تھا جانے دو۔ پلیز۔

وہ اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہوئے بولی۔ اس کی حالت قابل رحم تھی۔

بکھرے ہوئے بال آنکھوں میں اس کا خوف اور زرد چہرے پر درد کے آثار رائم تڑپ ہی گیا تھا۔

ششششش ڈول میں نہیں کچھ بھی کرتا ہاتھ دیکھاو مجھے۔

وہ نرمی سے اسے خود سے لگاتے ہوئے اس کی بینڈج چیک کرنے لگا۔ جس پر ہلکے سے خون کے نشان تھے۔

وہ ابھی بھی کانپ رہی تھی۔

تم بیٹھو میں بینڈج چینج کرتا ہوں۔ وہ اس کے بال چہرے سے ہٹاتے ہوئے بولا۔

فرسٹ ایڈ کا بوکس لا کر اس کی بینڈج چینج کرنے لگا۔ اس نے پٹی جھولی تو اس کی بازوں پر اپنا نام دیکھ کر اس نے ایک نظر روحا کی طرف دیکھا جو آنسوں بھری آنکھوں سے زخمی بازوں کو دیکھ رہی تھی۔ جہاں سے ہلکا ہلکا خون نکل رہا تھا۔

رائم نے اس کے چہرے سے نظریں ہٹائی۔ اور بینڈج کرنے لگا روحا جس کا پہلے ہی بہت زیادہ خون نکل چکا تھا اب درد کی وجہ سے اس کا بی پی لو ہو رہا تھا۔ اس سے بیٹھا بھی نہیں جا رہا تھا۔

ر۔۔ا۔۔ئم۔ک چھ ہور۔ہاہ۔
وہ اپنی بازوں اس کے ہاتھ سے کھینچ کر بیڈ پر گری تھی۔

رائم نے فکر مندی سے اسے اپنے ساتھ سہارا دے کر بیٹھایا تھا۔ پانی پیلانے کے بعد رائم نے دستگیر کو بول کر روم میں کھانا منگوایا اور اس کی بینڈج کمپلیٹ کی۔

بی پی لو ہو رہا ہے اس وجہ سے۔ ابھی کھانا کھاؤ گئ تو ٹھیک ہو جاؤ گئ ابھی آچھے بچوں کی طرح کھانا کھاؤ۔

جھوٹی فکر دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے رائم درانی تمہیں جو تم ہو وہی بن کہ رہو۔ کھانا کھانے کے بعد اس میں انرجی آئی تو اس نے اپنا غصہ رائم پر اترنا چاہا۔ پر وہ بھی رائم درانی تھا۔

بیوی ہو میری تم۔
رائم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

یعنی شوہر ہونے کا دعویٰ کر رہے ہو۔۔روحا طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوئی۔

دعویٰ کیا مطلب۔۔۔اس کی مسکراہٹ ایک پل میں غائب ہوئی تھی۔

شوہر تو محافظ ہوتا ہے وہ کبھی بھی اپنی بیوی کو تکلیف نہیں دیتا اسے اس کے کردار پر بھروسہ ہوتا ہے نہ کہ کسی بھی لڑکے ساتھ دیکھ کر اسے سزا دیتا ہے۔

روحابی بی لگتا ہے تم پر اثر نہیں ہوا اور اگر مجھے شرمندہ کرنے کی کوشش

کر رہی ہو تو مبارک ہو یہ کوشش ناکام ہے کیوں کہ میں نے جو کیا ہے ٹھیک کیا ہے اگلی بار تم کوئی بھی ایسا قدم اٹھانے سے پہلے سو بار سوچو گئی اور کم از کم مجھ سے کوئی بات چھپاؤ گئی نہیں۔رہی کردار پر بھروسہ کرنے کی بات تو بھروسا نہ ہوتا تو

اس وقت تم مٹی کہ اندر ہوتی۔۔۔۔اس کی بات پر رائم کا دماغ گھوما تھا۔اس نے اسے بالوں سے پکڑ کر اچھی طرح اپنی اہمیت کا اندازہ کروایا تھا۔

روحا نے تھوک نگل کر اس کی طرف دیکھا تھا۔مجھے گھر جانا ہے۔

ویٹ کر رہا ہوں جلدی سے باہر آؤ۔تمہارے گھر والوں کا بھی بندوبست کرتا ہوں۔

جاہل،ذلیل انسان اللہ کر کے مر جاؤ تم رائم درانی۔وہ دروازہ کھولنے کی آواز پر یہ سمجھ کر اسے بددعائیں دے رہی تھی کہ وہ جا چکا ہے مگر جواب حاضر تھا۔

استغفرُ للہ لڑکی شوہر کو بددعا نہیں دیتے کیوں بیوہ ہونا ہے بھری جوانی میں۔

وہ اسے اٹھاتے ہوئے گاڑی میں لے کر گیا تھا۔ کیوں کی روحا کو بار بار چکر آرہے تھے۔

علی کے جانے کے بعد دانین بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ کتنی مشکل زندگی گزاری تھی اس نے اس کی خالہ اسے کھانا بھی تڑپا کر دیتی تھی۔

وہ اس کے کھیلنے کی عمر تھی جب اس کے ہاتھ میں کھلونوں کے بجائے جھاڑو دیا گیا تھا۔ اسے اللہ پر یقین تھا کہ اس کے لیے بھی آسانیاں ہو گئی۔

اور اللہ تو کہتا ہے کہ انسان مجھ سے جس طرح کا گمان رکھتا ہے میں ایسے ویسا ہی عطا کرتا ہوں۔

وہ اپنی سوچوں میں مگن تھی ہوش میں تو دروازہ کھولنے کی آواز پر آئی تھی۔ جہاں اس کی خالہ کھڑی تھی۔

اٹھو مہارانی آٹھ کر کھانا بناؤ۔ یہاں تمہارے اس عشق نے نوکر نہیں رکھے جو کام کرے گئے۔

اس کی خالہ کو معلوم تھا جو ڈر اس کے دل میں انہوں نے بیٹھایا ہے وہ جلدی نہیں ختم ہو گا۔

اس لیے اس پر حکم چلا رہی تھی۔

دانین بھی فوراً ڈر کر اٹھی تھی۔ اور کھانا بنانے چلی گئی تھی۔

IB Rajpoot

ڈول چل لے گئی یہاں میں خود اٹھا کر لے جاؤں اچھا ہے سسر جی سے بھی مل لوں گا۔ گاڑی اس کے گھر کے باہر روک کر رائم ایک آنکھ وینک کر کے اسے تنگ کرتے ہوئے گویا ہوا۔

نہیں میں چلی جاؤں گئی۔ ضرورت نہیں ہے جو احسان آپ نے مجھ پر کیا ہے نہ وہ کبھی بھی نہیں بھولو گئی۔

وہ نفرت سے کہتی گاڑی سے اتر کر گھر میں داخل ہوئی۔

روحایہ کوئی ٹائم ہے گھر آنے کا کہا تھی تم میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو تم۔ ابھی وہ حال میں انٹر ہوئی تھی جب ذیشان صاحب اس دیکھ صوفے سے اٹھتے غصے سے گویا ہوئے۔

بابا میں گھر ہی آ رہی تھی بازوں پر چوٹ لگ گئی تھی اس وجہ سے لیٹ ہو گئی تھی

۔

روحا نے ایک نظر دوسرے صوفے پر بیٹھی چاچی کو دیکھا اسے یقین تھا انہوں نے ہی ذیشان صاحب کے کان بھرے ہیں۔

کیا ہوا ہے بازوں پر یہ پٹی کیوں باندھی ہے زیادہ لگی ہے۔
وہ اس کی بازوں کی طرف دیکھ فکر مندی سے گویا ہوئے۔

جی شیشہ لگ گیا تھا۔ڈاکٹر سے بنڈ یج کروائی ہے بولی رہی تھی ایک دو مہینوں تک زخم بلکل بھی نہیں کھولنا بس اسی سے ڈریسنگ کروانی ہے۔
اب میں روم میں جا کر ریسٹ کرنا چاہتی ہوں خون بہت نکلا ہے جس کی وجہ سے کمزوری ہو رہی ہے۔

ٹھیک ہے تم جو پر رات کو میں خود کسی اچھے ڈاکٹر سے چیک اپ کروانے گا۔

جی جیسا آپ کو ٹھیک لگے۔

وہ جلدی سے اپنے روم کی طرف بڑھی تھی کیوں کہ اب اسے چکر آرہے تھے۔

IB Rajpoot

دستگیر روحا پر نظر رکھنے کے لیے جتنے بندے ہائیر کیے تھے سب کو غائب کروا دو۔

رائم دستگیر کو آرڈر دیتے ہوئے بولا۔

جی سر لیکن ہم سے کوئی کوتاہی ہوئی ہے۔دستگیر نے ہچکچاتے سوال کیا۔

نہیں اگر ایسا ہوتا تو اس وقت تم میں سے کوئی بھی زندہ نہ ہوتا۔میں نہیں چاہتا کہ سلطان روحا تک پہنچے۔روحا اب میری کمزوری بن چکی ہے دشمن اس پر وار کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔

جی سر جیسا آپ کا حکم۔ میں جاؤں اب۔
رائم نے ہاں میں سر ہلا کر اسے جانے کی اجازت دی۔

ڈول آرہا ہوں تم سے ملنے۔ رائم۔ مسکراتا ہوا
اس کے سر اپے کو تصور میں کا کر گویا ہوا۔

IB Rajpoot

علی نے دانین کے گھر سے دو گھر کے فاصلے پر واقعہ چھوٹا سا گھر خریدا تھا۔
ساتھ ہی اس نے ہسپتال میں س سی آئی او کی جانب کے لیے اپلائی کیا تھا۔

سب کاموں سے فری ہو کر اس نے دانین کو کال کی تھی۔ پر کال اٹینڈ نہیں کی گئی تی۔

روحا جو بیڈ پر لیٹی نم آنکھوں سے چھت کو گھور رہی تھی فون پر آتی کال پر فون اٹھا کر دیکھا تو سامنے شائمہ کا نام چمک رہا تھا۔

اس کا اس وقت کسی سے بھی بات کرنے کا دل نہیں تھا اس لیے فون سائلنٹ پر لگا کر واپس اسی پوزیشن میں لیٹ گئی تھی۔ درد کی وجہ سے نیند بھی نہیں آ رہی تھی۔

تبھی کھڑکی سے رائم روم میں داخل ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر دل کے کسی کونے میں دکھ کی لہر اٹھی تھی مگر پھر اس کی غلطی سوچ سارا دکھ گیا بہار میں۔

ڈول کیا سوچ رہی ہو۔ وہ اس کے پاس بیڈ پر جگہ بناتے ہوئے اس کے بال پیچھے کرنے لگا۔ روحا نے ایک نظر اس پر ڈالی تھا اور اس ایک نظر میں کیا کچھ نہ تھا درد دکھ گلے شکوے۔

رائم درانی صدقے جائے تم پر ایسے نہ دیکھو۔ چلو دوائی لگاؤں درد کم ہو گا۔

کیسا ہر جائی تھا زخم بھی خود ہی دیا تھا اور اب مرحم بھی خود لگا رہا تھا۔

فون دو مجھے۔ رائم نے اسے فون کے کر کھولا اور اس کے اندر ایک بلیک چیپ سیٹ کی۔

یہ کسی بھی صورت یہاں سے اترنی نہیں چاہے اور اب تمہارا فون ہر ٹائم تمہارے پاس رہے گا۔
وہ پاس اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

رائم کو نہیں معلوم تھا کہ اس نے جو چیپ فون میں لگائی ہے وہ اس کے کتنے کام آنے والی ہے۔

ڈول یقین کرو تمیں درد دے کر مجھے بھی تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن تمیں خود سے دور بھی نہیں کر سکتا۔ جب تم مجھ سے دور جانے کی باتیں کرتی ہو تو میں اپنے آپ میں نہیں رہتا میرا خود پر بس نہیں چلتا۔ میں وحشی بن جاتا ہوں۔

تم مجھ سے دور جانے کا سوچا ہی نہ کرو۔

وہ اسے پیار سے سمجھتا ہوا بولا۔

جھوٹ ہے سب محبت تو وہ ہوتی ہے جس میں محبوب کی تکلیف پر عاشق خود بھی تڑپ جاتا ہے۔ میں صرف ضد ہوں آپ کی اور کچھ بھی نہیں ہوں۔۔۔

اگر ضد ہوتی نہ روحا تو میں تمہیں حاصل تو پہلے ہی کر چکا ہوں اس وقت تم مجھے منہ دیکھانے کے قابل بھی نہ رہتی۔

ہاں یہ تو ٹھیک کہا ہے تم نے واقعی میں اگر تمہاری ضد ہوتی نہ تو اس وقت تمہیں منہ دکھانے کے قابل نہ ہوتی لیکن شاہد میرے ساتھ تمہاری اس سے بھی بڑی دشمنی ہے تم نے تو ایسا وار کیا ہے کہ میں کسی کہ سامنے سر اٹھا کر چلنے کے قابل بھی نہیں رہی۔

روحا کی بات پر رائم نے دکھ سے اسے دیکھا تھا وہ اس کی محبت پر سوال اٹھا رہی تھی۔

اس کے پاس ریان اور روحا دو ہی تو رشتے تھے ان ہی کے سامنے ہی تو بے بس تھا۔

روحا تم اپنے ہواس میں نہیں ہو مجھے لگتا ہے مجھے چلے جانا چاہیے کیوں کہ اگر اس وقت میں مزید یہاں رکا تو کچھ کر دوں گا۔

وہ بیڈ سے اٹھتا واپس جانے لگا تھا پر روحا کی بات پر رو کا تھا۔

کیوں رائم درانی حقیقت برداشت نہیں ہو رہی۔ مجھے بتاؤ تمہیں لگتا ہے تم نے میری بازوں پر اپنا نام لکھ کر مجھے حاصل کر لیا ہے نہیں رائم درانی یہ ایک داغ ہے جو تم نے میری بازوں پر لگا دیا ہے تم بتاؤ مجھے میں کس کس کو جواب دوں گئ کے کیوں لکھوایا ہے نام۔

اس نے ایک ہی سانس میں ساری بھراس نکالی تھی۔

ٹھیک ہے پھر روحا رائم درانی اب تم میری شکل دیکھنے کے لیے تڑپ جاؤ گئ لیکن جب تک اپنے منہ سے نہیں بولو گئ تب تک واپس نہیں آؤں گا وعدہ رہا۔ وہ ایک جنون سے بولا تھا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا تھا۔

مجھے نفرت ہے تم سے رائم درانی بے انتہا نفرت۔روحا بے بسی سے روتی ہوئی ویسے ہی سو گئی تھی۔

IB Rajpoot ✩✩✩✩✩

✩✩✩✩✩✩✩✩✩

اوبی بی آٹھ جاؤ وہ باہر تمہاری سہلیاں آئی ہے خبر داران سے ملنے گئی تو۔دانین جو سو رہی تھی خالہ کے ایک دم سے جھنجھوڑ کر کہنے پر وہ جلدی سے اٹھی تھی۔ باہر روحا لوگ تھے وہ ان سے ملنا چاہتی تھی پر خالہ نے منا کر دیا تھا تو وہ سر سے نہیں گئی تھی۔

مناہل: یار مجھے تو لگتا ہے کہ یہ سارے ہی مر گئے ہیں۔

شایمہ: یار اک وار لبر دے روح تے نین نوں پالمیاں لے رہ ہے تے لاجوتی لیری ہے۔

مناہل: یار ساری چھوڑ یہ مڈر آف انڈیا کدھر گئی ہے۔

خالہ: کیا تکلیف ہے تم لوگوں کو کہی نظر آرہی ہے تمہاری دوست جو جاہلوں کی طرح دروازہ بجارہی ہو۔

مناہل: جی مڈر آف انڈیا میرا مطلب ہے چاچی دا نین کدھر ہے اتنے دنوں سے ملی نہیں ہے۔

خالہ: اگر گھر ہوتی نہ تو خود دوڑی اتی۔

اب جاؤ اپنے گھر۔ وہ دروازہ بند کرتی ہوئی بولی۔

نین بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی جب اس کی خالہ نے اسے بالوں سے پکڑ کر واپس کھینچ کر حال میں پھینکا تھا۔

میں نے منع کیا تھا نہ باہر نہیں انا پھر بھی باہر آگئی۔یہی دوستیں تمہیں چالاکیاں سیکھتی ہے نہ۔اب تم مجھے ان کے ساتھ نظر تو او۔

کب تک کرے گئی یہ سب آنے دے علی کو بتاؤں گئی میں۔

دانین اپنے بال چھوڑ وآنے کی کوشش کرتی گویا ہوئی۔

اس کی بات پر اس کی خالہ نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔

اتنی اوقات ہے تمہاری تم بول کر تو دیکھاوا گر اتنا عاشق ہوتا نہ تمہارا تو یہاں نہ پھینک کر جاتا۔بتا یہ بات دوبارہ تیرے منہ سے نکلے گئی۔وہ دانین کے جبڑے سے دبوچ کر بولی۔

درد کی شدت سے آنسوں اس کی آنکھوں سے رواد واں تھے اس نے فورا نفی میں سر ہلایا۔

چل دفع ہو ناشتا بنا میرے لیے۔
دانین روتی ہوئی اٹھ کر کیچن میں چلی گئی تھی۔

IB Rajpoot

سفید رنگ پر پیلے رنگ کے پھولوں کا پرنٹڈ پاؤں تک آتا فراک پہنے بالوں کو سٹریٹ کر آگے کندھوں پر ڈالے، ہلکے سے میک اپ میں روحا ایک آخری نظر خود پر ڈالے سفید ہیل پہن کر دوپٹہ اوڑھتی فون اٹھا کر کمرے سے نکلتی گاڑی میں بیٹھتی گاڑی سٹارٹ کر گئی تھی۔
اب دیکھتی ہوں رائم درانی تم خود اپنی بات سے نہ مکڑے تو میرا نام بھی روحا راجپوت نہیں۔

وہ ان پھر اسد سے ملنے اسی ہوٹل میں گئی تھی اسے معلوم تھا رائم ضرور اس کے پیچھے آئے گا۔اور اس بار اس نے اپنا وعدہ توڑا تو روحا اسے سزا دے گئی مگر اسے نہیں تھا معلوم کے اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا۔

ہیلو اسد۔۔وہ گاڑی پارک کرتی ریسٹورنٹ میں داخل ہوئی اور اسد کی طرف بڑھتی فرینک لہجے میں بولی۔

کیسی ہو روحا۔اسد جس کا چہرہ زخموں کی وجہ سے سوجھا ہوا تھا جیسے دیکھ روحا مشکل سے اپنی ہنسی ضبط کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

رائم درانی فائٹر تو زبردست ہے۔روحا دل میں سوچ کر رہ گئی۔

میں ٹھیک ہوں میں بہت شرمندہ ہوں اسد مجھے نہیں معلوم وہ سر پھرا یہاں بھی جائے گا۔اصل میں اس نے مجھے ایک بار پرپوز کیا تھا تو میں نے اسے انکار کر دیا تھا جس وجہ سے اس نے یہ سب کیا۔

روحا تم پریشان نہ ہو میں دیکھ لوں گا اسے۔

اسد اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے بولا۔

ہاں خود کی شکل تو دیکھ لو پہلے۔وہ صرف سوچ ہی سکی تھی۔

اسد اصل میں میں تمہیں بتانے آئی تھی کہ میں تم سے شادی نہیں کرنا چاہتی مجھے معلوم ہے تم مجھے سمجھو گئے اور یہ بات ہم دونوں کے درمیان رہے گئی۔

روحا کیا مطلب تم مجھ سے شادی نہیں کرنا چاہتی۔تم کسی اور کو پسند کرتی ہو۔

وہ فورا اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ اٹھاتا بولا۔

نہیں ایسی بات نہیں ہے میں کسی سے بھی شادی نہیں کرنا چاہتی۔ بس پلیز تم گھر جا کر انکار کر دو۔

اوکے روحا تم بولتی ہو تو ٹھیک ہے میں انکار کر دوں گا۔ اسد غصہ ضبط کرتا بولا۔

ہمم شکریہ۔

اب اسی بات ہے تو پھر ہمارا یہاں رکھنے کا فایدہ نہیں ہے۔ چلو چلتے ہیں واپس۔

ایہہ ڈفر رائم درانی تم نہیں آئے یہ تھی تمہاری محبت۔ خیر بہار میں جائے میں کیوں اسے سوچ رہی ہوں۔ وہ لوگ چلتے ہوئے پارکنگ لاٹ میں آئے تھے جب روحا نے اسد کی طرف دیکھا تھا۔

بے چارا اسد ایک بار منع کرنے پر مان گیا مجھے یہ نہیں کرنا چاہے تھا۔۔اسے اسد پر ترس آرہا تھا۔

وہ اپنے دھیان ہی چلے جارہی تھی جب اسد نے جلدی سے گھوم کر اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اسے گھسیٹے ہوئے گاڑی میں ڈالا تھا۔
روحا اپنے آپ کو چھوڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہورہی تھی۔ جبھی اسد نے گاڑی سے رسی نکال کر اس کے ہاتھ باندھے تھے۔

مناہل: یار مجھے کچھ گڑ بڑ لگ رہی ہے۔ نین گھر نہیں ہے تو کہاں ہو سکتی ہے ۔ تمہیں تو پتا ہے نہ وہ کہی بھی نہیں جاتی۔

وہ دونوں ان کے گھر کے باہر سڑک پر بیٹھی تھی۔ کیوں کہ اتنے دنوں سے نہ روحامل رہی تھی نہ دانین۔

شایمہ: اٹھ جا یار سب چھوڑ دیکھ لے گئے اس مڈر آف انڈیا کو بھی چل اپنے دل کی تسلی کرتے ہیں۔
شایمہ اٹھ کر مناہل کو کھینچتے ہوئے بولی جس پر وہ بھی اٹھ گئی تھی۔

کیا ارادہ ہے۔ مناہل نے اس دیکھ کر بولا جس پر شایمہ نے اسے دیوار کی طرف اشارہ کیا تھا۔

اووو سردار صاحب اللہ دنالے میں نی جارہا۔ مناہل اس کے ارادے جان کر نفی میں سر ہلاتے بولی۔

چپ کر یار یہ دیوار ہی تو ہے دوستوں کے لیے اتنا تو کر ہی سکتے ہیں۔ شائمہ نے اسے آگے کی طرف دکھادیا تھا۔

مناہل نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور دیوار پر چڑھ گئی تھی۔ اب اس نے شائمہ کو اوپر آنے کا اشارہ کیا تھا۔

نہیں یار میں نہیں آرہی تم جاؤ نہ مجھے ڈر لگتا ہے۔

شائمہ ڈرامے نہ کر اوپر دفع ہو ٹائم نہیں ہے۔ شائمہ نے ڈراتے ہوئے اپنا ہاتھ مناہل کو پکڑایا تھا۔ اور دونوں دیوار پر بیٹھی تھی۔ شائمہ تو ڈر سے دیوار کی طرف نہیں دیکھ رہی تھی۔

بس شایمہ بیگم ابھی تو کوئی بڑی باتیں کر رہا تھا کہ دوستوں کے لیے اتنا سا تو کر لے گئے۔

اب نیچے کھود۔

مناہل نے نیچے چلانے لگاتے ہوئے اس کی کلاس لی تھی۔

نہیں مناہل میں نہیں آرہی۔میں مرگئی تو ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی۔اللہ جی۔

ڈرامے نہ کر دفع ہو نیچے۔مناہل نے اس کی ٹانگیں کھینچی تھی تاکہ وہ نیچے آسکے۔

نہیں مناہل چھوڑ مجھے۔امی میں نی جارا۔اہہہہہہ۔
اگلے ہی پل مناہل نے پورا زور لگا کر کھینچا تھا جس پر وہ دیورا سے گری تھی۔۔

بس اتنی سی بات تھی۔چل اب اندر۔

روحا چیخ چیخ کر تھک گئی تھی۔اصل معنوں میں اس کی جان توتب نکلی تھی جب گاڑی شہر سے دور سنسان رستے پر جاتے دیکھی تھی۔

بس اتنی سی ہمت تھی تم میں۔تم نے کیا سوچا کہ اس دن اس لڑکے سے مار پڑوا کر تم بچ جاؤ گئی اور آج آکر کہو گئی کہ شادی نہیں کرنی ایسا سوچنا بھی نہ۔اب دیکھوں میں تمہیں اس کے قابل ہی نہیں چھوڑوں گا۔

اسد اس پر تھوکتا ہوا بولا۔

روحا کو آج رائم کی کمی کا شدت سے احساس ہوا تھا۔

وہ بے بسی سے ماؤف ہوتے دماغ سے آنکھیں بند کر گئی تھی اتنی تذلیل تو اس نے کبھی بھی برداشت نہیں کی تھی۔

گاڑی ایک جھٹکے میں روکی تو روحا نے آنکھیں کھول کر دیکھا یہ کوئی ویران سی جگہ تھی۔

✨✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨✨

یہ منظر ہے درانی پلس کا جس کے ایک کمرے میں رائم درانی پنچنگ بیگ پر پریکٹس کر رہا تھا۔

رائم درانی آپنے وعدے کا پکا تھا۔اج بھی اس نے روحا کو کوئی میسج نہیں کیا تھا اپنی سیکیورٹی بھی ہٹادی۔

اس کو اپنی محبت کی توہین پسند نہیں تھی اس لیے وہ چاہتا تھا کہ روحا خود اس کے پاس ائے۔ مگر قسمت کے فیصلے سے بے خبر تھا وہ۔

فون کے بار بار رینگ ہونے پر بھی اس نے نہیں اٹھایا تھا۔ وہ اپنے کام میں بیزی تھا اس کے مطابق ریان سے تو ابھی اس کی ویڈیو کال پر بات ہوئی تھی اور اس کے علاوہ کوئی امپورٹنڈ کال نہیں تھی۔

کیا مصیبت ہے۔ وہ جنجھلاتا ہوا ہاتھ سے گلاوز اٹھار کر فون کی طرف بڑھا بغیر نمبر دیکھے ہی کال اٹینڈ کر لی تھی۔ ابھی وہ اپنا غصہ اگلے بندے پر نکالتا کہ مخالف انسانی آواز سن سارا غصہ پریشانی میں بدلا۔

روحا کہاں ہو تم۔

رائم بچالو وہ میرے پیچھے ہے۔

IB Rajpoot

بس تھوڑی دیر صبر تمہیں چھوڑنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔
اسد اس کے بال کنھچ کر اسے وارن کرتا سامنے بننے گھر کے اندر داخل ہوا تھا۔

روحا کو یہ آخری موقع لگا تھا۔اسنے گاڑی کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی کیوں کہ اس کے ہاتھ باندھے ہوئے تھے اس لیے اسے دروازہ کھولنے میں مشکل ہوئی تھی مگر اس نے کھول لیا تھا۔
اور بغیر آگے پیچھے دیکھے وہ سڑک کی دوسری جانب واقع جنگل کی طرف بھاگی تھی۔
اس کے ہاتھ مسلسل رسی کھولنے کی کوشش کر رہے تھے جس کی وجہ سے ہاتھوں پر نیل پر گئے تھے۔۔۔
آخر کار رسی کھول گئی تھی اس نے شکر کا سانس لیا تھا۔اور روک کر سانس لینے لگی تھی۔اچانک اس کی فراک کی جیب میں پڑا فون بجا تھا جس پر اس نے فوراً جیب میں ہاتھ ڈالا تھا۔دماغ اتنا ماؤف ہو گیا تھا کہ اسے یاد ہی نہیں تھا اس نے

پروجیکٹ میں فون ڈالا تھا۔اس نے جلدی سے فون نکالا تو بابا کی کال تھی اس نے فوراً کال بند کی کیوں کہ اسے پتا تھا۔ کہ اس کی بابا بھی اب کچھ نہیں کر سکتے اب بس رائم ہی تھا جو اسے بچا سکتا تھا۔

اس نے جلدی سے رائم کو کال ملائی کال جا رہی تھی مگر وہ اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔

اللہ جی رائم پلیز کال اٹینڈ کر کے پلیز۔رائم۔چہرہ اس کا آنسوں سے تر تھا بدن کانپ رہا تھا آنکھیں رو کر سوجھی تھی۔جنگل میں بھاگنے کی وجہ سے کپڑے بھی کہی جگہ سے پٹے تھے۔

اسی وقت دوسری طرف سے فون اٹھا لیا گیا تھا۔

رائم مجھے بچا لے رائم وہ آ رہا ہے۔۔

روحا کون ہے۔کہاں ہو تم۔

رائم مجھے نہیں پتا میں کہاں ہوں جنگل ہے اور وہ آرہا ہے۔مار دے گا پلیز رائم بچا لو۔

یہی کہی ہو گئی۔دنڈھوا سے۔۔اسد کی آواز پر وہ جلدی اٹھ کر بھاگی تھی۔وہ اندھا دھن جنگل میں بھاگ رہی تھی۔

IB Rajpoot

اسد کی آواز سن کر رائم جلدی سے گنز نکالتا بھاگا تھا اس نے روحا کے فون پر لگائے گئے ٹریکر کی مدد سے اس کی لوکیشن معلوم کی تھی۔

روحا مجھے سن رہی ہو۔وہ گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھتا فون پر اسے مخاطب ہوا۔اسوقت وہ سب عہد بھول گیا تھا بس یاد تھا تو اتنا کہ روحا کو بچانا ہے۔

روحاااااااااا۔ وہ چیختے ہوئے پکار رہا تھا کیوں کہ اس کی کال بند ہو گئی تھی۔

✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨

✨✨✨

دانین اور شائمہ دبے پاوں خال میں داخل ہوئیں تھیں۔
جب سامنے ہی دانین کی ساس کھڑی تھی۔ وہ جلدی سے کیچن میں گھس گئی تھی.

یار یہ مڈر آف انڈیا یہی کھڑی ہے۔ پتا نہیں کب جائے گئی میں تو یہاں کھڑی کھڑی تھک گئی ہوں۔ وہ لوگ کافی دیر کیچن میں کھڑی انتظار کر رہی تھی کہ دانین کی خالہ جائے تو وہ اندر داخل ہو مگر وہ کب سے وہی کھڑی تھی۔

شایمہ نے آرام سے فریج کھولا اور اس میں کچھ کھانے کے لیے دیکھنے لگی پھر نظر جوس کے ڈبے پر پڑی تو وہ نکال لیا۔

شائمہ کیا کر رہی ہو۔

چپ کر یار کوئی تو فائدہ ہو نہ یہ لو تم بھی پیو۔

وہ جوس کے ڈبے کو منہ لگاتی ہوئی بولی۔ پھر آدھا ڈبہ خالی کر کہ اس کی طرف بڑھایا۔ مناہل نے جلدی سے لے کر پی لیا۔

چل بے غیرت چلے۔ نین کے کمرے میں۔

IB Rajpoot✩✩✩✩✩✩✩✩✩✩

✩✩✩✩✩✩✩✩✩✩

روحا بھاگتی ہوئی آیک جھاڑی کے پیچھے چھپ گئی تھی۔۔
اس نے سانس تک روک رکھی تھی۔اسد اس کے پاس سے گزر کر گیا تھا مگر اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

چلو اس طرف آؤ۔اس طرف ہو گئی۔اسد نے اپنے آدمیوں کو بولا اور خود بھی مخالف سمت چل پڑا۔پر شاہد اس وقت روحا کی قسمت اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔رائم روحا کی کال بند ہونے پر پریشان تھا اس نے اسے دوبارہ کال کی ۔فون کی بیل پر اسد لوگ واپس بھاگے۔

وہاں چھپی ہے پکڑ و اسے۔

اگلے ہی لمحے روحا ان کے ہاتھ میں تھی۔ہم سے بچ کے بھاگے گئی ہاں بول۔اسد نے پے در پے اسے تھپڑ مارے۔جس کی وجہ سے اس کے ہونٹ پھٹ گیا تھا اور خون رس رہا تھا۔

اوتواسی کو کال کی ہے۔کیانام تھااس کارائم۔چل کال کراسے بات کرئے ہم بھی بڑاہیرو بنا تھااس دن مار کے گیا تھا۔اب ہمت ہے تو بچالے تمہیں۔

اسنے روحاسے فون چھین کر رائن کو کال کی۔ IB ✩✩✩✩✩✩✩✩✩✩

✩✩✩✩✩✩✩✩✩✩ Rajpoot

رائم کواسد کی گاڑی نظر آئی تواس نے فوراًاپنی گاڑی روکی۔

روحا۔روحا کہاں ہو تم۔۔۔۔وہ چیختے ہوئے اسے پکار رہا تھا۔۔کیا کچھ نہ تھااس کی آواز میں روحا کو کھو دینے کا خوف۔اج کوئی اس سے پوچھتا کہ روحاراجپوت اس کے لیے کیا ہے۔

ادھر ادھر نگاہیں گھومائیں تو جنگل کی طرف جاتے راستے پر روحا کا دوپٹہ نظر ایا۔وہ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا۔

شٹ روحا۔اللہ اس کی حفاظت کرنا پلیز۔
اس کا دوپٹہ ہاتھ پر باندھ کر جنگل کی طرف بھاگا تھا۔

تب ہی اس کا فون بجا تھا۔روحا کی کال دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی تھی۔

روحا میری ڈول کدھر ہو تم۔دیکھو میں آرہا ہوں۔ڈرنا مت میں تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا۔۔

ہاہاہاہا تو تو پکا عشق نکلا ہے۔تیری ڈول میرے پاس ہے رائم درانی فکر نہ کر میں ہوں نہ اس کی حفاظت کرنے والا۔تم نے کیا سمجھا کہ مجھے مار وگئے اور میں چپ رہو گا نہیں وہم ہے تمہارا۔

اسد۔اگر جان پیاری ہے تو اسے ہاتھ بھی نہ لگانا۔ نہیں تو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کے آگے پھینک دوں گا۔

ہاہاہاہاتھ کی تو بات نہ کر بہت نازک ہے ویسے تیری بیوی بس چند تھپڑ کھا کر مرنے والی ہو گئی ہے۔ابھی تو میں نے اس کے ذریعے کافی پیسہ چھاپنا ہے۔وہ مکروہنسی ہنستا گویا ہوا۔

ایک لفظ بھی نکالا نہ تو جان لے لوں گا تیری۔ تیرا اور تیرے گھر والوں کا وہ حال کروں گا کہ تیری انگلی نسل بھی یاد رکھے گئی۔

IB Rajpoot✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

✿✿✿✿✿✿✿✿✿✿

کال بند ہو چکی تھی رائم مسلسل اسے تلاش کر رہا تھا۔

اور دوسری طرف اسد اسے بالوں سے گھسٹتے ہوئے گاڑی کی طرف بھر رہا تھا۔

روحانے اسد کی بازوں پر دانت گاڑ دیے۔اس نے بلبلا کر اس کے بال چھوٹے روحانے پھر واپس کی طرف دور لگائی۔

مگر اسد کے آدمی نے پکڑ کر نیچے دھکا دیا۔ جس کی وجہ سے وہ اوندھے منہ زمین پر گری تھی۔

تیری اتنی ہمت اب بچ کے دیکھا۔اسد نے اس کا سر بالوں سے پکڑ کر پاس پڑے پھتر پر مارا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کا سر پھٹ گیا تھا۔

ان ٹانگوں سے بھاگی تھی نہ آب چل کے دیکھانا۔اسد نے اس کی ٹانگ پکڑ کر اس کے گھٹنے پر دونوں پاؤں رکھے۔

رائم۔اللہ۔بچاو۔ چھوٹ دو مجھے۔را ممم۔اہہ اللہ۔

روحا کو لگا تھا اس کا گھٹنا توٹ گیا ہے۔درد کی شدت سے وہ چیخ رہی تھی۔اس کی چیخے جنگل میں گونج رہی تھی۔

بس اتنی سی پر بس ہو گئی تمہاری۔ابھی تو۔اسد نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بازوں پکڑنا چاہا تھا اسی وقت ایک گولی ہوا کی تیزی سے اس کے ہاتھ کو چیرتی ہوئی گزر گئی۔

روحا۔اسد تو نے اپنی موت کو خود دعوت دی ہے اب اپنے انجام کو تیار ہو جا۔

رائم کو دیکھ اسد کی جان نکلی تھی اتنی جلدی رائم وہاں کیسے آگیا تھا۔

رائم۔روحا نے مٹی سے بھرا ہاتھ رائم کی طرف بڑھایا۔

روحا کی حالت دیکھ کر رائم کو لگا تھا وہ اگلی سانس نہیں لے سکے گا۔خون سے لت پت وہ اسے اپنی روحا نہیں لگی تھی۔رائم نے بغیر کچھ بی دیکھے اگلی گولی اسد کی

بازوں میں چلائی تھی۔اور پھر ان گنت گولیاں اس کے ساتھیوں پر۔آدھے سے زیادہ تو مر گئے تھے جو بچ گئے تھے وہ بھاگ کھڑے ہوئے اسد بھی ان کے ساتھ ہی لنگڑاتا ہوا بھاگ گیا رائم کو بس اس وقت روحا کی فکر تھی۔اس نے فورا بھاگ کر روحا کو سیدھا کیا۔

روحا میری ڈول ادھر دیکھو میری طرف آنکھیں کھولو۔وہ اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا ہوا بولا۔

رائم میں نے کتنی آوازیں دی تھی آپ نہیں آئے تھے۔وہ درد سے بولتی ہوئی آنکھیں موند گئی تھی۔

سوری روحا جو سزا دو گئی قبول ہے۔لیکن دور نہ جانا مجھ سے۔
وہ اسے گود میں بھرتا گاڑی کی طرف بھاگا۔اسد کو بعد میں دیکھنے کا ارادہ رکھتا تھا اس نے۔۔

وہ دونوں جب نین کے کمرے میں داخل ہوئی تو نظر بیڈ پر اوندھے منہ لیٹی نین پر پڑی۔

دونوں نے ایک دوسرے کو اشارہ کیا اور پھر ایک ساتھ اس کے اوپر چھلانگ لگا دی۔ دا نین اس اچانک آفت پر چیخ کر اٹھنے کی کوشش کرنے لگی تھی مگر وہ دونوں اس کے اوپر تھی جس وجہ سے وہ اٹھ نہ سکی تھی۔

بے شرم ہم تیرے لیے تیرے گھر کی دیوار پھلانگ کر آئے ہیں اور تو مزے سے بیڈ پر لیٹی۔ ہے۔

وہ اس کے اوپر سے اٹھتے ہوئے بولی تھی۔

اگلے لمحے وہ لوگ شاکڈ رہ گئی تھی جب دانین نے ان کی طرف منہ موڑا تھا۔اس کے منہ پر تھپڑ کے نشان تھے۔ گردن بھی جلی ہوئی تھی جہاں تھوڑی دیر پہلے اس کی خالہ نے چائے گرائی تھی۔

نین یہ کیا ہوا ہے؟ یہ کس نے کیا ہے؟ مناہل کو سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا ری ایکشن دے۔

نین جو کتنے دنوں سے سب برداشت کر رہی تھی ان کو سامنے پا کر بکھر گئی تھی وہ مناہل کے گلے لگے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

نین میرا دل بیٹھا جا رہا ہے مجھے بتاو تو کیا ہوا ہے۔
شایمہ بھی دونوں کو ہگ کرتی بولی۔ نین نے سارا واقعہ ان کے گوش کر دیا۔

میں اتنی بے مول تھی مجھے بیچ دیا انہوں نے اتنا عرصہ ساتھ رہتے جانور سے بھی انسیت ہو جاتی ہے میں اتنی بری تھی خالہ کا ایک بار بھی دل نہیں کانپا تھا۔

نین میری جان پانی پیو۔ رونا بند کرو ادھر دیکھو اور میری بات کا سچ سچ جواب دینا۔

شایمہ نے اسے پانی پکڑایا۔ پانی پی کر اس نے مناہل کی طرف دیکھا۔

جس شخص سے تمہارا نکاح ہوا ہے اس نے کوئی ایسی حرکت کی ہو یا کوئی بات جو تمہیں لگے کہ وہ تمہارے قابل نہیں ہے۔

نہیں علی تو بہت اچھے ہیں انہوں نے مجھے یہاں آنے سے بھی منع کیا تھا۔

ہائے اللہ تو ہمارے چیچو کا نام علی ہے۔۔ شائمہ نے اس کا موڈ بہتر کرنے کی کوشش کی تھی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو گئی تھی۔

اگر علی بھائی اچھے ہیں تو تمہیں تو شکر کرنا چاہیے اگر تم کیسی اور کے ہاتھ لگ جاتی تو۔

مناہل مجھے دکھ خالہ پر ہے۔
وہ آنسو صاف کرتی ہوئی بولی۔

کیوں دکھ ہے۔ نین۔ جب وہ اپنی سگھی بہن کی نہیں ہو سکی تو تمہاری کیسے ہو گئی۔ تم سمجھو وہ تمہارے قابل ہی نہیں ہے۔
شایمہ نے فرسٹ ایڈ بوکس سے دوائی نکال کے اسے لگانی شروع کی۔

اور جب تمہارا میاں بول رہا تھا ہے کہ اس گھر نہ جاؤ اور وہاں کچھ بھی برداشت نہ کرنا تو تم نے کیوں نہیں اس کی بات سنی۔

نین: میں نے انہیں بتانا اچھا نہیں سمجھا۔

واہ جی واہ کیا بات ہے آپ کی۔ ہمیں تو کبھی آپ نہیں بولا۔
شائمہ نے بھی ٹانگ اوڑھنا ضروری سمجھا۔

مناہل: یار روحا کدھر مر گئی ہے جب بھی تم لوگ غائب ہوتی ہو کوئی نہ کوئی چاند چڑھا کر ہی آتی ہو۔

نین: گئی ہو گئی اپنے رائم درانی کے پاس۔

نین اور مناہل نے شائنی کی طرف مشکوک نظروں سے دیکھا جو کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

ان کے اس طرح دیکھنے پر شایمہ نے اچانک شرما کر اپنے چہرے کو ہاتھوں سے چھپایا تھا۔

مناہل: کیا تکلیف ہے یہ کیوں شرما رہی ہو۔

شایمہ: یار مناہل میں سوچ رہی تھی پہلے روحاب دانین کا نکاح ہوا ہے مطلب اب ہماری باری بھی آگئی ہے۔ہاے اللہ کتنا رومنٹک سین ہو گا۔

مناہل: شاباش لع۔۔۔۔۔۔۔ت تیرے تے۔وہسے بات تو زبردست کی ہے ۔پھر ہم بھی بولے گئے میرے خوابوں کا شہزادہ اگیا۔

نین: شرم کرو دونوں۔

مناہل: آور وحا کے گھر چلتے ہیں مر تو نہیں گئی۔ ویسے نین ہمیں ملا تو سہی اپنے ان سے۔

یار وہ آؤٹ آف سیٹی گئے ہیں۔

اوا چھاااااااااا۔

✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨

ڈاکٹر میری وائف کسی ہے۔ رائم جلدی سے ڈاکٹر کی طرف بڑھا تھا روحا کی کنڈیشن کے پیش نظر اسے آئی سی یو میں رکھا گیا تھا۔

دیکھے رائم سر۔ان پر بری طرح تشدد کیا گیا ہے۔ذہنی ٹارچر بھی کیا گیا ہے جس وجہ سے ان کا دماغ کام نہیں کر رہا۔ان کی ٹانگ کی ہڈی بڑی طرح فریکچر ہو گئی ہے جس کی وجہ سے وہ ایک ویک تک چل نہیں پائے گئ۔

رائم کے چہرے پر ایک سایہ آیا تھا اور ایک گیا تھا۔

آپ ان سے ملے ان کو ریلکس کرئے تا کہ وہ جلد ہوش میں اجائے۔

ڈاکٹر کہتا ہوا اندر چلا گیا تھا۔

رائم دیوار سے ٹیک لگا کر خواس بافتہ سا کھڑا تھا۔

جب اسے کے کندھے پر کسی نے ہاتھ رکھا تھا۔اس نے نگار اٹھا کر دیکھا تو سامنے ریان کو کھڑا دیکھ اسے لگا تھا جیسے ڈوپ میں کوئی سایہ مل گیا ہو۔

رائم میرے جگر کیا حال بنایا ہے تم نے اپنا۔اگلے ہی لمحے رائم اس کے سینے سے لگا تھا۔

ریان اس کی کنڈیشن کریٹیکل ہے اس نے مجھے کتنی کالز کی تھی کاش میں پہلے اٹینڈ کر لیتا۔

رائم۔ حوصلہ رکھ ٹھیک ہو جائے گئی وہ۔
مجھے بس بتا یہ سب کس نے کیا ہے۔

اسد نے اسے میں چھوڑو گا نہیں تڑپا تڑپا کر موت دوں گا۔

تم روحا کا خیال رکھو اسے میں دیکھ لوں گا۔

نہیں ریان میں خود اس کی جان لوں گا۔

ٹھیک ہے اس وقت روحا کے پاس جا۔

ریان کی بات پر وہ آئی سی یو کے کمرے میں داخل ہوا۔

روحا تم اسے بلکل بھی اچھی نہیں لگ رہی۔ تم تو شیر کی شیرنی ہو۔ مجھ پر یقین رکھو سب کی جان اپنے ہاتھوں سے لوں گا ایک بار آٹھ جاؤ پھر کبھی بھی تمہاری کال کو اگنور نہیں کروں گا۔ پلیز پتہ نہیں کب رائم درانی کو تم سے محبت ہو گئی ہے۔ روحا پر میں اقرار نہیں کروں گا۔

اچانک روحا کے ہاتھوں میں لغزش ہوئی تو رائن اس کی جانب دیکھا۔

روحا آنکھیں کھولو۔ دیکھو میں تمہارے پاس ہوں کوئی بھی تمہیں چھو نہیں سکتا۔

رائم۔۔اسنے کانپتے ہاتھوں سے اس کا ہاتھ پکڑا

تھا۔

میں یہی ہوں تمہارے پاس تم بلکل سیف ہو ریلکس۔
رائم نے نرمی سے اس کے چہرے سے بال ہٹائے تھے۔

ابھی ڈاکٹر آئے تو چیک اپ کروالو۔کچھ دن یہی رہنا ہو گا اوکے۔
رائم نے اسے بچوں کی طرح سمجھایا تھا۔
روحا کے حواس سہی سے بیدار ہو چکے تھے۔

IB Rajpoot

آج روحا کو ہوسپٹل میں تیسرا دن تھا۔رائم نے ہر طرح سے اس کا خیال رکھا تھا۔ریان نے بھی بلکل بھائیوں کی طرح سنبھالا تھا۔

کسی ہے میری گڑیا۔ریان نے اس کے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا۔

ٹھیک ہوں بھائی آپ کیسے ہیں ہے۔

روحا نے نرمی سے جواب دیا تھا۔

رائم ان کہ پاس ہی بیٹھا تھا اس نے آئی برو اٹھا کر ریان کی طرف دیکھا تھا۔

بس کرو میلے میں بچھڑے بہن بھائی۔رائم نے ریان کو گھور کر کہا تھا۔

اوئے آٹھ ادھر سے دفع ہو یہ شکل لے کر۔اس بے چاری کا تجھے دیکھ کر دل خراب ہوتا ہو گا۔

ریان نے اس کے بال کھینچ کر کہا۔

چل بر و عزت سے تو آٹھ کر باہر چلا جا میں اپنی بیوی کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔

جانہ رائم یار بات کرنی ہے مجھے اس سے۔
ریان نے اسے کنچھتے ہوئے کہا۔

یار کیا تکلیف ہے تجھے کون سی بات کرنی ہے۔ضرور میرے بارے میں پٹیاں پڑھانی ہو گئی۔

میری بہن ہے میں جو مرضی بات کروں تو نکل۔
وہ رائم کو دروازے کی طرف دھکا دے کر بولا۔
روحا اس سارے واقعے میں چپ رہی۔ویسے بھی جب سے یہ سب کچھ ہوا تھا وہ خاموش ہو گئی تھی۔کسی سے بات نہیں کرتی تھی۔

گڑیا اتنی خاموشی صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔مجھے بتاؤ کیوں خاموش ہو۔
ریان اسی کرسی پر بیٹھا تھا جس پر تھوڑی دیر پہلے رائم بیٹھا ہوا تھا۔

بس بھائی اب دل نہیں کرتا کسی سے بات کرنے کا تھک گئی ہوں میں۔

وجہ۔

مجھے خود بھی نہیں معلوم۔

روحانیچے وجہ کوئی بھی نہیں ہے بس تمہاری بے جاء کی سوچیے ہیں۔زندگی میں خادثات تو ہوتے ہیں مگر ان کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے۔
تم تو رائم کو تنگ کرنے والی تھی اتنی سی بات پر خاموش ہو گئی ہو۔

بھائی اگر رائم نہ آتا تو میں آگے سوچ بھی نہیں سکتی۔
وہ گہری سانس لے کر بولی۔

کیوں نہ آتا رائم وہ شوہر ہے تمہارا محافظ ہے تمہارا اور جب تک وہ ہے تمہیں کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ تم بس بے فکری سے اس کی ناک میں دم کرو۔

ریان کی باتیں اسے بہت اچھی لگی تھی اور وہ اب ان پر عمل کرنے کا سوچ رہی تھی۔

جی بھائی۔ اپ بلائے تو رائم کو مجھے بات کرنی ہے ان سے۔

✨✨✨✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨

یہ ہوئی نہ بات۔ قسم سے جب تم اسے تنگ کرتی ہو مجھے تو سکون ملتا ہے۔ ریان ہنستے ہوئے باہر نکل گیا تھا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اب روحا اسے ہینڈل کر لے گئی۔

کیا ہوا ہے ڈول سب ٹھیک ہے نہ کہی پین تو نہیں ہو رہا۔
وہ فکر مندی سے اس کے پاس آیا۔

سر درد کر رہا ہے۔ دبا دے۔ روحانے روتے ہوئے کہا۔

کیا مطلب میں دبا دوں۔ مجھے نہیں اتا۔ میں نرس کو بولتا ہوں۔

بیوی میں آپ کی ہوں نا کہ نرس کی۔ تو سر بھی آپ دبائیں نہیں تو جائے یہاں سے۔ میرا سر درد سے پھٹ رہا ہے۔ اللہ نے ایک شوہر دیا ہے وہ بھی نکما۔

نہیں تو کیا باقیوں کے دو دو ہوتے ہیں جو تمہیں ایک دیا ہے۔

واہ رائم درانی مجھے لگا میرا احساس ہو گا آپ کو لیکن آپ بیویوں کی طنز کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔

شکر ہے تم نے یہ تو مان لیا ہے بیویاں طنز بہت کرتی ہیں۔

اوہیلو میاں میرا سر دبا دو۔ نہیں تو مہربانی کرو مجھے اکیلا چھوڑ دو۔

سنو بی بی مجھے سر دبانا نہیں آتا اگر کہتی ہو تو گلا دبا دیتا ہوں وہ آتا ہے مجھے۔
وہ بھی اسی کے انداز میں بولا تھا۔

واہ رائم درانی لگتا ہے ابھی کافی ٹیوینگ کرنی پڑے گئی۔

اوہو کیا بات ہے۔ رائم درانی کو دھکی۔
یہ حق بھی صرف تمہیں حاصل ہے۔

رائم سٹائل سے کہتا باہر نکل گیا جب کہ روحا اس کی ناک میں دم کرنے کی پلیننگ کر رہی تھی۔

وہ تینوں نین کے کمرے سے ایک ساتھ نکلی تھی۔ابھی وہ سیڑھیاں اتر رہی تھی جب ان کی نظر نین کی خالہ پر پڑی۔

شائمہ: واہ واہ بوڑھی کی تیاری تو چیک کرو برو۔ کیا بات۔

نین کی خالہ ڈیپ ریڈ کلر کی ساڑھی میں بال کو لے نیچے سے کرل کیے، ڈارک میک اپ میں بلیک ہیلز پہنے کسی سے فون پر بات کر رہی تھی۔
جب مناہل کی آواز ان کے کانوں میں پڑی جو کہہ رہی تھی۔

واہ جی بوڑھی گھوڑی لال لگام۔

خالہ: یہ بوڑھی کس کو بولا ہے ہاں بوڑھی ہو گئی تمہاری اماں میں بلکل بھی بوڑھی نہیں ہوا بھی بھی باہر جاتی ہوں تو لڑکے مڑ مڑ کر دیکھتے ہیں۔ تم لوگوں میں تو تمیز ہی نہیں ہے۔ یہ شایمہ کی اماں مجھ سے دس بارہ سال بڑی ہے تو میری تو عمر ہی کیا ہے۔

شائمہ: لو جی کر لو غل۔

مناہل: نین کتنی بتمیز ہو تم۔ تم میں تو عقل ہی نہیں ہے جاؤ جا کر اپنی ساس کا فیڈرڈھونڈ کر دو انہیں۔ یہ تو پانی کو بھی مانی بولتی ہے۔

خالہ: شرم نام کی تو چیز ہی نہیں ہے تم میں۔ دفع ہو جاؤ نکلو میرے گھر میں۔
مناہل کی باتوں پر وہ آگ بگولہ ہوتی بولی۔

شائمہ: ارے آنٹی تمیز تو بڑوں کی کی جاتی ہے۔بقول آپ کے آپ تو ابھی پیدا ہوئی ہے تو پھر ڈارلنگ کیسی تمیز۔

خالہ: شٹ اپ گیٹ لاسٹ

وہ دروازے کی طرف انگلی کر کہ بولی۔
اور یہی ان کی غلطی تھی۔ کیوں کی شائنی ان کی انگلی پکڑ چکی تھی اور اب ان کی انگلی پکڑ کر گول گول گھوم رہی تھی ساتھ گنگنا رہی تھی۔

ابھی تو میں جوان ہوں۔
ابھی تو میں جوان ہوں

جبکہ مناہل اور نین ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہیں تھیں۔

خالہ: آہ جاہل لڑکی مجھے چھوڑو میں گر جاؤں گئی۔ تم لوگ ہو ہی جاہل۔

خالہ اپنا آپ چھوڑواتے ہوئے بولی۔

شائمہ: ڈیئر خالہ ابھی تو بس دانس کروایا ہے نہ اگر اب آپ نے نین کے ساتھ کوئی بھی شرارت کی تو پھر جہاں آپ کی سوچ بھی نہیں پہنچتی وہ کرو گئی اس لیے شرافت سے اب نین سے دور رہیں۔

چلو نین۔ شائمہ اسے بولتی آکر سے چلتی ہوئی گیٹ سے باہر نکل گئی۔

IB Rajpoot

روحا کو آج گھر بھیج دیا گیا تھا۔ رائم نے اس کے لیے ایک فل ٹائم نرس رکھ لی تھی تاکہ اسے کوئی پریشانی نہ ہو۔ کیوں کہ اب وہ ایک ہفتہ چل نہیں سکتی تھی اس لیے وہ نرس ہر وقت اس کے ساتھ رہتی تھی۔

روحا نے اس دوران کوئی ایسا موقع نہیں چھوڑا تھا جس میں وہ رائم کو تنگ نہ کرے۔

رات کے گیارہ بجے رہے تھے رائم سو رہا تھا روحا میڈم جو سارا دن سوتی رہی تھی اب اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ اس نے ایک نظر رائم کی طرف دیکھا جو ایک بازوں اس کے اوپر رکھے اس کی طرف کروٹ لیے سو رہا تھا۔

سوتے وقت تو اتنے معصوم لگ رہے ہیں۔ کھڑوس کہی کہ ہٹلر۔
ویسے آپ ایسے کیسے سو سکتے ہیں رائم درانی صاحب۔ روحا ہوا اور آپ سکون کی سانس لے۔

اس نے ایک نظر رائم کے بازوں کی طرف دیکھا پھر آرام سے اس کا ہاتھ پکڑ کر اس انگلی پر زور کی بائیٹ لی۔

وہ جو مزے سے سو رہا تھا۔اچانک اپنے ہاتھ پر کسی چیز کے کاٹنے پر ہڑ بڑا کر اٹھا۔ مگر اپنی بیوی کا کارنامہ دیکھ کر گھور کر اس کی طرف دیکھا۔

مس مصیبت کیوں تمہیں سکون نہیں ہے۔اگر تم نے اب مجھے تنگ کیا تو میں تمہیں اٹھا کر باہر پھینک آؤں گا۔

رائم اسے وارن کر کے دوسری طرف کروٹ لے کر آؤ گیا تھا۔لیکن اگلے لمحے سے اٹھنا پڑھا تھا کیوں کہ
روحا نے اس کی کمر میں ٹانگ ماری تھی۔

افف اگر تمہاری ٹانگیں زخمی نہ ہوتی تو اس وقت میرے ہاتھوں ٹوت چکی ہوتی

۔

کیا مسلہ ہے رائم درانی۔ مجھے عادت ہے میں اسے ہی سوتی ہوتی ہوں۔

اچھا جی نائس۔ ویسے تمہیں پتا ہے ٹانگیں کون مارتا ہے۔
وہ اسے طنزیہ دیکھ بولا۔

رائم درانی تم مجھے گدی بول رہے ہو۔
وہ شاکڈ سے بولی تھی۔

تم نے خود بولا ہے میں نے تو نہیں بولا۔
وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ روحانے پھر سے اس کی کمر میں ٹانگ ماری تھی۔

تمہاری تو۔۔لیٹو تم پھیل کر بھنس نہ ہو تو۔

وہ بیڈ سے اٹھتا کمرے سے نکل گیا۔

آہ رائم درانی ڈر گیا واہ۔

روحا کی آواز پر رائم پلٹا۔

رائم درانی کسی سے ڈرے ایسا ہو نہیں سکتا۔تم آگے ہی لنگی ہو مجھ سے دوسری ٹانگ نہ توڑا لینا۔دوٹوک جواب دیتا ریان کے کمرے کی طرف بڑھا۔

اس کے جواب پر روحا پیچ وتاب کھا کر رہ گئی۔

IB Rajpoot

وہ ریان کے کمرے میں داخل ہوا تو نظر ریان پر پڑی جو سارے بیڈ پر پھیل کر سویا ہوا تھا۔

اف اب اس ک۔۔۔ینے کے طعنے کون سننے گا۔وہ اس کی بازوں سائیڈ پر کرتے ہوئے بولا مگر ریان نے دوبارہ اپنی بازوں وہی رکھی تھی۔رائم نے ایک نظر اسے دیکھا پھر بغیر ایک منٹ بھی ضائع کیے وہ اس کے اوپر ہی لیٹ گیا۔

ریان جو جاگ رہا تھا رائم کو تنگ کر رہا تھا پر اب اس کے خود پر گرنے پر وہ اپنی آنکھیں کھولتا اسے زور لگا کر سائیڈ پر کیا اور نان سٹاپ شروع ہو گیا۔

اوئے گدھے میرے کمرے میں کیوں دفع ہوا ہے۔بندہ دو منٹ سکون سے سوتا ہے لیکن کہاں تمہیں کہاں گوارا ہے۔میرا سکون اپنی سڑی ہوئی شکل لے کر ادھر بھی نازل ہو گیا ہے۔

برو میں اس وقت کسی بھی قسم کی بکواس سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔اگے ہی میرا دماغ گھوما ہوا ہے۔اس لیے منہ بند کر کے سو جا۔

جو میں سوچ رہا ہوں کہی ایسا ہی تو نہیں۔ریان نے اس کے بے زار چہرے کی طرف دیکھ کر کہا۔

مجھے نیند آئی ہے۔تم اپنی گھٹیا سوچ اپنے پاس رکھو اور سونے دو مجھے۔
وہ اپنے چہرے پر تکیہ رکھتے ہوئے بولا۔

ہاہاہا مطلب میں ٹھیک سوچ رہا ہوں۔رائم درانی انڈر والڈ کی دنیا کا بے تاج بادشاہ اس وقت میرے کمرے میں ہے اس کا مطلب ہے سالے کو اس کی بیوی نے دھکے دے کر کمرے سے نکال دیا ہے۔
واہ رائم درانی واہ تم نے تو عزت کا کچڑا کر دیا ہے۔

ریان اس کے منہ سے تکیہ ہٹاتے ہوئے بولا۔

فضول بکواس نہ کری۔ تیری بیوی بھی جلد آنے والی ہے پھر میں دیکھتا ہوں تجھے بھی۔ سالہ کتا۔

وہ اسے بیڈ سے نیچے دھکا دے کر بولا۔

ریان کی ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

رائم اسے گھور کر منہ پر تکیہ رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا۔
دیکھ آگے آگے ہوتا ہے کیا۔

ریان اس کے اوپر جمپ کرتے ہوئے بولا۔

ریان یار کیا تکلیف ہے دفع ہو جا۔

ریان ابھی کوئی جواب دیتا جب رائم کو روحا کی چیخ سنائی دی۔ جس پر وہ ریان کو خود پر سے ہٹاتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔۔۔

ریان بیڈ سے نیچے پڑا منہ کھولے اس کی پشت دیکھتا رہ گیا۔

رائم درانی تجھے لگام تیری بیوی ہی ڈال سکتی ہے۔

وہ جلدی سے اٹھتا دروازے کی طرف بھاگا اور جلدی سے اسے لوک کیا۔ مبادا وہ پھر نہ اجائے۔

روحاب چل لیتی تھی۔ لیکن اکثر ایسا ہوتا تھا۔ کہ اسے پین سٹارٹ ہو جاتا تھا جس وجہ سے ساری ساری رات اس کی رو کر گزرتی تھی۔ رائم ساری رات اسے سنبھالتا تھا۔

ابھی بھی رائم کے جانے کے بعد وہ آہستہ سے چلتی واشروم گئی تھی۔ اور وہاں سے آکر بلکنی میں گئی تھی۔ جہاں ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے اس کی ٹانگوں میں ہلکا ہلکا درد شروع ہو گیا تھا۔ وہ چلتی ہوئی بیڈ پر آئی۔

افف روحاتم میں تو عقل ہی نہیں ہے اسے لڑائی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کم از کم ایک تیل کا کر ٹانگوں کی مالش تو کر دیتا۔

وہ خود کو کوستی ہوئی بولی۔ لیکن پھر اس کے دماغ میں آئیڈیا ایا۔ جس پر عمل کرتے ہوئے اس نے زور سے چیخ ماری۔

رائم کو اس کی چیخ سن کر کمرے میں بھاگا آیا تھا اسے بیڈ پر بیٹھے دیکھ اسے سخت نظروں سے دیکھنے لگا۔

رائم میں چل کر واشروم گئی تھی میری ٹانگیں درد کر رہی ہے۔۔وہ آنکھوں میں آنسوں لاتے ہوئے بولی۔

رائم کا غصہ فوراپریشانی میں تبدیل ہوا وہ فوراڈریسنگ ٹیبل سے اس ٹیوب اٹھاتے اس کی طرف بڑھا۔اور بیڈ پر اس کے پاس بیٹھتے اس کی ٹانگوں پر ٹیوب لگا کر مالش کرنے لگا۔

کافی دیر مالش کرنے کے بعد اس نے روحا کی ٹانگ پر گرم پٹی باندھ دی۔

اب آرام سے لیٹ جاؤ۔ خبر دار جو تم نے اب ٹانگیں چلائی۔ وہ اسے وارن کرتا کمرے کی لائٹ آف کرتا بیڈ پر آیا اور خود بھی لیٹ گیا۔

روحا کافی دیر کروٹیں بدلتی رہی پر اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔

کیا ہوا ہے روحا سو جاو۔

رائم جو کافی دیر سے نوٹ کر رہا تھا اس سے پوچھنے لگا۔

نیند نہیں آ رہی۔

وہ روہانسی آواز میں بولی۔

میں سلاتا ہوں۔ رائم نے آرام سے اس کے بالوں میں انگلیاں چلانا شروع کی مگر پھر بھی اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔

اس نے رائم کا ہاتھ ہٹایا اور خود اس کے بازوؤں سر پر رکھا۔ مگر کافی دیر بعد نیند اس پر مہربان ہوئی۔
رائم نے بھی شکر کا سانس لیا اور سو گیا۔

ابھی آدھی رات ہوئی تھی۔ رائم کو اپنے پاؤں پر کچھ عجیب سا محسوس ہوا تو اس نے آنکھیں کھول کر خیریت سے روحا کی طرف دیکھا۔

جو اس کو پاؤں کو ہگ کیے اپنی ٹانگیں اس کے سینے پر پھیلائے سو رہی تھی۔

شاید نیند نہیں آ رہی تھی تو کروٹیں بدلتی بدلتی ایسے لیٹ گئی تھی۔ رائن اسے دیکھ دوبارہ ویسے ہی سو گیا کیوں کہ اسے پر تھا کہ اب اگر وہ ہلا بھی تو مصیبت پھر سے گلے پڑ جائے گئی۔

دوسری طرف نین سو رہی تھی جب فون کی بیل پر اس کی آنکھ کھولی۔

اس نے بامشکل آنکھیں کھول کر فون کی سکرین کی طرف دیکھا تورات کے ایک بج رہے تھے۔ فون پر چمکتا نمبر بھی انجام تھا۔ وہ پریشانی سے فون کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جہاں مسلسل کالز آرہی تھی۔

آخر کار اس نے کال اٹینڈ کرنے کا فیصلہ کیا۔

نین نے کال تو اٹینڈ کرلی تھی پر اب اس میں بولنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔

اسلام علیکم۔ علی کافی دیر اس کے بولنے کا انتظار کرتا رہا جب دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو اس نے پہل کی۔

وعلیکم سلام۔ کیسے ہیں اپ۔ نین پہلے تو خیران ہوئی تھی۔ لیکن اس کی آواز سن کر پر سکون ہوئی تھی۔

کیسا ہو سکتا ہوں اتنے دور ہوں تم سے۔وہ گمبھیر لہجے میں بولا۔

ہمممممم۔ نین کو سمجھ نہیں آئی تھی کیا جواب دے اس لیے بس ہنکار بھر کر رہ گئی۔

کیسی ہے میری ہنگری برڈ۔اور کال اٹینڈ کر کہ بول کیوں نہیں رہی تھی۔

مجھے لگا پتہ نہیں کون اس وقت فون کر رہا ہے شاہد رونگ نمبر ہو اس لیے ڈر گئی تھی۔

اچھا جی۔ویسے میرے پہلے سوال کا جواب نہیں دیا آپ نے۔

ٹھیک ہوں میں۔وہ نم لہجے میں بولی۔پتہ نہیں کیوں اس کے پوچھنے پر دل کر رہا تھا پھوٹ پھوٹ کر روئے۔اور اسے بتائے کیسا سلوک کرتی ہے اس کی خالہ۔

مجھے ٹھیک نہیں لگ رہی۔رو کیوں رہی۔کچھ کہا ہے خالہ نے۔کیا ہوا ہے تمہیں

۔

اس نے بے قراری سے ایک ساتھ کہی سوال پوچھ ڈالے تھے۔

کچھ بھی نہیں ہوا۔

کچھ تو ہوا ہے نہ۔بتاو مجھے نہیں تو میں وہی آجاؤں گا۔۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی۔اپ کی آواز سن کر رونا آگیا تھا۔

کیوں جی اتنی بری آواز ہے میری۔

وہ شوخی سے بولا۔

نہیں میں نے ایسا کب کہا۔ میرا وہ مطلب نہیں تھا۔

پھر کیا مطلب تھا۔ مجھے مس تو نہیں کر رہی۔

ہاں۔ نہیں میں تو نہیں کر رہی۔ بوکھلاہٹ میں وہ جلدی سے ہاں بول گئی تھی۔

پریشان نہ ہو بہت جلدی واپس آجاؤں گا اوکے۔ اور میں پھر کہہ رہا ہوں خیال رکھنا اپنا ان کی بات ماننے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگر کوئی اونچی آواز میں بات کرتا ہے تو بتاؤ مجھے میں اس کی آواز ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند کر دوں گا۔

نہیں نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ مجھے نیند آئی ہے سونا ہے پھر بات کرے گئے۔

اوکے اللہ خافظ۔

اللہ خافظ۔وہ کال بند کرتی فون بیڈ پر رکھے لیٹ کر اسے سوچتی سو گئی۔

✨✨✨✨✨IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨ ✨✨✨✨✨

روحا نے صبح نیند سے بھری آنکھیں کھولیں تو پہلے تو کچھ سمجھ نہ آیا پھر جب اپنے پاؤں ہلانے کی کوشش کی تو نہ ہلا سکی جب اس نے نظر پاؤں کی طرف دوڑائی تو دیکھ کر خیران رہ گئی وہ اس کے پاوں کو زور سے ہگ کیے سو رہا تھا۔

رائم پاؤں چھوڑے میرے۔رائم۔
وہ اپنے پاؤں ہلاتے ہوئے بولی۔ مگر وہ گہری نیند میں ہونے کی وجہ سے نہ جاگا۔

یااللہ انہیں کہی مجھ سے محبت تو نہیں ہو گئی کہ میرے پاوں تک پکڑے سو رہے ہیں۔وہ سوچتی ہوئی شرمانے لگی۔

رائم پلیز پاؤں چھوڑے مجھے اچھا نہیں لگ رہا آپ اس طرح میرے پاؤں پکڑ کر سونا۔وہ شرماتی ہوئی اس کی بازوں ہلا کر بولی۔

شٹ اپ مس مصیبت اپنا منہ بند کر لی لیٹ جاو۔ساری رات تم نے ٹانگیں مار کر میرا خیال برا کیا ہوا تھا۔اس نے ایک پل میں ہی روحا کے ارمان توڑے تھے۔

تو رائم درانی اتنے بڑے گھر میں اور کمرے بھی تو ہیں تھے وہاں تشریف لے جاتے نہ یہاں سونا۔ضروری تھا۔

ایک منٹ مس مصیبت۔رائم اچانک پریشانی سے اٹھتا اس کی طرف دیکھ کر گویا ہوا۔

کہی تم نے اسلام آباد سے گوشت تو نہیں کھایا تھا کسی چیز کا مجھے تو وہی اثرات لگ رہے ہیں۔اج کل تم بہت زیادہ ٹانگیں مارنے لگی ہو۔

واٹ اپ پھر سے مجھے گدھی کہہ رہے ہیں۔وہ جو اس کی بات غور سے سن رہی تھی غصے سے آگ بگولہ ہوئی۔

اہہہہہہہ، پاگل عورت چھوڑو میرا پاؤں۔روحا کا جب بس نہ چلا تو اس نے رائم کے پاوں کے انگوٹھے پر دانت گاڑ دیے۔جس پر وہ کڑا کر اٹھا۔

رائم کی گرفت ڈھیلی ہوئی تو روحا نے واشروم کی طرف دور لگائی۔

میں نے تو نہیں کہا تم نے خود کہا ہے۔ویسے کافی سمجھدار ہو تم۔وہ مسکرا کر دوبارہ لیٹ گیا۔

تم واپس آؤ میں بتاتا ہوں تمہیں۔پتا نہیں میرے بھائی نے کیا سوچ کر تمہیں میرے پلے باندھ دیا ہے۔وہ جنجھلاتا ہوا کمرے سے ہی باہر نکل گیا تھا۔

ریان کے کمرے کے پاس سے گزرتے ہوئے اچانک رک گیا۔

کمینہ میری نیندیں حرام کر کہ خود سکون سے سو رہا ہے۔وہ اس پر لع۔۔ت بھیجتا خال میں چلا گیا۔

IB Rajpoot ✩✩✩✩✩✩

✩✩✩✩✩✩✩✩✩✩

واہ جی مہارانی ابھی تک سو رہی ہے۔چل آٹھ اور ناشتا بنا تیری ماں نوکر نہیں رکھ کر گئی۔۔

دانین جو سو رہی تھی۔اس کی خالہ نے اسے بالوں سے پکڑ کر کھینچا تو نیند سے بیدار ہوئی۔اور اپنے بال چھوڑوانے کی کوشش کرنے لگی۔

خالہ پلیز درد ہو رہا ہے مجھے۔ چھوڑے میرے بال۔

کیا بکواس کی ہے یہ تمہاری زبان زیادہ نہیں چلنے لگی ہاں۔خالہ نے تھپڑ اس کے چہرے کی زینت بنایا۔

یہ کیا کر رہی ہے۔ چھوڑے اس کے بال ہمت کیسے ہوئی ہے آپ کی یہ سب کرتے ہوئے۔ شرم نہیں آ رہی اس پر ہاتھ اٹھاتے۔اور تم دانین کیوں چپ چاپ سب برداشت کر رہی ہو تمہارے ہاتھ ہے نہ میں نے بولا تھا اور برداشت مت کرنا۔

نین اس کی آواز سنتی شدت سے رونے لگی۔

IB Rajpoot

اسلام علیکم۔ کیسی ہو گڑیا نیند ٹھیک آئی تھی تمہیں۔۔۔۔اس وقت ریان اور رائم ناشتا کر رہے تھے جب ریان نے روحا کو بھی وہی بلوایا۔

وعلیکم سلام۔جی بھائی۔

اس نے ایک نظر رائم کی طرف دیکھا۔

ویسے اصولی طور پر یہ سوال مجھ سے پوچھنا چاہے تھا۔ کیوں کہ جو مصیبت میرے گلے میں ڈالی ہے نہ اس نے ساری رات ٹانگیں مار کر میرا خشر بیگار دیا ہے۔

اچھا جی تو ادھر میری طرف اپنا بیس من کا چہرہ کرئے میں دیکھوں کہاپر زخم ہوئے ہیں۔

وہ بھی روحارائم درانی تھی اینٹ کا جواب پتھر سے دینا جانتی تھی۔

تم اتنی سی چیونٹی مجھے زخمی کر سکتی ہو واہ واہ مس مصیبت یہ غلط فہمی ہے تمہاری۔ وہ اب ناشتا چھوڑ پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ جو زبان چلاتی ہوئی اسے گھور رہی تھی۔

جی بلکل رائم درانی اگر پتا ہو تو یہ چونٹی جب ہاتھی کی ناک میں گھستی ہے تو اسے پاگل کر دیتی ہے۔

میں تمہیں ہاتھی لگتا ہوں۔ دیکھ رہے ہو ریان یہ اتنی لمبی زبان والی جو میرے گلے ڈالی ہے نہ کسی دن میرے ہاتھوں سے مر جائے گئی۔ وہ غصے سے بولا۔

آہ ہیلو مسٹر ادھر میری طرف دیکھ کر بات کرئے۔ خبر دار جو میرے بھائی کو کچھ بھی بولا تو۔ شکر کرو میں مل گئی ہو نہیں تو آپ جیسے لوفر انسان کو کسی نے اپنی بیٹی نہیں دینی تھی۔ وہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ کر بولی۔

ریان جو کب سے ان دونوں کو لڑتا دیکھ رہا تھا اب اس کی ہنس ہنس کر حالت خراب ہو رہی تھی۔

میڈم بہت تمیز دار ہو تم اب تمہیں کیا ضرورت ہے آپ بولنے کی یہ احسان کرو آپ بھی نہ بولنا۔ اور بر واللہ کر کہ تمہیں اس سے ڈبل لمبی زبان والی ملے۔ پھر دیکھوں گا تمہارے دانت کیسے اندر ہوتے ہیں۔

وہ جوس کا کلاس پیتا اٹھ گیا تھا۔

ہاہاہاہا کیا کرو رائم میری جان تجھے یہ ہی پڑتا
ڈال سکتی ہے۔ وہ قہقہہ لگا کر بولا۔ روحا بھی ناشتا کر کہ اٹھا گئی تھی۔

وہ ناشتا کر کہ کمرے میں داخل ہوئی تو رائم پر نظر پڑی جو بلیک شرٹ کے ساتھ بلیو پینٹ ساتھ سفید جوگر پہنے بال جیل سے سیٹ کیے۔ اپنے اوپر پرفیوم چھڑک رہا تھا۔

خیر تو ہے نہ کہی میری بات کا غصہ تو نہیں کھا گئے۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

میرے پاس تمہاری فضول کی باتوں کو سوچنے کا ٹائم نہیں ہے۔ وہ اپنے کام میں مگن بولا۔

اچھا مجھے لگا شاہد آپ کہی کوئی مانگنے والی پٹانے جا رہے ہیں اور تو کسی نے دینی نہیں ہے۔

وہ بیڈ پر گرنے والے انداز میں بیٹھ کر اسے فرصت سے دیکھنے لگی۔

ویسے کوئی پاگل ہو گا جو آپ کو اپنی بیٹی دے گا۔ میں اس پاگل سے ضرور ملوں گئی ۔وہ اپنی بات کا مطلب سمجھے بغیر ہی بولی تھی۔

ہاہاہاہار وحاڈار لنگ تم اپنے ہی باپ کو پاگل بول رہی ہو ہاہاہاہا۔

رائم نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

جی نہیں پاگل رائم درانی آپ نے کب میرے باپ سے پوچھا ہے آپ نے تو ویسے ہی نکاح کر لیا ہے یہ تو میرے باپ کو پتا چلے گا تو پھر آپ کی طعبیت سٹ کرئے گئے۔

رائم درانی کسی سے بھی نہیں ڈرتا تمہارے باپ سے بھی نہیں۔ سمجھ آئی چلو میرے ساتھ جلدی سے اپنا خلیہ درست کرو میں ویٹ کر رہا ہوں۔ ٹانگیں تو تمہاری ٹھیک ہو گئی ہے نہ اس کی اب خود چل کر اجاو۔

وہ اس کے بال خراب کرتا کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

ہے جانا کہاں ہے یہ تو بتا کر ہی نہیں گئے۔ خیر مجھے کیا ہے میں بھی تیار ہو جاتی ہوں۔

روحا خود سے باتیں کرتی وڈراب سے بلیک ڈریس نکل کر واشروم بند ہو گئی تھی

۔

رائم باہر کھڑا اس کا ویٹ کر رہا تھا جب اس کی نظر روحا پر پڑی جو ڈوپٹہ سنبھلتی اس کی جانب آ رہی تھی۔ بلیک کلر میں وہ کوئی آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی۔

ویسے اتنا تیار ہونے کی ضرورت نہیں تھی ولیمہ نہیں ہے ہمارا۔

وہ اس کے لیے فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھولتے ہوئے بولا۔ روحا نے ایک نظر اسے دیکھا پھر گویا ہوئی۔

آہ میں نے سوچا کیا پتا کوئی لولی لنگڑی دے ہی دے آپ کو اس لیے سوچا کہ آپ کی شادی میں شرکت کر لوں۔

ہاہاہاہا ابھی تھوڑی دیر میں بول کر دیکھانا۔ ابھی دیکھنا کیسے بھیگی بلی نہ بنی تو بات کرنا۔ وہ بھی طنز کرتا گاڑی سٹارٹ کر گیا تھا۔

آپ کو اپنے کارناموں کا پتہ ہے نہ اسی لیے بول رہے ہیں نہ۔ وہ خفگی سے بولی تھی۔

لٹ سی ڈیئر۔

شائنی جو صبح صبح نین سے ملنے آئی تھی۔وہ اس کی خالہ کا سلوک دیکھ کر شاک رہ گئی تھی۔

اس نے غصے سے اسے چھڑوایا تھا۔

نین اس کے گلے لگے رو رہی تھی۔جب اس کی خالہ گویا ہوئی۔

اے لڑکی تم کون ہوتی ہو یہ سب بکواس کرنے والی جاؤ اپنے گھر صبح صبح دماغ خراب کرنے آگئی ہو۔اور تم بعد میں ماتم کرنا ابھی آٹھ کر ناشتا بناؤ میرے لیے۔

شائمہ: کیوں آپ کے ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں جو یہ ناشتا بنا کر دے گئی اور رہی میری بات میں نند ہوں اس کی اور یہ جو آپ کر رہی ہے نہ اگر میں نے اس کے شوہر کو بتایا نہ تو آپ کا وہ خال کرے گا کہ خود کو دیکھنے کے قابل بھی نہیں۔ رہے گئی اس لیے اپنی حد میں رہے۔

شائنی کی دھمکی پر وہ ڈر گئی تھی مگر خود کو مضبوط ظاہر کرنے کے لیے وہی کھڑی رہی۔ یہاں تک نین منہ دھو کر باہر آگئی تھی۔

نین کی خالہ کمرے سے نکلتی سیڑھیاں اترتی جانے لگی جب ہی نین اور شائنی بھی باہر آرہی تھی شائنی نے جلدی سے بھاگ کر ان کی ساڑھی کے پلو پر پاؤں رکھا تو وہ لڑکھڑاتی ہوئی سیڑھیوں کی گرل کو تھام گئی تھی۔

یہ کیا حرکت ہے جاہل لڑکی تمہاری ماں نے یہ سیکھایا ہے تمہیں۔ خالہ نے غصے سے شائنی کو کہا جب کہ نین ڈر اور شاک کی ملی جلی کیفیت میں وہی کھڑی رہی۔

جی اصل میں آپ کے بقول میں تو دن رات ادھر ہی ہوتی ہوں تو میں نے آپ سے سیکھا ہے سب۔ چلو نین آج باہر ناشتا کرتے ہیں۔

وہ نین کو کھینچتے ہوئے بولی۔

شائمہ یہ تم نے اچھا نہیں کیا۔ تمہیں ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی ان سے۔ وہ لوگ ایک ڈھابے پر بیٹھے ناشتا کر رہے تھے جب وہ گویا ہوئی۔

تم تو نہ ہی بولو میں تمہیں بھی ٹھیک کرواتی ہوں۔

کیا مطلب۔

مطلب تمہیں پتہ چل جائے گا ابھی ناشتا کرو۔

میرا دماغ نہ خراب کرنا۔

وہ لوگ ناشتا کر کہ گاڑی میں بیٹھی تھی جب شائنی گاڑی سے اتری۔

مجھے کام یاد آ گیا ہے میں آتی ہوں ایسا کرو مجھے فون دے دو میرا آف ہے میں آتی ہوں۔

کہاں جانا ہے میں بھی جاؤں گئی ساتھ۔
نین بھی گاڑی سے اترتی بولی۔

واپس بیٹھ تو۔ میں آتی ہوں۔ شائمہ نین کا فون لیتی واپس چلی گئی۔ ایک کونے میں جا کر اس نے نین کا فون ان لوک کیا اور کال ہسٹری میں جا کر علی کے نمبر پر کال کی۔

کال جارہی تھی پر اٹینڈ نہیں کر رہا تھا۔ وہ مایوس ہو کر واپس آنے لگی تھی جب کال آنے پر اس نے سکھ کا سانس لیا۔ اور فوراً کال اٹینڈ کی۔

اسلام علیکم۔ کیسی ہے۔ اج تو میری بے بی گرل نے خود کال کی ہے۔ علی کی آواز سن کر اس نے فون کان سے ہٹایا۔

وعلیکم سلام۔ بھائی بریک پر پاؤں رکھے میں نین کی دوست بات کر رہی ہوں۔ ضروری بات کرنی ہے آپ سے میرے پاس ٹائم کم ہے نین باہر میرا ویٹ کر رہی ہے اسے نہیں معلوم کہ میں نے آپ کو کال کی ہے۔

سوری۔ آپ بولے میں سن رہا ہوں۔
علی سنجیدہ لہجے میں بولا۔

اگر آپ نین کی زندگی چاہتے ہیں تو اسے یہاں سے لے جائے۔اس کی خالہ نے اس کا جینا حرام کیا ہوا ہے۔وہ بس خاموشی سے سب برداشت کر رہی ہے۔

کیا مطلب کیا ہوا ہے اسے۔ علی نے فکر مندی سے پوچھا تو شائمہ نے ساری بات اس کے گوش کی۔

تم اس کا خیال رکھو میں پہلی فلائٹ سے آرہا ہوں۔

جی او کے وہ کال بند کرتی ہسٹری میں سے ڈیلیٹ کرتی گاڑی کی طرف گئی تھی۔

نین جو اسی کا انتظار کر رہی تھی فورا گویا ہوئی۔

نین: کیا ہوا کہا چلی گئی تھی تم۔

شائمہ میں ادھر ہی تھی بس کام تھا چل نکلتے ہیں۔ مناہل کو پیک کرنا ہے نہیں تو دماغ خراب کر دے گئی۔اور کل ہم کالج جا رہے ہیں۔

نین: کیا مطلب روحا کے بغیر۔

شائمہ: ہاں وہ اپنے میاں کے پاس گئی ہو گئی مجھے پتا ہے۔ کل لاسٹ ڈیٹ ہے اسائنمنٹ سبمنٹ کروانے کی۔اس بیغیرت کی بھی ہمیں ہی کروانی پڑے گئی۔

اوکے۔

وہ دونوں اب مناہل کے گھر کی طرف نکلی تھی۔
کیونکہ آج ان کا ساتھ لنچ کرنے کا پلین تھا۔

IB Rajpoot

رائم روحا کو لے کر ریسٹورنٹ آیا تھا جہاں پہلے سے ریان موجود تھا۔ وہ دونوں بھی اس کی جانب بڑھے تھے۔

اسلام علیکم بھائی۔ روحا ریان کی سامنے والی کرسی پر بیٹھی تھی۔

وعلیکم سلام گڑیا۔ رائم نے تنگ تو نہیں کیا نہ آپ کو۔ ریان مسکراہٹ دبا کر بولا کیوں کہ اسے معلوم تھا۔ اب روحا نے شروع ہو جانا ہے۔

کیا کرو بھائی اب روز روز کے رونے آپ کو سنا نہیں سکتی۔ اب اللہ نے جیسا دے دیا ہے بس اس کے ساتھ گزارا تو کرنا ہے نہ۔
روحا اس کی سوچ کے مطابق شروع ہو گئی تھی۔

نہیں اب میں نے تمہیں کیا کر دیا ہے جو تمہارے رونے شروع ہو گئے ہیں۔اور بر و تم نے یہ جو میرے گلے میں جھگڑالو عورت ڈال دی ہے نہ اللہ اس کی سزا تمہیں ضرور دے گا۔۔۔

رائم جو روحا کے ساتھ ہی چیئر پر بیٹھا تھا فوراً اپنی صفائی میں بولا۔

جھگڑالو عورت کسے بولا ہے۔ہاں ہوں میں جھگڑالو جب اللہ نے میاں ہی نکما دیا ہے تو مجھے تو جھگڑالو بننا پڑے گا نہیں۔

وہ بھی حساب برابر کر کے بولی تھی۔

تم تو ا۔۔۔۔۔

بس مجھے کوئی اور بات نہیں سنی ریان بھائی میرے شوہر نے تو کچھ کھلانا ہی نہیں ہے آپ ہی کچھ منگوا دے۔رائم بے چارا ابھی بول ہی رہا تھا جب روحا نے اس کی بات ٹوک کر ریان کو کھانا آرڈر کرنے کا کہا۔ریان نے ہنسی ضبط کرتے کھانا آرڈر کیا۔جبکہ دستگیر اور رائم کے گارڈ رائم کی حالت پر شاکڈ تھے۔کیوں کہ وہ

رائم درانی تھا جسے پسند نہیں کہ کوئی اس کی بات کے درمیان بولے۔ جو ایسا کرتا تھا وہ اپنی جان سے جاتا تھا۔ مگر آج اس کی بیوی نے یہ ہمت کی تھی اور بڑے مزے سے کھانا کھانے میں مصروف تھی۔ جس پر رائم تو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

ابھی دیکھتا ہوں تم کیسے ڈر سے میرے ساتھ ہی نہ چپکی تو بات کرنا مس مصیبت ۔رائم کے وارن کرنے پر وہ لاپرواہی سے گویا ہوئی۔

آپ پہلے ہی بتا دے ایسا کون سا کارنامہ سرانجام دینے والے ہیں آپ۔۔ وہ تو اپنی بیوی کی ہمت پر ششدر گیا تھا۔

یہ تو دیکھتے ہیں نہ۔اور تم میرے ساتھ آؤ گڑیا کے چمچے۔وہ ریان کو اپنے ساتھ گھسٹا ہوا بولا۔

جب کہ روحاان دونوں کو دیکھ رہی تھی جو دستگیر سے کوئی بات کر رہی تھی تبھی ریان کہ فون پر کال آئی تھی روحا کی نظر نمبر پر پڑی تو اسے وہ نمبر جانا پہچانا لگا تھا پر اس کے اوپر

sunshine

لکھا دیکھ اس نے اپنا وہم سمجھا۔ جبھی وہ لوگ بھی اسی طرف آئے تھے۔ ریان نے جلدی سے کال اٹینڈ کی اور سائیڈ پر چلا گیا۔

چلو آجاو روحالیٹ ہو رہے ہیں۔ رائم اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا بولا۔

لیکن ریان بھائی۔۔ اور ہم کہاں جا رہے ہیں۔
وہ ایک نظر ریان کی طرف دیکھ کر بولی۔۔

آرہا ہے تمہارا بھائی اور جب وہاں پہنچے گئے تو تمہیں پتا چل جائے گا۔ وہ دونوں گاڑی میں جا کر بیٹھے ہی تھے جب ریان بھی اکر بیٹھ گیا تھا۔ رائم نے اسے آنکھوں

سے اشارہ کیا تھا۔ جس پر ریان نے اسے آنکھوں کے اشارے سے ہی مطمئین کیا تھا۔

نہیں رائم پلیز مجھے کہی نہیں جانا۔ میں نہیں جاؤں گئ۔ ریان بھائی میں نہیں جاؤں گئ بولے نہ انہی۔ میں لڑائی کرتی ہوں اس لیے آپ ایسا کر رہے ہیں نہ میں لڑائی بھی نہیں کروں گئ پلیز نہیں جانا۔

روحا گاڑی کی کھڑکی سے چپکتے ہوئے بولی۔

مس مصیبت ابھی تو تم ڈون بنی تھی چلو نیچے اور میں ساتھ ہوں کوئی تمہیں چھو بھی نہیں سکتا آجاؤ۔

رائم اسے بچکارتا گاڑی سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لگا گیا۔۔

کچھ بھی نہیں ہو رہا بس جن لوگوں نے تمہیں اذیت دی تھی انہیں ان کا انجام بھگتنا ہے۔

وہ اسے اسی راستے پر لے کر گیا تھا جہاں پہلے وہ بھاگ کر گئی تھی۔

روحا جیسے جیسے وہاں سے گزر رہی تھی اسے وہ سارا منظر نظر آ رہا تھا۔اس کا سد سے بھاگنا۔رائم کو پکارنا،اسد کا اسے مارنا، پھر وہاں رائم کا آنا۔

نہیں رائم مجھے نہیں جانا پلیز آپ کو اللہ کا واسطہ ہے رائم۔پلیز نہیں۔وہ اچانک ہوش میں آتی چیخی تھی۔رائم سے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

گڑیا دیکھوں ریلکس کچھ نہیں ہوا۔دیکھو ہم تمہارے ساتھ ہے۔کچھ نہیں ہوتا۔ ریان جوان کے پیچھے ہی تھا وہ روحا کو تسلی دیتا اس کو آگے لے کر بڑھا۔اب روحا کے ایک طرف رائم تھا اور دوسری طرف ریان تھا۔وہ نم آنکھوں سے ایک نظر رائم کے سپاٹ چہرے پر ڈال کر آگے کی طرف بڑھی تھی۔

تینوں اسی جگہ پہنچے تھے جہاں روحا کو رائم نے بچایا تھا پر اب منظر یکسر بدلی تھا۔
روحا تو سامنے کا منظر دیکھ کر خوف سے مرنے والی ہو گئی تھی۔ کیوں کے سامنے
ہی اسد کو اور اس کے آدمیوں کو درخت کے ساتھ الٹا لٹکایا ہوا تھا۔ اس کے
ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں ساتھ ہی نہیں تھی ان سے خون نکل کر زمین کو لال
کر رہا تھا۔ چہرہ بھی مار پڑنے کی وجہ سے خون سے لال تھا۔

روحا نے اسے دیکھ کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر بے ساختہ نکل آنے والی چیخ کو
روکنے کی کوشش کی تھی۔
ایک نظر اپنے پاس کھڑے رائم اور ریان کو دیکھا تھا۔۔

رائم نے بغیر روحا کو دیکھے قدم اسد کی طرف بڑھائے تھے۔ بالوں سے پکڑ کر
اس کا سر اوپر کیا تھا۔ اور زور سے اس کا سر درخت پر مارا تھا جس پر اسد اور روحا کی
بیک وقت چیخ نکلی تھی۔۔

دیکھوڈول اس نے تم پر ہاتھ اٹھایا تھا نہ۔ رائم روحا کے پاس آتا اس کا چہرہ اسد کی طرف موڑ کر بولا اور ریان کو اشارہ کیا۔

جس پر ریان کٹر لے کر اسد کی طرف بڑھا تھا۔

اب یہ ہاتھ ہی سلامت نہیں رہے گئے۔ رائم کے کہتے ہیں ریان نے اس کے ہاتھ کاٹ دیے تھے۔

جس پر روحا نے چیختے اپنا چہرہ دوسری طرف کرنا چاہا مگر رائم نے اس کی کوشش کو ناکام کر دیا تھا۔
روحا نے بے بسی سے آنکھیں بند کر لی تھی۔

ڈول آنکھیں کھولو، نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ رائم زور سے گرجا تھا
جس پر روحا نے ڈر کر آنکھیں کھول تھی۔

گڑیا ادھر دیکھو اس نے آپ کی ٹانگوں پر مارا تھا نہ آپ کا بھائی اسے ساری زندگی کے لیے معزور کر دے گا۔

ریان نے کہتے ہیں کٹر سے اسد کی ٹانگ پر کٹ لگانے شروع کیے تھے جس پر وہ جنگل میں اس کی دردناک چیخے گونج رہی تھی۔

آپ کو اللہ کا واسطہ پلیز چھوڑ دو اسے، رائم پلیز میں مر جاؤں گئی میرا دل بند ہو جائے گا پلیز چھوڑ دے اسے۔

روحا کانوں پر ہاتھ رکھتی روتی ہوئی زمین پر بیٹھ گئی تھی کیوں کہ اسے لگ رہا تھا وہ یہ سب برداشت نہیں کر پائے گئی۔

روحا جو بھی تمہیں تکلیف پہنچائے گا اس کا یہی حال ہو گا۔ وہ روحا کی طرف بڑھا تھا جس پر وہ نفی میں سر ہلاتے پیچھے کی طرف کھسکی تھی۔

ریان نے سارا کا سارا چاقو اسد کی ٹانگ میں گھسا دیا تھا جس پر وہ ہوش وخواص سے بیگانہ ہوا گیا تھا۔

رائم آپ کو میری قسم اسے چھوڑ دے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں اگر آپ نے اسے نہ چھوڑا تو میں خود کو مار دوں گئی۔ روحا کو اس وقت رائم کوئی درندہ لگ رہا تھا۔ جو اسد کے خون کا پیاسا تھا۔

روحا کی بات پر رائم کا دماغ گھوما تھا۔ اگلے ہی لمحے اس نے روحا کو بالوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا تھا۔

تم نے یہ بکواس کیا سوچ کر۔۔۔۔۔۔۔ رائم۔ کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی کیوں کہ روحا ہوش وخواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔

ریان اسے چھوڑ دے اس کے گھر تک پہنچا دے۔

اور گاڑی نکل پلس جا رہے ہیں ہم۔

اچھا تو اپنی بیوی سنبھال خبر دار جو مجھے حکم دینے کا سوچا بھی۔
ریان اس کے آرڈر دینے پر جلتا کڑتا اس سے پہلے جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔

آٹھ روٹی محبوبہ جا کر آگے بیٹھ یہاں میں اور میری بیوی بیٹھے گئے۔

اہہہہہہہ تم اور تمہاری بیوی بیٹھے گئے واہ واہ پہلے یہ تو دیکھ تیری یہ بی پی لو بیٹھ سکتی ہے۔
ریان طنزیہ ہنستا اٹھ کر آگے بیٹھ گیا۔

اوئے دو نمبر آدمی خبر دار تم نے میری بیوی کے بارے میں کچھ کہا۔ ویسے تو ہر وقت اس کے سامنے بھیگی بلی بنا رہتا ہے اب کیسے زبان چل رہی ہے۔ منافق انسان۔

رائم نے گاڑی میں بیٹھ کر روحا کو بھی وہی لیٹایا۔

اوئے تو کیا میرے رنگ برنگے نام رکھ رہا ہے۔ تم بس اپنی بیوی کا غلام بن میری کیا پرواہ میں جو مرضی کرتا پھیرو۔ اور ویسے بھی میں نے گڑیا کو کچھ نہیں کہا۔ بس افسوس کر رہا تھا کہ بے چاری کو کس گدھے کے ساتھ باندھ دیا ہے نے۔

وہ بھی ریان درانی تھا کسی سے کم نہیں تھا۔

دانین کام کر کہ ابھی فارغ ہوئی تھی جب اس کی خالہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

مہارانی تم نے کیا سمجھا کہ تمہاری وہ آوارہ دوست آئے گئی اور تم اس کے ساتھ مل کر مجھے ذلیل کرو گئی میں کچھ بھی نہیں بولو گئی۔ یہ سوچ ہے تمہاری۔

نکلو میرے گھر سے دفع ہو جاو۔دانین ابھی کچھ سمجھتی اس سے پہلے اس کی خالہ نے اسے بازوں سے پکڑ کر گھسٹے ہوئے حال سے باہر پھینکا۔اسی لمحے کسی نے دانین کو مضبوطی سے پکڑا تھا۔

علی۔۔۔

دانین نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔لیکن اس نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر دانین کو نہیں دیکھا تھا۔

جاہل عورت تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا۔۔۔

علی دانین کو اپنے ساتھ لگا کر بولا۔

نین کی خالہ تو علی کو دیکھتے ہی گھبرا گئی تھی۔

بیٹا میں تو بس۔۔۔۔

ایک لفظ بھی اور بولا نہ تو جان نکال دوں گا بس تمہارے عورت ہونے کا لحاظ کر رہا ہوں لیکن تمہیں یہ راس نہیں آرہا۔ لیکن اب میں یہ لحاظ بھی نہیں کروں گا۔

وہ دانین کو ساتھ لیتا اس کے کمرے میں ایا۔ کمرے کا دروازہ بند کر کہ دانین کو بیڈ پر بیٹھایا اور خود صوفے پر بیٹھ کر فون پر مصروف ہو گیا۔

علی پلیز بات کرئے ایسا تو نہ کرے۔

وہ جو کب سے روتی ہوئی اس ہر جائی کو دیکھ رہی تھی جس نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔ اس کی بے اعتنائی مزید برداشت نہ ہو سکی تو فوراً بولی۔

کیوں دانین میڈم اب آپ نے کون سا جھوٹ بولنا ہے۔ جو میں آپ سے بات کروں۔ ہاں۔

وہ غصے سے اس پر ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

علی پلیز۔

چپ بلکل چپ مجھے کوئی دوسری بات نہیں سننی۔

علی اٹھ کر غصے سے بالکنی میں چلا گیا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ تھوڑی دیر مزید یہاں رہا تو وہ اسے سے بات کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

وہاں بھی اسے سکون نہیں مل رہا تھا لیکن اس بے وقوف کو بھی تو سبق سیکھنا تھا نہ اس لئے وہ واپس روم میں گیا۔

نظر نین پر پڑی جو اوندھے منہ بند پر لیٹی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

وللہ کیسی بیوی دی ہے اس کمینے کی بد دعا لگ گئی ہے جو میری بیوی منانے کے بجائے خود رو دھو رہی ہے۔ لیکن اتنی جلدی تو نہیں بخششوں گا۔ وہ خود سے کہتا صوفے پر بیٹھا۔

میں مر تو نہیں گیا جو تم میرے پر ماتم کر رہی ہو۔ اب تمہاری آواز نہ آئے مجھے نہیں تو یہاں سے نیچے پھینک دوں گا۔
علی کی بات پر وہ تڑپ ہی گئی تھی۔

پلیز علی ایسے مت کہے۔ میرا قصور کیا ہے یہ تو بتائے۔

واہ واہ دا نین میڈم آپ تو بہت معصوم ہے آپ کو تو پتہ ہی نہیں ہے آپ نے کیا کیا ہے ساری غلطی میری ہے جو تمہیں یہاں چھوڑ کر گیا تھا لیکن اب میں۔
تمہیں ساتھ نہیں لے کر جاؤں گا۔

علی نے بغیر اسے دیکھے سپاٹ لہجے میں کہا۔

آخر میرا قصور کیا ہے کون سا جرم کیا ہے جو اس کی اتنی بڑی سزا دے رہے ہیں۔
وہ روتی ہوئی چیخی تھی۔

کیا بکواس کر کہ گیا تھا میں ہاں بتاؤ مجھے بھونک کر گیا تھا نہ کہ اگر اس عورت نے کچھ بھی کہا تو مجھے بتانا۔ لیکن نہیں تم نے سوچا تم تو اتنا اچھا جھوٹ بول لیتی ہو اور میں تو بکواس کر کہ گیا تھا میری کوئی اہمیت ہے تمہاری نظروں میں جو تم مجھے بتاتی ۔زبردستی کا شوہر کو ہوں۔ علی اس سے زیادہ غصے سے چیخا تھا۔

نہیں علی ایسی بات نہیں پلیز میری بات سننے۔
وہ علی کے غصے سے خوف زدہ ہو کر بولی۔

شٹ اپ میں ایک لفظ بھی مزید نہیں سننا گا۔اس لیے خاموشی سے وہی بیٹھی رہو۔بلکہ میں ہی چلا جاتا ہوں۔وہ دانین کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر باہر چلا گیا ۔جبکہ اسے نین کی آواز باہر تک آ رہی تھی جو ایسے ہی پکار رہی تھی۔

گاڑی اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی۔روحا کو نہیں معلوم تھا کہ وہ لوگ کہاں جا رہے ہیں بس سارا راستہ وہ ریان کا سر کھاتی جا رہی تھی اور جہاں موقع ملتا رائم کی عزت کا بھی کچرا کر رہی تھی۔

جس پر وہ بے چارا خاموشی سے بس سن رہا تھا کیوں کہ اسے پتہ تھا آتے ہوئے روحا اپنے ہواس میں تو بلکل بھی نہیں ہو گئی۔

اچانک گاڑی کو بریک لگی تو ساتھ ہی روحا کی زبان کو بھی بریک لگی۔پہنچ گئے ہ۔۔۔۔۔۔۔

روحا اپنی نان سٹاپ بول رہی تھی جب نظر گاڑی کے باہر پڑی تو اس کی زبان کو بریک لگی۔

رائ۔۔م ہم یہا۔۔ں کیو۔ں آ۔۔۔ئے ہیں۔ سامنے اسی جنگل کو جس میں اسد کے ڈر سے بھاگی تھی۔ دیکھ کر روحا نے اٹھتے ہوئے رائم سے پوچھا۔

نیچے اتر و میں بتاتا ہوں۔ رائم نے اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر نکالنا چاہا۔

نہیں رائم پلیز مجھے کہی نہیں جانا۔ میں نہیں جاؤں گئ۔ ریان بھائی میں نہیں جاؤں گئ بولے نہ انہی۔ میں لڑائی کرتی ہوں اس لیے آپ ایسا کر رہے ہیں نہ میں لڑائی بھی نہیں کروں گئ پلیز نہیں جانا۔

روحا گاڑی کی کھڑکی سے چپکتے ہوئے بولی۔

مس مصیبت ابھی تو تم ڈون بنی تھی چلو نیچے اور میں ساتھ ہوں کوئی تمہیں چھو بھی نہیں سکتا آجاؤ۔

رائم اسے بچکارتا گاڑی سے باہر نکال کر اپنے ساتھ لگا گیا۔۔

کچھ بھی نہیں ہو رہا بس جن لوگوں نے تمہیں اذیت دی تھی انہیں ان کا انجام بھگتنا ہے۔

وہ اسے اسی راستے پر لے کر گیا تھا جہاں پہلے وہ بھاگ کر گئی تھی۔

روحا جیسے جیسے وہاں سے گزر رہی تھی اسے وہ سارا منظر نظر آرہا تھا۔اس کا سد سے بھاگنا۔رائم کو پکارنا،اسد کا اسے مارنا، پھر وہاں رائم کا آنا۔

نہیں رائم مجھے نہیں جانا پلیز آپ کو اللہ کا واسطہ ہے رائم۔پلیز نہیں۔وہ اچانک ہوش میں آتی چیخی تھی۔رائم سے اپنا آپ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

گڑ یاد یکھوں ریلکس کچھ نہیں ہوا۔ دیکھو ہم تمہارے ساتھ ہے۔ کچھ نہیں ہوتا۔
ریان جوان کے پیچھے ہی تھا وہ روحا کو تسلی دیتا اس کو آگے لے کر بڑھا۔ اب روحا
کے ایک طرف رائم تھا اور دوسری طرف ریان تھا۔ وہ نم آنکھوں سے ایک نظر
رائم کے سپاٹ چہرے پر ڈال کر آگے کی طرف بڑھی تھی۔

تینوں اسی جگہ پہنچے تھے جہاں روحا کو رائم نے بچایا تھا پر اب منظر یکسر بدلی تھا۔
روحا تو سامنے کا منظر دیکھ کر خوف سے مرنے والی ہو گئی تھی۔ کیوں کے سامنے
ہی اسد کو اور اس کے آدمیوں کو درخت کے ساتھ الٹا لٹکایا ہوا تھا۔ اس کے
ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیاں ساتھ ہی نہیں تھی ان سے خون نکل کر زمین کو لال
کر رہا تھا۔ چہرہ بھی مار پڑنے کی وجہ سے خون سے لال تھا۔

روحا نے اسے دیکھ کر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر بے ساختہ نکل آنے والی چیخ کو
روکنے کی کوشش کی تھی۔
ایک نظر اپنے پاس کھڑے رائم اور ریان کو دیکھا تھا۔۔

رائم نے بغیر روحا کو دیکھے قدم اسد کی طرف بڑھائے تھے۔ بالوں سے پکڑ کر اس کا سر اوپر کیا تھا۔ اور زور سے اس کا سر درخت پر مارا تھا جس پر اسد اور روحا کی بیک وقت چیخ نکلی تھی۔۔

دیکھو ڈول اس نے تم پر ہاتھ اٹھایا تھا نہ۔ رائم روحا کے پاس آتا اس کا چہرہ اسد کی طرف موڑ کر بولا اور ریان کو اشارہ کیا۔

جس پر ریان کٹر لے کر اسد کی طرف بڑھا تھا۔

اب یہ ہاتھ ہی سلامت نہیں رہے گئے۔ رائم کے کہتے ہیں ریان نے اس کے ہاتھ کاٹ دیے تھے۔

جس پر روحانے چیختے اپنا چہرہ دوسری طرف کرنا چاہا مگر رائم نے اس کی کوشش کو ناکام کر دیا تھا۔

روحانے بے بسی سے آنکھیں بند کر لی تھی۔

ڈول آنکھیں کھولو، نہیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔ رائم زور سے گرجا تھا جس پر روحانے ڈر کر آنکھیں کھول تھی۔

گڑیا ادھر دیکھو اس نے آپ کی ٹانگوں پر مارا تھا نہ آپ کا بھائی اسے ساری زندگی کے لیے معزور کر دے گا۔

ریان نے کہتے ہیں کٹر سے اسد کی ٹانگ پر کٹ لگانے شروع کیے تھے جس پر وہ جنگل میں اس کی دردناک چیخے گونج رہی تھی۔

آپ کو اللہ کا واسطہ پلیز چھوڑ دو اسے، رائم پلیز میں مر جاؤں گئی میرا دل بند ہو جائے گا پلیز چھوڑ دے اسے۔

روحا کانوں پر ہاتھ رکھتی روتی ہوئی زمین پر بیٹھ گئی تھی کیوں کہ اسے لگ رہا تھا وہ یہ سب برداشت نہیں کر پائے گئی۔

روحا جو بھی تمہیں تکلیف پہنچائے گا اس کا یہی حال ہو گا۔ وہ روحا کی طرف بڑھا تھا جس پر وہ نفی میں سر ہلاتے پیچھے کی طرف کھسکی تھی۔

ریان نے سارا کا سارا چاقو اسد کی ٹانگ میں گھسا دیا تھا جس پر وہ ہوش و خواص سے بیگانہ ہوا گیا تھا۔

رائم آپ کو میری قسم اسے چھوڑ دے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہوں اگر آپ نے اسے نہ چھوڑا تو میں خود کو مار دوں گئی۔ روحا کو اس وقت رائم کوئی درندہ لگ رہا تھا۔ جو اسد کے خون کا پیاسا تھا۔

روحا کی بات پر رائم کا دماغ گھوما تھا۔اگلے ہی لمحے اس نے روحا کو بالوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا تھا۔

تم نے یہ بکواس کیا سوچ کر۔۔۔۔۔۔رائم۔کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی کیوں کہ روحا ہوش وخواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔

ریان اسے چھوڑ دے اس کے گھر تک پہنچا دے۔

اور گاڑی نکل پلس جا رہے ہیں ہم۔

اچھا تو اپنی بیوی سنبھال خبر دار جو مجھے حکم دینے کا سوچا بھی۔

ریان اس کے آرڈر دینے پر جلتا کڑتا اس سے پہلے جا کر گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔

آٹھ روٹی محبوبہ جا کر آگے بیٹھ یہاں میں اور میری بیوی بیٹھے گئے۔

اہہہہہہہ تم اور تمہاری بیوی بیٹھے گئے واہ واہ پہلے یہ تو دیکھ تیری یہ بی پی لو بیٹھ سکتی ہے۔

ریان طنزیہ ہنستا اٹھ کر آگے بیٹھ گیا۔

اوئے دو نمبر آدمی خبر دار تم نے میری بیوی کے بارے میں کچھ کہا۔ ویسے تو ہر وقت اس کے سامنے بھیگی بلی بنا رہتا ہے اب کیسے زبان چل رہی ہے۔ منافق انسان۔

رائم نے گاڑی میں بیٹھ کر روحا کو بھی وہی لیٹایا۔

اوئے تو کیا میرے رنگ برنگے نام رکھ رہا ہے۔ تم بس اپنی بیوی کا غلام بن میری کیا پرواہ میں جو مرضی کرتا پھیرو۔ اور ویسے بھی میں نے گڑیا کو کچھ نہیں کہا۔ بس افسوس کر رہا تھا کہ بے چاری کو کس گدھے کے ساتھ باندھ دیا ہے نے۔

وہ بھی ریان درانی تھا کسی سے کم نہیں تھا۔

دانین کام کر کہ ابھی فارغ ہوئی تھی جب اس کی خالہ اس کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

مہارانی تم نے کیا سمجھا کہ تمہاری وہ آوارہ دوست آئے گئی اور تم اس کے ساتھ مل کر مجھے ذلیل کرو گئی میں کچھ بھی نہیں بولو گئی۔یہ سوچ ہے تمہاری۔

نکلو میرے گھر سے دفع ہو جاو۔دانین ابھی کچھ سمجھتی اس سے پہلے اس کی خالہ نے اسے بازوں سے پکڑ کر گھسٹے ہوئے حال سے باہر پھینکا۔اسی لمحے کسی نے دانین کو مضبوطی سے پکڑا تھا۔

علی۔۔۔

دانین نے آنکھیں کھول کر اس کی طرف دیکھا۔لیکن اس نے ایک بار بھی نگاہ اٹھا کر دانین کو نہیں دیکھا تھا۔

جاہل عورت تمہاری ہمت کیسے ہوئی میری بیوی کے ساتھ ایسا سلوک کرنے کا۔۔۔

علی دانین کو اپنے ساتھ لگا کر بولا۔

نین کی خالہ تو علی کو دیکھتے ہی گھبرا گئی تھی۔

بیٹا میں تو بس۔۔۔۔

ایک لفظ بھی اور بولا نہ تو جان نکال دوں گا بس تمہارے عورت ہونے کا لحاظ کر رہا ہوں لیکن تمہیں یہ راس نہیں آرہا۔ لیکن اب میں یہ لحاظ بھی نہیں کروں گا۔

وہ دانین کو ساتھ لیتا اس کے کمرے میں ایا۔ کمرے کا دروازہ بند کر کہ دانین کو بیڈ پر بیٹھایا اور خود صوفے پر بیٹھ کر فون پر مصروف ہو گیا۔

علی پلیز بات کرئے ایسا تو نہ کرے۔

وہ جو کب سے روتی ہوئی اس ہرجائی کو دیکھ رہی تھی جس نے ایک بار بھی اس کی طرف نہیں دیکھا تھا۔اس کی بے اعتنائی مزید برداشت نہ ہو سکی تو فوراً بولی۔

کیوں دانین میڈم اب آپ نے کون سا جھوٹ بولنا ہے۔جو میں آپ سے بات کروں۔ہاں۔

وہ غصے سے اس پر ایک نظر ڈالتے ہوئے بولا۔

علی پلیز۔

چپ بلکل چپ مجھے کوئی دوسری بات نہیں سننی۔

علی اٹھ کر غصے سے بالکنی میں چلا گیا کیوں کہ اسے معلوم تھا کہ اگر وہ تھوڑی دیر مزید یہاں رہا تو وہ اسے سے بات کیے بغیر نہیں رہ سکے گا۔

وہاں بھی اسے سکون نہیں مل رہا تھا لیکن اس بے وقوف کو بھی تو سبق سیکھنا تھا نہ اس لئے وہ واپس روم میں گیا۔

نظر نین پر پڑی جو اوندھے منہ بند پر لیٹی ہچکیوں سے رو رہی تھی۔

وللہ کیسی بیوی دی ہے اس کمینے کی بد دعا لگ گئی ہے جو میری بیوی منانے کے بجائے خود رو دھو رہی ہے۔ لیکن اتنی جلدی تو نہیں بخششوں گا۔ وہ خود سے کہتا صوفے پر بیٹھا۔

میں مر تو نہیں گیا جو تم میرے پر ماتم کر رہی ہو۔ اب تمہاری آواز نہ آئے مجھے نہیں تو یہاں سے نیچے پھینک دوں گا۔
علی کی بات پر وہ تڑپ ہی گئی تھی۔

پلیز علی ایسے مت کہے۔ میرا قصور کیا ہے یہ تو بتائے۔

واہ واہ دانین میڈم آپ تو بہت معصوم ہے آپ کو تو پتہ ہی نہیں ہے آپ نے کیا کیا ہے ساری غلطی میری ہے جو تمہیں یہاں چھوڑ کر گیا تھا لیکن اب میں۔ تمہیں ساتھ نہیں لے کر جاؤں گا۔

علی نے بغیر اسے دیکھے سپاٹ لہجے میں کہا۔

آخر میرا قصور کیا ہے کون سا جرم کیا ہے جو اس کی اتنی بڑی سزا دے رہے ہیں۔ وہ روتی ہوئی چیخی تھی۔

کیا بکواس کر کہ گیا تھا میں ہاں بتاؤ مجھے بھونک کر گیا تھا نہ کہ اگر اس عورت نے کچھ بھی کہا تو مجھے بتانا۔ لیکن نہیں تم نے سوچا تم تو اتنا اچھا جھوٹ بول لیتی ہو اور

میں تو بکواس کر کہ گیا تھا میری کوئی اہمیت ہے تمہاری نظروں میں جو تم مجھے بتاتی ۔زبردستی کا شوہر کو ہوں۔ علی اس سے زیادہ غصے سے چیخا تھا۔

نہیں علی ایسی بات نہیں پلیز میری بات سننے۔
وہ علی کے غصے سے خوف زدہ ہو کر بولی۔

شٹ اپ میں ایک لفظ بھی مزید نہیں سننا گا۔اس لیے خاموشی سے وہی بیٹھی رہو۔بلکہ میں ہی چلا جاتا ہوں۔وہ دانین کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر باہر چلا گیا ۔جبکہ اسے نین کی آواز باہر تک آ رہی تھی جو ایسے ہی پکار رہی تھی۔

روحا کو ہوش آیا تو نظریں رائم درانی پر پڑی جو بیڈ پر بیٹھا لیپ ٹاپ یوز کر رہا تھا۔

روحا کو اس پر شدید غصہ تھا جو اتنا کچھ کر کے سکون سے بیٹھا تھا۔ پر ایک طرف اطمینان بھی تھا کیونکہ اس نے اسد سے اس کی حفاظت کی تھی۔

پر ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔ روحا میڈم کو اس کا سکون ہضم ہو۔

وہ اتنی اچانک اپنی جگہ سے اٹھ کر رائم کے اوپر کودی تھی۔ کہ رائم کو بھی کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

جنگلی بلی بال چھوڑو میرے۔ مس مصیبت میں نے تمہارے بال کھینچے تو تم نے چیخنا ہے پھر۔

روحا نے موقع دیکھتے ہی اس کے بال پکڑ لیے تھے۔ جس پر وہ دہائی دے رہا تھا کہ اسے چھوڑ دے۔

وہ سب کیوں کیا تھا آپ نے ایسے بھی کوئی مارتا ہے۔ دو نمبر گینگسٹر۔

مس مصیبت تم صرف میری ہو یہ میرا ہی حق ہے کہ میں تمہیں تنگ کروں۔ سمجھ آئی۔

واہ واہ سر تاج مجھے شرم آ رہی ہے۔افف

how romantic you are.

وہ شرمانے کی ناکام کوشش کرتی ہوئی بولی پر اسے نہیں تھا پتا کہ وہ رائم کو اس وقت کتنی پیاری لگی تھی۔وہ یک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہا تھا۔

مس مصیبت مجھے کام کرنے دو گئی۔یا مار کھانی ہے تم نے۔

مسٹر درانی اگر آپ گینگسٹر ہیں تو میں بھی گینگسٹر کی بیوی ہوں اس لیے آپ بھی مجھ سے مار نہ کھا لینا۔وہ بھی اسے وارن کرتی ہوئی بولی۔جس پر رائم نے اسے ایک آئی برو اٹھا کر دیکھا تھا۔

گینگسٹر، بھوک لگی ہے کھانا کھلاؤ۔۔وہ معصومیت سے آنکھیں پٹ پٹا کر بولی۔

ہائے اس معصومیت پر کون نہ قربان ہو کاش تم واقعی میں اتنی معصوم ہوتی۔

IB Rajpoot

نین کتنی دیر وہی بیٹھ کر روتی رہی تھی۔جبکہ علی نیچے کیچن میں گیا تھا جہاں پر نین کی خالہ پہلے سے کھڑی کافی بنا رہی تھی کیوں کہ ان کے بقول جب تک علی یہاں تھا تب تک وہ نین سے کوئی کام نہیں کروائے گئی۔

واہ آج ویسے کافی عرصے بعد کیچن میں آئی ہیں نہ آپ۔میری بیوی جو آپ کا ہر کام کرتی تھی۔علی ان سے مخاطب ہوا تھا پہلے تو وہ گھبرا گ تھی مگر پھر خود کو ک۔پوز کرتے ہوئے بولی۔

نہیں کافی تو میں خود بناتی ہوں۔ تمہاری بیوی کو تو یہ بنانا ہی نہیں اتی۔ خالہ افسوس کرنے والے انداز میں بولی تھی جس پر علی نے اطمینان سے جواب دیا تھا۔

ہاں اسے ضرورت ہی نہیں ہے کیوں کہ اس کے ایک اشارے پر ملازموں کی فوج کھڑی کر دوں گا۔ خیر آپ وہ چھوڑے یہ بتائے کافی گرم ہے کیا؟ وہ معصومیت سے بولا۔

ہاں گرم ہے بہت کیوں تم نے پینی ہے۔ وہ میٹھے لہجے میں بولی۔
علی نے کافی کا کپ ان کے ہاتھ سے لیا پھر ان کے بلکل سامنے کھڑا ہو گیا اور اگلے ہی لمحے اس نے وہ کپ چھوڑ دیا جس سے کپ زمین پر گر کے کڑچی کڑچی ہو گیا اور گرم کافی خالہ کے پاوں پر گری۔ جس پر وہ بلبلا کر رہ گئی۔

ہممممم۔ویسے جہاں تک مجھے پتا ہے۔اپ نے ایسے ہی گرم کافی سے میری بیوی کا ہاتھ جلایا تھا نہ۔یہ اس کی سزا ہے۔وہ ایک طنزیہ نظر آن پر ڈال کر کمرے کی طرف بڑھا جہاں اب اس نے اپنی بیوی کو منانا تھا۔

کمرے میں داخل ہوا تو نظر نین پر پڑی جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

اتنی سی ناراضگی نہیں برداشت ہوتی اور بات بھی نہیں مانی ہوتی کروں کیا میں آپ کا بیگم۔

اس کی بات پر نین نے کوئی ریسپانس نہیں کیا تھا۔

نین۔اس نے نین کو بازوں سے پکڑ کر سیدھا کیا اور دوبارہ آواز دی۔

ہاتھ مت لگانا مجھے اب، سمجھ کیا رکھا ہے خود کو ہاں جائے اپنے گھر رہ لوں گئی آپ کے بغیر۔ کوئی مر نہیں رہی میں پہلے بھی اسی گھر میں رہتی تھی میں اب بھی رہ لوں گئی۔ اپ کو مجھ پر کوئی احسان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

نین نے اس کا ہاتھ جھٹک کر کہا۔

یار ایک تو غلطی کی ہے اور مجھے ہی سنائے جا رہی ہو۔

غلطی ہی کی تھی کسی کا قتل نہیں کیا سمجھ آئی اور جائے میرے کمرے سے بزی بندے ہیں آپ میں تو بس ٹائم ویسٹ کر رہی ہوں۔

ہائے اللہ انگیری بر ڈا اتنا زیادہ غصہ۔ وہ اسے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے بولا جس پر وہ اور شدت سے رونے لگی۔

بس, یار سوری میں نے اتنا غصہ کیا۔ وہ اس کے بال سہلا کر بولا۔

مجھے آپ کے گھر جانا ہے۔

میرا گھر نہیں وہ ہمارا گھر ہے۔ تمہارا جب بھی دل کرے تم یہاں آجانا مگر رہو گئی تم اسی گھر۔

پھر چلے۔ دانین آکسائٹمنٹ سے بولی۔

وہ مسکراتا ہوا اسے لے کر کمرے سے نکلا۔ جب وہ حال سے گزرے تو خالہ نے ان کی طرف دیکھا جس پر ریان نے انہیں ایک آنکھ وینک کی۔

اس نے اپنے ہاتھوں کو چاکوں کی طرح دل پر مار کر آشارہ کیا تھا جسے دیکھ کر خالہ کہ ہاتھ پاؤں کانپ گئے تھے۔ یہ آشارہ وہ کیسے نہ سمجھتی۔

تم اپنے وقت کا انتظار کرنا دیکھنا وہ آئے گئے اور ایک بار پھر ماضی دوہرایا جائے گا مگر اس وقت تم میری جگہ آخری سانس لے رہی ہو گئی۔

ان کے کانوں میں ماضی کے کچھ الفاظ گونجے تھے۔ جن کو سن کر وہ سکتے کی حالت میں کھڑی تھی۔

ریان دانین کو لے کر گھر سے نکل گیا تھا۔ جب صباء خالہ اس کے پیچھے بھاگی تھی۔

تم کون ہو کس کے بیٹے ہو رو کو مجھے بتاؤ تم کیسے زندہ رہ سکتے ہو۔ وہ وہی گیٹ کے پاس بیٹھی چیخنے چلانے لگی تھی۔

یہ غلط ہو گیا ہے ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ وہ خود سے ہی باتیں کرتی وہی بیٹھ گئی۔

رائم چلے آپ بیٹھے میں کھانا بناتی ہوں۔اپکو پتا ہے میری ہاتھ کی بریانی ساری فیملی میں فیمس ہے۔
روحا کیچن میں داخل ہوتی فریج کھول کر اس سے چکن نکالتی بولی۔
رائم اسے دیکھ کر مسکراتا ہوا شلف پر بیٹھ گیا تھا اسے اچھا لگ رہا تھا روحا کا ہر چیز پر حق جمانا۔

اور ایک اور بات مسٹر گینگسٹر خبر دار اگر میرے بنائے ہوئے کھانے میں نقص نکالا تو۔ نہیں تو میں نے کھانا ہی نہیں دینا۔
وہ چھڑی اس کے سامنے کرتی اسے دھمکا رہی تھی۔

اوکے بوس جیسا حکم آپ کا۔۔۔

وہ بھی سینے پر ہاتھ رکھ کر اس کے سامنے سر جھکاتا ہوا بولا۔

روحانے بریانی تو بنائی تھی مگر ساتھ رائم درانی کا سر بھی کھایا تھا۔۔

اب وہ دونوں ساتھ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

جب روحانے اس سے پوچھا۔

رائم آپ نے تو یہ بتایا ہی نہیں کیسی بنی ہے۔

بہت مزے کی ہیں۔۔ ویسے مجھے بہت کم کسی کا بنایا ہوا کھانا پسند آتا ہے۔۔ بریانی واقعی میں بہت اچھی بنی تھی رائم کو بہت پسند آئی تھی۔

ایک عرصے بعد گھر کی عورت کے ہاتھ سے بنا کھانا کھا رہا تھا۔اسے اس وقت ریان کی یاد آئی تھی اگر اس وقت وہ یہاں ہوتا تو بہت خوش ہوتا۔

اچھا اچھی بنی ہے تو میرا انعام۔ جلدی سے مجھے دے۔ روحا نے اس کے آگے ہاتھ پھیلا کر بولا۔

جی آج جمعرات نہیں ہے۔ رائم نے مزے سے بریانی کھاتے ہوئے بولا۔

اچھا جی یہ بھی کوئی ہوٹل نہیں ہے واپس کرے بریانی۔ روحا نے اس سے بریانی کی پلیٹ لے لی تھی۔

مس مصیبت تم دو منٹ نارمل۔ نہیں رہ سکتی بار بار تمہیں ڈورے پڑتے ہیں چلو دواد ھر بریانی۔

میرا انعام دے پہلے۔

اس کی بات پر رائم نے مسکراتے ہوئے جیب سے والٹ نکال کر اس میں سے پانچ ہزار کے سارے نوٹ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھ دیے۔
روحا نے مسکراتے ہوئے اس سے پیسے لیے تھے۔

خیر ہوا تنی سی بات پر اتنی مسکراہٹ۔رائم نے اسے مسلسل مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

ہاں بس میرا ڈریم تھا رائم کے میرا شوہر بے شک غریب ہو لیکن میری الٹھی سیدھی خواہشات کو پورا کرنے والا ہو۔میں سمجھتی تھی اگر مجھے کمانا پڑا تو میں کما لوں گئی۔مجھے اس میں کوئی مسلئہ نہیں مگر بس جب میں گھر ہوں تو ہم ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائے، میں الٹی سیدھی باتیں کروں اور وہ چپ کر کے سنے، کوئی میری طرف دیکھے بھی تو وہ اس کی آنکھیں نکال لے۔

وہ اسے دیکھتے کھوئے ہوئے لہجے میں بولی۔

چلو جی اب میں غریب تو نہیں ہو سکتا اس لیے یہ خواہش پاس ہی رکھو۔

اوئے یہ کس نے کہا کہ آپ کو غریب ہونا پڑے گا آپ تو ایسے ہی مری ساری باتیں سنتے ہیں میری ہر بات مانتے ہیں۔ میرے لیے مار کٹائی بھی کر لیتے ہیں۔

اچھا جی چلو مجھے بریانی ڈال کر دوں ایک پلیٹ سے میرا کچھ نہیں بننے والا۔

کھاؤں نہ ہو تو۔ اس کی بات پر دونوں ہنسے تھے۔

بس اللہ کرئے ہمارے بچے تم پر نہ جائے۔
رائم نے اس کا ناک کھینچتے ہوئے کہا۔

ہاں آپ پر جائے تو گینگسٹر میں نے آپ کے ساتھ انہیں بھی گھر سے باہر پھینک دینا ہے۔

جلدی کھانا کھاؤ پھر تمہیں چھوڑ کر اوں۔

اچھا۔

رائم نے گاڑی روحا کے گھر کے باہر روکی تو رائم نے روحا کی طرف دیکھا جو بس اسے ہی دیکھے جا رہی تھی۔

کیا رے مس مصیبت نظر لگانی ہے کیا مجھے۔ میرا اردہ بدل رہا ہے۔ پھر تمہاری خیر نہیں ہے۔

وہ اسے گاڑی میں ہی بیٹھا دیکھ بولا تھا جس پر روحا نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا تھا اس نظر میں کیا کچھ نہ تھا، بے چینی، گھبراہٹ، خوف، ہجر کا ڈر۔

روحا کیا ہوا ہے تم ٹھیک ہو نہیں دل کر رہا تمہارا تو آجاو میرے ساتھ واپس چلتے ہیں نہیں تو میں تمہارے گھر والوں کو سنبھال لوں گا۔

نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے وہ میرے دوستوں نے سنبھال لیا ہو گا۔ ٹھیک ہے اللہ حافظ۔ روحا گاڑی سے اترتی گھر میں داخل ہوئی۔

پتا نہیں کیوں اسے لگ رہا تھا کہ اب وہ رائم سے نہیں مل پائے گئی۔

حال میں اس وقت کوئی نہیں تھا روحا خاموشی سے اپنے کمرے میں آکر سو گئی تھی۔

نین اٹھ جاؤ جلدی سے کالج جانا ہے تم نے۔ علی کافی دیر سے نین کو جگا رہا تھا۔ وہ اسے لے کر اپنے فارم ہاؤس میں آیا تھا۔ جو نین کو بہت پسند آیا تھا۔ نین کافی دیر کبھی ایک جگہ اور کبھی دوسری جگہ گھومتی رہی تھی۔ رات کو بھی تھوڑا لیٹ سوئی تھی جس کی وجہ سے اس کا کالج جانے کا کوئی دل نہیں تھا۔

علی ایک چھٹی کرنے دے نہ۔ کل پکا جاؤں گئی۔ ابھی ایک چھٹی کرنے دے نہ۔ نین نے بامشکل اپنی آنکھیں کھول کر علی کی منت کی تھی۔

نہیں ابھی اٹھو جلدی سے تمہارا یونیفارم وغیرہ ہر چیز میں نے کبرڈ میں رکھا ہے جلدی سے ریڈی ہو کر آجاؤ نہیں تو میں نے بات نہیں کرنی سارا دن۔ میں ناشتا بنانے لگا ہوں۔

علی کے جانے پر نین نے بامشکل آنکھیں کھولیں تھی۔اور اٹھ کر کبرڈ میں دیکھ تو اس میں اس کی ضرورت کی ہر چیز پڑی تھی۔اسے خوشی ہوئی تھی کہ اب اسکی محرومیوں کو دور کرنے والا آگیا تھا۔جو اس کی ہر تکلیف پر تڑپ آتا تھا۔

وہ تیار ہوتی نیچے کیچن میں آئی تو نظر علی پر پڑی جو کسی ماہر کوک کی طرح ناشتا بنا رہا تھا۔

میں ریڈی ہو گئی ہوں علی۔وہ اس کے پاس شلف پر بیٹھتے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی۔

علی نے اس کے طرف دیکھ جو وائٹ یونیفارم میں بہت کیوٹ لگ رہی تھی۔

ماشاءاللہ میری کیوٹی پائی، علی نے اس کے بال کھینچ کر کہا۔

علی جلدی کرے پھر لیٹ ہو جاؤں گئ۔

علی نے اسے ناشتا کروایا اور پھر اسے چھوڑنے کالج ایا۔ گاڑی کالج کے گیٹ کے باہر روکی تو نین اس سے مخاطب ہوئی۔

علی پیسے بھی چاہیے۔ اس نے حق سے اس کے سامنے ہتھیلی پھیلائی تھی۔

علی کو اس کا حق جمانا اچھا لگ رہا تھا۔

اس نے والیٹ نین کے ہاتھ میں دیا تو نے منہ بنا کر بولا

مجھے آپ خود دو بس پانچ ہزار نکال کر دے ایسے مزا آئے گا۔

نین کی بات پر علی نے مسکراتے ہوئے اس کے ہاتھ پر پیسے رکھے تھے۔ تو نین مسکراتی ہوئی گاڑی سے اتر گئ تھی۔

کالج میں انٹر ہوئی تو سب باری باری اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ آج ان کا گینگ اکھٹا نہیں آیا تھا۔ پہلے شائمہ اور مناہل آئی تھی اور اب دانین، روحا تو ابھی تک نہ آئی تھی۔ مگر سب کا شک اس وقت حخاک میں ملا جب نین کلاس میں داخل ہوئی تو وہاں پہلے سے شائنی اور مناہل بیٹھی تھی۔ نین نے یہ دیکھے بغیر کے ٹیچر لیکچر دے رہی ہے۔ بیگ سیٹ پر پھینکا اور چیختے ہوئے وہ تینوں ایک دوسرے کے گلے لگیں تھیں۔

یار چوتھی کدھر ہے۔ نین نے اونچی آواز میں کہاں۔

مناہل: پتہ نہیں ہو گئی اپنے میاں کے پاس تم لوگ کون سا بتا کر جاتے ہو۔

نین۔ہاں جی یہ تو شائمہ کو پتا ہو گا جس نے ان کو کال کی تھی۔اس نے بھویں اٹھاتے ہوئے ایک ادا سے کہا۔

شائمہ۔ تیرا علاج ہے۔اگر میں ہوتی تیرے میاں کی جگہ میں تینوں پالمیاں لیرا سی تے لاجوتی لیری سی۔

نین: اے یار اس کے میاں کا کیا بنے گا یہ تو اسے ہر وقت مارتی رہے گئ۔

مناہل: تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے اسائمنٹ بنائی ہے۔اج لاسٹ ڈیٹ ہے اسائمنٹ کی سر نعمان نے سختی سے کہا ہے تھا آج ہر صورت جمع کروانی ہے۔

نین: کون سی اسائمنٹ۔مجھے تو پتہ ہی نہیں ہے۔

شائنی: تم جاؤنہ اپنے علی جی کہ ساتھ میم والی بات تم شادی کرو اور ہماری جان چھوڑو روز تم دونوں گم ہوتی ہو۔

نین: یار تم لوگ بھی شادی کر لو جل کیوں رہے ہو تم لوگ۔

مناہل: تو پہلے ٹریٹ تو کھلا نہ مجھے پھر میں دیکھتی ہوں تجھے۔

نین: زہر کھا بڑی آئی ٹریٹ کھانے والی، میرے میاں کے پاس فری میں پیسے نہیں آئے میں فقیروں کو دے دوں گئی تمہیں نہیں دوں گئی۔

مناہل: شرم تو نہیں آئی تمہیں۔

نین: بلکل بھی نہیں۔

شائنی: نین تینوں فیر وی نہیں آئی شرم۔

نین: میرے وچ ہے ہی نہیں۔

نین: اچھا چلو آج تم لوگوں کا لنچ میری طرف سے بلکہ ساری کلاس کا۔ مزہ اجائے گا شریکاں نوں اگ لگ جائے گئی۔

شائمہ: یار پہلے کھانا کھلاؤ نہیں تو میں نے کوئی نہیں جانا۔

نین: تو نہ جاؤ کھانا میں بعد میں ہی کھلاؤں گئی کیوں کہ اگر ابھی کھلا یا تو تم لوگوں کو پھر بھوک لگ جائے گئی۔

مناہل اور نین سر نعمان کے کیبن میں ان سے ملنے چلی گئی تھی۔ جبکہ شائنی شرارتی مسکراہٹ لیے وہی کھڑی تھی۔

IB Rajpoot

ذیشان صاحب ایک بات کہوں۔۔۔ذیشان صاحب بیڈ پر بیٹھے فون استعمال کر رہے تھے جب روحا کی چچی ان سے مخاطب ہوئی۔

ہاں کہو۔سب خیریت ہے نہ۔
وہ ان کی طرف متوجہ ہوتی بولی۔

چچی: دیکھے ذیشان صاحب مجھے نہیں پتا آپ کو میری بات کیسی لگی۔روحا مجھے ماں سمجھے یا نہ سمجھے میں اسے اپنی بیٹی سمجھتی ہوں۔

ذیشان صاحب: آپ سیدھا سیدھا بولے کیا بولنا چاہتی ہیں۔

چچی: دیکھے ذیشان آج کل وہ دور نہیں رہا کہ بیٹی کہی کہی دن سہیلیوں کے گھر جا کر رہ آئے اور ہم اس سے پوچھے بھی نہ۔اج کل حالات بہت خراب ہے اور

روحا کی بازوں پر زخم اور اس کا کہی دن گھر سے غائب رہنا مجھے پریشان کر رہا ہے۔وہ آج بھی آئی ہے تو بغیر بتائے کمرے میں چلی گئی ہے۔میں اگر اسے سمجھاؤ تو وہ سمجھے گئی میں اس کی دشمن ہوں۔

ذیشان صاحب: بات تو آپ ٹھیک کر رہی ہیں، روحا آئی کب ہے، اسے بلاؤ میرے پاس یہ میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

ذیشان صاحب نے غصے سے کہا۔

ذیشان صاحب ایک اور بات ہے وہ اسد کے گھر والوں نے اس رشتے سے انکار کر دیا ہے۔اس کی ماں کی کال آئی تھی۔

چچی نے انتہائی معصومیت سے کہا۔

کیوں اسے کیسے بغیر وجہ کے انکار کر دیا ہے انہوں نے۔ذیشان صاحب تو ان کی بات پر شدر رہ گئے تھے۔

کیوں کہ وہ لوگ تو یہی پر ہی ہاں کر گئے تھے۔

ذیشان میں سچ کہوں تو یہ سارا کیا کرایا روحا کی دوستوں کا ہے میں اسے بار بار منع کرتی ہوں مجھے لگتا ہے انہوں نے اسے کے کان بھرے ہے اور اس نے منع کر دیا ہے۔

یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ۔روحا نے کیوں منع کیا ہو گا وہ ایسا نہیں یں۔کر سکتی۔

ذیشان صاحب نے یقین سے کہا۔

ذیشان کیسی باتیں کر رہیں آپ میں کیوں اس کے بارے میں کچھ خود سے ایسا کہنے لگی مجھے تو اسد کی والدہ نے کہا ہے کہ انکار کی وجہ اپنی بیٹی سے پوچھے۔

تو تمہا۔۔۔

اسلام علیکم ابو امی۔

ذیشان صاحب ابھی بات کر رہے تھے جب فرحان کمرے میں داخل ہوُا۔

وعلیکم سلام۔ میرا بچہ آجاؤ اندر۔

فرحان کی والدہ نے پیارے سے اسے اندر آنے کی اجازت دی جس پر وہ شرارت سے گویا ہوا۔

نہیں مجھے لگتا ہے میں غلط وقت پر آگیا ہوں آپ لوگ بات کرئے۔

فرحان جاؤ روحا کو بلا کر لاؤ۔

ذیشان صاحب نے سختی آواز میں کہا۔

ابو کچھ ہوا ہے کیا۔

میں نے کہا روحا کو بلا کر لاؤ تو مطلب اسے بلا کر لاؤ سوال جواب نہیں کرنے کا بولا۔

فرحان کے پوچھنے پر ذیشان صاحب نے غصے سے اسے روحا کو بلانے کا کہا۔

فرحان کو معاملے کی سنگینی کا اندازہ ہو گیا تھا۔اس نے ایک نظر اپنی ماں کی طرف دیکھا اور باہر نکل آیا۔وہ اکثر یہ بات نوٹ کرتا تھا کہ اسکی ماں روحا جے غلط کرتی تھی۔

اس نے روحا کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔

آجاؤ،روحا جو ابھی سو کر اٹھی تھی دروازے پر دستک ہونے پر اس نے اندر آنے کی اجازت دی۔

چڑیل ابو بلا رہے ہیں تمہیں۔۔

مجھے خیر ہے، اچھا تم جاؤ زرافہ میں۔ آتی ہوں۔
روحا دوپٹہ اوڑھتی ہوئی بولی۔

یار ابو بہت غصے میں ہے ابھی بلا رہے ہیں۔

کیو۔ں سب ٹھیک ہے نہ مجھے کیوں بلا رہے ہیں۔ فرحان کی بات پر روحا گھبرا گئی تھی کہ کہی آنہیں رائم کا پتہ تو نہیں چل گیا۔

تمہاری اماں نے ہی کان بھرے ہو گئے ان کے۔ چلو۔
روحا اسے کہتی اس کے ساتھ ہی کمرے سے نکلی۔

فرحان نے بغیر اس کی بات کا برا منائے اس کا ہاتھ پکڑا تھا اسے ڈر تھا کہ بابا اسے زیادہ نہ ڈانٹ دے۔

اوئے زرا فے ہاتھ چھوڑ میرا میں کیسی سے ڈرتی نہیں ہوں۔ روحارائ۔ مطلب روحارا جپوت نام ہے میرا۔ میں کیسی سے نہیں ڈرتی۔
وہ جلدی میں روحارائم درانی کہنے لگی تھی مگر جلدی ہی اپنے الفاظ درست کر گئی تھی۔

مینڈک یہ آج کل تم اٹک اٹک کر کیوں بات کر رہی ہو۔ بازوں کیسی ہیں تمہاری۔

کچھ بھی نہیں ہے چل پیشی لگوانے دے پھر بات کرتی ہوں۔

وہ ذیشان صاحب کے کمرے میں داخل ہوئی۔

بابا جانی کیسے ہیں۔۔۔

روحا بھاگتی ہوئی ذیشان صاحب کے گلے لگانے لگی تھی مگر انہوں نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہی روک دیا تھا۔

بابا۔

کچھ بھی نہیں سننا مجھے بس میری بات کا جواب دو۔

روحا کی آنکھیں پل میں نم ہوئی تھی۔

کہاں تھی اتنے دن ہاں۔

بابا میں دوستوں کے ساتھ تھی لاہور گئی تھی۔

روحا نے جھوٹ بول تھا۔

مجھے سچ جاننا ہے بس سچ۔

ذیشان صاحب نے غصے سے کہا۔

IB Rajpoot

شائنی کو شدید بھوک لگی تھی اس کی نظر آن سب کی اسائمنٹ پر پڑی تو وہ مسکراتی ہوئی اسائمنٹ نکال کر کالج گیٹ سے باہر نکل گئی تھی تھوڑی دیر بعد جب واپس آئی تو اس کے ہاتھ میں اب اسائمنٹ نہیں تھی وہ کچھ کھا رہی تھی یہ تو اب نین لوگ ہی بتا سکتے تھے۔

مناہل: اے تو کدھر گئی تھی۔

شائنی: تم لوگوں کو کیا تکلیف ہے میں جدھر مرضی جاوں، وہ مزے سے انہیں اگنور کرتے ہوئے آگے بھر گئی تھی۔

مناہل: یار آکڑ تک بر واس دی۔اے کون سا قلعہ فتح کر آئی ہو۔

نین: چل شائمہ پہلے اسائمنٹ جمع کروا لیتے ہیں پھر تجھے منا لیتے ہیں۔

شائمہ: برو کون سی اسائمنٹ۔

مناہل: کیا مطلب کون سی اسائمنٹ جو تمہیں دے کہ گئے تھے۔

نین: شائنی سچ سچ بتا کوئی بغیرتی تو نہیں کی تم نے۔

مناہل: اسائمنٹ دے مجھے۔

شائنی: میں نے تم لوگوں کو کہا تھا نہ کہ بھوک لگی ہے اس لیے پہلے کھانا کھاتے ہیں تم لوگوں نے میری بات نہیں مانی تھی نہ۔۔۔شائمہ چہرے پر دنیا جہاں کی معصومیت سجا کر بولی۔

مناہل: اللہ داواسطہ ہی شائمہ سیدھی گل دس۔

مناہل کو کچھ کڑ بڑ کا احساس ہوا تھا۔

شائنی: میں نے اسائمنٹ بیچ کر پتیسا کھا دیا ہے۔

کیاااااااااا۔وہ دونوں بک وقت صدمے سے چیخی تھی۔

نین: ہم نے اتنی محنت سے بنائی تھی۔۔۔۔۔

جی بچو آجاؤاسائمنٹ لے کر۔اسی لمحے سر نعمان پاس سے گزرے تھے انہوں نے تینوں کو دیکھ کر کہا۔ جس پر وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے ان کے پیچھے چل دی تھی۔

بابا میں سچ بول رہی ہوں آپ ان سے ہی پوچھ لے۔

ٹھیک ہے۔ بازوں پر کیا ہوا ہے۔مجھے سچ جاننا ہے اس لیے بازوں کھول کر دیکھاو۔

وہ سختی سے بولے۔

ان کی بات پر ایک پل تو روحا کو لگا تھا اس کی سانس رک جائے گئ مگر پھر خود کو کمپوز کر کہ گویا یوئی۔

بابا آپ مجھ پر شک رہے۔ کوئی بات نہیں یہ لے دیکھ لے آپ ڈاکٹر نے کہا تھا کہ اگر بازوں کو ہوا لگی تو زخم میں پس پر سکتی ہیں لیکن کوئی بات نہیں میرے باپ کو مجھ پر شک ہے۔۔۔روحا نے آہستہ آہستہ پٹی کھولنا شروع کی تھی جب آخری لہر رہ گئی تو وہ خوف سے کانپنے لگی تھی مگر اسی لمحے فرحان گویا ہوئے۔

بس کرو روحا زخم خراب ہو جائے گا۔ بابا آپ کیوں اس پر شک کر رہے ہیں۔ کل میں نے خود اس کی بنڈ یج کروائی تھی مجھے یاد ہی نہیں رہا آپ کو بتانے کی میں بھی لاہور ہی تھا تو وہاں ملی تھی مجھے روحا۔

اس نے دوبارہ سے اس کی پٹی باندھی تھی۔

بابا مجھے سب سے امید تھی آپ سے نہیں مجھے لگا سارے میرے خلاف کھڑے ہو جائے گئے مگر آپ ساتھ ہو گئے پر افسوس ہے مجھے آپنی سوچ پر۔

اور آپ نے ثابت کر دیا کہ آپ کبھی میری سگھی نہیں ہو سکتی۔

وہ ذیشان صاحب کو بولتی آخر میں چچی کو بول کر روتی ہوئی آپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

فرحان نے دکھ سے ایک نظر ماں کی طرف دیکھا۔

اور کمرے سے باہر آگیا۔

یہ آپ نے کیا کروادیا ہے بلکہ آپ کی غلطی نہیں ہے مجھے خود اس پر بھروسہ کرنا چاہے تھا۔

ذیشان صاحب روحا کی چچی کی طرف دیکھ کر بولے۔

ذیشان آپ نے اسد کے بارے میں تو پوچھا ہی نہیں۔

آپ کیا چاہتی ہے اتنا سب ہو گیا پھر بھی آپ کو سکون نہیں ہے اب اسے جان سے مار دوں پھر سکون ہو گا آپ کو۔

زیشان صاحب غصے سے بھڑک اٹھے تھے۔

IB Rajpoot

روحا کمرے میں داخل ہوئی تو ابھی تک اس کا وجود کانپ رہا تھا۔

یہ میں نے کیا کر دیا بابا کا مان توڑ دیا ایک تو میں جھوٹ بولا اور دوسرا ان کو ہی ان کی نظر میں شرمندہ کر دیا ہے۔اگر انہیں پتہ چل گیا تو۔

اسے بازوں میں بھی تکلیف شروع ہو گئی تھی مگر جو تکلیف دل میں تھی وہ زیادہ تھی۔

اس نے بیڈ سے فون اٹھایا اور رائم کو کال کی۔

رائم جو گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔اسنے اور اس کی ٹیم نے آج ریاز کے اڈوں کو تباہ کرنا تھا وہ لوگ پوری تیاری سے وہی نکلے تھے۔ان کے لیے ایک ایک سیکنڈ ضروری تھا۔

تبھی اسے روحا کی کال آئی تھی۔اسد والے واقعے کے بعد رائم نے کبھی روحا کی کال کو اگنور نہیں کیا تھا۔

اس نے پہلی بیل پر کال اٹینڈ کی تھی۔

ہیلو اسلام علیکم۔
رائن اور ریان دونوں بھائیوں کی عادت تھی کال اٹینڈ کرتے ہی سلام کرتے تھے۔

ر۔۔ا۔۔۔ئم۔روحانے ہچکیوں سے روتے اسے پکارا تھا۔

روحا کیا ہوا ہے۔کہا ہو تم کسی نے کچھ کہا ہے۔

رائم سب ختم ہو گیا میں نے بابا کا اعتماد توڑ دیا ہے۔میں بری ہوں نہ۔

روحا ہوا کیا ہے۔مجھے بتاؤ رونا بند کرو۔

رائم نے گاڑی کو بریک لگائی تھی اس کے پیچھے اس کے گارڈز نے بھی بریک لگائی تھی۔

رائم۔وہ۔۔۔۔۔۔روحانے رائم کو سارا واقع بتایا۔

روحا پاگل اس میں رونے والی کوئی بات نہیں ہیں تو ابھی ہینڈل کرو میں شام کو تمہارے گھر آرہا ہوں تمہارا پرپوزل لینے تم رونا بند کرو کسی کو کچھ پتا نہیں چلے گا میں ہینڈل کرلوں گا۔

آپ سچ بول رہے ہو رائم۔
وہ بچوں کی طرح اس سے کنفرم کرتی ہوئی بولی تھی۔

روحا بینڈیج کروالو۔اسی لمحے فرحان شرمندہ سا ہاتھ میں فرسٹ ایڈ بوکس لے کر داخل ہوا۔

روحا نے ایک دفع اس کے جھکے سر کی طرف دیکھا۔

خان، تمہارا سر جھکا ہوا اچھا نہیں لگ رہا پلیز اسے تو نہ دیکھو۔

کال پر دوسری طرف روحا کی آواز سن کر وہ غصے سے سرخ ہوا تھا۔اس نے کال بند کر دی تھی اب اس کا رخ اپنی منزل کی طرف تھا۔

روحا مجھے نہیں پتا ماما کیوں ایسا کرتی ہیں تمہارے ساتھ لیکن میں نے تمہیں بچپن سے اپنی بہن مانا ہے۔۔مجھے تمہارے ہوتے ہوئے کبھی بہن کی کمی نہیں محسوس ہوئی۔میں تم سے آج کے واقعے پر شرمندہ ہوں۔

وہ اس کے پاوں میں بیٹھا فرسٹ ایڈ بوکس کھول کر اس کی بینڈج کرنے کے لیے اس کا بازوں پکڑنا تو روحا نے سنا بازوؤں اس کے ہاتھ سے نکل کر جلدی سے اٹھ کر کمرے کا دروازہ بند کیا تھا۔

خان جس طرح تم نے مجھ پر آج اعتبار کیا ہے مجھے یقین ہے تم ہمیشہ ایسے ہی کرو گئے۔اس نے آپنی بازوں فرحان کے سامنے کی تو فرخان نے خاموشی سے اس

کی بینڈج کھولنا شروع کی آخری طے کھولنے سے پہلے ہی روحانے وہاں ہاتھ رکھ لیا تھا فرحان نے جب اس کی طرف دیکھا تو روحانے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

تمہارا مان ٹوٹ جائے گا۔۔وہ بے بسی سے بولی۔

مجھے میری بہن پر پورا یقین ہے تم کبھی مت سوچنا کہ میں تم پر شک کروں گا۔

✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨

غالب بندہ تو رائم درانی

بڑے کمال کا تھا مگر

عشق نے نکما بنا دیا۔

رائم گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب سامنے سڑک پر ایک گاڑی کھڑی دیکھ اس نے بریک لگائی تھی۔

پہلے ہی اسے روحا پر بے حد غصہ تھا۔اب یہ جو بھی تھا گیا اس کے ہاتھوں۔وہ غصے سے گاڑی سے اتر کر اس گاڑی کی طرف گیا۔ تبھی سامنے والی گاڑی سے ریان نکلا تھا۔

اس نے شعر کو اپنا رنگ دیتے رائم کو آنکھ ماری۔

کیا تکلیف ہے تمہیں ریان کیوں میرے ہاتھوں مرنا ہے تو نے گاڑی ہٹا راستے سے۔

کیوں جان اتنا غصہ اچھا نہیں ہوتا۔ریلکس گینگسٹر۔

ریان نے اسے ہگ کرتے روحا کو کاپی کیا تھا جس پر رائم نے ایک پنچ اس کی پسلیوں میں مارا۔

شٹ اپ ریان شکل گم کر اپنی نہیں تو اس کم عقل لڑکی کے ساتھ تیرا بھی بھیجا اڑا دوں گا۔

وہ ریان کو گردن سے پکڑتے ہوئے بولا۔

ہاہا لگتا ہے بھابھی نے پھر کچھ کر دیا ہے۔ ریان اس کی حالت پر قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

تیری تو۔۔۔۔ رائم نے اسے پکڑ کر اس کو مکے مارے جس کا سامنے والے پر کوئی اثر نہیں ہوا لیکن وہ ہنستا جا رہا تھا۔

جان آپ غصہ نہ کرے میں ریاز کے آدمیوں کو دیکھ لوں گا آپ جائے اپنی بیوی کے پاس۔

نہیں اب ایک ہی بار جائے گئے۔

رائم نے اسے گاڑی کی طرف دھکا دیتے ہوئے کہا۔

اوکے۔ لیکن ریاز کا اڈا میں اڑاؤں گا یو ناؤ مجھے بم بلاسٹ کرنا بہت پسند ہے۔اس لیے تم پنگا نہیں کرو گئے۔پہلے بھی تم نے کے کے کی گینگ کو مارا تھا اپنے طریقے سے میرا انتظار ہی نہیں کیا تھا۔

ریان رائم کو انگلی دیکھتا ہوا بولا۔

جی نہیں سوچنا بھی نہ اتنے دنوں بعد شکار میرے ہاتھوں لگا ہے۔
رائم نے ایسے غصے سے دیکھ کر کہا۔

دستگیر میری جان پلیز ذرا قریب آئے اور اپنے اس نخریلے کو سمجھا دے۔
ریان نے دستگیر کو بھی درمیان میں گھسیٹ لیا۔

ہاں دستگیر چل میری جان فیصلہ میرے حق میں ہونا چاہیے۔ نہیں تو وہ بم سے اڑائے گا لیکن میں تو نئے طریقے سے اڑاؤں گا۔

دستگیر بے چارا سوچ رہا تھا کن پاگلوں میں پھنس گیا ہوں۔

دستگیر نے معصوم شکل بنا کر تھونگ نگلا۔اور گویا ہوا۔

سر آپ لوگ ایسا کرئے ٹاسک کر لے۔

ہائے دستگیر کیا بات ہے تیری بڑا دماغ چلایا ہے تم نے میرے ساتھ رہتے رہتے ہوشیار ہو گیا ہے۔ریان نے دستگیر کو گلے لگاتے ہوئے کہا۔

رائم نے نچلا ہونٹ دانتوں میں دبا کر ایک ٹانگ زمین پر ماری اور سر کو جرنیش دے کر دستگیر کی طرف دیکھا۔

یار ٹاسک کیسے کرئے سیکا تو ہے نہیں ہے۔

ریان نے اسے سے پوچھا۔

جس پر رائم گویا ہوا۔

آپنی بیوی سے پوچھ رائم کا اشارہ دستگیر کی طرف تھا۔

چل دستگیر میری جان مجھے بتاؤ کیسے ٹاسک کرئے۔

ریان اسی انداز میں کہا تھا جس میں رائم روحا سے بات کرتا تھا۔

ذلیل کمینے۔تجھے تو میں بتاتا ہوں۔اگلے لمحے ریان نیچے تھا اور رائم اس کے اوپر بیٹھا اسے ہے درپے مکے مار رہا تھا۔

جس پر ریان ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو رہا تھا۔

سر ریاز کا اڈا اس کا کیا کرنا ہے۔ دستگیر ان دونوں کو آپس میں لڑتے دیکھ بولا۔

ٹاسک کس پر ہو گا یہ بتا۔ رائم کی بات پر دستگیر نے جلدی سے ایک پتا ان کو لا کر دیا۔۔ جس پر دونوں نے اسے گہری نظروں سے دیکھا۔

ایک سائیڈ رائم کی تھی اور دوسری ریان کی پتا ہلا کر پھینکا تو ریان جیت گیا۔ جس پر وہ ہنستا ہوا رائم کو گلے لگا کر بولا۔

آج کچھ بھی تیری قسمت میں نہیں ہے نہ تیری بیوی نہ میں نہ ریاز کا اڈا حوصلہ رکھ میری جان اللہ تمہیں صبر دے۔

دستگیر، رائم نے غصے سے اس جانب دیکھا جہاں دستگیر کھڑا تھا پر دونوں نے خیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

لیکن دستگیر کو گاڑی میں بیٹھا دیکھ دونوں نے ایک ساتھ قہقہہ لگایا۔

یار شرم کر دیکھ ہماری بیلو تمہیں دیکھ کر ڈر گئی۔ ریان نے رائم کے بال کھینچ کر بولا۔
جس پر دونوں ہنستے گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔

ان لوگوں کی منزل ریاز کا اڈا تھا۔ وہاں پہنچ کر ریان نے اس کے آگے پیچھے پر طرف بمب فٹ کیے تھے۔

پھر خود اس سے تھوڑے فاصلے پر گاڑی پر چڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔ رائم بھی اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔
پھر ریان نے مسکراتے ہوئے ریموٹ کا بٹن دبا دیا جس پر ہر طرف دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی آگ ہی آگ پھیلا گئی تھی۔

قسمیں مزہ آگیا ہے۔ریان آگ کو دیکھتا ہوا بولا۔

جس پر رائم نے اسے گلے لگاتے اس کی پیشانی چمی تھی۔
ریان تجھے پسند ہے اس طرح کی اگ۔اگر تجھے پسند ہے تو تیری خوشی کے لیے میں تیری شادی پر اتنا تو کر ہی سکتا ہوں کہ تیرے بیڈ کے نیچے بمب فٹ کروں گا۔پھر دیکھنا تم دونوں میاں بیوی اڑتے ہوئے خوب انجوائے کرنا۔
ہاہاہاہاہاہاہا یار دستگیر صحیح کہا ہے میں نے۔
رائم اپنی ہی بات کا مزہ لیتے ہنس رہا تھا جب دستگیر کو ہنستے دیکھ وہ گویا ہوا تھا۔

ریان نے رائم کے بال کھینچے تھے۔
دستگیر شرم کر تو میری سائیڈ تھا اور تو رائم درانی جس دن میری شادی ہونی ہے نہ اس دن تیری بیوی نے تجھے گرم توئے پر نہ بیٹھایا تو نام بدل دینا میرا۔
دستگیر ان دونوں کی باتوں پر ہنسی کنڑول کر رہا تھا جب کہ وہ دونوں ایک دوسرے کا مذاق بنا رہے تھے۔

چل اوئے چل۔ابھی تیار ہو گھر جا کر۔ پھر میرا رشتہ لے کر جانا ہے۔
رائم نے فخر سے کالر ٹھیک کرتے ہوئے کہا۔

اوئے اب مجھے کیا پتا رشتہ کیسے لے کر جانا ہے۔
ریان نے پریشانی سے کہا۔

کیا مطلب کیسے لے کے جانا وہاں جا کر بولے گئے آپ کی بیٹی کو لینے آئے ہیں اور کیا۔

ہاں پھر وہ تجھے جوتوں کا ہار پہنائے گئے۔

یار تو مجھے کیا پتا رشتہ کیسے لے کر جانا ہے۔۔
اس کی بات پر ریان نے مسکراتے ہوئے دستگیر کی طرف دیکھا۔

دستگیر کس مرض کی دوا ہے۔تو ہمیں بتائے گا رشتہ کیسے لے کر جانا ہے۔
رائم نے اسے مسکراہٹے ہوئے کہا۔

سر میری ابھی شادی نہیں ہوئی میں خود ابھی بیوہ ہوں۔مجھے کیا پتا رشتہ کیسے لے کر جانا۔دستگیر کو سمجھ نہیں آئی تھی کہ وہ گھبراہٹ میں کیا بول گیا ہے۔

رائم اور ریان پاگلوں کی طرح ہنستے ہوئے وہی روڈ پر بیٹھ گئے تھے۔

ہاہاہاہا دستگیر تو نے ہمیں بتایا نہیں تو خود بیوہ ہے۔ہمیں تو بڑا افسوس ہے۔ہاہاہاہاہا۔
ریان ہنسی کے درمیان بولا۔

یار اللہ کا واسطہ ہے میں اسے ساتھ نہیں لے کر جاؤں گا۔اس نے وہاں جا کر بولے دیا کہ میں سرکار شتہ لے کر آیا ہوں وہ ابھی تک بیوہ ہے تو پھر۔۔۔رائم۔نے بھی اپنا حصہ ڈالا تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے پر گرے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر ہنس رہے تھے۔

فرحان نے جب اس کی بینڈج کھولی تو نظر روحا کی بازوں پر چمکتے رائم کے نام پر پڑی۔

جس پر اس نے روحا کی طرف دیکھا جس نے آنکھیں بند کر لی تھی۔وہ سامنا ہی نہیں کرنا چاہتی تھی اس کا۔

روحا مجھے اب بھی تم پر یقین ہے۔تم کبھی بھی ایسی حرکت خود سے نہیں کر سکتی۔

فرحان نے اس کا جھکا سر اوپر کر کہ بولا۔

روحا نے اس کی بات پر آنکھیں کھول کر مان سے اسے دیکھا۔
فرحان ساتھ میں اس کی بینڈج کر رہا تھا ساتھ اس کے جواب کا منتظر تھا۔

وہ میں اس دن جب رات کو آ رہی تھی۔ تو راستے میں میری گاڑی کے آگے ایک زخمی شخص آ گیا تھا۔ میں نے اسے بچانے کے لیے اس کے فون سے پہلے نمبر پر کال کی تھی اور خود چپ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ لیکن رائم نے مجھے کیڈن۔۔۔
ابھی روحا اپنی بات مکمل کرتی کہ اس سے پہلے ہی نیچے سے شور سنائی دینے لگا۔
روحا نے سر اٹھا کر فرخان کی طرف دیکھا۔

تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں۔ ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھتا کہ انہیں ذیشان صاحب کی آواز سنائی دی۔

بلاؤاس بدذات کو کتنے آرام سے میرے سے جھوٹ بول کر گئی ہے۔

آوازیں اب اس کے قریب ہوتے ہوئے محسوس ہوئی تھیں۔فرخان فوراً اس کی طرف بڑھا تھا روحا بھی اس کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

اسی لمحے دروازہ کھول کر ذیشان صاحب داخل ہوئے۔

سچ سچ بتاؤر وحا۔رائم درانی کون ہے۔

بابا۔

بکواس نہیں وہ چیخ کر اس کی بات ٹوک گئے۔

ابو چھوڑے اسے۔

بابا میری بات سنے۔

اپنی زبان سے میرا نام مت لینا۔

ذیشان صاحب اسے گھسٹے ہوئے فرخان کے پیچھے سے نکل رہے تھے فرخان انہیں روک رہا تھا جب انہوں نے فرخان کو منہ پر چانٹا مارا تھا۔

لیکن پھر بھی فرخان نے اسے بچانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن فرخان کی امی نے فرخان کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔

فرخان باپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اس لڑکی کے لیے جس نے ہمارے سر پر خاک ڈال دی ہے۔

ذیشان صاحب روحا کو سیڑھیوں سے گھسٹے ہوئے حال میں لے آئے اور اسے کسی عورت کے قدموں میں پھینک دیا۔

روحا کی بازوں اور ٹانگیں پہلے ہی زخمی تھی جس وجہ سے اب تکلیف ناقابل برداشت ہو گئی تھی۔

اس نے نگاہیں اٹھائی تو نظر اسد کی ماں کے چہرے پر پڑی ساتھ ہی اسد بیٹھا۔
اسے لگا تھا آج وہ بھرے بازار میں رسوا ہو گئی ہے۔ وہی شخص جس سے رائم نے
اسے عزت دلوائی تھی اس کے باپ نے اسے اسی کے پاؤں میں پھینک دیا تھا۔

روحا حالت دیکھو آن کے بیٹے کی تمہارے عاشق نے کیا حال کیا ہے اس کا
۔ تمہیں زرا شرم نہیں ائی۔

آنٹی آپ اسے کیا بول رہی ہے اسی نے اسے بول کر میری انگلیاں کروائی
تھی۔ پوچھئے اس سے یہ تھی وہاں یاں نہیں۔ یہ سب اسی کے عاشق نے کیا
ہے۔ یہ جو گھر پر جھوٹے بہانے بنا کر جاتی تھی کہی کہی راتیں گھر سے غائب رہتی
تھی یہ اسی کے پاس تھی۔

اسد جو اس وقت ویل چیئر پر تھا اس کے ہاتھوں کی انگلیاں رائم نے کاٹ دی
تھی۔ ٹانگیں اب چلنے کے قابل نہیں۔ تھی۔ لیکن پھر بھی اسے روحا کو ذلیل
کروانا تھا۔

گھٹیا انسان زبان بند کر۔ بہن ہے یہ میری۔ تو نے حرکت ہی اسی کی ہو گئی خبر دار جو میری بہن کے بارے میں ایک لفظ بھی منہ سے اور نکالا۔
فرخان نے روحا کو اس کے پاؤں سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

واہ ذیشان صاحب آپ نے تو دونوں بچوں کی تربیت اسی کی ہے۔ اسد کی ماں نے فرخان کو دیکھ کر طنز کیا تھا۔

با۔۔ باپلیز۔۔ میری۔۔ بات۔
روحا نے ایک بار پھر ذیشان صاحب کو مخاطب کیا کیوں کہ اسے پتا تھا غلطی اس کی ہے۔ اس نے اپنے باپ کا مان اور یقین توڑا ہے۔

ایک بار روحا صرف ایک بار بول دو یہ سچ نہیں ہے۔ میں تمہیں سینے سے لگالوں گا اور انہیں اس گھر سے باہر نکال دوں گا۔

بابا۔

روحاہاں یانہ۔

ابوایک بار روحا کی بھی بات سن لے۔

فرخان تم چپ رہو۔میں آپنی بیٹی سے بات کر رہاہوں۔بولو بیٹاہاں یاناں۔

بابایہ سچ ہے۔لیکن۔

چٹاح۔۔

ذیشان صاحب نے آج پہلی بار روحاپر ہاتھ اٹھایا تھا۔اج ان کے کندھے اور سر جھک گیا تھا۔

مر گیا تمہارا باپ تمہارے لیے۔

انہوں نے روحا کو پکڑ کر اسد کے پاوں میں پھینکا۔ یہ لے اسے مار دے نہیں تو اپنے بیٹے سے اس کی شادی کر دے کیوں کہ اس کی حالت کی وجہ یہ ہے۔ میں اف تک نہیں کہوں گا۔

نہیں بابا آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔

نہیں ہوں میں تمہارا باپ۔ مر گیا تمہارا باپ۔

لے جائے اسے۔

نہیں بابا آپ ایسا نہیں کر سکتے میں رائم کے نکاح میں ہوں۔میں نکاح پر نکاح نہیں کر سکتی۔میں بیوی ہوں اس کی۔گناہ نہیں کیا نکاح کیا ہے۔

چٹاخ۔۔کاش وہ تمہیں مار کر کہی پھینک دیتا آج میں سر اٹھا کر تو چلتا۔

فون کرو اس بے غیرت کو ابھی اور اسی وقت۔

نہیں بابا میں آپ کو چھوڑ کر کہی نہیں جاؤں۔گی۔

ذیشان صاحب تربیت ہی اسی کرنی تھی آج سر جھکانا نہ پڑتا۔اسد کی ماں نے موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اتنے میں چچی روحا کا فون لے آئی تھی۔

فون کرواس بے غیرت کو میں آخری بار کہہ رہا ہوں لڑکی۔

روحانے کانپتے ہاتھوں سے رائم۔کے نمبر پر کال کی تھی۔۔

IB Rajpoot

ریان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔اور رائم اس کے ساتھ فرنٹ پر بیٹھا تھا جب کہ دستگیر بیک سیٹ پر بیٹھا تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے سے ابھی تک لڑ رہے تھے ۔اور ساتھ دستگیر بے چارے کا مزاق بھی اڑا رہے تھے۔

تب ہی رائم کا فون بجا۔اس کا فون گاڑی کے بلوٹوتھ سے کنیکٹ تھا۔اس لیے ریان نے نمبر دیکھ لیا تھا روحا کی کال ہے۔

اٹنیڈ کر لے۔رائم ہو سکتا کوئی ضروری بات ہو میں اور دستگیر نہیں سنتے کچھ بھی۔

وہ شرارت سے گویا ہوا۔

رائم نے کال اٹینڈ کر لی تھی فون سپیکر پر تھا۔

روحا۔

لے کر جاؤں اس گندھ کو ابھی اور اسی وقت یہاں سے نہیں تو اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔

ذیشان صاحب کی آواز سن کر ریان نے گاڑی کو بریک لگائی تھی۔

رائم روحا کے لیے ایسے الفاظ سن کر خود پر ضبط کر گیا تھا۔

سسر جی تمیز سے۔ صرف آپ کی عمر کا لحاظ کر رہا ہوں میں نہیں تو اس وقت تک اپ کی زبان کاٹ کر کتوں کے آگے پھینک دینی تھی۔

دوسری طرف سے کال بند ہو گئی تھی۔

روحا کے گھر کی طرف چل۔رائم نے ریان کو کہا۔گاڑی کا ماحول اب سنجیدہ تھا۔

ذیشان صاحب نے کال بند کی تو اسد کی ماں گویا ہوئی۔

دیکھ لو جی ایسی لڑکیوں کو ایسے ہی لڑکے ملتے ہیں۔ بھی اس کے نزدیک یہ تمیز تھی آپ کی زبان کاٹنے کا بول رہا تھا۔

امی چلے واپس چلتے ہیں۔اسد رائم کا سن کر خوف سے بولا۔

تم تو چپ کرو سارا تماشہ دیکھ کر جاؤں گئی۔

روحا اٹھواد ھر دیکھو میں بات کروں گا بابا سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ فرخان روحا کو اپنے ساتھ لگا کر بولا۔ مگر روحا کی ٹانگوں میں شدید درد تھا جس کی وجہ سے اس سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔

فرحان چھوڑ دو اس لڑکی کو جو اپنے باپ کی نہ ہو سکی وہ تمہاری کیا ہو گئی تم تو پھر سوتیلے بھائی ہو اس کے۔

روحا نے نفی میں گردن ہلائی۔

یہ ہی فرق رکھا تھا نہ آپ نے ہمیشہ سے۔ اج سب کے سامنے بول دیا۔

بابا آپ مان توڑنے کی بات کرتے ہیں آپ نے یقین ہی کب کیا مجھ پر ایک بار پوچھ تو لیتے کہ کیوں کیا یہ سب۔ اپ تو سوتیلے باپ نہیں تھے۔

بس کر دو تم خبر دار جو اپنی گندھی زبان سے میری بیوی کہ بارے میں ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو۔ جسے بہت ہمدردی ہے وہ بھی اس کے ساتھ دفع ہو جائے یہاں سے۔۔۔ذیشان صاحب نے روحا کو باہر کی طرف دھکا دیا تھا۔وہ خال کے گیٹ میں گری تھی۔تکلیف سے اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔اسی لمحے رائم بھی وہاں آیا تھا۔

روحا۔۔۔فرخان اور رائم نے بک وقت اسے پکارا تھا۔

رائم۔روحا میری جان۔اسے نے نیچے بیٹھے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا اسکے بال چہرے سے پیچھے کیے تو نظر اس کے گال پر پڑے تھپڑ کے نشان پر پڑی۔

رائم۔۔میری۔ٹانگیں۔بازوں۔مجھے۔۔۔پین۔
روحا نے توٹے بکھرے لہجے میں کہا۔

رائم نے اسے اپنے سینے میں چھپالیا تھا جیسے وہ اس کی تکلیف خود میں لینا چاہ رہا ہو۔

لے جاؤ اس گندھ کو یہاں۔ جو مرضی کرو اس کے ساتھ مگر یہ اب مجھے یہاں نظر آئی تو میں اسے گولی مار دوں گا۔
ذیشان صاحب نے گیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

زبان سنبھال کر بات کرئے میری بیوی کے بارے میں بات کر رہے ہیں آپ میں اب ایک لفظ بھی اور برداشت نہیں کروں گا۔ جو حال آپ نے اس کا کیا ہے دل تو کر رہا ہے یہی گاڑ دوں لیکن اپنی بیوی کی وجہ سے چپ ہوں۔
اس کی شیر سی ڈھار پر ذیشان صاحب آپنی جگہ سے دو قدم پیچھے ہٹے تھے۔
اسد وہی کانپ رہا تھا۔

فرخان نے جلدی سے روحا کا دوپٹہ رائم کی طرف بڑھایا تھا جو اس سب کے دوران نیچے گر گیا تھا رائم نے اس کے گرد ڈوپٹہ پھیلایا تھا۔

روحا مجھے اپنی بہن کی پسند پر فخر ہے۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ مجھے اب بھی تم پر یقین ہے۔ لیکن اس وقت تمہارا یہاں رہنا درست نہیں ہے تم چلی جاؤ اپنے شوہر کے ساتھ مگر یہ بات یاد رکھنا یہ گھر ابھی بھی تمہارا ہے۔ فرخان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔

خان۔ روحا نے روتے ہوئے اسکی طرف دیکھا تھا واقعی بھائی چھوٹے ہو یا بڑے محافظ ہوتے ہیں۔ کوئی تو اس پر یقین کرتا تھا۔

چلو روحا میں اب مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکوں گا۔
رائم نے روحا کو سہارا دے کر کھڑا کیا۔

نہیں رائم پلیز بابا ناراض ہے نہ۔ اسے نہیں جا سکتی غلطی میری ہے۔

روحا خود کو گھسٹے ہوئے ذیشان صاحب کے سامنے آئی تھی۔اخر کو وہ بھی ایک باپ تھے ان کا دل کیا کہ اسے فورا اپنے سینے سے لگا لے۔ مگر تھک گئے تھے کیوں کہ اس بار روحا کی غلطی نا قابل برداشت تھی۔

کون سا باپ۔اسے بتا کہ نکاح کیا تھا جواب اس سے پوچھ کر جاؤ گئی۔
اسد کی والدہ نے معاملہ سنگین دیکھ اپنی مداخلت ضروری سمجھی۔

ان کی بات پر ذیشان صاحب کو لگا تھا کہ ان کے منہ پر کسی نے تماچہ مارا ہے۔ ان کا سر مزید جھک گیا تھا۔

رائم کی نظر اسد پر پڑی تو اس نے ایک نظر روحا پر ڈالی۔

پھر آنکھوں سے اسے اشارہ کیا کہ اب خوش ہوا گر اس دن اس کا قصہ تمام کیا ہوتا تو آج یہ سب نہ ہوتا۔

روحا نے اپنی نگاہیں ہٹالی تھی۔

ہیلو گائیز مجھے تو آپ لوگ بھول ہی گئے ہیں۔اسی لمحے ریان وہاں داخل ہوا۔ مسکراتا ہوا۔ایک ادا سے اس نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر ذیشان صاحب کو آنکھ ماری جس پر وہ جو پہلے ہی بھڑ کے بیٹھے تھے مزید بھڑک گئے۔

اوئے تو یہاں اس کا مطلب یہ کچری تم نے پکائی ہے۔اس دن تمہیں زندہ چھوڑ کر غلطی کی تھی لیکن اب اس غلطی کا ازالہ کرنے کے لیے تمہاری ماں کو بھی ساتھ ہی اڑائے گئے۔

ریان نے چبھا چبھا کر ایک ایک لفظ ادا کئے تھے۔

دیکھ لے بھائی صاحب آپ کی لاڈلہ نے ہی میرے بیٹے کا یہ حال کروایا ہے۔

بابا میری بات تو۔۔۔۔

چٹاح۔۔

مر گیا تمہارا باپ دفع ہو جاؤ اس کے ساتھ۔

ذیشان صاحب نے دوبارہ روحا پر ہاتھ اٹھایا تو وہ لڑکھڑائی تھی جب رائم نے اسے تھام لیا تھا۔ یہاں رائم درانی کی بس ہوئی تھی۔

اس نے پسٹل نکال کر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔

رائم نہیں پلیز میرے بابا ہے۔

روحا رائم کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑتی ہوئی بولی۔ گولیاں بلکل ذیشان صاحب کے پاس سے گزار کر دیواروں میں پیوست ہوئی تھی۔

بابا۔۔دیکھ لے انکل آپ کی بیٹی اج بھی آپ کے لیے کھڑی لیکن آپ نے یہ گوارہ نہیں کہا کہ آپ اس سے پوچھے کہ اسی کیا مجبوری تھی جو اس نے یہ سب کیا لیکن نہیں آپ نے تو اسے دیکھنا گوارا نہیں کیا۔

رائم نے ذیشان صاحب کو قہر بھری نظروں سے دیکھا۔

چلو روحا۔۔۔وہ روحا کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ لیے جانے لگا۔روحا بھی اس کے ساتھ چلنے لگی تھی اسے معلوم تھا اب اس کا یہاں کچھ نہیں ہے باپ وہ جس نے اس پر بھروسہ ہی نہیں کیا ان کے بعد فرحان تھا جس نے اسے اپنے ساتھ کا ہمیشہ یقین دلایا تھا۔

رکو لڑکی۔

روحا کی امید بندھی تھی۔مگر ان کے اگلے الفاظ سن کر اسے لگا کہ اس کے کان میں کسی نے پھگیلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہے۔

تم آج فیصلہ کر کہ رہو گئی میں یا یہ لڑکا۔ اگر آج تم یہاں رکی گئی تو تمہیں اس لڑکے کو چھوڑنا ہو گا اور اگر تم یہاں سے چلی گئی تو تمہارے لیے اس گھر کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گئے۔ اگے فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔

رائم بھی خاموشی سے کھڑا تھا وہ جاننا چاہتا تھا کہ روحا کے نزدیک اس کی کیا اہمیت ہے۔

روحا نے ایک دکھ بھری نظر ان پر ڈالی۔ پھر رائم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالا اور ڈور کر اپنے باپ کے گلے لگ گئی۔

رائم تو اپنے خالی ہاتھ کو دیکھتا رہ گیا۔

ریان تو اپنے بھائی کے چہرے کی طرف دیکھ کر ضبط سے مٹھیاں بھینچ گیا تھا۔

دفع ہو تو اندر، تیری وجہ سے سب ہوا ہے۔ نین شائمہ کو دھکا دے کر بولی۔ وہ لوگ اس وقت سر نعمان کے کیبن کے باہر کھڑی تھی۔ ایک دوسرے کو اشارے کر رہی تھی کہ پہلے کون اندر جائے گا۔ تبھی نین نے شائنی کو اندر کی طرف دھکا دیا تھا جس وجہ سے وہ دروازے کے ساتھ لگی تھی۔

بچے اجائے اندر۔ سر کی آواز سن کر انہوں نے ایک دوسرے کی شکل دیکھی۔

وہ چاروں اکھٹی اندر داخل ہوئی۔

سر نعمان بچوں کے ٹیسٹ چیک کر رہے تھے۔انہوں نے نظر اٹھا کر ان چاروں کی طرف دیکھا۔

پھر گویا ہوئے۔

کیا ہو گیا ہے بچے۔اسائمنٹ کیوں نہیں بنائی۔

سر نے پین ٹیبل پر رکھا اور ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیے اور انہیں دیکھنے لگے۔

سر وہ نہ نہیں بنائی۔

مناہل نے معصوم شکل بنا کر کہا۔

بچے مجھے ریزن بھی دے۔

سر وہ یاد نہیں رہی۔ نین نے گھور کر ایک بار شائنی کو دیکھا اور پھر سر سے گویا ہوئی۔

کوئی بات نہیں بچے لیکن کل مجھے ہر صورت میں اسائمنٹ چاہیے۔
سر مسکرا کر گویا ہوئے۔

ان کے مسکرانے کی دیر تھی۔ اور مناہل میڈم ان کے ٹیبل کے سامنے پڑی کرسی کھینچ کر اس پر بیٹھ گئی۔

سر آپ اتنی سنجیدہ شکل نہ بنایا کرے آپ کو دیکھ کر جان نکل جاتی ہے۔

کیوں بچے۔ سر نے گردن نیچے کرتے ہوئے پوچھا۔

سر آپ ایسے مزاق کرتے ہوئے ہی اچھے لگتے ہیں۔

نہیں ویسے سر ضمار تو ہر وقت سنجیدہ رہتے ان سے کیوں نہیں ڈر لگتا۔

شائنی: سر کیوں کہ آپ سے ہماری دوستی ہے نہ آپ بہت کم سنجیدہ ہوتے ہے اس لیے ان کی تو عادت ہو گئی ہے۔

اچھا جی۔

سر اپ نے موکل تو نہیں چھوڑے۔ نین نے سوچنے والے انداز میں منہ پر انگلی رکھ کر پوچھا۔

ہاہاہاہا۔اب یہ کیوں لگا آپ کو۔

سر نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

نین: سر ہم باہر کھڑے ہوتے ہیں تو آپ کو پھر بھی پتا چل جاتا ہے کہ ہم آ گیے ہیں۔

میرا بیٹا آپ کو چار سال ہو گئے ہیں میرے پاس پڑھتے ہوئے۔اور دوسری بات استاد بچوں کی ہر حرکت سے آگاہ ہوتا ہے۔اس کی عادات سے آگاہ ہوتا ہے۔جب کبھی آپ میری جگہ پر ہو گئے تو پھر آپ کو پتا چلے گا۔چاہے تو پھر آپ اسائمنٹ بیچ کر پتیسا کھائے یا ایک دوسرے کو دھکے دے۔

نین: سر اس شائنی نے ہماری اسائمنٹ بیچ دی ہیں اس کا اور روحا کا پیٹ ہی نہیں بھرتا۔

شائنی: سر یہ جو علی کی بیوی ہے نہ اس نے مجھے کھانا نہیں کھلایا تھا اس لیے میں نے بیچ دی۔

مناہل: سر آپ کو تو اس میسنی نے بتایا ہی نہیں کہ اس کا نکاح ہو گیا ہے۔

سر: دانین بچے کہاں ہے میٹھائی۔

نین: سر وہ اچانک سب ہوا تو اس لیے کچھ سمجھ ہی نہیں۔ائی۔

سر۔ چلو کوئی نہیں مٹھائی تو آپ کو کھلانی پڑے گئ۔اللہ آپ کے نصیب اچھے کرئے۔

شائنی: سر دیکھ لے اس نے شادی بھی کر لی تو اس نے کوئی نہیں بتانا جو اس کے کام ہیں۔

مناہل: کوئی بات نہیں تم بلا لینا سر کو اپنی شادی پر۔

شائنی: ہاں تو بلاؤں گئی نا۔ سر میں آپ کو ابھی انوائیٹ کرتی ہوں ضرور انا میری شادی پر۔

ہاہاہاہا یار کتنی جلدی ہے تمہیں تو۔
نین نے ہنستے ہوئے کہا۔

سر: اللہ ہی حافظ ہے تم لوگوں کا۔
سر وہاں سے اٹھ گئے تھے اور وہ بھی سر کے پیچھے پیچھے کیبن سے نکل گئی تھی۔

IB Rajpoot

بابا میں آپ سے بہت پیار کرتی ہوتی ہوں امی کے بعد آپ ہی میرا سب کچھ تھے ۔میں کبھی بھی آپ کو نہیں چھوڑ سکتی۔ لیکن مجھے پتا ہے کہ والدین کی خوشی اسی

میں ہوتی ہے کہ ان کی آولاد خوش رہے اور بابا میری خوشی رائم ہے۔اگر آپ میرے باپ ہے تو وہ میرا شوہر ہے۔مجھے پتا ہے آپ کا دل بہت نرم ہے۔اپ مجھے معاف کر دے گئے۔ لڑکی اپنے شوہر کے گھر میں ہی اچھی لگتی ہے۔
روحانے ان کی پیشانی چومی اور رائم کا ہاتھ پکڑ کر خال سے نکل گئ۔

آئندہ کے بعد یہ لڑکی اس گھر میں نہیں آئے گئ۔میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے مر گئی ہے میرے لیے۔
ذیشان صاحب کہتے ہوئے خال سے نکل گئے تھے۔

ریان روحا اور رائم کو جاتا دیکھ۔
اسد کی طرف ایا۔اسد کا تو یہ حال تھا مانو کہ کسی نے جسم سے جان نکال دی ہو۔

اوئے کاکے اپنی موت کے لیے تیار ہو جا۔مجھے آگ اور بمب کی آواز بہت پسند ہے۔خیال رکھنا اپنا۔

ریان بھی خال سے نکلتا ہوا باہر آیا مگر باہر تو گاڑی ہی تھی۔

رائم درانی تو میرے ہاتھوں بچ کے دیکھا۔ لیلا مجنوں کو میری یاد نہیں تھی میں نے بھی جانا ہے۔ تو میرے ہاتھ لگ رائم میں بتاتا ہوں تجھے۔

ہائے ے ے ریان درانی آجا کر
تیرے پاس دستگیر جانو ہی بچتا ہے۔

اس نے فون نکلا کر دستگیر کو کال کی۔

اسلام علیکم سر۔
دستگیر نے ایک ہی بیل پر کال اٹینڈ کر لی تھی۔

وعلیکم سلام۔میری جان میں سڑکوں پر پڑا رول رہا ہوں آکر مجھے لے جا۔میرا آخری ٹھکانہ تم ہی ہو۔اجاو میں ویٹ کر رہا ہوں۔ریان مسکرا کر گویا ہوا۔

جی سر آپ ایڈریس سینڈ کرئے میں آتا ہوں۔

اوکے۔میں سینڈ کرتا ہوں۔ریان گیٹ سے باہر نکلا تھا اس نے ایک نظر گھر پر ڈالی تو نظر ذیشان صاحب پر پڑی جو کھڑکی سے اسے دیکھ رہے تھے۔

ریان نے ان کے دیکھنے پر۔انہیں آنکھ وینک کی تھی اور ساتھ ہی فلائنگ کس بھی کر دی تھی۔

جس پر ذیشان صاحب کھڑی سے ہٹ گئے تھے۔

اور ریان مسکراتا ہوا سڑک پر چلنے لگا۔

اووومائے گارڈ ریان درانی یہ توریان درانی ہے آؤ آٹو گراف لے کر آتے ہیں۔
سڑک پر کھڑی لڑکیوں کی نظر اس پر پڑی تو فوراً اس کی طرف بھاگی آئی تھی۔

سر پلیز آٹو گراف۔ سر میں آپ کی بہت بڑی فین ہوں پلیز ایک سیلفی۔
ریان ان کو دیکھ بے زاری سی شکل بناتا ان کو آٹو گراف دینے لگا۔
تبھی اس کے کانوں سے کسی کی اواز ٹکرائی تھی۔

یار شائنی کیا تکلیف ہے۔اس چھچھوڑے انسان سے زیادہ پیارے میرے علی
ہیں۔ تم لوگوں نے لینی ہے تصویریں تو جاؤ میں نہیں جاؤں گئ۔
نین شائنی سے اپنا ہاتھ چھوڑواتے ہوئے بولی تھی پہلے ہی کالج سے تھکی آئی تھی
۔اب اسے گھر جانا تھا۔

ریان نے مسکراتے ہوئے اس ہستی کو دیکھا تھا۔

جو وائٹ یونیفارم میں چہرے پر بے زارگی سجائے اپنی دوست سے ہاتھ چھوڑوا رہی تھی۔

بیوٹی فل۔

وہ بے ساختہ اس کی طرف بڑھا تھا۔

آپ کا علی میرے سے زیادہ ہینڈسم ہے؟

ریان کے سوال کرنے پر نین اس کی طرف پلٹیں تھی۔اور کسی اجنبی کو دیکھ کر چہرے پر ناگواری چھائی تھی۔

جب کہ شائنی تو اس کے ساتھ تصویریں بنا رہی تھی۔

جی بہت زیادہ اور آپ سے زیادہ تمیز والے بھی ہے۔وفاداری کی تو بات ہی نہ کرے۔

نین نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔

دستگیر بھی آگیا تھا۔ مگر اپنے سر کو کسی لڑکی کے بات کرتے دیکھ اس کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ پھر وہ وہی کھڑا ہو گیا تھا۔

آپ اپنے علی کو کتا کہہ رہی ہے کیوں کہ وفادار تو وہی ہوتا ہ۔۔۔

چٹاخ

ریان کی بات منہ میں ہی رہ گئی تھی۔

کیوں کے نین کا نازک ہاتھ اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا۔

دوبارہ میرے علی کا نام بھی نہ لینا۔ وہ شائنی کو گھسیٹتی وہاں سے چلی گئی۔

دیکھتا ہوں مس بیوٹی فل کے علی کب تک خوش رہتا ہے تھوڑی خوش نصیبی ریان درانی کے حصے بھی انی چاہیے۔

دستگیر تو اسے مسکراہٹے ہوئے دیکھ رہا رہا تھا۔
لگتا ہے سر نے کسی سے پہلی بار تھپڑ کھایا ہے اس لیے دماغ سٹک گیا ہے۔اس نے دل میں سوچا۔

سر۔آجائے گاڑی آگئی ہے۔

ہاں چلو دستگیر یار سب سے وفادار تو تو ہے۔وہ مسکراتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔

دستگیر بھی اس کی بات پر مسکرایا تھا۔

روحا کی سیسکیاں گاڑی میں گونج رہی تھی۔رائم لب بیچے ڈرائیو کر رہا تھا۔

کیا میں بابا کی بیٹی نہیں تھی بابا نے ایسا کیوں کیا۔بابا مجھ پر یقین رکھتے۔نہیں روحا تم نے بھی تو ان کا مان توڑ دیا۔یقین تھا تو اتنی آزادی دی تھی۔تم نے کیا کر دیا تم نے رائم کو اپنے دل میں بسا لیا۔

روحا خود سے ہی سوال جواب کرتی رو رہی تھی۔جب سب برداشت سے باہر ہو گیا تو اس نے زور سے چیخنا شروع کر دیا تھا۔

اللہ یہ میں نے کیا کر دیا۔اہہہہہہہ۔وہ اپنے بال کھینچتی چیخ رہی تھی۔رائم۔نے گاڑی کو بریک لگائی۔

روحا ریلکس یار کچھ بھی نہیں ہوا۔

رائم نے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا تھا جب روحا اس سے دور ہوئی تھی۔

جائے یہاں سے آپ بھی جائے، نہیں ضرورت آپ کی، اپ بھی چلے جائے سب چھوڑ گئے۔

وہ چیختی ہوئی اسے خود سے دور دھکیل رہی تھی۔ رائم نے اسے گلے لگا کر چپ کرانے کی کوشش کی۔ مگر وہ مسلسل خود کو اس سے چھڑوا رہی تھی۔

آخر کو تھک ہار کر اس نے اپنا سر رائم کے کندھے پر رکھ دیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

رائم نے اسے رونے دیا تاکہ وہ ساری بھڑاس نکال لے۔

روحاادھر دیکھو میری طرف۔ میں خود تمہارے بابا سے بات کروں گا بس رونا بند کرو۔

روحانے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تھا۔
رائم بابا معاف کر دے گئے مجھے۔

ہاں معاف کر دے گئے۔ رات کو لے کر چلوں گا۔ دیکھنا اس وقت سب ٹھیک ہو جائے گا۔

سچی میں۔ روحانے ایک بار پھر تصدیق کی۔
ہاں جی سچی میں۔

روحاوہی اس کے ساتھ ٹیک لگا کر آنکھیں مندھ گئی تھی۔

ڈول میں گاڑی کیسے ڈرائیو کروں گا گھر نہیں جانا۔
رائم نے روحا کو بولا تھا جو پھیل کر اس کے ساتھ لگی سوئی تھی۔

مجھے ایسے ہی سونا ہے۔
روحا نے جھنجھلاتے ہوئے چہرہ اس کی بازوں میں چھپایا تھا۔

اچھا تھوڑی سی ادھر ہو میں ڈرائیو کروں۔اب صحیح ہے۔
روحا ٹانگیں اس کی گود میں رکھے کر اس کے ساتھ چپکی کر بیٹھی تھی جب رائم نے اسے سیدھا کر کہ لیٹایا۔اس نے نیند سے بھری آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا اور پھر ویسے ہی سو گئی تھی۔

تم لوگوں کو بیس بار میں نے بولا ہے۔ سیدھا گھر چلو شرم نام کی کوئی چیز نہیں ہے تم لوگوں نے ذلیل کروا کہ رکھا ہے مجھے۔ نین غصے سے پھٹ پڑی تھی۔

مناہل: یار ہمیں تھوڑی پتا تھا یہ سب ہو جائے گا۔

شائنی: جو بھی تھا نین تمہیں اسے تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا۔

نین: تمہیں کیوں زیادہ ہمدردی ہو رہی ہے۔ میں نے جو کیا ہے ٹھیک کیا ہے۔ میں تو علی کو بھی بتاؤں گئی۔

مناہل: تم پاگل ہو گئی ہو نین تم علی بھائی کو نہ بتانا۔

نین: کیوں نہ بتاؤں۔

جن رشتوں کی بنیاد جھوٹ ہوتی ہے تو وہ جلد ہی اپنے انجام کو پہنچ جاتے ہیں۔اور میاں بیوی کا رشتہ تو میرے نزدیک ایک دوست کی طرح ہوتا ہے۔اگر میں ان سے کوئی بھی بات چھپاؤ گئی تو بعد میں وہ ہی بات کوئی اور انہیں بتائے گا تو کیا لگتا ہے تمہیں اس کا ہمارے رشتے پر نہیں پڑے گا۔

شائنی: بات تو تم نے ٹھیک کی ہے۔ مناہل میں تو عقل ہی نہیں ہے سیکھ اس سے کچھ نہیں تو اگلے گھر جا کر ہماری ناک کٹوائو گئی۔

تینوں ہنستی ہوئی نکلی تھی وہاں سے جب تھوڑا سا آگے جا کر شائنی رکی تھی۔
یار مجھے یاد آیا رات کے لیے کچھ لینا ہے تو میں آتی ہوں تم لوگ چلو۔

شائنی کا ایک واحد سہارا اس کی ماں تھی جن کی وفات کے بعد اب وہ اکیلی رہتی تھی۔

اوکے ٹھیک ہے یار تو دیکھ لے نہیں تو میرے گھر سے لے جائی میں کچھ بنا دیتی ہوں۔

اوکے۔

وہ دونوں گھر کی طرف نکل گئی تھی۔اور شائنی گنگناتی ہوئی واپس جا رہی تھی۔جب اس کے فون پر مسیج کی ٹیون بھی تھی وہ اچانک رو کی تھی۔ اور فون نکال کر میسیجز کا جواب دیتی ہوئی آگے بھری تھی کے تب ہی ایک گاڑی سے ٹکراتی ٹکراتی بچی تھی اگر گاڑی کو ایک منٹ بھی اور بریک لگانے میں دیر ہو جاتی تو وہ تو گئی تھی۔

وہ تو صدمے میں اپنے فون کی طرف دیکھ رہی تھی۔جو روڈ پر پڑا تھا اپنی ناقدری پر رو رہا تھا۔

اتنے میں گاڑی سے کوئی نکل کر آیا تھا۔

میڈم اگر مرنا ہے نہ تو کہی پانی میں چھلانگ لگا کر مرو۔ یا پنکھے سے لٹک جاؤ پر میرے متے لگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

کسی مرد کی غضلیی آواز پر شائنی نے اسے سنانے کی غرض سے فون اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔

اوئے گدھ۔۔۔

باقی کے الفاظ تو شائنی کے منہ میں ہی رہ گئے تھے۔ سامنے کھڑی ہستی سیدھا اس کے دل پر لگی تھی۔

بلیک بال سلیکے سے سٹ کیے، سرخ و سفید رنگت پر ستون ناک، اور عنابی لب آپس میں بینچے وہ اس وقت شائنی کو کوئی شہزادہ ہی لگا تھا۔

آندھی ہے آپ کیا۔ دیکھ کے نہیں چل سکتی مجھے تو لگتا ہے لڑکی تم بہری بھی ہو۔
جا کر اپنا چیک اپ کرواو۔

How handsome you are.
شائنی تو اس کی لوک پر فدا ہو گئی تھی۔

انتہائی کوئی چھپری ہو۔
وہ غصے سے وہاں سے جانے لگا۔

اس بار وارنگ دے رہا ہوں رستے سے ہٹ جاؤ اگلی بار اوپر سے گاڑی گزار لوں گا اور مجھے کوئی افسوس نہیں ہو گا۔

شائنی: اوئے مانا کہ ہینڈسم ہے اپ مگر آپ کی تو عورتوں سے بھی لمبی زبان ہے۔ کوئی بات نہیں میں قابو کر لوں گئی۔

دستگیر۔۔۔

وہ ابھی کوئی جواب دیتا تبھی اندر سے اسے کسی نے بلایا تھا۔

جی سر آرہا ہوں۔

وہ اسے گھورتا ہوا گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔

ہاں تو دستگیر نام ہینڈسم کا۔

شائنی مسکراتی ہوئی شاپ کیطرف چلی گئی۔

دستگیر کون تھا۔

سر تھی کوئی سر پھری بتمیز لڑکی۔خودکشی کا شوق پورا کرنا چاہ رہی تھی اچھا تھا ویسے زمین سے بوجھ کم ہو جاتا۔

ریان کے پوچھنے پر دستگیر نے تو اس کی تعریفوں کے پل باندھ دیے تھے۔

جس پر ریان نے اس کے تپھے ہوئے چہرے کی طرف دیکھ کر مسکراہٹ روکی تھی۔

IB Rajpoot

روحا سو کر اٹھی تو پیٹ میں چوہے دور رہے تھے رائم کی تلاش میں نظریں گھمائی تو وہ کہی بھی نظر نہ آیا۔اس نے آٹھ کر چینج کیا اور کمرے سے باہر آگئی۔

پروین بھوک لگی ہے۔روحا نے کیچن میں کھڑی کی کو بولا۔

جی آپ بتادے کیا کھائے گئی میں بنادیتی ہوں۔

مجھے سپگیٹی کھانی ہے۔
وہ میں انگلی ڈال کر کافی دیر سوچنے کے بعد بولی۔

اوکے میم میں بنادیتی ہوں۔

پروین رائم کہاں ہے۔روحانے بے چینی سے پوچھا۔

وہ میم سر کسی کام سے گئے ہیں بول رہے تھے کہ جلدی جائے گئے۔

اوکے،روحابے زر سامنہ بنا کر بولی کیوں کہ اسے رائم کے بغیر مزہ نہیں آرہا تھا۔

میم کھانا تیار ہے۔ روحا جو سارا گھر گھوم کر آئی تھی پھر کیچن میں آکر بیٹھی تھی جب پروین نے کہا۔

دے دو بھوک لگی ہے۔

اسے واقعی میں سخت بھوک لگی تھی۔ اس نے پیٹ بھر کر سپگٹی کھائی تو تھوڑی جان آئی اس میں۔ اب اس نے اپنی بوریت دور کرنی تھی۔ کیوں کہ اسے معلوم تھا رائم۔ نے جب کہہ دیا ہے کہ وہ اسے اس کے بابا سے ملوانے لے کر جائے گا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ ضرور لے کر جائے گا۔

وہ باہر لون مین آگئی تھی۔ پھر اس نے گیٹ سے باہر جانا چاہا جب گارڈ نے اسے منع کر دیا تھا۔

مجھے جانا ہے باہر رائم کچھ نہیں کہے گئے۔۔

گارڈ: میم دیکھے سر نے سختی سے منع کیا ہے کہ آپ کو باہر نہیں جانے دینا۔

تم بھی آجاؤ نہ باہر۔

میم لیکن۔۔۔۔
ابھی وہ کبھی بولتا جب روحا نے اس کی بات کاٹی تھی۔

لیکن ویکن کچھ بھی نہیں اگر تم نے مجھے نہ جانے دیا تو میں تمہارے ساتھ تمہارے سر کا بھی سر پھاڑ دوں گئی۔ تم لوگ بھی میرے ساتھ آجاؤ سب چلتے ہیں۔

اوکے میم چلے۔ رائم روحا اپنے سوسائٹی میں بننے گھر میں لے کر آیا تھا۔ روحا جب گھر سے باہر نکلی روڈ اس وقت خالی تھی۔
گھروں سے آوازیں آرہی تھی۔ ان کے گھر کے سامنے اور ساتھ گھر بننے تھے۔

روحانے تھوڑی دیر واک کی مگر وہ بور ہو رہی تھی۔اچانک اس کے مائنڈ میں ایک آئیڈیا آیا تھا جس پر عمل کرتے ہوئے اس نے گارڑ کو کہا۔

مجھے بیٹ گیند چاہیے کرکٹ کھیلنا ہے مجھے۔

اوکے میم۔گارڈ نے دس منٹ بعد اسے بیٹ گیند لا کر دی تو وہ روڈ پر کھڑی ہو گئی تھی اور گیند اس نے گارڈ کو پکڑائی تھی۔دوسرے کو بھی لے کر آؤ وہ فیلڈ نگ کرے گا۔

لیکن میم یہاں کسی کے بھی گھر کو نقصان پہنچ سکتا ہے اور لوگوں نے سڑک سے گزرنا ہوتا ہے۔

تو؟ کوئی مجھے کچھ بول کر تو دیکھائے رائم درانی کی بیوی ہوں وہ بھی لاڈلی۔

جی میم۔

گارڈ نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی تھی کیوں کہ اسے پتا تھا۔ کہ یہ بھی اپنے میاں کی طرح سر پھیری ہے۔

چلو نہ ٹائم ویسٹ نا کرو گیند کرواہو۔

جی میم۔

کیا میم۔ مجھے میم نہ بولا کروں۔ تم مجھے مسز رائم بول کرو۔ اچھانا۔

جی مسز رائم۔

اس کی بات پر روحا کھلکھلائی تھی۔

اور وہ بے چارے گارڈ اس سر پھیری کو دیکھ رہے تھے۔

سٹارٹ کرو۔

روحا میڈم بیٹ سنبھال چکی تھی۔

اور یہ گارڈ نے گیند کروائی اور روحا نے گیند کو ہٹ کیا جو سامنے والوں کی کھڑکی کے شیشے پر لگی تھی جس سے شیشہ توٹ گیا تھا۔

اووووو۔ کوئی بات نہیں ہے۔ میرے رائم ہینڈل کر لے گئے۔

ایک پل روحا گھبرائی تھی۔ پھر یاد آیا کہ وہ تو رائم درانی کی بیوی ہے وہ کر سکتی ہے۔

چلو ایک اور۔

انہوں نے کچھ دیر ویٹ کیا تھا کہ کوئی گھر سے باہر آئے گا مگر شاید کوئی گھر میں ہی نہیں تھا۔

تبھی اس نے دوسری گیند بھی کھیلنا چاہی۔

جو سامنے سے آتی گاڑی کے شیشے پر لگی تھی۔

ہائے اپنی ہی ہے کوئی بات نہیں۔
روحا نے رائم کو گاڑی سے نکلتے دیکھ بولا۔
گارڈ تو اسے دیکھ کر ہی ڈر گیا تھا کہ اب ان کی شامت پکی ہے۔

یہاں کیا کر رہی ہو۔ تبھی ریان کی گاڑی بھی وہی آئی تھی۔
وہ بھی ان دونوں کو ایسے کھڑا دیکھ کر ادھر ہی آگیا تھا۔

روحا کیا کر رہی ہو یہاں گھر سے باہر کیوں آئی ہو۔
رائن نے اس کے ہاتھ میں بیٹ دیکھ کر کہا۔ سمجھ تو اسے آگئی تھی۔اس نے گارڈ کو گھور کر دیکھا تو فورا سے روحا کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔

ہبی ان کو نا ایسے دیکھے میں نے ان کو لایا تھا میں بور ہو رہی تھی تو اس لیے کرکٹ کھیلنا تھا نہ۔

ریان گویا ہوا۔ ہائے رائم کا کا کا گھر کھلنا تھا نہ۔

کیوں جی میں رائم درانی کی بیوی ہوں جہاں مرضی کھیلوں۔

وہ بھی اتراتے ہوئے بولی۔

جس پر رائم نے مسکراتے ہوئے اس کے بال ماتھے سے سہی کیے تھے۔

او کے چلو اندر میں آتا ہوں۔ روم۔ میں جا کر چینج کرو کپڑے گندے ہو رہے ہیں۔

روحابیٹ وہی چھوڑ کر روم۔ میں چلی گئی تھی۔اب رائم کارخ اس کے گارڈز کی طرف تھا۔

کیا تھا یہ؟

رائم نے غصے سے ان سے پوچھا۔

سر میم نے بولا تھا۔ کہ اگر ہم نے ان کے ساتھ نہ کیھلا تو وہ ہمارا سر تو پھاڑے گئی ساتھ آپ کا بھی پھاڑ دے تھی۔ ہمیں اپنی تو فکر نہیں تھی آپ کی تھی۔

ان میں سے ایک نے معصومیت سے کہا۔

ہاہاہاہاہاہامزہ آگیا قسمیں واہ رائم درانی تیرے چرچے ہو گئے ہیں۔ دیکھ سب کو پتا چل گیا ہے تمہاری بیوی کا تجھ پر رعب ہے۔

ریان قہقہہ لگاتے ہوئے بولا۔

بچوں بس صبر کر تیری والی نے تیرا سر نا پھاڑا تو بات کرنا۔
وہ بھی ہنستے ہوئے بولا۔

شام کو وہ تینوں چائے پی رہے تھے۔جب روحا گویا ہوئی۔

ریان بھائی اب آپ بھی جلدی سے شادی کر لے میں گھر میں اکیلی ہوتی ہوں۔

ہاں بس فکر نہ کرو بہت جلد کرنے والا ہوں۔
اس کی آنکھوں کے آگے نین کا سراپا لہرایا تھا۔

خیال ہی رکھی شادی ہی ہو گئی نہ یہ نہ ہو تیری بیگم تیرا سر پھاڑ دے۔رائم قہقہہ لگا کر بولا تھا۔جس پر روحا نے اسے گھورا تھا۔

آپ خبردار آپ نے میرے بھائی کو کچھ بولا تو۔

اور آپ نے کہا تھا کہ گھر لے کر جائے گئے۔

ہاں ریڈی ہو جاؤ۔

وہ جلدی سے بھاگتی ہوئی کمرے میں چلی گئی۔

اوئے رائم تو کیا کرے گا روحا کے بابا کیسے ماننے گئے۔

ریان نے رائم سے پوچھا۔
جس پر اس نے دو انگلیوں سے گن بنا کر گولی کا اشارہ کیا۔

ایسی ویسی کوئی حرکت نا کرئی۔ وہ روحا کا باپ ہے۔ نہیں تو ساری زندگی اس نے تجھے معاف نہیں کرنا۔

بروبس دیکھتا جا۔

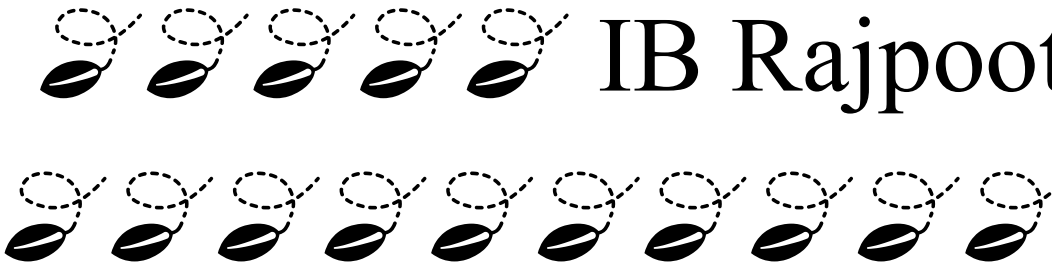
وہ کہتا باہر آکر گاڑی میں بیٹھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد روحا بھی آگئی تھی۔رائم نے گاڑی سٹارٹ کی تو روحا نے اس کی طرف دیکھا۔

رائم ڈرلگ رہا ہے۔بابا کا کیا ریکشن ہو گا۔
وہ اس کے کندھے پر سر رکھ کر افسردگی سے بولی۔

میں ہوں نا پھر کس چیز کا ڈر ہے
اس کی بات پر روحا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اسی بات کا تو مان ہے۔

اس کی بات پر رائم مسکرایا تھا۔



تم گاڑی میں ہی بیٹھو میں آتا ہوں۔ گاڑی اس کے گھر کے باہر روک کر بولا۔ روحا بے چینی سے اس کا انتظار کر رہی تھی۔

دس منٹ بعد وہ واپس آیا اور روحا کی سائیڈ والا دروازہ کھول کر اس کے سامنے اپنا ہاتھ کیا جس پر وہ اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتی باہر نکلی تھی۔

گھر کے اندر انٹر ہوتے اس نے اپنی پریشان نظروں سے ایک بار رائم کی طرف دیکھا تھا۔

مجھ پر بھروسہ ہے نا۔رائم نے اسے ڈرتے دیکھ بولا جس پر وہ گردن ہلاتے اندر داخل ہوئی۔

سامنے ہی بابا بھائی کو دیکھ کر وہ بھاگ کر اپنے باپ کے گلے لگی تھی۔

IB Rajpoot

شائمہ آدھے راستے سے ہی واپس آگئی تھی۔وہ نین کے گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی اس کی خالہ صوفے پر بیٹھ کر فون یوز کر رہی تھی۔

ہاں آجاؤ تمہاری ہی کمی تھی بس۔تم لوگوں کا اپنا تو گھر ہے ہی نہیں۔
وہ غصے سے گویا ہوئی۔

اوڈر آف انڈیا آج میرا موڈ بہت اچھا ہے اس لیے مجھے آپ سے بات نہیں کرنی۔ وہ ان کے گال زور سے کھینچتی ہوئی پرنین کے کمرے کی طرف بھاگ گئی تھی۔

پیچھے نین کی خالہ اپنے گال صاف کرتی اسے برا بھلا کہہ رہی تھی۔

نین اور مناہل ایک ساتھ بیٹھی باتیں کر رہی تھی جب شائنی بھاگتی ہوا اندر داخل ہوئی۔

۔

نین: لڑکی دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا۔ ایسے کوئی کسی کو ڈراتا ہے۔ اور تم نے تو گھر جا کر کھانا بنانا تھا نا۔

شائمہ: علی کی بیوی بات سنو میری

مجھے پیار ہوا ہے اقرار ہوا ہے۔
شائنی نین۔ کی بازوں کھنچتی ہوئی اسے گھول گھول گھوما کر بولی۔

مناہل: کیا مطلب مزاق نا کر۔

شائنی: یاد میں بلکل بھی مزاق نہیں کر رہی۔ مجھے نہیں پتا یار کون ہے وہ بس میرا دل آگیا ہے، مطلب کیوٹ سا ہینڈسم سا ہے۔ نین یار تم لوگ دعا کرو نا میری اسی سے شادی ہو جائے۔

نین: ایسے کیسے کچھ پتا تو ہو۔ ہے کون؟ یہ کیا کوئی بھی سڑک پر چلتا ہوا تمہیں پسند آگیا ہے۔

شائنی: مجھے نہیں پتا یار کون ہے بس پتا لگ جائے پھر میں شادی خود ہی کر لوں گئ ۔وہ گول گول گھومتی ہوئی بولی۔

نین: ماشاءاللہ

مناہل: کیا مطلب میں ہی رہ گئی ہوں۔یہ تو ظلم ہوانا میرے ساتھ۔

شائنی: علی کی بیوی تو نے اپنے نکاح والے دن کس کو مکہ مارا تھا۔وہاں تو کوئی نہیں تھا تو ہم دونوں کو مکہ مارتا کہ ہماری شادی بھی جلدی ہو جائے۔

مناہل: اے اگر وہ نہ مانا تو۔

شائنی: تو کیا۔یہ روحا کا گینگسٹر جو بھی اس کا نام ہے۔بھائی ہوانا میرا اسے بول کر بندہ اٹھوا لے گئے۔ نہیں تو نین کا علی بر و کسی کام تو آئے گئ یہ دونوں۔

نین: خبر دار میرا شوہر شریف سا بندہ ہے خبر دار جو اس کے بارے میں ایسا کچھ بھی بولا

مناہل: نہیں کیا مطلب ہے تمہاری اس بات کا۔ روحا کا میاں دہشتگرد ہے، یا ہمارے دہشتگرد ہو گئے۔

نین: روحا کا میاں ہے اس میں کوئی شک نہیں اور شائنی خود ہی دہشتگرد ہے باقی مناہل کا پتا نہیں۔ نین بھی مزے سے بولی۔

شائنی: تم آنے دو روحا کو بتاتی ہوں۔ اوو ویسے اس کے گھر چلے۔

ہاں چلو۔

وہ دونوں بھی اٹھ گئی تھی۔

نین کے بابا نے اسے گلے لگا کر دانت پیسے گویا رائم ان کے دانتوں کے نیچے ہو۔

رائم مزے سے سب کچھ دیکھ رہا تھا۔

روحافر خان سے ملی تو بہت خوش ہوا۔

ویسے چھپکلی سہی اپنے جیسا دہشتگرد پسند کیا ہے۔

فرخان نے اس کے کان میں بوکا۔

کیاااااااااا۔وہ زور سے چیخ کر اسے سے دور ہوئی تھی۔جب کہ رائم تو نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔روحا نے اس کی طرف دیکھا تو رائم نے آئی بروا ٹھا کر اس سے چیخنے کی وجہ پوچھی۔

جس پر وہ نفی میں گردن ہلا گئی۔

ٹھیک ہے نا تم جیسوں کو سٹ رکھے گا میرا میاں۔

روحا ان سے مل کر بہت خوش ہوئی تھی۔

وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے جب نین لوگ بھی گھر میں داخل کوئی۔

وہ روحا کو دیکھ بھاگ کر اس کے گلے لگی تھی۔

روحا انہیں دیکھ کر کھڑی ہوئی تھی مگر وہ اتنی زور سے اس کے گلے لگی تھی کہ روحا صوفے پر گری تھی اور وہ اس کے اوپر۔

نین: یار بندے میں تھوڑی تو شرم ہوتی ہے۔تمہیں وہ دہشتگرد مل گیا ہے تم تو ہمیں بول ہی گئی ہو۔

روحانے اان کو اپنے اوپر سے ہٹایا تھا جس پر نین نے اسے سنانا اپنا فرض سمجھا۔ مگر پھر وہاں سب کی موجودگی محسوس کر کہ مناہل فورا گویا ہوئی کہ کہی روحا کے گھر والوں کو رائم کا نا پتا چل جائے۔

اصل میں انکل روحا نے بلی کا بچہ خریدہ تھا تو میں اسی کی بات کر رہی ہے وہ بہت خطرناک ہے اس لیے۔

فرخان نے اس کی بات پر قہقہہ لگایا تھا

مناہل آپ اس بلی کے بچے کی بات تو نہیں کر رہی۔ فرخان نے رائم کی طرف اشارہ کیا۔

اہمممممم

جس پر وہ تینوں پلٹی تھی۔ پھر رائم کو دیکھ کر ایک ساتھ چیخی تھی۔

رائم درانی دانت پیسے انہیں دیکھ رہا تھا جنھوں نے اسے بیٹھے بٹھائے دہشتگرد بنادیا تھا۔

اپنا منہ بند رکھو خبر دار جو میرے ہینڈسم شوہر کے بارے میں ایک لفظ بھی بولا تو۔روحانے سب کو گھر کر بولا۔

جبھی ذیشان صاحب گویا ہیئے۔
لڑکی تم نے واپس نہیں جانا۔

ان کی بات پر روحانے ان کی طرف دیکھا تھا۔رائم۔نے پینٹ سے پسٹل نکال کر ذیشان صاحب کر ہاتھ میں پکڑ کر سٹائل سے گھومائی۔جس پر ذیشان صاحب نے تھوک نگلا۔

روحا کیوں کہ ذیشان صاحب کی طرف متوجہ تھی اس لیے وہ پسٹل نہیں دیکھ پائی تھی پر وہاں موجود ایک فرد نے دیکھ لی تھی جو رائم کے لیے کتنی خطرناک ثابت ہونے والی تھی وہ نہیں جانتا تھا۔

میرا مطلب ہے بیٹا رات ہو گئی ہے گھر کیسے جاؤ گئے۔
ذیشان صاحب نے آپنے لہجے میں مٹھاس گھول کر کہا۔

جی بابا پھر لگائے گئے چکر چلے رائم۔
روحا بھی رائم کی طرف متوجہ ہوئی اس نے جلدی سے پسٹل چھپائی تھی اور اٹھ گیا تھا۔

ہاں چلو چلتے ہیں پھر اجانا۔

یار روحا کیا مطلب ہمارے پاس تو بیٹھ جاتی کچھ ٹائم اتنے دنوں بعد آئی ہے تو۔ان تینوں کے منہ بننے تھے۔

یار تم لوگ آجاناوہی بات کرے گئے ابھی لیٹ ہورہے صبح رائم نے آفس بھی جاناہوتاہے۔
وہ رائم کاہاتھ پکڑ کر بولی تھی۔

ہاااائے ےےےےےےے۔جاوہم نہیں روکتے تمہیں۔

شائنی مسکراکر بولی تھی۔

رائم بھی روحاکی بات پر مسکرایاتھا۔
تم چلوڈول میں آتاہوں۔فون اندر رہ گیاہے۔

اوکے۔روحاان سے مل کر گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔

سسر جی میری بیوی سے تمیز سے بات کیا کرے نہیں تو اگلی بار آپ کو اور آپ۔
کی زوجہ کے ساتھ آپ کے پیارے بیٹے کو اڑا دوں گا۔رائٹ ناؤ۔

وہ انہیں پسٹل دیکھتا ہوا بولا۔

اور باہر نکل ایا۔
ایک نمبر کا دہشتگرد ڈھونڈا ہے روحانے۔ذیشان صاحب غصے سے گویا ہوئے
جس پر فرخان اپنے ہنسی ضبط کر گیا تھا۔جب کی چچی صوفے پر بیٹھ کر لمبی لمبی
سانس لے رہی تھی۔

رائم ابھی باہر نکلا ہی تھا کہ شائنی اور نین نے اس کا راستہ روکھا تھا جب کہ۔
مناہل اور روحا گاڑی کے پاس کھڑی باتیں کر رہی تھی۔

بھائی ایسے کدھر بات تو سن کر جائے۔کام تھا آپ سے۔

شائنی معصومیت سے گویا ہوئی۔

جی فرمائے۔رائم بے زاری سے گویا ہوئی۔

دیکھے جب ایک بندہ اٹھوانا پڑا تو آپ کو بولے گئے ہم۔ہم اسے کڈنیب کرے گے۔

شائمہ اسے گویا ہوئی جسے اسے فلم کی آفر کر رہی ہو۔

واٹ۔اور میں کیوں ایسا کروگا۔

رائم۔نے گھور کر نین کو دیکھا تھا جس نے اسے دہشتگرد مشہور کر دیا تھا۔

ٹھیک ہے آپ نا کرے۔ میں بھی روحا کو جا کر بتاتی ہوں کہ اپنے پسٹل دیکھا کر اس کے گھر والوں کو ڈرایا ہے۔
نین مزے سے روحا کی طرف بڑھی تھی۔ جب رائم نے اسے کھینچ کر واپس کھڑا کیا تھا۔

دہشتگرد ہو تمہارا اپنا میاں۔ رائم نے غصے سے اسے بولا تھا۔ جس پر نین تو سرخ پیلی ہو گئی تھی۔

جی کیا بولا ہے آپ نے میرے علی جتنا شریف بندہ اس دنیا میں ہو ہی نہیں سکتا خبر دار جو میرے شوہر کے بارے میں ایک اور لفظ بھی منہ سے نکالا تو اگر آپ روحا کے شوہر نا ہوتے تو اس وقت میں نے آپ کا سر پھاڑ دینا تھا۔

او تمہارا میاں اتنا ہی شریف ہے تو اس کا نام شرافت ہی رکھ دو۔اوو دہشتگرد کی بیوی تم مجھے دھمکی دے رہی ہو۔

اللہ کا واسطہ ہے بس کرو میرا مسلہ حل کرو۔۔
شائنی ان دونوں کو لڑتا دیکھ بولی۔

میں کر دوں گا۔ ٹینشن نا لو۔بندے کی تصویر سینڈ کرنا۔اپنی بیوی کے لیے اتنا تو کر سکتا ہوں۔
اس کی بات پر شائنی مسکرائی تھی۔
جبکہ نین اسے ابھی تک غصے سے گھور رہی تھی۔

دہشتگرد کی بیوی اسے ناگھورو ڈر لگ رہا ہے۔
رائم مسکراتا ہوا گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔

ہاہاہاہاریان درانی تیری کمزوری ہاتھ لگ گئی ویسے تجھے تیری ٹکر کی ملی ہے۔

روحا بیٹھو چلے۔
وہ لوگ راستے میں تھے جب روحا اس سے مخاطب ہوئی تھی۔

گینگسٹر آپ نے بابا کو کیسے منایا تھا۔

اس کی بات پر رائم نے مسکراہٹ دبائی تھی کیا بتاتا کہ گن پوائنٹ پر ان کو اس بات کے لیے راضی کیا تھا کہ وہ روحا سے اچھے سے بات کرے گئے۔

بس بیوی معافی مانگی تھی۔رائم نے معصومیت چہرے پر سجا کر کہا۔

اس کی ات پر روحا کی آنکھوں میں آنسوں آئے تھے اس کا شوہر جس کے آگے کسی کی آواز نہیں نکلتی تھی وہ اس کے لیے اس کے گھر والوں کے سامنے جھکا تھا۔

رائم، اپ اتنے اچھے ہیں میں اپنے رب کا جتنا بھی شکر ادا کروں کم ہے۔

پاگل اس میں رونے والی کیا بات ہے، تمہارے لیے سب کر سکتا ہوں پر کبھی چھوڑ نا نہ مجھے۔

۔رائم کو کیا پتا تھا اس کا خدشہ جلد سچ ثابت ہونے والا ہے۔

IB Rajpoot

نین گھر میں داخل ہوئی تو اس کی خالہ حال میں بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔

مہارانی صاحبہ آگئی ہے آوارہ گردیاں کر کہ۔ کھانا تمہارا باپ بنائے گا۔

نین کی خالہ اس کی بڑھتی ہوئی بولی۔

میرا باپ کیوں بنائے۔اپ کے ہاتھ ٹوٹ گئے ہیں۔ میں نے آپ کو اپنے گھر رکھا ہوا ہے یہ ہی بہت ہے۔

تمہاری اتنی ہمت میرے آگے زبان چلاؤ گئی۔انہوں نے اسے تھپڑ مارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تھا جب نین نے ان کا ہاتھ پکڑ کر زور سے جھٹکا۔

نہیں خالہ اب یہ غلطی نا دوہرائیں گا۔ کیوں کہ اب میں دا نین ملک نہیں ہوں۔

دانین علی ہوں۔ سمجھ آئی اور اپنے لیے کھانا بنائے گئی تو میرے لیے۔ بھی بنانا دینا۔

نین کہتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

جوتے اتار کر دوپٹہ اتارا اور صوفے پر اچھال دیا اور خود بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹی تھی۔

اہہہ میری کمر۔

اینگری برڈ دیکھ کر لیٹتے ہیں نا ویسے ہڈیاں تمہاری مجھے چبھ رہی ہے۔ چیخ تم رہی ہو۔

نین بیڈ پر دیکھے بغیر لیٹتی تھی اس لیے علی کو نہیں دیکھ سکی تھی۔

جس وجہ سے اس کے اوپر گری تھی۔

علی۔اپ کب ائے

جب میری بریو گرل گھر نہیں تھی۔

آپ نے سنا کیا سب۔میں نے اچھا نہیں کیا نا۔

وہ اپنی اور خالہ کی ہوئی بخث کی بات کر رہی تھی۔

مجھے تو اچھا لگا کہ میری بیوی نے خود کے لیے سٹینڈ کیا ہے۔

اچھا مجھے غصہ آیا ہوا تھا نا اس لیے۔

کیا مطلب، کس پر غصہ تھا۔

وہ روحا کے ہسبنڈ پر اگر وہ روحا کا شوہر نا ہوتا تو میں نے اس کا سر پھاڑ دینا تھا۔

ہاہاہاہا کیوں میری کیوٹ سی بیوی اس نے کیا کیا ہے۔
علی کی بات پر نین نے اسے ساری باتیں بتائی جب کہ وہ تو دہشتگرد والی بات پر ہنس ہنس کر بے حال ہو رہا تھا۔

ہاہاہاہا تم نے اسے سب کے سامنے دہشتگرد بولا۔
ہے۔
اس لیے بعد میں اس نے مجھے بولا اس میں غصے والی بات نہیں ہے۔

چلو اب سو جاو۔

روحا اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑی دن میں ہوئے سارے واقعے کے بارے میں سوچ رہی تھی جب اس کی نظر مین گیٹ پر پڑی تھی۔

روحا نیچے جانے کے لیے مڑی تھی اور سامنے رائم سے ٹکرائی تھی.

کیا ہو گیا اتنی جلدی میں کہاں جا رہی ہو۔ وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔

وہ نین۔۔

وہ دوبارہ بالکنی کی طرف گئی تھی جب رائم نے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

میڈم خبر دار اس شیطان کی نانی کا نام بھی لیا تو سب کے سامنے مجھے دہشتگرد بولا تھا اس نے مجھے۔ اور فصول میں اتنا نا سوچو۔ مجھے شرٹ نکال کر دو۔

رائم اسے کمرے میں لے آیا تھا۔

بے شرم انسان آپ ایسے ہی باہر آ گئے ہیں۔ روحا نے تو یہ نوٹ ہی نہیں کیا تھا کہ رائم شرٹ لیس کھڑا ہے۔ وہ شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی۔

نہیں تو ڈول ٹروزر پہنا ہے۔ رائم شرارت سے گویا ہوا۔
اس کی بات پر روحا سر سے پاؤں تک سرخ ہوئی تھی۔

میں شرٹ نکالتی ہوں چھوڑے مجھے۔
وہ خود کو اس کے حصار سے۔ نکالنے کی کوشش کرتی ہوا گویا ہوئی۔

ناٹنگ کرے ناپلیز۔ روحا کے معصومیت سے کہنے پر رائم نے اسے چھوڑا تھا۔

روحا نے رائم کو شرٹ نکال کر دی تو وہ شرٹ پہنتا ہوا گویا ہوا۔

آو مل کر چائے پیتے ہیں۔اس کی بات رروحا بھی مسکراتی ہوئی اس کے ساتھ نیچے گئی تھی۔

وہ دونوں زینے اترتے ہوئے خال میں داخل ہوئے تو نظر ریان پر پڑی جو اڑھا ترچھا صوفے پر لیٹا چھت کو گھور رہا تھا۔

روحا نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور مسکراتی ہوئی کیچن میں جانے لگی۔ مگر پھر اس کے دماغ میں کچھ کلیک ہوا تھا وہ وہی سے مڑی تھی اور دوبارہ ریان کی طرف دیکھا تھا۔

نہیں روحا پاگل ہو گئی ہے ایسا نہیں ہو سکتا مجھے ہی کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔

وہ خود سے کہتی کیچن میں جانے لگی۔

ریان بھائی چائے پیئے گئے آپ۔

روحانے وہی سے آواز بلند کی تھی۔

IB Rajpoot

ہاں جی گڑیا بنادو۔

ریان نے ایک نظر اپنے ساتھ والے صوفے پر بیٹھے رائم کو دیکھا جو اسے گھور رہا تھا۔

کیا تکلیف ہے تجھے۔ عقل تو تیرے اندر ہے ہی نہیں۔اج تو نے مر جانا تھا میرے ہاتھوں۔

رائم نے اس کے دیکھنے پر اس سے پوچھا۔

ریان نے ایک نظر اسے دیکھا تھا ابھی وہ کچھ بولتا جب اسے کچھ یاد آیا تھا جس پر وہ قہقہہ لگاتا صوفے سے اٹھا تھا۔

رائنم نے اسے گردن سے پکڑ کر صوفے پر پھینکا تھا۔

کیا تکلیف ہے کیوں تیرے دانت نکل رہے ہیں ریان درانی۔

یار تو واقعی ہی دہشتگرد ہے۔ہاہاہا۔

ریان ہنسی سے لوٹ پوٹ ہوتا زمین پر ہی بیٹھ گیا تھا۔

لگادی تمہاری چھتی نے چغلی۔رائم دانت پیستا ہوا بولا۔

ہاہاہا تیرے کام ہی ایسے ہیں۔

ریان نے مزے سے کہا۔

بیٹا صبر کر ہونے دے تیری شادی پھر میں دیکھوں گا تیری حالت۔

میں تو کہتا ہوں آج ہی ہو جائے یہ تو تم نے سارا رولا ڈالا ہوا ہے۔ نہیں تو میرے
اس وقت پانچ۔ چھے بچے ہوتے۔
ریان نے بھی دو ٹوک جواب دیا تھا۔

تیری تو میں۔۔۔۔رائم نے اسے نیچے دے کر پنچ مارے تھے جس پر وہ ریان کر
اونچی آواز میں چیخا تھا اور اس کی امید کے مطابق روحابھاگی آئی تھی۔

گڑیا اپنے دہشتگرد کو دور کرو مجھ سے مار رہا ہے۔

رائم کیا ہو گیا ہے چھوڑے انہیں یار ادھر بیٹھے۔
وہ اسے اپنی طرف کھینچ کر بولی تھی۔

گڑیا تمہارا میاں واقعی ہی دہشتگرد ہے۔ تمہاری دوست نے بلکل ٹھیک کہا ہے۔

جی نہیں ریان بھائی۔ اس (نین) میں تو دماغ ہی نہیں ہے۔ خبردار جو میرے شوہر کے بارے میں ایک لفظ بھی اور بولا تو۔ بہت معصوم ہے میرا شوہر۔

جی گڑیا بہت ہی زیادہ۔

بھائی آپ سے تو زیادہ معصوم ہے۔
وہ بھی تڑا کر بولی تھی۔

جس پر رائم نے اپنے کالر ٹھیک کیے تھے۔
روحا چائے لینے چلی گئی تو ریان رائم سے مخاطب ہوا۔

اگر اسے تمہارے کرتوت پتا چلے نا دیکھنا اس معصوم کو زہر نا دیا تو میرا نام بھی ریان درانی نہیں۔

تم اپنی فکر کرو میری چھوڑو تمہاری والی تو ہے بھی لڑاکوں۔ میرا بچہ تیری ہڈیوں کا سرمانا بنایا اس نے تو بولنا۔

رائم نے بھی حساب برابر کیا تھا۔

روحا چائے لے کر آئی اور ان دونوں کو چائے پکڑائی اور خود بھی رائم کے ساتھ صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔

کل میری فرینڈ کی برتھ ڈے ہے۔ ہم سب فرینڈز نے اسے سپرائس دینا ہے۔ اپ لوگ بھی انوائیٹ ہو۔
روحا نے چائے پیتے ہوئے انہیں بتایا۔

اچھا کون سی فرینڈ کی۔

ریان نے جلدی سے پوچھا۔

دانین کی برتھ ڈے تو پرسوں ہے لیکن ہم اسے کل سپرائس دے گئے کیوں کہ اس کے ہسبنڈ نے بھی تو اس کے لیے کوئی پلین کیا ہو گا۔

روحا کی بات پر رائم نے ریان کی طرف دیکھ کر آنکھ وینک کی تھی جس پر وہ دانت پیس کر رہ گیا تھا۔

سوری گڑیا میں نہیں آؤں گا۔اپ لوگ چلے جانا۔میری میٹینگ ہے کل۔اس علی کا تو کچھ کرنا ہی پڑے گا۔یہ سارا کیا دھرا اس کم۔۔۔ے رائم درانی کا ہے نہیں تو اس وقت دانین درانی صرف ریان درانی کے ساتھ ہوتی۔لیکن بہت جلد میری ہی ہو گئی۔ریان دل میں سوچتا مسکرایا تھا۔

لیکن بھائی ایسے کیسے۔اپ ہر بار ہمارے ساتھ نہیں یوتے۔

روحا ضد نا کرو میری ڈول اسے کام ہے اس وجہ سے اگلی بار میں خود اسے وہی روکوں گا۔
ریان کی التجاء کرتی ہوئی نظریں دیکھ کر رائم نے اس کی مشکل آسان کی تھی۔

اوکے بھائی۔ لیکن اگلی بار آپ ہر فنکشن میں آئے گئے۔

اوکے گڑیا جیسا آپ کا حکم۔
ریان کی بات پر روحا ہنستی ہوئی رائم کے کندھے پر سر رکھ گئی تھی۔

رائم مجھے یاد آیا میرا ڈریس تو ہے ہی نہیں میں کیا پہنوں گئی۔

میری ڈول کے لیے میں نے خود ڈریس لیا ہے آپ کو صبح مل جائے گا۔

ہائے صدقے۔

شرم کرو میں ادھر ہی ہوں۔ریان نے ان دونوں کو دیکھ کر بولا۔

کیوں ہم یہاں ناچ رہے ہیں جو شرم کرئے۔ تیرا دل اتنا ہی جل رہا ہے تو جا جا کر شادی کرلے تو بھی۔

رائم نے بھی ہر لحاظ تاک رکھے کہا۔

تیرے سے کچھ اچھی امید نہیں رکھی جاسکتی دہشتگرد نا ہو تو کہی کا۔

چلو روحا کمرے میں چلتے ہیں یہاں کچھ لوگ نظر لگا دے گئے۔

وہ روحا کا ہاتھ پکڑ کر بولا۔

آپ دونوں بھائی لڑے بغیر نہیں رہ سکتے۔

روحا نے تنگ آکر کہاں۔

نہیں۔ کیوں کہ یہ جو آپ کا میاں ہے نا اس میں خالص عورتوں والی فطرت پائی جاتی ہے۔ لڑا کو عورت۔

ریان بھی کسی سے کم نہیں تھا۔

ایک منٹ یہ کیا آپ لوگ عورتوں کو کوستے رہتے ہیں۔۔ جب لڑائی کرنے پر مرد آئے نا تو وہ عورت سے بھی زیادہ سخت ہے اچھانا۔

جی میری ماں اتنا بڑا لیکچر دینے کا شکریہ۔

ریان نے جنجھلاتا کر کہا۔

ریان بھائی صحیح کہتے ہیں رائم آپ کو کوئی لڑاکو سی بیوی لا کر دینی ہے جو آپ کو قابو میں رکھے۔

روحا اب اس کی باتوں سے تنگ آگئی تھی۔

ہاہاہاہا دیکھ لے ریان میری بیوی بھی اب میرے ساتھ ہے۔ چلو روحا اس سے پہلے یہ دوبارہ دماغ کھائے ہمیں چلنا چاہیے۔

وہ دونوں اپنے کمرے میں چلے گئے تو ریان وہی بیٹھا سوچ رہا تھا کہ دانین کو ویش کیسے کرے۔

IB Rajpoot

نین کیچن میں پانی لینے آئی تھی جب خالہ کے کمرے کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے کچھ عجیب سی آوازیں سنائی دی تھی۔
وہ ہلکا سا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو نظر خالہ پر پڑی جو بال دونوں ہاتھوں میں لیے کچھ بڑبڑا رہی تھی۔

خالہ۔اس نے ان کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا تو وہ ایک دم سے چیخی تھی۔

چھوڑ دو میں نے نہیں مارا کسی کو۔دور رہو نہیں تو میں اسے بھی مار دوں گئ۔

خالہ نے سرخ آنکھوں سے نین کو دیکھا تو وہ ڈر سے چیختی ہوئی کمرے سے باہر نکلی تھی اور بھاگتی ہوئی آپنے کمرے میں بند ہو گئ تھی۔

کمرے کے دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے لمبی لمبی سانس لیتے وہ ڈر سے کانپ رہی تھی۔

یہ خالہ کو کیا ہو گیا ان کی یہ حالت کیسے۔ کس کو مارا خالہ نے یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

وہ پھولی سانسوں سے بیڈ کی طرف بھاگی اور فون اٹھا کہ علی کو کال کی۔

پہلی بیل پر فون اٹھا لیا گیا تھا۔

ع۔۔لی۔مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ میرے پاس اجائے۔بہت ڈر لگ رہا۔وہ خالہ کو پتا نہیں کیا ہوا۔
نین فون اٹینڈ کرتے ایک ہی سانس میں بولی تھی۔

نین کچھ بھی نہیں ہوا میں آرہا ہوں۔تم رونا بند کرو۔

علی مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ پلیز اجائے۔

اوکے میں آرہا ہوں۔ رونا بند کرو اور بستر میں بیٹھو۔

ہمم۔ نین اس کی بات پر عمل کرتی بستر پر بیٹھی۔ علی کال نہ بند کرنا مجھے ڈر لگتا ہے۔

اچھا۔

علی۔ تھوڑی دیر خاموشی پر نین نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا تو کال بند تھی۔ وہ ہچکیوں سے روتی کمبل میں منہ چھپا گئی تھی۔

علی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جب اسے جنگل میں غیر معمولی سی حرکت ہوتی محسوس ہوئی۔

اور ساتھ ہی گولی چلنے کی آواز آئی تھی۔

وہ گاڑی سائیڈ پر روک جنگل کی طرف بھاگا تھا۔

وہی جنگل تھا۔ وہی جگہ، وہی ٹائم، بس آج وہاں دو لوگوں کے بجائے کہی لوگ تھے۔

علی کا دماغ آج سے کچھ سال پیچھے چلا گیا تھا۔

علی بھاگ جاو، یہ مار دے گئے، میرا بیٹا بھاگ جاو، علی موسیٰ کا خیال رکھنا بھاگ جاؤ اپنے بابا کو حقیقت بتا دینا۔

علی کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے۔
اس نے اپنی پینٹ سے پسٹل نکالی اور نشانہ لے کر ان دونوں آدمیوں کے ہاتھ پر فائر کیے جو آج پھر کسی کی موت کا انتظام کر رہے تھے۔

اے ے ے پکڑ اسے، پکڑ کون ہے۔ یہ بچ کے نام جائے۔
وہ دونوں علی کے پیچھے آئے تھے۔
علی گاڑی کی طرف بھاگا تھا۔

وہی منظر تھا۔ کچھ سال پہلے بھی اسی جنگل میں ایک بچہ یوں ہی بھاگ رہا تھا۔ اور پیچھے سے ہی آوازیں آ رہی تھی۔

پکڑا سے، یہ بچہ بھاگ نا پائے، علی میری جان بھاگ جاو، کبھی اس گھر میں نا جانا، موسی کو بچا لینا۔

علی گاڑی میں بیٹھتا گاڑی زن سے بھاگا لے گیا تھا۔
اسے اس وقت نین کے پاس جانا تھا نہیں تو اس کو کچھ بھی ہو سکتا تھا۔

اس نے فون نکال کر کسی کو کال کی۔۔

دوسری طرف سے کال اٹینڈ ہونے پر علی گویا ہوا۔

جنگل کے بائیں جانب۔دو اور دو چار۔خوشیار رہنا ہیں۔
علی نے اتنا بول کر کال بند کر دی تھی۔دوسری طرف اس آدمی کی آنکھوں میں خون اترا تھا۔

علی کے جانے کے تھوڑی دیر بعد اسی جگہ ایک گاڑی رو کی تھی۔اس میں سے ایک نقاب پوش نکلا تھا۔

اس اذیت ناک جگہ پر آج پھر کھڑا تھا۔
لال آنکھیں کچھ اپنی ہی کہانی سنا رہی تھی۔

موسی میری جان کہاہو، میں نے ڈھونڈ لیا تمہیں۔

موسی نہیں جانا اس کے پاس، میرا موسی۔

اس نے جنگل میں قدم رکھا ہی تھا۔اس کے کانوں میں ماضی کی آوازیں گونجنے لگی تھی۔

وہ تباہی بنا اس جنگل میں داخل ہوا تھا۔

کھڑکی نوک ہونے پر نین مزید خود میں سمٹی تھی۔وہ بری طرح خوفزدہ تھی۔

فون کی بیل پر اس نے فون دیکھا تو علی کی کال تھی۔

اس نے غصے سے کال بند کر دی تھی۔

تبھی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔

جائے یہاں سے ابھی آنے کی کیا ضرورت ہے۔چلے جائے کال بھی بند کر دی تھی اب نہیں بات کروں گئی۔

نین کو معلوم تھا یہ علی ہی ہے۔کیوں کہ وہ ساتھ کال بھی کر رہا تھا۔

مسلسل دس منٹ تک دروازے پر دستک ہوئی تو نین کو علی پر ترس آیا وہ دروازہ کھولنے کے لیے بھری تھی تبھی اس کا فون بجا تھا۔

اس نے مسکراتے ہوئے کال اٹینڈ کی تھی اور ساتھ کی دروازہ بھی کھول دیا تھا۔

نین دروزہ نہ کھولنا میں آرہا ہوں کچھ بھی ہو جائے دروازہ نہ کھولنا۔ دوسری طرف فون پر علی چیخ رہا تھا۔

نین نے جب سامنے دیکھا تو اس کی چیخے بلند ہوئی تھی۔

علی، اہ۔۔۔

اس نے موسیٰ کو کال کی تھی اور گاڑی کی سپیڈ اور بڑھادی تھی۔

دوسری طرف سے کال اٹینڈ ہوتے ہی علی گویا ہوا تھا۔

موسیٰ میری نین۔ وہ لوگ اس تک پہنچ گئے ہیں۔
موسی علی کی آواز سن کر جان گیا تھا اس وقت اس کی کیا حالت ہو گئی۔

علی، ارہا ہوں میں تم پہنچ وہاں۔

اوکے۔

IB Rajpoot

موسیٰ جنگل میں داخل ہوااور سیدھے راستے پر چلتا گیا۔

موسیٰ میری جان۔ بابا کو نہ بتانا بھاگو۔

موسیٰ میرا بچہ کہاں ہو تم ماما کب سے ڈھونڈ رہی ہے تمہیں۔

موسیٰ کے دماغ میں اس کا ماضی ایک فلیم کی طرح چل رہا تھا۔

وہ آگے بڑھا تھا۔ جب سامنے ہی اسے کاٹیج نظر ایا۔

وہ بائیں طرف سے اس کاٹیج کی طرف بڑھا تھا ابھی وہ اس کے صحن میں کھڑا اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں وہ بہت سال پہلے آیا تھا۔ وہی جگہ تھی۔ اس پر آج بھی کلہاڑی اور لوہے کے ڈنڈے پڑے تھے، اج بھی کسی معصوم کو یتیم کرنے کی تیاری کی گئی تھی۔

وہ غصے سے سرخ آنکھیں لیے اندر کی طرف بڑھا تھا جب۔ایک گولی اس کے کندھے کے آر پار ہوئی تھی۔

ایک لمحہ لگا تھا اسے خود کو سنبھالنے میں وہ فوراً کلا بازی کھاتا بائیں جانب درخت کی اوٹ میں چھپ گیا۔

اس نے نے جیب سے چاکوں نکالے اور دونوں ہاتھوں میں تھام کر سامنے مخالف سمت کھڑے تین آدمیوں کا جائزہ لیا وہ ہاتھ میں گنز پکڑے کھڑے تھے۔

موسیٰ نے اپنے محسوس انداز میں قلا بازی کھائی اور ان تینوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ان کو چاکوں سے زخمی کیا۔وہ تینوں زمین پر گرے تو موسی نے انہیں مٹی کے ڈھیر کے اوپر پھینکا اور ان کی ٹانگوں پر کٹ لگا دیے۔

کون ہو تم، چھوڑ دو ہمیں، نہیں تو وہ تمہیں بھی نہیں چھوڑے گا۔

نہیں اب باری تم لوگوں کی۔اب سب مر وگئے سب کے سب۔
موسیٰ کے لہجے موت سی چھبن تھی۔

موسیٰ بھاگا ہوا کاٹیج کے اندر گیا۔کاٹیج کے اندر برے برے ڈبے پڑے تھے۔انسانوں کی ہڈیاں تھی ایک طرف پیٹرول کے بڑے بڑے گیلن پڑے تھے۔
موسیٰ نے ان میں سے ایک گیلن اٹھایا۔

اور باہر آگیا جہاں ان تینوں پر پھینکا تھا۔اس نے تینوں کو ٹانگوں سے پکڑ کر واپس ڈھیر پر پھینکا اور ان پر پیٹرول پھینک کر کسی چیز کی تلاش میں نگاہیں ادھر ادھر دیرائی۔ مطلوبہ چیز ملنے پر بھاگ کر اسے اٹھایا اور واپس ان کی طرف ایا۔

اب منظر یہ تھا کہ وہ تینوں خون سے لے پت پڑے تھے اور موسی ہاتھ میں کلہاڑی پکڑے ان کے گرد چکر لگا رہا تھا۔

کچھ یاد ایا۔ کون ہوں۔ میں۔

دیکھو چھوڑ دو ہمیں ترس کھاو۔

وہ تینوں اس کے آگے موت کی بھیک مانگ رہے تھے۔

تم لوگوں کو رحم آیا تھا ان پر۔ تم لوگوں نے چھوڑا تھا نہیں۔ تم لوگوں نے ترس کھایا تھا۔ نہیں نہ۔ تو میں کیسے چھوڑ دوں ہاں۔

تم ہو کون۔

موسیٰ واثف درانی، عللیہ واثف درانی یاد ہے۔ علی واثف درانی۔

نہیں تم لوگوں کو کیسے یاد ہو گا۔ تم لوگوں نے پہلا قتل تھوڑی نہ کیا تھا۔

لیکن آج موسی واثف درانی کا وعدہ ہے کہ تم لوگوں کو اتنی بھیانک موت دوں گا کہ تم لوگوں کی روح کانپ جائے گئی۔

موسیٰ واثف درانی کی وخشت ناک آواز سارے جنگل میں گھومی تھی۔

اگلے ہی لمحے موسی نے کلہاڑی اٹھا کر آنکھیں بند کی تھی۔اس کے سامنے وہی چہرہ گھوما تھا۔

موسیٰ میری جان۔ میں نے مس کیا آپ کو اتنا سارا۔

موسیٰ نے سارا زور لگا کر پہاڑی گھمائی اور ان کا ایک ایک اعضا جسم سے جدا کر دیا تھا۔

پھر بھی اسے سکون نہیں تھا وہ تینوں آخری سانس لے رہے تھے موسیٰ نے لائٹر جلا کر ان پر پھینکا لائٹر گرنے کی دیر تھی تینوں کو آگ لگ گئی تھی۔اور موسیٰ وہی ان کے پاس بیٹھ گیا تھا جیسے آج سے سالوں پہلے وہاں آٹھ سال کا موسیٰ بیٹھا تھا۔

آج اتنے سالوں بعد وہ اسی جگہ پر بیٹھا تھا۔وہ جگہ بہت بھیانک لگ رہی تھی۔

جس جگہ میں ان لوگوں کی خوشبو ہو جو آپ کو جان سے پیارے ہو تو وہ جگہ چاہیے جتنی بھی خوفناک ہو اس کے ایک ایک ذرے سے انسان کو محبت ہوتی ہے۔

موسیٰ گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا اگ کو دیکھ رہا تھا جب علی کی کال سننے کے بعد وہ وہاں سے بھاگا تھا۔

سلطان تجھے اپنی موت کی بہت جلدی ہے۔

روحا صبح کی اکیلی بیٹھی بور ہو رہی تھی۔ صبح سے رائم اور ریان گھر سے گئے ہوئے تھے۔

وہ کوئی الٹی حرکت کرنے کا سوچ ہی رہی تھی۔جب اس کے فون کی میسج ٹیون بجھی۔روحا نے مسکرا کر فون اٹھایا اسے لگا کہ اس کی دوستیں ہو گئی۔

مگر فون پر رائم کا نمبر چمکتا دیکھ اس کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

ڈول آپ کے پاس پانچ منٹ ہیں جلدی سے تیار ہو کہ آجاؤ باہر گاڑی کھڑی ہے میں ویٹ کر رہا ہوں۔اور پلیز گاڈز وغیرہ کو نا بتانا پھر ریان نے ناک میں دم کر دینا ہے۔

روحااس کا میسج پڑھ کر خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھی۔ناجانے کون کون سی موی کے سین یاد آئے تھے اسے۔

اس نے رائم کو کال کی مگر رائم نے کال کاٹ دی تھی۔

بے کال نہ کرو بیزی ہوں کوئی دوسرا سوال نا کرنا میں ویٹ کر رہا ہوں اجاو۔

اوکے۔

روحانے کبرڈ سے آسمانی رنگ کا کرتا شلوار نکالا اور شاور لینے چلی گئی۔

اللہ لیٹ ہو رہی ہوں جناب سے صبر بھی نہیں ہونا۔ وہ واشروم سے نکلتی کپڑے اسے ہی بیڈ پر پھینک کر تیار ہوئی تھی۔

جلدی سے خود پر شال اوڑھتے کمرے سے نکلی تھی اور حال سے بھاگتی ہوئی باہر آئی تھی۔ جگہ جگہ گاڈز کھڑے تھے۔

بھائی وہ اندر دیکھے میرے کمرے میں۔ پتا نہیں کیا ہے۔

روحا گارڈ سے بولی تو وہ اندر بھاگ گئے تاکہ دیکھ کر آئے کیا ہے۔

روحا نے موقع دیکھا تو وہ فورا میں گیٹ سے باہر نکل گئی تھی۔ تھوڑا سا آگے گئی تو بلیک گاڑی سڑک پر کھڑی نظر آئی تو اس نے سکھ کا سانس لیا۔

ڈرائیور نے اس کے لیے گاڑی کا دروازہ کھولا تو وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔

ڈرائیور بھی گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔

تمہیں پتا ہے کہ رائم نے کہاں بلایا ہے اور کیوں۔ روحا نے ڈرائیور کو دیکھا جو انجان لگا تھا اسے لیکن پھر میں دل مچلتا سوال پوچھ لیا۔

جی میم سر نے بولا ہے کہ میں آپ سے کوئی بھی بات نہیں کروں گا۔

افففف ایک تو تمہارے سر۔

روحا نے بیگ سے فون نکالا اور

رائم بتائے نہ کہاں بلایا ہے۔ مجھ سے ویٹ ہی نہیں ہو رہا اور یہ جو آپ نے ڈرائیور بیجھا ہے یہ تو سوال کا جواب ہی نہیں دے رہا

رائم کو میسج ڈالا لیکن جب اوپر نظر پڑی تو رائم اور اس کی جو تھوڑی دیر پہلے بات ہوئی تھی وہ چیٹ تو ڈیلیٹ تھی۔

اہہہ رائم کے بچے گینگسٹر سے شادی کرنے کے یہ ہی نقصانات ہیں۔

وہ مسکراتی ہوئی سیٹ سے ٹیگ لگا کر آنکھیں موند گئی تھی کیوں کہ یہ راستے تو بلکل اس کی لیے انجان تھے۔

IB Rajpoot

نین کی نظر جب سامنے والے پر پڑی تو وہ خوفزدہ ہو گئی تھی۔

سامنے ہی ایک آدمی فل بلیک کپڑوں میں ملبوس تھا چہرے پر بھی کالا کپڑا باندھا ہوا تھا۔ سب سے زیادہ خوفزدہ کرنے والی اس کی کالی آنکھیں تھی اور ہاتھ میں پکڑا کلہاڑا۔

نین نے دروازہ بند کرنے کی کوشش کی تھی مگر

اس سے پہلے ہی اس نے اپنا پاؤں دروازے کے درمیان دیا تھا جس کی وجہ سے نین دروازہ بند کرنے میں ناکام ہو گئی تھی۔ وہ خوف سے کانپتی کمرے میں اپنے آپ کو چھپانے کے لیے بھاگئی تھی۔

اور ڈور کر واشروم میں بند ہو گئی تھی۔

وہ آدمی بھی اس کے پیچھے آیا تھا۔

دروازہ بند ہونے پر وہ باہر سے دروازہ توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ نین کا دل خوف سے سکھے پتے کی مانند کانپا تھا۔

علی، اجائے آپ بجالے۔ اللہ جی پلیز بہت ڈر لگ رہا ہے۔

نین دیوار کے ساتھ لگی کانپ رہی تھی۔ تبھی اس آدمی نے دروازے پر زور سے کلہاڑی ماری تھی جس کی وجہ سے دروازے میں ڈرار پر گئی تھی۔

اور دوسری بار پھر اس نے کلہاڑی ماری تھی۔ جس پر دروازہ ٹوٹنے کے ساتھ ہی نین کی چیخے ہوا میں بلند ہوئی تھی۔

کون ہو تم پلیز چھوڑ دو مجھے۔

وہ آدمی واشروم میں داخل ہوا تھا۔ اس نے گردن موڑ کر اس کی طرف دیکھا تو نین کا سانس وہی اٹک گیا تھا۔

وہ تو کوئی آدمی خور لگ رہا تھا۔ اس نے نین کو گھسٹتے ہوئے خال میں لا کر پھینکا تھا۔ نین سامنے خالہ کو بیٹھے دیکھ ان کے پاس بھاگی تھی۔

خالہ مجھے بچالے مجھے اس سے بہت ڈر لگ رہا ہے۔ پلیز میں سارا کام کرو گئی۔
نین خالہ کے پیچھے خود کو چھپاتی ہوئی بولی تھی۔
جس پر انہوں نے اس اسے بازوں سے پکڑ کر فرش پر پھینکا تھا۔

لے جاؤ اسے اور سب سے پہلے اس کا ہاتھ کاٹ کر بیچنا اسے بھی پتا چلنا چاہیے نا کہ مجھ پر ہاتھ اٹھانے کی کیا سزا ہے۔ جو غلطی اس نے کی ہے اب اس کی سزا تو بھگتنی ہی ہے۔

نہیں خالہ پلیز رحم کرے جانے دے مجھے۔

وہ آدمی خالہ کی بات مکمل ہوتے ہی اسے گھسٹے ہوئے باہر لایا تھا جس کی وجہ سے اس کے جوتے اور ڈوپٹہ وہی کہی گر گیا تھا۔

نین کے مسلسل چیخنے پر اس آدمی نے کلہاڑی کے پیچھے کا ڈنڈا نین کے سر پر مارا تھا جس وجہ سے وہ خوش ہوا اس سے بیگانہ ہوتی اس کے پاس زمین پر گری تھی۔اس آدمی نے نین کو اٹھا کر گاڑی میں پھینکا وہاں سے نکلا تھا۔

ان لوگوں کے جاتے ہی علی کی گاڑی وہاں رکھ تھی۔
وہ بھاگتا ہوا گاڑی سے نکل کر نین کے کمرے میں گیا تھا جہاں ہر چیز تہس نہس تھی۔

علی کو لگا کہ وہ سانس نہیں لے سکے گا اگر اس کی نین کو کچھ ہو گیا تو۔

وہ سیڑھیوں سے نیچے بھاگا تھا اور خالہ کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔وہ کمرہ بھی خالی تھا پھر علی وہاں سے واپس آنے لگا تھا جب بے ساختہ اس کے قدم کبرڈ کی طرف بڑھے تھے۔

اس نے کبرڈ کھولا تو سامنے تو اسے کوئی چیز بھی نظر نہیں آئی تھی مگر جب اسے نے کپڑے ہٹائے تو کبڑد کی دیوار پر عجیب ساڈیزائن تھا۔

علی کچھ سمجھتا اس سے پہلے ہی اسے موسی کی کال آئی تھی۔

علی تمہاری بیوی کو سلطان کے بنگلے میں لے کر جارہے ہیں۔انہیں روکنے کے لیے ہر طرف ناکا لگوادو جلدی اور ہائی وئے رملو مجھے۔

اوکے موسی۔

علی وہاں سے نکلتا ہوا باہر بھاگا تھا۔
گاڑی میں بیٹھ کر اسسٹنٹ کمشنر کو کال کی اور سارا شہر بند کروادیا تھا۔

نین بس تھوڑا صبر رکھو میں آرہا ہوں۔

ناجانے وہ کس کو دلاسہ دے رہا تھا خود کو یا نین کو۔

روحا گاڑی میں بیٹھی اپنی سوچوں میں مگن تھی تبھی گاڑی ایک جھٹکے سے روکی تھی۔

روحا نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو کوئی سنسان سی جگہ تھی۔ڈرائیور گاڑی سے اترا تو روحا بھی اس کے پیچھے اتری تھی۔

ہیلو کہاں جا رہے ہو تم اور یہ گاڑی یہاں کیوں روکی ہے۔

روحا نے ڈرائیور کو آگے جاتا ہوا دیکھا تو اسے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا روحا کے پوچھنے پر بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

اگلے ہی لمحے کسی نے پیچھے سے آکر روحا کے منہ پر رومال رکھا تو وہ ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی گئی۔اس نے روحا کو اٹھا کر گاڑی میں لیٹایا اور خود گاڑی ڈرائیو کر نے لگا۔

IB Rajpoot

موسیٰ نے گاڑی کی سپیڈ بڑھادی تھی۔پتا نہیں۔کیوں وہ بے چین سا ہو رہا تھا۔ اس نے فون اٹھا کر دیکھا تو اس کی بیوی کی میس کال لگی تھی۔

اس نے اسے دوبارہ رینگ کیا۔مگر کال کسی نے اٹینڈ ہی نہیں کی تھی۔

موسیٰ نے علی کی گاڑی دیکھ کر اپنی گاڑی روکی اور پریشانی سے اتر کر علی کی طرف بڑھا تھا۔جو خود پریشان تھا۔

علی بی بریو تم یہ نہ بھولو کی تم کون ہو۔اپنے میشن پر فوکس کرو اور چلو ہم جلد ہی سب ٹھیک کر لے گئے۔۔

اب پلین پر فوکس کرتے ہیں۔

IB Rajpoot

روحا کو ہوش آیا تو اس نے آنکھیں کھول کرنا سمجھی سے آگے پیچھے نگاہیں دہرائی ۔۔

وہ ایک چھوٹا سا خالی کمرہ تھا جس میں ایک چھوٹا سا روشن دان لگا تھا تا کہ اندر والا زندہ رہ سکے۔بہت ذیادہ گندگی اور مٹی ہونے کب وجہ سے روحا کو بار بار چھینکے

آرہی تھی۔روحانے اپنے بائیں طرف کسی کی موجودگی محسوس کی تھی فوراسے اس طرف دیکھا۔

اہ۔۔۔۔۔۔۔۔

جب نگاہ ہوش وخواس سے بیگانہ پڑے وجود پر پڑی تواس کی چیخ کمرے میں گونجی تھی۔

نین، نین کیاہوا ہے تمہیں۔

روحانے اس کا چہرہ اپنی طرف کیاتواس کوخون میں لت پت دیکھ کراس کی جان نکلی تھی۔

اس نے جلدی سے اپناڈوپٹہ پھاڑ کراس کہ سر پر باندھا تھا۔

نین آنکھیں کھولو۔

کوئی ہے پلیز دروازہ کھولا۔ پانی دے دو۔ وہ زخمی ہے۔

کوئی سن رہا ہے مجھے۔

روحا بھاگتی دروازہ کٹھکٹھا رہی تھی۔ چیخ چیخ کر اب تو اس کی گلہ بھی خشک ہو گیا تھا۔

تبھی دروازہ کھولا تھا اور دو نقاب پوش آئے تھے وہاں۔

کون ہو تم لوگ اور ہمیں یہاں کیوں لایا ہے۔۔

لڑکی زیادہ سوال جواب نہ کر یہ پانی پکڑ اور اسے ہوش میں لا کیوں کہ تم لوگوں کا زندہ رہنا بہت ضروری ہے۔

ان میں سے ایک نے اسے پانی کی بوتل دی تھی روحا نے جلدی سے تھام کر نین کو سہارا دے کر بیٹھایا اور اس کے منہ پر پانی کے بیٹے مارے۔ نین نے آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں تھی۔

نین آنکھیں کھولو پانی پیو۔

نین نے روحا کے ساتھ ٹیک لگائی۔ تو روحا نے اسے پانی پلایا۔

کہاں ہیں ہم۔

نین کے سوال کرنے پر روحا نے ایک نظر سامنے دیکھا تو۔ نین نے بھی اس کی طرف دیکھا اسے سب یاد آیا تو وہ سیدھی ہو کر بیٹھی۔

دیکھو ہمیں جانے دو کیوں لے کر آئے ہو ہمیں یہاں۔

نین نے ان کو گھورتے ہوئے کہاں۔

لڑکی اپنی بکواس بند کر کہ بیٹھ نہیں تو یہی گاڑ دوں گا۔

اوئے تم جانتے نہیں ہو کس کی بیوی ہوں میں رائم درانی تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔

ہاہاہاہاہاہا میں تو ڈر گیا۔ لڑکی جب تک تمہارا رائم درانی تک پہنچتا ہے نہ تب تک تم پتا نہیں کہاں پہنچ چکی ہو گئی۔ اور تم رائم درانی کی وجہ سے ہی یہاں ہو۔ چلو اب زیادہ بک بک نہ کرنا۔ بوس آتا ہے پھر تجھے خود ہی ہینڈل کر لے گا۔

وہ دروازہ بند کر کے چلے گئے تھے۔
تو نین سیدھی ہو کر بیٹھی۔

روحا تم یہاں کیسے آئی ہو۔

روحا۔نے سارا قصہ اس کی گوش کیا تو نین نے نا سمجھی سے اس کی طرف دیکھا۔

روحا اس کا کیا مطلب ہے یہ سب رائم بھائی نے کیا ہے۔کیوں کہ تمہیں تو انہوں نے خود بلایا تھا باہر۔

نین ایسا سوچنا بھی نہ کہ رائم مجھے نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

روحا اب ہم یہاں سے کیسے نکلے گئے۔

نین پریشان نہ ہو اللہ کوئی نہ کوئی سبب پیدا کر کے گا۔

مناہل تو اپنا چارہ کر لے اب تو مجھے بھی میرا بندہ پسند آ گیا ہے۔ تو ہماری شادی پر اکیلی ہی گھومے گئ کتنی بری بات ہے نہ۔

شائمہ اور مناہل روحا کے گھر جا رہی تھی تا کہ اس کے کمرے سے نوٹس لے آئے اور اس کے بابا کو سمجھائے کے روحا سے ناراضگی ختم کر دے۔

جب شائمہ کی زبان میں کجھلی ہوئی تھی۔

چل نکل۔۔پہلے تو مجھے یہ بتاؤ کہ تیرا وہ مانا ہی نہیں تو پھر۔

جا رہے مناہل اس کی تو نے ٹینشن نہیں لینی اس کا میں نے بندوبست کر لیا ہے۔

کیا مطلب شائمہ کیا کیا ہے تم نے مجھے نہیں بتایا۔

میں نے رائم بھائی کو بول دیا ہے کہ وہ میرا بندہ اٹھوالے گئے تاکہ ہمارا نکاح ہو سکے۔

واٹ یہ سب کچھ ہوا اور تجھے ذرا شرم نہیں ائی۔ مجھے کیوں نہیں بتایا اور رائم بھائی کیسے مان گئے۔

اووو صبر کر لڑکی بتاتی ہوں۔ شائمہ نے اس دن والا سارا واقعہ مناہل کو سنا دیا کیسے اس نے اور نین نے رائم کو منایا تھا کہ وہ دستگیر کو اٹھوا کر اس کا نکاح کروائے گئے۔

ہاہاہاہاہاہایار تم بھی قسم سے تم بھی نہ۔ تیری شادی ہو گئی تو پتا نہیں کیا ہو گا تیرا۔

افگورس بچے ہو گئے اور کیا ہو گا۔

شائنی نے بھی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

استغفرُللہ شائنی شرم کرلے شرم۔

مجھ میں نہیں ہے شرم تمہیں پتا ہونا چاہیے۔

وہ لوگ روحا کے گھر میں داخل ہوئی تو حال میں فرخان بیٹھا نظر آیا جو اپنے کام میں اتنا مگن تھا کہ اسے پتا ہی نہیں چلا کہ وہ دونوں جب وہاں آئی تھی۔

اہمم۔اس کو متوجہ کرنے کے لیے شائمہ نے اپنا گلہ کنگھارا جس پر فرخان نے مڑ کر انہیں دیکھا۔

اسلام علیکم، سوری وہ میں اسائمنٹ بنا رہا تھا تو اس لیے مجھے آپ کے آنے کی خبر ہی نہیں ہوئی۔

کوئی بات نہیں ایکچولی ہمیں روحا کے کمرے سے کچھ چیزیں لینی تھی۔
مناہل نے شائنی کے بولنے سے پہلے آنے کی وجہ بتائی اسے علم تھا کہ شائنی نے

کچھ الٹا ہی بولنا ہے۔

اوکے مسلہ نہیں ہے آپ جائے لے لے۔
فرخان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

میں تو یہاں ویسے ہی آگئی تھی۔ تم دونوں ہی بات کرو۔ شائمہ کو مناہل نے
بولنے کا موقعہ ہی نہیں دیا تھا جس پر اس نے اپنی بھڑاس نکالنی ضروری سمجھی۔

مناہل تو سر تا پاؤں اس کی بات پر سرخ ہوئی تھی اور فرخان نے مسکراتے ہوئے
مناہل کو دیکھا تھا۔

چلو یہاں سے۔
مناہل شائنی کو گھسیٹتے ہوئے روحا کے کمرے میں لے گئی تھی۔

تم مجھے بتاؤ یہ کیا بکواس کر رہی تھی تم ہاں شرم ہے تم میں۔ تم میں کیسے شرم ہو گئی اگر ہوتی تو تم بکواس نہ کرتی۔
مناہل نے اس کی اچھی خاصی کر دی تھی جس پر وہ منہ بسور کر رہ گئی تھی۔

چلو ڈھونڈو میڈیم کہاں رکھ کر گئی ہے۔
یہ دونوں شادی کے بعد تو اپنے اپنے میاں کی ہی ہو کر رہ گئی ہے۔

مناہل نے ناراضگی سے کہا۔

یہ رہا مل گیا یہ ہے۔

شائنی نے اس کے سامنے پیپرز کرتے ہوئے کہا۔

شکر چلو چلے۔اور خبردار جو تم نے دوبارہ کوئی بھی ایسی بکواس کی تو۔
مناہل نے اسے بازوں سے کھینچ کر اپنے سامنے کیا۔

نہیں کرتی کوئی بھی بات چھوڑ دو اب میری بازوں یار۔

وہ دونوں ایک دوسرے سے لڑتی ہوئی سیڑھیاں اترتی ہوئی نیچے آئی تھی۔جب شائنی نے فرخان سے پوچھا۔

فرخان تم آج اکیلے ہو گھر میں باقی کدھر ہیں۔
فرخان جو انہیں کی طرف متوجہ تھا فوراً گویا ہوا۔

وہ بابا کے دوست کے بیٹے کی شادی تھی تو وہی گئے ہیں۔

آپ لوگ بیٹے نہ چائے پی کر جانا۔

نہیں شکریہ آپ کا جس کام کہ لیے آئے تھے وہ ہو گیا مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں جانا چاہیے۔وہ شائنی کو کھینچتی ہوئی بولی۔

یار کیا تکلیف ہے تجھے اتنی اچھی چائے کی آفر آئی تھی۔
شائنی میرے ہاتھوں مر نہ جانا تم۔

اوکے بوس سوری غصہ نہیں۔ چل کچھ کھاتے ہیں۔ویسے اگر وہ چائے پی لیتے تو مزہ اجاتا۔شائمہ نے آخر میں شرارت سے بولا جس پر مناہل کو اچھی خاصی تپ چھڑی تھی۔

IB Rajpoot

روحااور نہ ناجانے کتنی دیر سے وہی بند تھی تبھی کمرے کادروازہ کھولا تھااور وہی دو آدمی وہاں داخل ہوئے تھے۔ نین نے ان کو دیکھ کر روحا کا بازوں پکڑ نا تھا۔
چلو لڑکیو منہ بند کر کہ بوس کا بُلاوا آیا ہے تم دونوں کو۔

شانی ان کی آنکھوں پر کپڑا باندھو۔
ان میں سے ایک نے اپنے ساتھ کھڑے لڑکے کو کہا جس پر اس نے ان دونوں کی آنکھوں پر پٹی باندھی تھی۔

چھوڑو ہمیں بزدل انسان اگر مرد ہو تو کر رائم کا مقابلہ کرنا۔ عورتوں پر ظلم کر کہ کیا تم لوگ خود کو بہادر سمجھتے ہو۔

روحا نے نین کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔اور وہ ان پر چیخی تھی۔
جس پر ان میں سے ایک لڑکے نے اس کا سر پکڑ کر دیوار سے مارا تھا۔

اہمممممہ۔روحا۔نین چیخی تھی۔

عقل ٹھکانے آئی تمہاری یا نہیں۔اس آدمی میں روحا کو بالوں سے پکڑ کر کہا

تھووو۔روحارائم درانی ہوں میں تمہاری بھول ہے کہ اتنی جلدی ہار مانو گئی میں۔
روحانے اس کے منہ پر تھوکا تو وہ لڑکا غصے سے آگ بگولہ ہوتا اس کے چہرے پر
ہے درپے تھپڑ جھار گیا۔
روحا پلیز چپ کر جاو۔اور تم لوگ اسے چھوڑ دو ہم تمہاری بات مانے گئے پلیز۔

وہ دونوں روحا کو لے کر ایک بڑے سے حال نما کمرے میں داخل ہوئے۔

شاباش میرے شیرو۔مجھے تم لوگوں پر فخر ہے۔کھولو ان کی آنکھوں سے پٹی۔
سامنے بیٹھے شخص نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا۔

جی بوس۔اس کی بات پر انہوں نے ان دونوں کی آنکھوں سے پٹی اتاری۔ایک لمحے تو روحااور نین کی آنکھیں چندھیا گئیں تھی۔

انہوں نے سامنے دیکھاایک اکیتس بتیس سال کا شخص سامنے بیٹھاہوا تھا۔ دیکھنے میں وہ کافی پر کشش تھا۔مگر ایک چیز جو روحانے نوٹ کی تھی وہ اس کی آنکھیں تھی۔

جو بلکل رائم کی کاپی تھی۔سبز آنکھیں س اسے بہت کچھ سمجھا رہی تھی جو وہ سمجھنا ہی نہیں جارہی تھی۔

کون ہو تم اور یہاں کیوں لائے ہو تم۔
نین نے غصے سے پوچھا روحا کو دیکھ اب اس میں کچھ ہمت آئی تھی۔

یہ بھی بتادوں گا صبر صبر م۔۔اہہ سوری سوری مسز علی۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم اور تمہیں ہمارے بارے میں کیسے پتا ہے۔

تمہیں تو یہ نہیں پتا تم بیوی کس کی دانین ملک لیکن فکر نہ کرو مجھے پتا ہے۔ میں بتا دوگا تمہیں۔ چلو میرے ساتھ

نین کے خیران ہونے پر وہ گویا ہوا۔

تبھی روحانے نین کا بازوں پکڑ کر اسے اپنے پیچھے چھپایا تھا۔

ہم کیوں تمہاری بات کا یقین کرے ہاں۔

مسز رائم درانی بلکل اپنے شوہر والے کام ہے تمہارے۔ایک بار دیکھ تو لو سارے ثبوت پھر یقین کرنا یا نہ کرنا تمہارا کام ہے۔

پھر جو کچھ اس نے انہیں دیکھا یا تھا وہ دیکھ کر نین کو لگا کہ اس کی سانسیں رک جائے گئی اتنا بڑا دھوکا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا روحا ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔ نین۔ کے قدم لڑکھڑائے تھے تبھی روحا نے اسے پکڑا تھا۔

نین پلیز حوصلہ رکو اس سب کا کیا انہیں بھگتنا پڑے گا۔

شانی انہیں واپس چھوڑاو۔ بے چاریاں ان کا ہم نے کیا بیگارنا ہے ان کو تو ان کے شوہروں نے ہی دھوکا دیا ہے۔ دیکھوں نہ ابھی تو روحا بھابھی ہمیں دھمکی دے رہی تھی رائم درانی کی ابھی انہیں پتا چلا ان کا شوہر ان کو دھوکا دے رہا ہے۔

یس بوس۔

روحااور نین تو خاموشی سے گاڑی میں بیٹھی تھی انہیں کچھ سمجھ ہی نہیں آرہا تھا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے مگر وہ خود دیکھ کر آئی تھی۔ روحا کو نین کی بہت فکر تھی۔ جو خاموشی سی خلا میں گھور رہی تھی۔

شہر سارا بند ہے۔ انہیں یہی ہی اتار دو۔ انہوں نے روحااور نین کو شہر سے تھوڑے سے فاصلے پر واقع ایک سڑک پر اتار دیا تھا۔

علی اور موسی نے سکون کا سانس لیا تھا وہ لوگ اب تقریباً پہنچ ہی گئے تھے۔ مگر سڑک پر نین اور روحا کو کھڑے دیکھ کر انہوں نے گاڑی رکی تھی۔

روحا نے نین کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لیا ہوا تھا۔ تب ہی سامنے سے وہ دونوں آئے تھے۔

نین۔ علی نے بھاگ کر نین کو ہاتھ لگانا چاہتا تھا۔ نین نے اس کا ہاتھ وہی پکڑ لیا تھا۔

چٹاح۔

علی تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھے صدمے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

نین یہ کیا حرکت۔۔۔

چٹاخ۔

دھوکے باز انسان دور رہو۔ میرے قریب نہ آنا۔

چٹاح۔

نین نے علی کو تھپڑ جھاڑ دیا تھا جس پر وہ تو نا سمجھی سے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑا تھا جب کہ موسیٰ نے مٹھیاں بند کر کہ کھولی وہ غصہ کنڑول کرنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔اس نے روحا کی طرف دیکھا تو روحا نے نفرت سے چہرہ موڑ لیا تھا۔

نین یہ کیا حرکت ہے۔

چٹاخ۔

بکواس بند کرو دھوکے باز انسان۔

علی کے پوچھنے پر نین نے اسے ایک اور تھپڑ مارا تھا۔

جس پر موسیٰ کی بس ہوئی تھی۔

لڑکی اگر اب تم نے علی پر ہاتھ اٹھایا تو میں تمہارے ہاتھ کاٹ کر رکھ دوں گا۔

موسیٰ نے اسے انگلی اٹھا کر وارن کیا تھا۔

موسیٰ نہیں نہیں رائم درانی تم اپنی اوقات میں رہو۔ شرم تو نہیں آئی تم دونوں کو اتنا گندا کھیل کھلا ہے۔ رائم درانی نفرت ہے مجھے تم سے تمہارے وجود سے۔ تمہاری وجہ سے میں نے اپنا باپ تک چھوڑ دیا اور تم تم نے کیا کیا ہاں اپنے بھائی کے ساتھ مل کر میری دوست کو پاگل بنایا اور مجھے تو یہ بھی نہیں پتا اور کون کون سے جھوٹ بولے تم لوگوں نے۔

موسیٰ اور علی اپنی جگہ پر شاکڈ رہ گئے تھے۔

نین میری بات سنو۔ دیکھو میں سب بتاتا ہوں۔

ہاتھ مت لگانا مجھے ریان درانی۔۔ میں تمہیں نہیں جانتی دور رہو مجھ سے۔ نین نے اس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا تھا۔

رائم (موسی) لب بھینچ کر پیچھے کھڑا ہو گیا تھا کیوں کہ اسے پتا تھا کہ نین کا یہ ریکشن ہو گا۔

وہ بس اب روحا کو دیکھ رہا تھا جس کے انگ انگ سے اس کے لیے نفرت پھوٹ رہی تھی۔

نین میری طرف دیکھو میں علی ہی ہوں تمہارا۔۔۔

اپنی گندی زبان سے میرے علی کا نام نہ لینا۔ میرا علی مر گیا ہے اور مجھے اس پر صبر آجائے گا۔ اب تم دفع ہو جاؤ یہاں سے کیوں کہ میں مر کر بھی اسی کی رہوں گئی۔ ریان درانی۔

نین کی بات پر جہاں ریان کے دل میں ایک ٹھیسس اٹھی تھی وہی رائم نے غصے سے گاڑی کے بونٹ پر مکا مارا تھا۔

بس ریان میں تمہارے بارے میں ایک لفظ بھی مزید برداشت کروگا۔اگراس نے کچھ اور بولا تو میں اسے یہی گاڑدوں گا۔
رائم نین کی طرف بڑھا تھا تبھی ریان نے اسے کھینچ کر پیچھے کیا تھا۔

اور روحانین کے آگے کھڑی ہوئی تھی۔

رائم پاگل ہو گیا ہے۔اگراسے کچھ ہو گیا تو میں بھی مر جاؤں گا۔تم نے اسے کوئی نقصان پہنچایا نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

شٹ اپ۔ علی شٹ اپ۔آپنی بکواس بند کر نہیں تو یہی گاڑدوں گا۔۔

نین چلو یہاں سے۔پھر سے ایک نیا ڈرمہ کر رہے ہیں۔روحانے اپنے آپ کو مضبوط بناتے ہوئے کہا۔

اور نین کو ساتھ لیے ان کی سائیڈ سے گزری تھی۔ تبھی ریان نے واپس نین کی بازوں پکڑی تھی۔

نین پلیز۔۔

ہاتھ مت لگاؤ مجھے۔ تمہیں سمجھ کیوں نہیں ارہی۔

نین گاڑی میں بیٹھو گھر جا کر لڑ لینا مجھ سے جتنا لڑنا ہے پلیز لیکن یہاں خطرہ ہے۔

فکر نہ کر وریان درانی آہ سوری علی درانی تم لوگوں سے وہ لوگ کافی اچھے ہیں۔ نہ ہی منافق ہے اور نہ ہی دھوکے باز۔۔ کم از کم تم لوگوں سے بہت اچھے تھے۔

اوتو یہ سب تمہیں ان لوگوں نے بتایا ہیں۔ سلطان نے روحا بتاؤ مجھے اس نے بتایا ہے۔

رائم کے سوال کرنے پر روحا کی آنکھوں آگے سارا منظر گھوما تھا۔

فلش بیک۔۔۔

اس میں سے ایک آدمی نے ایک ڈیوائس ایل آئی ڈی پر لگائی تھی۔

جس میں علی اور رائم دونوں کی بہت سی تصویریں تھی۔

یہ کیا ہے۔یہ علی بھائی اور رائم ایک ساتھ کیسے

۔

یہ دیکھ کر روحا کو اس دن والا واقعی یاد آیا تھا جب اس نے کھڑکی سے علی کو دیکھا تھا مگر رائم نے بات ٹال دی تھی۔ پھر روحا جب حال میں آئی تھی تو ریان نے وہی کپڑے پہنے تھے جو اس دن علی نے پہنے تھے لیکن روحا نے اپنا خیال سمجھ کر ٹال دیا۔ ریان کے فون پر جانا پہچانا نمبر کسی اور کا نہیں تھا بلکہ نین کا تھا۔

تم کیا دیکھانا چاہارہے ہو۔میرے علی کبھی غلط نہیں ہو سکتے۔

علی نہیں ریان درانی۔

اور یہاں روحا کو لگا تھا وہ پاگل ہو جائے گئی وہ کیسے ان کی زندگیوں سے کھیل گئے تھے اور اسے خبر ہی نہیں ہوئی تھی۔

روحا یہ کیا کہہ رہا ہے ایسا نہیں ہو سکتا۔

نین ایسا ہی ہے۔۔

روحا تم بھی اس سب میں شامل ہو۔
نین نے بکھرے لہجے میں پوچھا۔

نہیں میں نہیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے تم نے سوچ بھی کیسے لیا۔

مجھے ایک دو بار ریان بھائی پر شک ہوا تھا پر میں اسے ماننے سے انکاری تھی مگر۔

روحانے بات اُدھوری چھوڑی اور نین کی طرف۔دیکھا۔

نین کے قدم لڑکھڑائے تھے۔جس پر روحانے اسے گلے لگالیا تھا۔نین بس رونہ پلیز میں رائم سے بات کروں گی۔

اٹھو ہمت سے کام لو۔ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔

حال۔

روحا میں کیا پوچھ رہا ہوں۔
رائم نے روحا سے کہا جو نا جانے کہاں گم ہو گئی تھی۔

نین چلو۔

روحا کی بات پر رائم کا میٹر شارٹ ہوا تھا۔ وہ اس کے سوالات کا جواب دینے کے بجائے۔ نین کو اپنے ساتھ گھسیٹ رہی تھی۔

ریان نے آنکھوں سے رائم کو آشارہ کیا تھا جس پر رائم نے روحا کو اپنی طرف کھینچا تھا۔ وہ اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔
اگلے ہی لمحے رائم نے اسے گود میں اٹھالیا تھا۔ ریان نے بھی اسے فالو کیا تھا۔

وہ دونوں غم و غصے سی چیخی تھی۔

چھوڑو مجھے۔ نین کے چیخنے پر بھی علی نے کوئی ریکشن نہیں دیا تھا۔
یہ تو اس کا علی ہی نہیں تھا جو اس کی چھوٹی سی تکلیف پر تڑپ اٹھتا۔

یہ سوچ کر اس کی آنکھوں لباب پانی سے بھر گئی تھی۔

انہوں نے دونوں کو گاڑی کی بیک سیٹ پر پھینکا تھا اور خود فرنٹ پر آئے تھے۔ روحا اور نین کو پتا تھا اب چیخنا بے کار ہے اسی لیے نین روحا کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں مندھ گئی تھی یہ اور روحا نے ایک بار بھی آگے نہیں دیکھا تھا رائم اور ریان کی بے چین نظریں اپنی اپنی بیوی پر تھی۔ جو اس وقت زخمی شیر نیاں بنی ہوئی تھی۔

نین ٹھیک ہو تم۔ روحا نے نین کو ہلایا جو ہوش و خواس سے بیگانہ اس کے کندھے پر سر رکھے پڑی تھی۔

روحا کی آواز پر ریان نے بے چینی سے نین کی طرف دیکھا مگر اس کا بے ہوش وجود دیکھ اسے لگا تھا اس کی سانسیں رک جائے گئ۔

رائم نے گاڑی روکی تو ریان بھاگ کر نین کی طرف آیا تھا

چھوڑ واسے۔یہ جس حال میں ہے نہ اس کے ذمہ دار تم دونوں بھائی ہو۔

روحا نے نین کو خود سے لگایا تھا اور ریان کا ہاتھ بری طرح جھٹکا تھا جس وجہ سے اس کا ہاتھ گاڑی کے دروازے سے ٹکرایا تھا اس سے خون رسنے لگا تھا۔

رائم گاڑی سے اترتا ہوا روحا کی طرف کا دروازہ بھی کھول گیا تھا۔

رائم اپنی بیوی کو یہاں سے لے جاؤ نہیں تو میں اس وقت کچھ ایسا کر دوں گا جو کسی کو بھی اچھا نہیں لگے گا۔

روحا چھوڑو اسے باہر او۔

رائم نے روحا کو کھینچ کر باہر نکالا تھا جبکہ روحا چیخ رہی تھی۔

رائم درانی چھوڑو تم مجھے۔ تم دونوں اب اور کیا چاہتے ہو۔

روحا خاموشی سے میرے ساتھ چلو وہ شوہر ہے اس کا۔۔ریان تم لوگ نکلو ہم آجاتے ہیں میں نے دستگیر کو کال کی ہے وہ آتا ہی ہو گا۔

IB Rajpoot

کون سا شوہر رائم درانی۔ جسے اپنے شوہر کا نام ہی نہیں پتا تھا۔ وہ تو کسی اور کو اپنا شوہر سمجھتی رہی۔

روحا نے رائم سے بازوں چھڑوایا تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گویا ہوئی تھی۔

ریان نے نین کو گود میں اٹھایا اور خود گاڑی ڈرائیو کرتا ہسپتال کے راستے پر ڈال گیا۔

اسے معلوم تھا رائم لوگ جائے گئے۔ اس وقت اسے نین کی فکر تھی روحا کی باتوں نے اس کا دماغ اچھا خاصا گھوما دیا تھا۔

روحا وہ ان دونوں میاں بیوی کا معاملہ ہے تم اس سے دور رہو ہمارے بارے میں سوچو۔

کیاسوچو۔رائم درانی،اووسوری سوری موسیٰ واثف درانی میری نظر میں اب اس رشتے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔اس لیے میں یہاں سے نکلتے ہی سب سے پہلے یہ رشتہ ختم کروگئ۔

روحانے اسے دوٹوک جواب دیا تھا۔

شٹ اپ روحا رائم درانی خبر دار جو اپنے منہ سے دوبارہ اس طرح کی بکواس کی تو۔

رائم نے اس کا چہرہ جبڑوں سے پکڑ کر اوپر کرتا ہوا ڈھارا تھا۔

روحا ایک لمحے کے لیے سہم گئ تھی۔

لیکن پھر خود میں ہمت جمع کرتی گویا ہوئی۔۔۔

رائم درانی یا موسیٰ واثف درانی ایک بار کنفرم کردو تاکہ مجھے پتا چل جائے میرا نکاح ہوا بھی ہے کہ نہیں۔روحانے خود کو رونے سے باز رکھنے کی کوشش کی

تھی مگر پھر بھی کچھ باغی آنسو اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گالوں پر بہہ گئے تھے ۔۔ جنیں دیکھ رائم کو لگا تھا کہ اس کی دنیا یہی رو کو گئی ہے۔ وہ آنسو اس کے دل پر رہے تھے۔

روحا ادھر دیکھو میری ڈول میں جو بھی ہوں بس تمہارا ہوں۔ میں کبھی اپنی ڈول سے جھوٹ نہ بولتا لیکن ڈول اگر میں یہ سب نہ چھپاتا تو آپ ہرٹ ہوتی مجھے پہلے میری بیوی کا اعتماد چاہیے تھا اور یہ سب آپ کی دوست کے لیے کرنا پڑا نہیں تو اس کی جان خطرے میں تھی۔

رائم نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اپنے انگوٹھے سے اس کے چہرے سے آنسو صاف کیے تھے۔

میری ڈول روتی ہوئی آچھی نہیں لگتی۔

رائم میں تو اب بھی ہرٹ ہوئی ہوں۔

روحانے اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھ رکھ کر کہا۔

رائم قربان جائے۔ میری ڈول ادھر دیکھو میں نے اپنی ڈول کو ہرٹ کیا ہے نہ میری ڈول جیسا کہے گئ میں ویسا کر لوں گا بس مجھے معاف کر دو۔

رائم ہگ کرنی۔ روحانے روتے ہوئے کہا۔

رائم صدقے جائے نہ۔ میری کیوٹی پائی۔ رائم نے اسے زور سے ہگ کر کے کہا۔

رائم۔

حکم بیگم۔

I hate you.

روحانے منہ بسور کر کہا۔

I Love you too Meri cutie pie۔

رائم نے اس کی بات پر قہقہہ لگا کر کہا۔

میں آپ کے بھائی سے کبھی بات نہیں کروں گئی۔اس کی وجہ سے میری دوست کی یہ حالت ہوئی۔

روحانے سوں سوں کرتے اس کی شرٹ سے ناک صاف کی۔

گندی بچی۔۔وہ آپ کا بھی بھائی ہے۔

رائم۔نے اس کی حرکت پر ناک کھینچ کر کہا۔

آپ نے کہا کہ آپ میرے ہے پھر میرے ایسا کرنے پر منہ کیوں بنایا ہے۔
روحا کا اشارہ ناک صاف کرنے پر تھا۔

جس پر رائم نے گندی سی شکل بنائی تھی۔ جسے دیکھ روحا کا قہقہہ فضا میں بلند ہوا تھا۔

IB Rajpoot

مناہل کمرے میں داخل ہوئی اور شوز اتارے بغیر وہ بیڈ پر اوندھے منہ گری تھی

۔

وہ اکیلی ہی رہتی تھی۔ایک چھوٹے سے علاقے میں اس نے کرایے پر اپنا گھر لیا تھا ۔جو دو کمروں کے ساتھ اٹیچ باتھ روم اور ایک کیچن اور چھوٹے سے سٹور پر مشتمل تھا۔درمیان میں ایک چھوٹا سا حال واقع تھا۔

ماں باپ کو گزرے چند ہی برس بیتے تھے اور ان چند برسوں میں اس نے بہت کچھ سیکھ لیا تھا۔

دنیا ہمیں ایسا سبق سیکھاتی ہے۔جو ہمارے والدین بھی ہمیں نہیں سیکھا سکتے۔

مناہل نے آنکھیں بند کی تو اسے پھر سے فرخان کا چہرہ یاد آیا۔تو وہ اچانک اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

نہیں فرخان تم غلط کر رہے ہو۔تم میرے بارے میں جانتے ہی کیا ہو۔میں اسے ایسا کچھ بھی نہیں کرنے دوں گئی۔

وہ بے بسی سے بیڈ پر گری تھی۔

امی ابو کیوں اتنی جلدی چھوڑ گئے ہیں۔ابھی تو میں نے جینا تھا۔اہ بابا کتنی لاڈلی تھی نہ میں آپ کی اور دیکھے دنیا نے کیا بنا دیا ہے۔

انسان جتنا لاڈلہ ہوتا ہے نہ پھر دنیا اسے اتنا ہی زیادہ رول دیتی ہے۔

اہہہہہہہہ۔۔میں تم لوگوں کو کبھی معاف نہیں کروں گئ۔ کبھی بھی نہیں۔۔

مناہل کافی دیر رونے کے بعد آٹھ کر واش گئ اور منہ ہاتھ دو کر ائی۔

کتنی اذیت ہوتی ہے۔نہ روح زخمی ہو اور چہرے پر پھر بھی مسکراہٹ ہو۔انکھوں میں آنسو ہو اور پھر ہم نے مسکرانا ہی ہے۔

ریان نین کو لے کر سیدھا ہسپتال آیا تھا۔

ڈاکٹر، جلدی سے اس کا چیک اپ کرو۔ یہ ابھی تک ہوش میں کیوں نہیں ائی۔
ریان ڈاکٹر کو کھڑا دیکھ کر بولا۔

پلیز آپ باہر جائے میں کرتی یوں۔
ڈاکٹر نے صبر کا گھونٹ بھرتے ہوئے کہا تھا۔ کیوں کہ جس وقت کا ریان درانی آیا تھا اس نے سارے ہسپتال میں کھلبلی مچائی ہوئی تھی۔

کیوں بیوی ہے میری۔ تم مجھے آرڈر دینے کے بجائے چیک اپ کرو اس کا۔
ریان وہی پاس رکھی ایک چیر پر بیٹھ گیا تھا۔
اس کی بات پر ڈاکٹر نے غصے سے ایک نظر اس کو دیکھ کر نین کا چیک اپ کیا اور پھر گویا کوئی۔

دیکھے بہت زیادہ سٹریس لینے کی وجہ یہ سے ابھی تک بے ہوش ہے۔اور کچھ دوائیوں کا اثر ہے۔انشاللہ رات تک ہوش آجائے گا۔

ڈاکٹر کہتی ہوئی باہر نکل گئی تھی۔ جبکہ ریان بیڈ کے پاس کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا تھا۔اور اپنی نظریں نین کے چہرے پر جمائے ہوئے سوچ رہا تھا کہ اسے کیسے ہینڈل کرے گا۔اس نے جتنا سوچا یہ تو اس سے بھی زیادہ مشکل تھا۔

IB Rajpoot

روحا اور رائم ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے واک کرتے ہوئے شہر والی روڈ پر جا رہے تھے۔دونوں کے درمیان مکمل خاموشی تھی۔بغض دفع لفظوں کے بجائے خاموشیاں بولتی ہیں۔

تبھی دستگیر بھی گاڑی لے کر آگیا تھا۔

لو جی اب کیا فائدہ تھا۔اب تو ہم پہنچنے والے تھے۔
روحانے منہ بسور کر کہا اسے اچھا لگ رہا تھا رائم کے ساتھ اسے واک کرنا۔

کوئی نہیں کسی اور دن واک کر لے گئے ابھی ریان لوگوں کو بھی دیکھنا ہے نا۔ہمارا راضی نامہ ہو گیا ہے ان کا نہیں ہوا نا۔
رائم نے شرارت سے کہا۔

جی جی اور کس نے کہا ہمارا راضی نامی ہو گیا ہے۔ابھی گھر جا کر میں دوبارہ ناراض ہوں گئی کیوں کہ اگر میں ابھی راضی نہ ہوتی تو میں بور ہو جاتی نہ اس وجہ سے۔

واہ جی واہ۔یہ کوئی ناراضگی کی نئی قسم نکل آئی ہے۔دستگیر راستے کھلوا دیے ہیں کیا۔

رائم روحا کو جواب دیتا دستگیر سے مخاطب ہوا۔

جی۔ سر سارے راستے کھلوا دیے ہیں۔۔
دستگیر دروازہ کھولنے کے لیے آگے بڑھا تھا لیکن رائم نے اسے ہاتھ کے اشارے سے منع کر دیا تھا اور خود آگے بڑھ کر روحا کے لیے دروازہ کھولا تھا۔۔

روحا کو رائم کا یہ ایکٹ بہت پسند آیا تھا۔

عورت پیسے کی بھوکی نہیں ہوتی۔ عورت تو محبت اور عزت کی بھوکی ہوتی ہے۔

روحا جان نثار نظروں سے رائم کو دیکھتی گاڑی میں بیٹھی تھی۔

رائم خود بھی گاڑی میں بیٹھتا روحا سے مخاطب ہوا خیر ہے نہ آج کل بھری مہربان نہیں۔ ہوئی تم۔ مجھ معصوم پر کیسے ترس آگیا ہے۔

رائم نے اس کے گرد بازوں کا حصار بناتے ہوئے کہا۔ جس پر روحا اس کی بازوں پر سر رکھتی گویا ہوئی۔

مجھے اچھا لگا۔ رائم آپ کا یوں عزت دینا۔

اور ئیلٹی اتنی سی بات پر ایسا ریپانس۔

میں بہت عام سی لڑکی ہوں رائم درانی۔ میرے لیے چھوٹی چھوٹی باتیں بہت معنی رکھتی ہے۔ چاہیے وہ الفاظ ہو یا لہجے ہو۔
میرے لیے بہت معنی رکھتے ہیں۔

روحا کی باتیں رائم کو خوفزدہ کر گئی تھی۔ اس کو کھونے کا خوف اس پر اس طرح طاری ہو گیا تھا کہ وہ رائم درانی ہندورلڈ کا ڈون روحا رائم درانی کے بغیر ادھورا تھا

۔ مگر اسے نہیں تھا معلوم کہ سب کچھ اتنی جلدی بدل جائے گا۔ کہ قسمت اسے سوچنے کا موقع بھی نہیں دے گئی۔

رائم درانی اوسوری موسیٰ واثف درانی کن سوچوں میں کھو گئے ہیں۔ روحا نے مسکراتی آنکھوں کے ساتھ کہا۔

اور یہ الفاظ رائم کو پھر سے ماضی میں لے گئے تھے۔

موسیٰ واثف درانی ہوں میں ماما آپ کیوں ڈر رہی ہے۔
وہ اپنے ننھے ہاتھوں میں ان کا پریشان چہرہ لے کر بولا۔

اہہہہہ۔ روحا یہ کیا حرکت تھی۔
روحا نے ایک دو بار رائم کو آوازیں دی تو بھی اس نے کوئی جواب نہ دیا تو روحا نے اس کی گردن پر دانت گاڑ دیے۔

جس پر وہ فوراً ہوش کی دنیا میں ایا۔

اس نے روحا کو گھورا تو روحا نے معصومیت سے اس کی گردن میں منہ دے لیا تا کہ اس کے غصے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

مس مصیبت میں سوچ رہا تھا کہ تمہارے لیے کسی اچھے سے ساکالوجیسٹ سے ٹائم لے لوں۔ کیوں کی ایسے تو تم نے مجھے بھی اپنے ساتھ پاگل کر دینا ہے۔

رائم آپ مجھے پاگل کہہ رہے ہیں۔
روحا نے رونے والی شکل بنا کر کہا۔

نہیں میں نے تو ایسا نہیں کہا تم خود ایسا سوچتی ہو۔

جائے میں نہیں بات کر رہی آپ سے۔

روحا نے ناراضگی سے رخ موڑا تھا۔

پھر کچھ کہنے کے لیے لب کھولے تو اسے یاد آیا کہ وہ تو رائم سے ناراض ہے۔اس نے خفگی سے رائم کو دیکھا جو مناتا بھی نہیں تھا۔

دستگیر بھائی آپ کی شادی ہوئی ہے۔روحا کو اب دستگیر کا سر کھانا تھا اس لیے اس سے مخاطب ہوئی۔

نہیں استغفر اللہ میری ابھی نہیں ہوئی۔
دستگیر نے ایسے کہا جیسے اسے کوئی اچھوت لگ گیا ہو۔

سب کے پاس آخری چوائس میں ہی بچتا ہوں۔دستگیر دل میں سوچ کر رہ گیا۔

ہاہاہاہاہاد ستگیر بھائی آپ تو اسے بات کر رہے ہیں جیسے شادی نہ ہوئی پتا نہیں کوئی پھانسی کا پھندا ہو گیا ہو۔

رائم بھی فون پوکیٹ میں ڈال۔ کر ان کی طرف متوجہ ہو گیا تھا اسے پتا تھا کہ دستگیر کو شادی کے ٹوپک پر بات کرنا نہیں پسند۔ لیکن اسے اپنی بیوی کا بھی پتہ تھا۔

جی ایسا ہی ہوتا ہے۔ آپ سر سے پوچھ لے۔

واہ جی واہ اب ریان کی جگہ تو نے سنبھال لی ہے دستگیر صاحب۔

دستگیر نے اس پر طنز کہا تھا جو رائم کو بخوبی سمجھ آ گیا تھا۔

رائم مجھے نہیں پتہ نین کی طعبیت ٹھیک ہو تو ہم دستگیر بھائی کی شادی خود کرے گئے۔ اور ان کی وائف بھی یہی رہے گئ۔

روحا کی بات پر رائن نے دستگیر کے چہرے کی طرف دیکھ کر ہنسی ضبط کی تھی۔

جی بیوی جیسا آپ کا حکم مگر آپ ایک بار دستگیر سے پوچھ لیتی تو زیادہ اچھا تھا۔

نہیں۔ تو دستگیر بھائی کو کیا مسلہ ہو گا۔ بہن بول رہی ہے تو وہ تھوڑی نہ انکار کرے گئے۔

کیوں دستگیر بھائی۔

جی۔

دستگیر نے مرتا کیا نہ کرتا حامی بھر دی۔

جب کہ رائم نے اسے انکھ وینک کی تھی جس پر وہ بے چارہ کچھ بول ہی نہ سکا۔

نین نے بھاری ہوتی پلکیں کھولنے کی کوشش کی تو روشنی کی وجہ سے آنکھیں چندھیا گئیں۔

اس نے اپنے آس پاس نظر گھمائی خود کو انجان جگہ پا کر سب یاد آیا تو کتنے ہی آنسو اس کی آنکھوں سے نکلتے اس کے گالوں پر بہہ گئے تھے۔

تب ہی دروازہ کھول کر ریان اندر داخل ہوا تھا۔

نین۔نے اسے ایک نظر دیکھ کر اپنی نگاہیں ہٹالی تھی۔

نین میری ہنگری برڈ رو کیوں رہی ہو۔

اس کی بات پر نین نے شکوہ بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا کتنا نارمل ریاکٹ کر رہا تھا۔ جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

نین میری بات سنو۔میں تمیں سچ نہیں بتا سکتا تھا۔میری مجبوری تھی۔

میں نہیں مانتی کسی مجبوری کو اور نہ ہی کسی نکاح کو چلے جاؤ یہاں سے۔ شکل نہیں دیکھنی تمہاری میں نے تو علی کے ساتھ نکاح کیا تھا نہ کہ ریان درانی۔

جی بلکل زوجہ اور اپ کی انفارمیشن کے لیے میرا نام ہی علی شجاعت درانی ہے۔ کچھ راز راز ہی رکھنے چاہیے نین کیوں کہ اگر وہ راز عیاں ہو جائے تو رشتے بے نقاب ہو جاتے ہیں۔

غیروں کو تو پتہ ہی نہیں ہوتا آپ کی کمزوری کا یہ تو اپنے ہی ہوتے ہیں جو آپ کو بھری محفل میں عیاں مر جاتے ہیں۔

ریان کی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ نین کا دل کیا تھا سارے گلے شکوے بھول جائے مگر پھر اتنی جلدی۔

ہاں علی۔ جیسے آپ کے بھائی کو روحانے سیدھا کر کہ رکھا ہے جس دن میں نے ایسا کیا نہ تو پھر آپ نے کوئی مجھ سے شکوہ نہیں کرنا۔

تم کرو تو صحیح قسم سے اف تک نہیں بولو گا۔

علی اتنا سب کچھ اتنی جلدی ٹھیک نہیں ہوتا۔ میں ریان درانی کو اتنی جلدی قبول نہیں کر سکوں گئ۔

مجھے ریان درانی میں کبھی علی نہیں ملے گا۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

تیری خوشبو نہیں ملتی

تیرا لہجہ نہیں ملتا

ہمیں تو اس شہر میں کوئی

تجھ سا نہیں ملتا۔

نین پلیز رونا بند کرو میں تمہیں سب بتاؤں گا۔بس کچھ وقت اور صبر کر جاؤ پلیز
۔علی اس کا چہرہ اپنے ہاتھوں میں لے کر بولا۔

ٹھیک ہے تب تک مجھے اپنی شکل نہ دیکھنا۔

نین کیوں میری نرمی کا ناجائز فائدہ اٹھا رہی ہو۔

میں ہی تو سب کرتی ہوں نہ۔اپ نے یہ سب کیا اس کا کیا ہاں ریان
درانی۔تمہارے نام سے نفرت ہے مجھے۔

کیا کرو گئے اب جان لو گئے لے لو۔مر کر ہی سکون مل جائے۔تم سے تو جان
چھوٹ جائے گئی نہ۔
نین کی بات پر ریان کا ضبط جواب دے گیا تھا۔

اس نے غصے اس کے جبڑے کو ہاتھ میں دبوچ کر اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر گویا ہوا تھا۔

اب کیوں مزاحمت کر رہی ہو دانین ریان درانی خود ہی تو موت مانگ رہی تھی میں تو اتنی آسانی سے موت نہیں دیتا۔

نین کے مزمت کرتے ہاتھوں کو پکڑ کر گویا ہوا تھا۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا اسے یہی گھاڑ دے۔ نین کو درد کی وجہ سے لگ رہا تھا کہ ابھی اس کے جبڑا ٹوت جائے گا۔ علی نے اس کے آنسو دیکھ اسے جھٹکے سے چھوڑا تھا۔

نین نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔ جو ہاتھ کی مٹھیاں کھولتا بند کرتا ہوا نکل گیا تھا۔

تم کبھی بھی میرے علی نہیں ہو سکتے وہ کبھی بھی مجھے آ تنی تکلیف نہیں دے سکتے تھے۔ تم مر جاؤ ریان درانی میں تم پر صبر کر لوں گئ لیکن اب مجھے کبھی اپنا چہرہ نہ دیکھنا۔

ریان جو دروازے سے باہر کھڑا تھا اس کے کانوں میں ر

نین کی آواز پڑی تو اسے لگا اس کا سانس بند ہو جائے گا۔

وہ ہسپتال سے نکل کر گاڑی میں بیٹھا اور بے مقصد سڑکوں کی خاک چھاننے لگا۔

سب جتنا اس نے آسان سمجھا تھا اتنا ہے نہیں تھا۔ لیکن سب سے پہلے اس نے خود پر ضبط کرنا تھا۔ جو کہ اسے انتہائی مشکل کام لگا تھا۔

رائم اور روحا گھر آئے تو روحا نے گھر آکر سب سے پہلے کپڑے چینج کیے اور پھر رائم کے کپڑے نکال کر خود بستر میں گھس گئی تھی۔اس وقت بھوک اور سردی سے اس کی جان نکل رہی تھی۔

رائم نے اسے یوں بستر میں گھسے دیکھا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ وہ پہلے کپڑے اٹھا کر واشروم چلا گیا اور شاور لے کر باہر آیا تو روحا ابھی تک سر تا پاؤں بلینکیٹ اوڑھے کانپ رہی تھی۔

ہائے میری ڈول اتنی سی جان ہے یہ حال تو ہونا ہے۔میں ہیٹر ان کرتا ہوں۔ رائم نے ہیٹر ان کرتے ہائے کہا۔

بے چارے کو مجبوراً ہیٹر ان کرنا پڑ رہا تھا۔موسم ابھی نارمل ہی تھا مگر روحا میڈم کو کچھ زیادہ ہی سردی لگتی تھی جس وجہ سے اس وقت بھی وہ کانپ رہی تھی۔

ڈول میری کیوٹی پائی یہ تو چیٹنگ ہے نہ۔ خود سارے بیڈ پر پھیل کر سارا بلینکیٹ بھی خود پر لیا ہوا ہے اور میں کہاں جاؤں۔

رائم میرے پاؤں بہت ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ بھوک بھی لگی ہے زور کی۔
وہ بلینکیٹ کا ایک سرا رائم کو پکڑاتی ہوئی بولی۔

افف میری ڈول میں پہلے آپ کے لیے کھانے کا بول دوں پھر میں آپ کے پاؤں کا بھی کچھ کرتا ہوں۔
رائم بلینکیٹ وہی چھوڑتا ہوا کیچن میں گیا تھا اور روحا کے لیے کک کو کھانے کا آرڈر دے کر آیا تھا۔

جی تو بیگم کھانے کا تو بول آیا ہوں۔ اب میں آپ کے پاوں کا کچھ کرتا ہوں۔
رائم کی بات پر روحا کو اسد کے پاوں یاد آئے تھے۔۔

روحا ایک دم چیخ کر بیڈ سے اتر کر دوسری سائیڈ کھڑی ہوئی تھی۔
جبکہ رائم تو خیریت سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔جو اپنے بلیک ٹراؤزر پر اس کی وائٹ شرٹ پہنے کھڑی اسے گھور رہی تھی۔

کیا بیگم یار۔ تمہیں کھانے تھوڑی لگا ہوں۔جو یوں بھاگ رہی ہو۔

آپ کا کیا بھروسہ آفٹر آل ایک گینگسٹر ہے آپ کو ہر چیز کا یہ ہی علاج نظر آتا ہے کہ اسے کاٹ دو۔اپ میرے پاؤں کاٹ دے تو۔
روحا نے انگلی منہ میں ڈال کر کہا۔۔

ہاہاہاہاہاسیر یسلی یار۔ویسے تو سارا دن میرے ساتھ چپکی ہوتی ہو۔چپکلی کی طرح تب تو کچھ نہیں ہوتا جو ابھی میڈم کے پاؤں کاٹ دوں گا۔

اوئے رائم درانی زیادہ باتیں نہیں چلے بھوک لگی ہے مجھے آپ کے ہاتھ کا بنا کھانا کھانا ہے۔

وہ کبرڈ سے رائم کی شال نکال کر خود پر کرتی باہر نکلی تو رائم بھی اس کے پیچھے نکلا تھا۔

جیسا حکم۔ویسے میں اگر اب کھانے میں زہر ملادوں تو۔

پھر میں پہلے آپ کو کھلاؤں گئ۔۔استغفر اللہ۔
روحا خود ہی اپنی باتوں پر توبہ کرتی۔اس کو گھورتی کیچن میں گئ تھی۔

کیا کھانا پسند کرے گئ میڈم۔

بریانی۔

اوکے جی میں۔ بناتا ہوں ابھی۔

رائم مسکراتا ہوا بریانی بنانے کا سامان نکالنے لگا۔

روحا میڈم شلف پر بیٹھ گئی تھی اور اپنے ہاتھ اور پاؤں جلھے کے قریب کیے انہیں گرمائش فراہم کر رہی تھی۔ ساتھ ہی اپنا پسندیدہ کام یعنی رائم۔ کا دماغ کھا رہی تھی۔

تبھی تھکا ہارا ریان گھر میں داخل ہوا تھا۔ حال سے اندر داخل ہوا تو اسے کیچن سے آوازیں آ رہی تھی تو وہ وہی داخل ہو گیا تھا۔

کیچن کے دروازے میں کھڑا وہ ان دونوں کو دیکھ رہا تھا۔ تبھی گویا ہوا۔

واہ جی رائم درانی تو پکا زن مرید بن گیا ہے۔مجھے بھی بھوک لگ رہی ہے مجھے بھی کھانا دے دینا کمرے میں ہی۔

اس کی آواز پر روحا اور رائم دونوں نے بیک وقت اس کی طرف دیکھا تھا۔روحا نے ایک نظر دیکھ کر چہرہ موڑ لیا تھا۔اس نے بھائی ہونے کا بھی لحاظ نہیں رکھا تھا اور اس سے اتنے برے طریقے سے پیش آیا تھا۔

IB Rajpoot

ریان نے اس کا چہرہ موڑنا نوٹ کیا تھا مگر بولا کچھ نہ۔

تم نے یہ کیا حال بنایا ہے اور نین کے پاس کون ہے اس وقت۔
رائم نے اس کے الجھے ہوئے بالوں کو دیکھ کر کہا۔

اسے میری ضرورت نہیں ہے۔اکیلی ہی ٹھیک ہے۔
ریان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

کیوں۔۔۔۔روحا ابھی کچھ بولتی کہ رائم نے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا اور خود ریان سے مخاطب ہوا۔

ریان اکیلی کا کیا مطلب بیوی ہے وہ تمہاری۔تجھے پتا ہے اسے تمہاری ضرورت ہو گئی۔ابھی اور اسی وقت اس کے پاس جاو۔

میں تھوڑی دیر ریسٹ کرنا چاہتا ہوں بعد میں جاؤ گا وہاں۔ابھی اتنی انرجی نہیں ہے کہ میں اپنا دماغ خراب کرواں۔

اگر اتنا ہی دماغ خراب ہوتا تھا تو شادی ہی نہ کرتے نہ اس سے۔ بس اتنی سی ہی محبت تھی نہ۔

رائم کے کچھ بولنے سے پہلے کے

ہی روحانے بولا تھا۔

جبھی رائم اس سے مخاطب ہوا تھا۔

ڈول آپ اس معاملے میں نہ بولو یہ ان دونوں کا معاملہ ہے۔

جی ہبی، میں صرف اپنی دوست کے لیے بول رہی تھی۔۔ نہیں تو کسی دوسرے سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

روحانے جان کر رائم کو پیار سے بولا تھا تاکہ وہ اپنی بات بھی مکمل کر لے اور رائم کو برا بھی نہ لگے۔

وہی ہوا تھا رائم اس کے طرز مخاطب پر اسے جان نثار نظروں سے دیکھتا ریان سے گویا ہوا۔

کھانا میں ہوسپٹل ہی بھیج رہا ہوں ابھی جاؤں اپنی بیوی کے پاس۔

رائم۔ کی بات پر ریان ہاں میں سر ہلاتا ہوا واپسی کے لیے روانہ ہوا تھا۔

IB Rajpoot

اومائے گارڈ ہینڈسم تم کہاں۔ شائمہ جو اپنی جاننے والی کے ساتھ ہسپتال آئی تھی۔

وہ بور ہو رہی تھی اس لیے سارا ہوسپٹل گھومنے کے لیے نکلی تھی تب ہی سامنے سے آتے دستگیر سے ٹکرائی تھی۔

لڑکی اپنے کام سے کام رکھو۔اور نکلو یہاں سے۔

دستگیر اس دن والی مصیبت کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر منہ بناتا ہوا بولا تھا۔کیوں کہ بقول اس کے اس بے شرم لڑکی سے جتنا دور رہا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔

ہائے اللہ دستگیر آپ تو بلش کر رہے ہیں۔شائمہ ہنستے ہوئے بولی تھی جس پر دستگیر نے۔اپنی پینٹ سے پسٹل نکل کر اس کا نشانہ لینے والے انداز میں اس کے سر پر رکھی تھی۔

ابھی کہ ابھی نکلو یہاں سے نہیں تو اڑا دوں گا۔

ہائے اللہ تم تو گینگسٹر بھی ہو۔میں جا رہی ہوں۔مارنا نے ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی۔

شائنی جلدی سے وہاں سے نودو گیارہ ہوئی تھی اود ستگیر بھی نین کے روم کی سیکیورٹی چیک کر کہ ہوسپٹل سے باہر آگیا تھا۔

یار یہ تو بہت ہی حطرناک بندہ ہے شائنی تو نے اسے ہلکے میں لے لیا ہے۔
شائنی خود سے بڑبڑاتی۔ باہر آئی تھی تاکہ دستگیر کہی سچ میں نہ اسے مار دے۔ وہ اپنے دھیان میں بھاگتی آئی تھی اور سیدھا سامنے کھڑے دستگیر سے ٹکرائی تھی جس کے نتیجے میں دونوں نیچے گرے تھے۔

اللہ جی میری کمر۔ شائمہ کمر پر ہاتھ رکھے جلدی سے اٹھ گئی تھی۔ کیوں کہ اب سامنے والے کو سنانی جو تھی۔

اوئے گدھے انسان عقل ہے تم میں۔ کوئی اسے راستے میں کھڑا ہوتا ہے۔ اپ کے آبا کے نام کا بورڈ تو نہیں لگا ہوا یہاں۔ لڑکیوں کو پھنسانے کے لیے یہ جو تم لوگوں نے طریقے ڈھونڈے ہیں نہ کسی دن میرے ہاتھوں سے تم جیسوں نے

اپنی قبر بناؤ لینی ہے۔ جانتے نہیں ہو میں کون ہوں۔ اے ایس پی شائمہ سردار نام ہے میرا ایک گولی صرف ایک گولی۔۔

ٹاااا۔

بس ایک لفظ بھی اور بکواس کیا نہ میرے سامنے تو تمہاری زبان کھینچ کر کتوں کے آگے ڈال دوں گا۔ اور لڑکیوں کو چھیڑنا مائے فٹ۔ تم جیسے ڈرم کو چھڑنے سے اچھا ہے کہ میں سر کی مرغیوں کو کھانا کھلا دوں۔

نکلو یہاں سے اب تم مجھے یہاں نظر آئی نہ تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔

شائنی جو آنکھیں بند کیے ساری فلموں کے ڈائلاگ بول رہی تھی۔ دستگیر نے اسے چپ کرانے کے لیے اس کے پاوں کے پاس فائر کیا تو اس کی زبان کو بریک لگی تھی۔ وہ کبھی اپنے پاؤں کو دیکھ رہی تھی اور کبھی دستگیر کے ہاتھ میں پکڑی گن کو۔ پھر یک دم اسے کچھ یاد آیا تو وہ دونوں کانوں کو ہاتھ لگا کر گویا ہوئی۔

استغفر اللہ استغفر اللہ۔ میں نے اپنے ہونے والے شوہر کو گالیاں بکی ہیں۔ میں تو پکی جہنم میں۔ استغفر اللہ کیا شائنی ابھی ہونے والا ہے نہ ہوا تو نہیں ہے نہ۔ اور تم مطلب آپ تیاری کرے میں بہت جلد آپ سے شادی کرنے والی ہوں ۔اوکے ےےے۔

شائنی اپنی بات مکمل کرتی ایک نظر گن کو دیکھتی وہاں سے نو دو گیارہ ہوئی تھی۔

ہاہاہاہاہاہاہاہاہا۔ دستگیر میری جان۔ تم اور ایک لڑکی کے ساتھ کانٹ بلیو دس۔

ریان جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی ایا تھا۔ دستگیر کو یوں کسی لڑکی کے ساتھ لڑتے دیکھ کر ہنسی سے لوٹ پوٹ ہو کر گویا ہوا۔

سر وہ کوئی بد دماغ سی لڑکی تھی۔ اور تمیز تو اس میں بلکل بھی نہیں تھی۔ ویسے آپ اتنا ہنس رہے ہیں میم نے بات کر لی آپ سے۔

واہ واہ مرغی کے بھی پر نکل آئے ہیں۔ تو نے کب سے عورتوں کی طرح طنز کرنا شروع کر دیا ہے۔

ریان نے محاورے کی ٹانگیں توڑ کر کہا۔ جس پر دستگیر نے اس کی درستگی کی۔

سر مرغی کے نہیں چیونٹی کے۔

چلو آجاو اندر چلے یا تم نے کسی کو ٹائم دیا ہوا ہے۔ ہاہاہاہا۔

استغفر اللہ سر چلے یہاں سے۔
دستگیر بھاگتا ہوا ہوسپٹل کے اندر گیا تھا۔

نین نم آنکھوں سے بس چھت کو گھور رہی تھی۔
دل ودماغ کچھ بھی سوچنے سے قاصر تھے۔بس ایک سکوت سا چھایا ہوا تھا۔

تب ہی ریان کمرے میں داخل ہوا تھا۔
لیکن نین نے پلک تک نہ جھپکی تھی بس یوں ہی چھت کو گھور رہی تھی۔۔

ریان نے ایک نظر اسے دیکھا اور پھر نظریں ہٹالی تھی۔کیونکہ اسے اس حال میں دیکھنا اس کے بس کی بات نہ تھی۔

آٹھ جاؤ کھانا کھالو نین۔

نین نے گویا سنا ہی نہ ہو۔ وہ کوئی جواب نہیں دینا چاہ رہی تھی۔

ریان نے اس کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کو اوپر اٹھایا اور اس کے پیچھے تکیہ رکھ دیا تاکہ سکون سے کھانا کھا سکے۔

نین بھی خود پر ضبط کرتے اپنی نگاہیں دیوار کی طرف جمالی تھی۔۔

رائم لوگوں کی بریانی کو تو سال لگ جانا تھا اور ویسے بھی نین کو سوپ دینا تھا اس لیے وہ اس کے لیے راستے سے سوپ لے آیا تھا۔

ریان بیڈ پر اس کے پاس بیٹھتا اور سوپ کی چمچ بھر کر اس کے لبوں کے ساتھ لگائی نین نے نظریں اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ تو ریان بس سپاٹ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

منہ کھولو نین۔ کھانا کھاو۔

اس کی بات پر نین نے اپنی نم آنکھیں اس کے چہرے سے نظریں ہٹائی یہ ریان درانی تھا جس کے بارے مشہور تھا کہ وہ بہت آناپرست ہے تو پھر وہ کیوں اسے مناتا وہ تو علی نہیں تھا۔

نین نے خاموشی سے منہ کھول دیا۔اس نے نم آنکھوں سے سوپ پیا تھا۔اور آخر میں آکر اس کا ضبط جواب دے رہا تھا۔اس نے زور سے بیڈ شیٹ کو اپنی مٹھی میں بھینچ لیا تھا۔

اسے لگا تھا اس کا سانس بند ہو جائے گا۔

ریان نے ایک نظر اس کے ہاتھ کو دیکھا تھا جس میں اس نے بیڈ شیٹ بھینچ رکھی تھی۔

ریان نے اسے لاسٹ سپون پلائی تھی۔جب ہی وہ سوپ نین کے گلے میں س
اٹکا تھا اور اسے زوردار اچھو لگا تھا۔

آرام سے۔
ریان نے سوپ رکھ کر اس کی کمر سہلائی تھی۔

نین کا سانس ہموار ہی نہیں ہو رہا تھا۔ریان نے اسے اپنے ساتھ لگا کر اس کی کمر
سہلائی تو نین کو کی حالت تھوڑی ٹھیک ہوئی۔

نین ریان کے سینے پر سر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

ریان بھی چاہ رہا تھا کہ وہ اپنا دل ہلکا کر کے اسی لیے اس نے اسے رونے دیا۔

بس رولیا اب ادھر دیکھو میری طرف نین تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں ہے۔ میں کبھی تمہیں ایسے رولا سکتا ہوں۔ اس کی بھی ایک وجہ تھی۔ اگر یہ سب نہ ہوتا تو علی اور موسی تو ختم ہو جاتے نہ۔

اور ہمیں جاننا ہے یہ علی اور موسی ہے کون۔
یہ روحا تھی جو رائم کے ساتھ بریانی دینے آئی تھی۔ لیکن ریان کے الفاظ سن کر وہ بھی اپنی ضد لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

ریان نے ایک نظر رائم کو دیکھا جس پر اس نے گہری سانس لی۔

بعض دفعہ خود پر گزری اذیت کو بیان کرنے میں بھی ایک اذیت ہوتی ہے۔

جیسے اگر اب بیان کیا تھا تو روح کے زخم رسنا شروع کر دے گئے۔

ایسے میں ایک شخص کی ضرورت ہوتی ہے۔۔جو بن کہے آپ کی بات سن لے ۔جو خاموشی کو سنے۔جو بولے میں ہوں نہ۔

ریان کو بھی اس وقت دنیا کا مشکل کام لگا تھا اپنا آپ کھولنا روحانے رائم کی آنکھوں میں اترتی وحشت دیکھ کر کب بیچے تھے۔
اس خاموشی کو ریان کی آواز نے تھوڑا تھا۔

میرا اور رائم کا اصل نام یہ نہیں ہے۔اور میرا اصل نام علی شجاعت درانی ہے۔ جبکہ رائم کا اصل نام موسیٰ واثف درانی۔

تو کیا مطلب تم دونوں بھائی نہیں ہو۔ نین نے اپنے ذہن میں گھومتے سوال کو پوچھ ڈالا۔ جس پر رائم کو لگا تھا وہ اگلی سانس نہیں لے پائے گا۔

اس کا سرخ چہرہ دیکھ روحا اس کی طرف بڑھی تھی۔ لیکن رائم اس کے کچھ بولنے سے پہلے گویا ہوا۔

ریان میں جا رہا ہوں تو اپنی بیوی کو بتا دے جو بتانا ہو مجھے یقین ہے میری بیوی مجھے اذیت نہیں دے گئی۔

روحا رائم۔ کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے رائم کے پیچھے آئی تھی۔

رائم سننے تو۔ پلیز رک جائے مجھے نہیں تھا پتہ یہ سب۔ روحا اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی جبکہ رائم کی تیز رفتار میں۔ ہوسپٹل کے گیٹ تک پہنچ گیا تھا۔

اہمہ رائم۔

روحا کی چیخ پر رائم کے قدموں کو بریک لگی تھی۔اس نے موڑ کر دیکھا تو نظر روحا پر پڑی جو راہ داری کے درمیان اپنا پاؤں پکڑ کر درد سے کڑا رہی تھی۔رائم واپس اس کی طرف بھاگا تھا۔

تم ٹھیک ہو روحا۔ضروت کیا تھی میرے پیچھے بھاگ کر آنے کی ہاں۔

رائم کے غصہ کرنا پر روحا نے روتے ہوئے دونوں باہیں اس کے سامنے ہلائی تھی۔رائم نے آگے بھر کر اسے گود میں اٹھالیا تھا۔روحا روتی ہوئی اس کی گردن میں منہ دے گئی تھی۔

چلو ڈاکٹر سے چیک اپ کروالیتے ہیں۔زیادہ درد ہو رہا ہے کیا؟

نا گھر جانا ہے۔اگر چیک اپ کروایا تو میں بات نہیں کروں گئی۔
روحا نے نخرے کرتے اس کی گردن پر اپنی ناک رگڑی۔

اوکے۔جی

رائم نے اس کی حرکت پر مسکراتے ہوئے کہا اور گاڑی کی طرف بڑھا۔

IB Rajpoot

چلو لیٹ جاؤ یہاں، میں گھر تو ڈاکٹر کو بولا سکتا ہوں۔

رائم نے گھر آ کر اسے اپنے بیڈ لیٹایا۔اور پھر ڈاکٹر کو بلانے کا پوچھا۔

نا۔اپ یہاں بیٹھو میں آتی ہوں وہ آرام سے اسے بیڈ پر بیٹھا کر۔کمرے کی کھڑکیاں بند کر کے روم کو کر کہ واپس اس کے پاس بیڈ پر آ کر بیٹھی تھے جب کہ

رائم اس کے پاوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ جسے نوٹ کر کہ روحا نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف دیکھا۔

اسے نہ دیکھے پیار ہو جائے گا۔ اپ کی ہی بیوی ہوں ڈرامے تو کروں گئ نہ۔ روحا کہتی ہوئی اس پر اور خود پر بلینکٹ کے گئ تھی۔

رائم آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے۔

ڈول ایسا کیوں لگا۔

رائم میں آپ کا ماضی جاننا چاہتی ہوں۔ میں چاہتی ہوں جس طرح میں آپ کی خوشی میں ہوں اسی طرح غم میں بھی شریک ہونا چاہتی ہوں۔ میں کبھی بھی کسی سے شئیر نہیں کروں گئ۔ اور آپ سے بھی نہیں دوبارہ پوچھو گئ۔

رائم نے اس کی بات پر آنکھیں کھول کر بند کی اور پھر سر بیڈ کراون سے لگایا اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اسے سب بتادے گا۔

یہ سچ ہے کہ ریان میر اسگا بھائی نہیں ہے۔

ماضی!

شجاعت صاحب اور واثف صاحب دو بھائی تھے۔۔

دونوں کی بیویاں بھی ایک دوسرے کی رشتہ دار تھی اس لیے دونوں بھائی بڑی حویلی میں ایک ساتھ رہ رہے تھے۔دونوں کی شادیاں ایک ساتھ ہی ہوئی تھی۔ شجاعت صاحب کو اللہ نے ایک سال بعد ہی اولاد سے نوازا تھا۔ جس کا نام انہوں نے علی شجاعت درانی رکھا تھا وہ اور اس کے دادا کی ایک دوسرے سے بہت دوستی تھی۔

علی کے ڈیڑھ سال بعد ہی اللہ نے واثف درانی کو بھی اولاد سے نوازا تھا۔ جس کا نام انہوں نے موسی واثف درانی رکھا تھا۔

موسیٰ اور علی دونوں گھر کے لاڈلے تھے۔ جبکہ دادا کے نزدیک ان کا سب کچھ علی ہی تھا۔

علی کے دو سال بعد اللہ نے شجاعت صاحب کو ایک بار پھر اولاد کی نعمت سے نوازا تھا لیکن اس دوران ان کی بیوی اس دنیا سے چلی گئی تھی۔

علی اس وقت تین سال کا تھا مسز واثف نے ان دونوں کو اپنا بیٹا بنا لیا تھا۔ بچے جوں جوں بڑے ہونے لگے گھر میں پائے جانے والے تناؤ کو محسوس کرنے لگے تھے۔ دادا اور دادی تو مسز واثف سے بات ہی نہیں کرتے تھے۔ علی تب آٹھ سال کا تھا وہ اب دادا کو اکثر بولتا تھا کہ میری ماں کو ایسے پریشان نہ کیا کرے آپ کو نہیں بولنا تو نہ بولے لیکن پھر ان کے سامنے نہ آئے۔ جس سے معاویہ دادا کا

لاڈلہ بن گیا تھا۔ دادا اسے اپنے ساتھ ڈیرے پر لے کر جانے لگے تھے۔ اٹھ سال کی عمر میں ہی معاویہ میں بے زارگی سی ظاہر ہونے لگی تھی۔ رائم بس ہر وقت اپنی ماں کے گرد ہی گھومتا تھا۔ پھر ایک دن صبح گھر والوں کو دادی کی لاش ملی تھی۔ سب سمجھے کہ ان کی قدرتی موت ہوئی ہے جبکہ رائم کا دھیان کمرے کی ایک ایک چیز پر تھا۔ پھر اسے پتہ چل گیا تھا کہ یہ قتل ہے۔ لیکن اس کی بات علی کے سوا کسی نے نہیں سننی تھی۔ رائم کے بابا آؤٹ آف کنٹری رہتے تھے جس وجہ سے انہیں کوئی خبر نہیں تھی گھر میں کیا ہو رہا ہے۔ ان کی غیر موجودگی میں انہیں خبر آئی تھی کہ ان کے بابا کا بہت بڑا ایکسیڈینٹ ہوا ہے جس پر وہ موقع پر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

اب گھر میں صرف چار لوگ تھے علی، معاویہ، موسی اور مسز واٹف تھے۔ واٹف صاحب ٹکٹ نہ ملنے کی وجہ سے لیٹ ہو گئے تھے۔

علی اس وقت بارہ سال کا تھا جب ان کے گھر وہ قیامت آئی تھی۔
وہ تینوں سوئے ہوئے تھے جب علی کو باہر سے چیخنے کی آواز آئی تھی۔

وہ بھاگ کر باہر گیا تھا تھا جب اس کی نظر کچھ لوگوں پر پڑی تھی۔ جو اس کی ماں کو گھسٹ رہے تھے۔

ماما، چھوڑو میری ماما کو وہ لوگ مسز واٹف کو گاڑی میں ڈال کر لے گئے تھے جب علی پیدل ہی ان کے پیچھے بھاگا تھا۔

وہ لوگ انہیں اٹھا کر جنگل میں لے گئے تھے اور علی بھی ان کے پیچھے ہی تھا۔

علی جنگل میں پہنچا تو ان لوگوں نے اس کی ماں پر تشدد کر کے اس کی حالت بری کی تھی اور اب اپنے پاس کلہاڑی رکھی تھی اور اس کی ماں کے گرد پیٹرول پھینکا تھا۔

علی نے پاس سے ایک پتھر اٹھایا اور اس آدمی کی آنکھ میں دے مارا جو اس کی ماں کو آگ لگانے لگا تھا۔

ایے۔ پکڑو اس لڑکے کو۔ بچنا نہیں چاہیے۔

ماما، میری ماما اٹھے آپ کو کچھ نہیں ہو گا۔ ماما موسیٰ اور معاویہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔۔

اوئے بچے تیری اتنی ہمت تو نے مجھے مارا۔ ان میں جس کی آنکھ پر علی نے مارا تھا۔ اس آدمی نے علی کو تھپڑ مارے تھے جس پر وہ معصوم سا بچہ سہم گیا تھا اس کا چہرہ لال ہو رہا تھا۔ تب ہی اس کی ماں نے اپنے وجود میں ہمت لاتے پاس پڑی لکڑی اٹھا کر اس کے سر پر ماری تھی۔

عورت بہت نازک ہوتی ہے بعض دفعہ لفظوں سے ہی ٹوٹ جاتی ہے۔ لیکن جب وہ ہی عورت ماں بنتی ہے تو وہ اپنے بچوں کی سب سے بڑی محافظ بن جاتی ہے۔ جوخود چھوٹی چھوٹی بات پر رو پڑتی تھی جب ماں کے رتبے پر فائز ہوتی ہے سارے دنیا کے دکھ اپنے اندر رکھ کر بھی مسکراتی ہے۔

وہ آدمی سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے وہی گر گیا تھا۔ جبکہ دوسرا آدمی اس طرف بڑھا تھا اور اس آدمی نے ان کے پیٹ میں ٹانگ ماری تھی وہ درد سے کراہتی چیخی تھی۔

علی بھاگ جاؤ۔ میرا بچہ بھاگ جاو۔ موسی کا خیال رکھنا۔

علی جو سن سا کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا۔ اپنی ماما کی آواز پر نفی میں گردن ہلاتا اپنی ماما کی طرف بڑھا تھا۔

علی میرا بچہ بھاگ جاؤ تمہیں میری قسم، موسی کا خیال رکھنا۔ بھاگ جاو۔ وہ آدمی علی کی طرف بڑھا تھا۔ جب اس کی ماما نے اس کی ٹانگ پکڑ لی اور اسے آگے بڑھنے سے روک رہی تھی۔ جس پر اس آدمی نے ان کے پیٹ پر ایک بار پھر ٹانگ ماری تھی۔ وہ درد کی شدت سے چیخی تھی ان کے منہ سے خون پانی کی طرف بہہ رہا تھا۔

علی میرے موسیٰ کا خیال رکھنا۔ تم واپس آنا یہاں پر۔ بابا کو بتانا سب۔

علی نے ایک نظر ان کو دیکھا تھا۔ اور وہاں سے پیچھے کی طرف دوڑ لگائی تھی۔

اس وعدے کے ساتھ وہ بھاگا تھا کہ وہ ایک دن واپس ضرور آئے گا۔

اسی لمحے وہاں کتنی ہی گاڑیاں آکر رکی تھی۔ علی نے جنگل سے چھپ کر دیکھا تھا انہیں اس کی گاڑی سے اترتی عورت پر پڑی تھی وہ اس کا چہرہ تو دیکھ نہیں پایا تھا۔ لیکن اس کی وہ سرخ ساڑھی اور دلہن کی طرح کا بناؤ سنگھار اسے الجھا گیا تھا۔

میم وہ اس عورت کا بیٹا بھاگ گیا ہے۔

تو میرا منہ کیا دیکھ رہے ہو پکڑو اسے۔ اس عورت کی کوئی نشانی نہیں یہاں رہنی چاہیے۔

علی ان کی آواز سن کر ایک بار پھر سے بھاگا تھا۔

اس وقت اس کی حالت قابل رحم تھی۔ بھاگنے کی وجہ سے اس کے کپڑے پٹے ہوئے تھے اور جوتے کہی کھو گئے تھے پاؤں سے خون رس رہا تھا۔ چہرہ مٹی سے لٹ پٹ تھا۔

اسے بس اس وقت موسی اور معاویہ کی فکر تھی۔ان کو کسی طرح اس گھر سے نکلنا تھا۔

وہ لوگ اب بھی اس کے پیچھے تھے۔ علی کو سڑک سے تھوڑے دور ایک ٹرک نظر آیا تو وہ اس میں جا کر بیٹھ گیا تھا۔

لڑکے کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہے یو۔ پلیز مجھے بچہ لے۔ مجھے اپنے بھائیوں کو بنانا ہے۔ آپ جو کہے گئے وہ کرو گا۔

اس شخص کو علی پر بہت ترس آیا تھا اور اس نے ٹرک سٹارٹ کر لیا تھا۔

علی گھر سے تھوڑے فاصلے پر ٹرک سے اترا تھا۔ تمہارا یہ احسان میں کبھی ضرور اتارو گا۔

علی بھاگتا ہوا گھر داخل ہوا تھا۔

اور سیدھا موسیٰ کے کمرے میں گیا تھا۔ موسیٰ جو سو رہا تھا اسے دیکھ کر علی کو ایک بار پھر اپنی ماں یاد آئی تھی۔

موسیٰ اٹھو جلدی کرو کوئی سوال جواب نہ کرنا بس ہمیں اس وقت یہاں سے بھاگنا ہے۔ ماما کے پاس جانا ہے ہمیں۔ وہ دس سالہ موسی کو بولا تھا جو نا سمجھی سے اس کے ساتھ آٹھ کھڑا ہوا تھا۔

علی نے الماری سے زیور نکالا اور کچھ کیش بھی رکھ لی تھی۔ اس نے معاویہ کو جگایا تو اس نے نا سمجھی سے آنکھیں کھول کر اسے دیکھا

معاویہ اٹھو یہاں سے ہمیں ماما پاس جانا ہے۔

پر کیوں بھائی شیشش کوئی سوال نہ کرنا اس وقت۔

معاویہ نا سمجھی سے ان کی طرف دیکھ رہا تھا جب علی نے ایک ہاتھ سے موسی کا ہاتھ پکڑا تھا اور ایک ہاتھ سے معاویہ کو۔ کندھے پر بیگ لٹکائے وہ تینوں چھپ کر زینے سے اترتے بھاگے تھے جب انہیں شجاعت صاحب کے کمرے سے آوازیں آرہی تھی۔ جن کو سن کر معاویہ نے انکے پاس جانا چاہا تھا لیکن علی نے اس کے منہ پر ٹیپ لگادی تھی وہ اس وقت کسی پر بھی یقین نہیں کر سکتا تھا۔

اہہہ بڑھا بھائی بننا بھی کتنا مشکل ہوتا ہے خود جلنے کے باوجود چھوٹوں کو سایا دیتے رہا۔

بھائی تو ہر کوئی ہوتا ہے پر بھائی بن کے دیکھنا کسی کسی کو آتا ہے۔

علی ان دونوں کو وہاں چھوڑ کر خود ان کے کمرے کی طرف بڑھا تھا پر اندر کا منظر دیکھ کر اسے لگا تھا اس کی روح فنا ہو جائے گئی۔ یہ تو وہی عورت تھی۔ صباء ناز لیکن اس کے باپ کے ساتھ کیا کر رہی تھی۔

دیکھو اب ہم نے سب کو مار دیا ہے۔ اب آپ اور میں بھی ایک ہو جائے گئے۔ بس آپ کی وہ اولاد مجھے سے نہیں سنبھالی جاتی اس کو کہی ٹھکانے لگانا پڑے گا۔

نہیں نہیں وہ علی کو مار کر خود کہاں۔ جائے گئے سارا بزنس اس کے نام ہے۔

شجاعت صاحب کی بات پر علی کو لگا اسے کسی نے دھوپ میں کھڑا کر دیا ہے۔ باپ تو اس کا آخری سہارا تھا وہ بھی۔

علی فوراوہاں سے نکلا تھااور معاویہ کواٹھا کر موسیٰ کا ہاتھ پکڑا تھااور پھر وہ اندھا دھن بھاگے تھے انہیں نہیں تھا پتا کہاں جانا ہے۔بس انہیں وہاں سے نکل جانا تھا۔

وہ لوگ اس وقت گھر سے کافی دور ایک روڈ پر کھڑے تھے انہیں نہیں معلوم تھا کہ وہ کون سی جگہ ہے۔

علی روڈ کی ایک سائیڈ پر انہیں بیٹھا کر خود ان کے پاس بیٹھ گیا تھا۔

معاویہ کے منہ سے اس نے ٹیپ اتاری تو وہ گویا ہوا۔

مجھے یہاں کیوں لائے ہو۔

علی بھائی سب ٹھیک ہے۔

نہیں کچھ بھی ٹھیک نہیں ہے۔ موسی انہوں نے ماردیاماکو۔ وہ کوئی اور نہیں۔ میرا اپنا باپ ہے۔ جس نے انہیں مارا ہے۔

علی پھوٹ پھوٹ کر روتا ان دونوں کو گلے لگا گیا تھا۔

میں نہیں بچا پایا ان کو ان ظلموں نے ماردیا۔

معاویہ بھی اس کی بات پر روتا ہوا اسکی جانب دیکھنے لگا۔

بھائی ہم بابا کو بتائے گئے۔ معاویہ کے کہنے پر وہ دونوں اسے گلے لگا گئے تھے۔ معاویہ تمہیں جسے میں بولو گا تم وہی کرو گئے۔ اچھا۔

تب ہی وہاں ان کے پاس ایک بائیک رکی تھی۔ وہ کوئی چور تھے۔ جو گن لیتے ان کی جانب آئے تھے۔ چلو جتنی بھی کیش ہے دے دو اس بیگ میں کیا ہے۔

وہ آدمی ان سے بیگ چھین کر بولا تھا۔ علی نے دونوں بھائیوں کو اپنے پیچھے چھپایا تھا۔

بیگ واپس کرو۔

میں نے کہا بیگ چھوڑ دو۔
علی نے اس سے بیگ چھین کر کہا تھا۔

جس پر اس آدمی نے علی کو دھکا دیا تھا۔
تب ہی علی نے ان میں سے ایک کی گن چھینی تھی۔ اور تب ہی ابتدا ہوئی تھی ایک گینگسٹر کی۔ اس دن علی نے پہلی بار دو لوگوں کو قتل کیا تھا۔

لوگ کہتے ہیں۔ وہ قاتل ہے۔ مگر قاتل بھی تو اسے لوگوں نے بنایا تھا۔ بچے تو معصوم ہوتے ہیں پھر لوگ انہیں قاتل، ڈاکوں، مجرم، بناتے ہیں۔ جس ہاتھ میں قلم ہونی چاہیے تھی اس ہاتھ نے پسٹل اٹھالی تھی۔

علی نے اپنے دونوں بھائیوں کو ساتھ لیا تھا جو سہمے ہوئے کھڑے تھے۔ اور ایک عزم سے چل پڑا تھا۔

اس نے اس گاؤں کا رخ کیا تھا جہاں ان کی پرانی کام والی رہتی تھی جو کسی وجہ سے کام چھوڑ چکی تھی۔

اسلام علیکم۔ بی اماں۔

وعلیکم السلام میرے بچے آئے ہیں۔ اندآؤنہ۔ ماما کسی ہیں۔ اور یہ کیا حال بنایا ہے تم نے۔

بی اماں نے ان تینوں کو گلے لگایا تھا اور اندر لے گئی تھی۔ گھر کافی خستہ حال تھا۔ بی اماں گھر میں اکیلی رہتی تھی۔

علی نے بی اماں کو سب بتایا تو وہ زور و قطار رو پڑی تھی۔

فکر نہ کرو تم لوگ اب ادھر ہی رہو گئے میں ایک اور گھر میں کام کر لوں گئی مگر تم لوگوں کو جانے نہ دوں گئی۔

معاویہ نے بھی سب سن لیا تھا۔

نہیں بی اماں جس عورت کے تین تین بیٹے ہو وہ کام نہیں کرے گی۔

آپ معاویہ کا خیال رکھے میں۔ اور موسی آتے ہیں۔

موسیٰ آجاؤ میرے ساتھ۔

موسیٰ بھی اس کے ساتھ آگیا تھا جبکہ معاویہ بی اماں کی گود میں گھس گیا تھا۔اسے کچھ کچھ سمجھ لگ گئی تھی۔

IB Rajpoot

علی۔

وہ لوگ اس وقت گاؤں کی بس پر سفر کر رہے تھے جب موسیٰ سب کو دیکھ کر ڈر کر علی کے ساتھ چھپک کر بیٹھا تھا۔اس نے علی کی جیکٹ میں منہ دے رکھا تھا۔موسیٰ نے معصومیت سے علی کو پکڑا۔

جس پر علی نے بہتی آنکھوں سے اس کو خود میں بھینچ لیا تھا۔

جی میرا بچہ میری جان۔
علی کو اس پر ترس آرہا تھا۔ جس نے ابھی سہی سے اپنی ماں کا لمس محسوس ہی نا کیا تھا اور وہ اس سے بچھڑ گئی تھی۔

ماں کا بچھڑنا ایک ایسا زخم ہوتا ہے جو وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور زیادہ گہرا ہوتا جاتا ہے۔

اس زخم پر صبر کیا ائے۔ یہ تو ہر روز تازہ ہو جاتا ہے۔

وہ جب تلک حیات تھی ادیب ڈھال تھی۔
میں ماں کے بعد موسموں کی زد میں اگئ

(copy paste)

وہ لوگ اسی جنگل میں۔ گئے تھے لیکن وہاں انہیں اپنی ماں کی راک کے سوا کچھ نہ ملا تھا۔ جس پر وہ چیخ چیخ کر رونے تھے۔

علی میری ماما۔ علی ماما کے بغیر کیسے رہے گئے۔
موسیٰ علیہ کے گلے لگے رو رہا تھا۔

علی کی آنکھوں میں ایک آگ تھی بدلے کی۔ موسی یہاں دیکھو

آج رولو جتنا رو سکتے ہو۔
کیوں کہ اس کے بعد دنیا روئے گئی۔

وہ دونوں وہاں سے اک عزم کے ساتھ اٹھے تھے۔ اب ان کا رح ان کے گھر کی طرف تھا۔
گھر بند تھا وہ دونوں دیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے۔

شجاعت صاحب کے کمرے میں جاتے ہوئے ایک لمحے ان کا دل کانپا تھا۔
علی نے گن لوڈ کی اور اس کمرے میں قدم رکھا لیکن سامنے اپنے باپ کو مردہ حالت میں دیکھ کر اس کا دل لرزا تھا پھر وہ ان کی جانب بڑھا تھا۔ اچھا ہوا خود مر گئے نہیں تو مجھے ہی یہ زحمت بھی کرنی پڑتی۔ اپنے گناہ کی سزا پالی ہے۔

چلو موسی یہاں سے۔ انہیں وہاں سے معلوم ہوا تھا کہ پلین کرش میں واثف صاحب کی ڈیتھ ہو گئی ہے۔

ان پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ ایک دن میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔
اس دن سے علی اور موسی نے چھوٹی موٹی چوریاں کرنا شروع کر دی تھی۔ پھر اسی طرح وہ ایک دن بلیک مافیا گینگ سے ملے۔ علی نے اس گینگ کے بوس کو مار کر اس کی جگہ لے لی تھی۔ اور پھر وہاں سے شروع ہوا تھا علی سے ریان اور موسی سے رائم کا سفر۔۔

لیکن اس سفر نے انہیں بہت کچھ سیکھا دیا تھا۔

وہ لوگ کہی کہی دن گاؤں سے دور رہتے تھے ایک دن ایسے ہی وہ دونوں واپس آئے تو ان کا آخری سہارا بھی ختم ہو گیا تھا وہ آج پھر روئے تھے اور سارے گاؤں نے ان کی چیخیں سنی تھی۔

ان کا گھر آگ کی زینت بن چکا تھا انہوں نے اس دن اپنے آخری محسن معاویہ اور بی اماں کو بھی کھو دیا تھا۔

اب ان کا نشانہ وہ عورت تھی۔ جس کی تلاش انہوں کی تو وہاں علی کو نین ملی اور رائم کو روحا۔

وہ عورت نین کی خالہ تھی۔ صباء۔ لیکن ان کے پاس کوئی ایسا راز تھا جو رائم اور ریان کو ابھی تک نہیں معلوم تھا جس کی وجہ سے ابھی تک وہ زندہ تھی۔

!حال

علی نین کے کندھے پر سر رکھ کر شدت سے رو رہا تھا۔ نین کی حالت بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھی۔۔

نین نے اس کا چہرہ اپنے روبرو کیا اور اس کے آنسو پہنچے۔

علی میں آپ کے ساتھ ہوں۔ ہمیشہ۔

مجھے یقین ہے تم پر۔

علی پر خالہ نے ایسا کیوں کیا انہیں زرا بھی ترس نہیں آیا تھا۔

میں نہیں جانتا لیکن بہت جلدی جان لوں گا۔

علی اس کے کندھے پر سر رکھ کر آنکھیں مندھ گیا تھا جب کہ نین سے باتیں کر کہ اس کا دل بہلا رہا تھا۔

IB Rajpoot

روحا رائم کا ماضی سن کر اسے زور سے گلے لگائے۔رو رہی تھی جبکہ رائم کو اس نے آج پہلی بار روتا ہوا دیکھا تھا۔

پلیز رائم آپ روئے نہ۔اپ کی روحا ہمیشہ آپ کے ساتھ ہے کبھی بھی آپ کو چھوڑ کر نہیں۔جائے گئ۔

روحا تم نے جب میرا ہاتھ چھوڑا تھا تو مجھے لگا تھا آج پھر ایک بار موسی کو ختم کر دیا گیا ہے لیکن تم نے مجھے زندہ کر دیا۔

مجھے پتا ہے ہم اپنے بڑوں کے بغیر خوش نہیں رہ سکتے اس لیے میں خود تمہارے بابا کو مناوں گا۔

رائم کی بات پر روحا نے اس کے بال ماتھے سے پیچھے کیے اور مسکرا کر گویا ہوئی۔

مجھے میرا گینگسٹر ہی اچھا لگتا ہے اچھا نہ مجھے یہ رو تو بچہ بلکل بھی پسند نہیں۔

روحا کی بات پر رائم بھی مسکرایا تھا۔

بس اب سلطان کو جس دن پکڑ لیا اس دن ہم ہر چیز سے چیت جائے گے۔ کیوں کہ اس گیم کا ماسٹر مائنڈ وہ ہے۔

رائم ایک عزم سے بولا۔

روحا کی آنکھ کھولی تو نظر رائم پر پڑی جو اس وقت اس کے کندھے پر سر رکھے سو رہا تھا کتنی معصومیت تھی چہرے پر اسے دیکھ کر لگتا نہیں تھا کہ دونوں بھائیوں نے اپنے اندر اتنے غم چھپا رکھے ہیں۔

بعض دفعہ ہمیں اپنے ارد گرد ایسے لوگ نظر آتے ہیں جن کے بارے میں ہم سوچتے ہیں کہ وہ بہت پر سکون ہے پر ان کے اندر اتنا ہی شور ہوتا ہے۔

روحا آرام سے اٹھ کر واش روم گئی تھی۔اور پھر کپڑے چینج کر کہ وہ ناشتا بنانے کی نیت سے کیچن میں چلی گئی تھی۔

IB Rajpoot

مناہل یار اب اور نہیں چلا جا رہا بس ہو گئی ہے۔

مناہل کو مال تک جانا تھا اس لیے وہ شائنی کو ساتھ لے کر نکلی تھی۔ مگر بری قسمت ان کی کہ انہیں کوئی ٹیکسی اور رکشہ والا ہی نہیں ملا تھا۔ اور اس وقت وہ دونوں چل رہی تھی کیوں کہ مناہل کہ بقول اگر کریم کروائی تو اسے وہاں آنے میں بھی ٹائم لگے گا اور ویسے بھی پیدل چلنے سے واک بھی ہو جائے گئی۔ مگر شائنی سے اب چلا ہی نہیں جا رہا تھا۔

تب ہی ان کے پاس ایک گاڑی آ کر رکی تھی۔

اسلام علیکم۔ لیڈیز کدھر میں ڈراپ کر دوں۔

فرخان گاڑی سے نکلتا مناہل کو ایک نظر دیکھ کر بولا۔ اس ایک نظر میں اس نے اس کا سارا جائزہ لے لیا تھا اس کے چہرے پر مناہل کو وائٹ جینز میں دیکھ کر غصہ چھا گیا تھا لیکن وہ وائٹ جینز کے ساتھ بیلو کرتا پہنے بے زاری سے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔

شائنی۔ قسم سے میری تو چل چل کر ٹانگیں ہی تھک گئی ہے۔

شائنی تو فوراً گاڑی کی طرف بڑھی تھی جب مناہل نے اسے بازوں سے کھینچ کر اپنی طرف کیا تھا۔

نہیں ہم چلے جائے گئے تمہیں تکلف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

فرخان۔ تکلف کس چیز کا۔اچھا ایسا کرے آپی شائنی میرے ساتھ چلتی ہے۔اور آپ مناہل اجائے چل کر کیوں کہ شائنی آپی کی ٹانگوں میں درد ہے۔

فرخان کی بات پر شائنی تو فوراً گاڑی میں بیٹھ گئی تھی۔ جبکہ مناہل غصے سے فرخان کو گھور رہی تھی۔

اسے نہ دیکھے پیار ہو جائے گا۔فرخان نے اسے ایک آنکھ وینک کر کہ کہا۔

شٹ اپ۔ بڑی ہوں میں تم سے آپی بولا کرو مجھے اور یہ جو تمہاری حرکتوں ہیں نہ میں کسی دن تمہاری امی کو بتادوں گئی۔ پھر دیکھنا ساری اکھڑ نکل جائے گئی۔

پہلی بات میں آپ کو آپی نہیں بولو گا۔اور دوسری بات مس مناہل کون سی حرکت کردی میں نے جس کی شکایت کرے گئی اپ۔ محبت کرتا ہوں میں آپ سے اور بے انتہا کرتا ہوں سب کے سامنے بول دوں گا مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ میرے بارے میں کوئی کیا سوچتا ہے۔

بس کردو پلیز کیوں اپنے ساتھ مجھے بھی بدنام کروانا ہے۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں پیچھا چھوڑ دو میرا۔

یہ آپ کسی باتیں کر رہی ہیں۔ فرخان مر تو سکتا ہے لیکن آپ پر انچ نہیں آنے دے سکتا۔ میں نکاح کرنا چاہتا ہوں کوئی بھاگنے کا نہیں بول رہا آپ کو۔

اپنی زبان بند رکھو تم فرخان تم بھول گئے ہو میں تم سے بڑی ہوں عمر میں۔

یہ کیا عمر کا فرق لے کر بیٹھ گئی ہے۔ میرے نزدیک یہ فرق۔ کوئی معنی نہیں رکھتا ۔جب دس سال کی لڑکی بیس سال کے مرد کے ساتھ بیاہ دی جاتی ہے۔ وہاں یہ معاشرہ خاموش رہتا ہے لیکن جب مرد کی شادی اس سے دو سال بڑی عورت سے کروادی جائے تو سب کی زبانیں کھول جاتی ہے۔

مجھے کسی کا کوئی خوف نہیں ہے۔ میں شادی کروں گا تو آپ سے نہیں تو میں شادی ہی نہیں کروں گا مس مناہل۔

چٹاخ۔۔

زبان بند رکھو اپنی۔ ایسا کبھی بھی نہیں ہو سکتا فرخان ذیشان خان مناہل تمہیں کبھی بھی نہیں مل سکتی۔

مناہل نے اپنی ساری وقت جمع کر کہ اس کے چہرے پر اپنے نازک ہاتھ کا تھپڑ مارا تھا۔ کیوں مناہل نے سوچا تھا اس سے ایک ٹھپر سے ہی وہ یہی رک جائے آگے نہ بڑھے۔ مگر اس کی سوچ کے بر عکس وہ مسکراتے ہوئے گویا ہوا۔

چلو محبوب نہ سہی۔
اس کے ہاتھ کا لمس ہی سہی۔

مناہل نے ایک نظر شائنی کو دیکھا تھا۔ جو اپنے کانوں میں ہیڈ فون لگائے بیٹھی تھی تاکہ مناہل اگر اسے آواز بھی دے تو اسے آواز ہی نہ ائے۔
مناہل نے ایک نظر فرخان پر ڈالی اور دوسری نظر شائنی پر اور فرخان کی سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھی تھی جب فرخان اس کے آگے آیا تھا۔

چپ کر کے گاڑی میں بیٹھ جائے۔ میں مزید ویٹ نہیں کروں گا۔

کیوں کیا کرو گئے تم۔جو کرنا ہے کرلو میں بھی دیکھتی ہوں تم کیا کر سکتے ہو۔

میں تو بس اتنا سا ہی کروں گا آپ کو اٹھا کر یہاں سے مسجد لے جاؤں گا اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنا بنالوں گا۔ پھر تو آپ اپنی گاڑی میں بیٹھے ہوئے نخرے نہیں کرے گئ۔

مناہل اس کی بات پر ڈر گئ تھی اس کا کیا بھروسہ وہ واقعی اسے اٹھا کر لے جائے شائنی میڈم تو گانے سننے میں بزی تھی۔

IB Rajpoot

استغفرُللہ۔یہ ہسپتال ہے۔۔بھئ آج کل کل کے لوگوں کو تو شرم ہی نہیں ہے توبہ میرے تو کان سرخ ہو گئے ہیں۔بے حیائی کا زمانہ ہے۔

نین اور ریان جو بیڈ پر سو رہے تھے ایک بوڑھی نرس انہیں دیکھ کر شروع ہو گئی تھی جب کہ ریان نے بے زاری سے کانوں پر تکیہ رکھا تھا۔ نین تو شرم سے سرخ ہوتی جلدی سے صوفے بیٹھ گئی تھی۔ وہ بے چاری سوئی جاگی کیفیت میں صوفے پر سر رکھے سو گئی تھی۔

تب ہی وہ نرس دوبارہ گویا ہوئی تھی۔

شوہر تمہارا زخمی ہے تھوڑا سا بے چارے کا سوچ لو اپنا بیس من کا وزن اس پر ڈال کے نہ سو۔

جب کہ نین تو اپنے اپ کو شیشے میں دیکھ رہی تھی کہاں سے وہ بیس من کی تھی۔ اور بیمار تو وہ تھی۔

لیکن نرس کی اگلی حرکت پر نین۔ کا قہقہہ بے ساختہ تھا اور ریان کی چیخ۔

کیوں کہ وہ شاہد نئی نرس آئی تھی اس لیے اس نے ریان کو پیشنٹ سمجھ لیا تھا اور وہ بھی تو بیڈ پر لیٹا ہوا تھا جو کہ نین کی جگہ تھی۔

اس نرس نے ریان کو ایک ساتھ دو انجکشن لگا دئے تھے۔

او اولڈ لیڈی پیشنٹ میں نہیں۔ ہوں وہ ہے آپ نے مجھے کیوں انجکشن لگا دیا ہے۔

ہے شاباش شاباش اٹھو یہاں سے نالائق بیوی بیمار ہے اور تم خود بیڈ پر لیٹے ہو اس بے چارہ کو دیکھو ڑیوڑی کے دانے جتنا منہ ہو گیا ہے اس کا۔ تم جیسے شوہروں کو میں اچھے سے جانتی ہوں۔ نشہ وغیرہ کرتے ہو گے نہ سارا دن وہاں آوارہ گردی کی اور بیوی بچے گھر میں بھوکے رہے۔

ریان تو بے چارا شاکڈ بیٹھا ان کا منہ دیکھ رہا تھا جبکہ نین ہنس ہنس کر پاگل ہو رہی تھی۔

ویسے لڑکی بچے کتنے ہیں تمہارے چھ سات تو ہو گئے۔

نہیں چھ سات نہیں ہیں۔ بارہ ہے۔

نین نہ نکلنے والے آنسو صاف کر کہ کہا۔

یا اللہ میرے اللہ۔ یہ معصوم پر کتنا بڑا ظلم ہے چھوٹی سی بچی ہو خود بھی تمہارے اتنے بچے۔ میں صدقے جاؤں۔

وہ نین کے صدقے واری جا رہی تھی انہیں نین سے اتنی ہمدردی ہو رہی تھی کہ بے چاری کی آنکھوں میں آنسوں آ گئے تھے۔

جب کہ رایان تو نین کی بارہ بچوں والی بات پر اٹکا ہوا تھا۔

کتنی جھوٹی ہو کون سے بچے۔ایک بھی بچہ نہیں ہیں ہمارا۔یہ جھوٹ بول رہی ہے۔ نین ریان درانی تم گھر چلو پھر بتاتا ہوں میں۔

یہ دیکھ رہی ہے آپ مجھے گھر میں مارتے بھی ہے۔

اوئے نکمے انسان اٹھ بیڈ سے اور چل اتر نکل یہاں سے تو مجھے نہیں جانتا تیرے جیسے بہت دیکھے ہے میں نے۔

کیا رہے آنٹی آپ ساری زندگی بیٹھ کہ لڑکے تارتی رہی ہیں۔

بے شرم انسان۔

وہ ریان کی طرف بڑھی تھی جبکہ وہ باہر لپکا تھا۔

ویسے آنٹی آپ کے تو پانچ چھ درجن۔بچے ہو گئے۔

استغفرُللہ نالائق۔اب عالم یہ تھا کہ ریان آگے آگے بھاگ رہا تھا جبکہ آنٹی اس کے پیچھے پیچھے۔

ریان اندر آتے ہوئے رائم سے ٹکرایا تو وہ خیرت سے ریان کو دیکھ رہا تھا جب ریان قہقہہ لگاتے اس کے پیچھے ہوا تھا۔

پیچھے ہٹ جاؤ تم میں اس جاہل انسان کا سر پھاڑ دوں گئی کبھی خوبصورت عورت نہیں دیکھی اس نے۔

واٹ خبر دار جو میرے بھائی کے بارے میں ایک لفظ بھی اور بولا نو دو گیارہ ہو یہاں سے۔

اور تو یہ کیا کھیل رہا ہے۔

میں نے کچھ نہیں کیا وہ تیری بھابی ہے نہ وہ میرے ہاتھ سے مر جائے گئی۔

ہاہاہاہا میں نے بولا تھا نہ وہ ہی تجھے پٹا ڈالے گئی لے ڈال دیا اس نے۔

رائم قہقہ لگا کر بولا۔

تیری تو میں۔

بکواس نہ کرئی کوئی اپنی زبان سے میری بیوی پاس کھڑی ہے۔

روحا جو کب سے وہی کھڑی تھی رائم کی بات سن کر اس نے گہری نظروں سے رائم کو دیکھ کر مسکراہٹ پیش کی تھی جس پر رائم تو قربان ہوا تھا۔

کسی ہو گڑیا۔ ریان روحا کی طرف بڑھا تھا جب روحا رائم کا بازوں کھینچتی اسے نین کے کمرے کی طرف لے گئی تھی۔

ریان نے ایک نظر رائم کی طرف دیکھا تھا جس نے کندھے آچکا دیے تھے۔

روحا میری کیوٹی پائی آپ جائے نہ روم میں نین کے پاس میں آتا ہوں۔

روحا ہاں میں سر ہلاتی ہوئی اندر چلی گئی تھی۔ جبکہ رائم ریان کو لے کر آیک الگ سائیڈ پر آگیا تھا۔

تیری بیوی ابھی تک مجھ سے ناراض ہے۔

تو نے جو اس کے ساتھ رویہ رکھا تھا تمہارا علاج ہے۔ میرا تو دل کر رہا تھا دو تھپڑ لگاؤں تجھے۔

ریان نے اسے گھورا تو رائم نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

سلطان آ رہا ہے پاکستان۔

واٹ کب اور یہ کس نے بتایا ہے تجھے۔
رائم کی بات پر ریان کو جھٹکا لگا تھا۔

خود کنفرم کیا ہے میں نے۔

ٹھیک ہے اس کا پیچھا کر کہ اسے جہنم واصل کرے گئے ہم۔

نہیں برو۔ جو لوگ پیچھا کرتے ہیں وہ ہمیشہ پہنچے ہی رہ جاتے ہیں۔ اس لیے اس بار میرا یہ پلین ہے کہ ہم ان سے پہلے ہی۔ داروکے فام۔ ہاؤس پر قبضہ کرنے گئے لیکن اس سے پہلے ہمیں اپنی بیویوں کو سیف جگہ پہنچانا ہے۔

اوکے۔ ٹھیک ہے پھر اب اپنے میشن پر سارا فوکس ہونا چاہیے۔

تب ہی سامنے سے آتی شائنی کو دیکھ رائم چپ ہو گیا تھا۔

لو جی آ گئی آفت کی پڑیا۔

اسلام علیکم! بھائی

وعلیکم سلام۔ کسی ہو۔

وہ چھوڑے مجھے اکیلے میں کام ہے آپ سے۔ شائمہ رائم سے بولی تھی۔

یہی بات کرلو یہ میرا پارٹنر ہے۔

بندہ اٹھوا کہ دے۔ مجھے نہیں پتہ آج ہی چاہیے مجھے وہ۔

اس کی بات پر جہاں رائم نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا تھا وہی ریان نے سارا معاملہ سمجھنے کی کوشش کی تھی۔ جس پر رائم نے اسے ساری ڈیٹیل دی تھی۔

وہ تو شاک ہو گیا تھا پھر اپنی بیوی کا کارنامہ یاد آیا تو اس نے کندھے اچکے۔ اسی کی دوست تھی کچھ بھی اکسپکٹ کر سکتا تھا۔

تصویر ہے تو دو۔

یہ لے بھائی۔

یہ۔تمہارا مطلب دستگیر۔
وہ دونوں منہ کھولے دستگیر کی تصویر دیکھ رہے تھے جب کہ پاس آتا دستگیر اس کی بات پر نا سمجھی سے انہیں دیکھ گیا تھا وہ یوں اس کا نام لے رہے تھے۔

اوکے شام تک کام ہو جائے گا۔
شائنی چلی گئی تھی۔اور دستگیر بھی ان دونوں کو دیکھ کر چلا گیا تھا کیوں کہ ان کی بیویوں نے اسے بھیجا تھا کہ دیکھ کر آئے وہ کیا کر رہے ہیں۔

ہاہاہاہا دستگیر جانو تو گیا۔
ریان قہقہہ لگا کر کہا۔

یار وہ تو پہلے خود کو بیوہ کہتا ہے۔ اگر اس کو پتہ چل گیا تو شادی کے بعد اس کی بینڈ بجا جائے گئی۔

ہائے میرا دستگیر۔ میرا آخری سہارا۔ شادی کے بعد اس نے ہمیں منہ ہی نہیں لگانا۔ ریان نے سرد آہ بڑھی۔

نہیں او۔ جب بیوی سے ذلیل ہو گا تو ہمارے پاس ہی آئے گا۔

دفع ہو تو۔ یار ایمیجن کرد ستگیر جتنا شرماتا ہے شادی کے بعد اس نے تو مایوں بیٹھ جانا ہے۔

ہاہاہاہا۔ دونوں بلند آواز قہقہہ لگاتے اس کا مذاق بنا رہے تھے۔

نین کو رات میں ڈسچارج کر دیا گیا تھا۔ وہ لوگ اس وقت وہی بیٹھے تھے۔ جب ریان دستگیر کو لے کر سائیڈ پر گیا۔

سیدھے کھڑے ہو برو۔ سیلفی لینی ہے تمہارے ساتھ سلیبرٹی بن گیا ہے تو تو یار

۔

ریان اسے سیدھا کھڑا کرتا اس کے ساتھ سیلفی لتے ہوئے گویا ہوا جب کے رائم مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔

رائم نے شائنی کے نمبر پر لیکچر بھیج کر میسج کیا۔

یہ ہی بندہ ہے نہ۔ سالی صاحبہ۔

دوسری طرف سے فورا میسج آیا تھا۔

ہائے اللہ رائم بھائی قسم سے بلکل یہ ہی بندہ ہے آپ نے اٹھوالیا۔آپ تو سچے عاشق ہے روحا کے میں نے مان لیا۔اب میں آتی ہوں تب تک اسے منائے نہ نکاح کے لیے۔اود خبر دار جو اپنی بیوی کو بتایا ان دونوں نے بھی چھپ کر نکاح کیا تھا مجھے بھی چھپ کر نکاح کرنا ہے۔وہ اپنی بولتی فون بند کر گئی تھی۔

اوئے ریان اس بیوہ کو کیسے منانا ہے شادی کے لیے۔یہ نہ ہو اس کی محرومہ بیوی یا شوہر جو بھی ہے۔قبر سے نکل ائے۔

استغفرُللہ۔گستاخ آہستہ آواز میں بول میرے تو ابھی بچے بھی نہیں ہوئے اور اس کی محرومہ ہمیں بھی ساتھ لے گئی تو۔

نہیں ریان درانی تو اس چیز کی فکر نہ کر تجھے دیکھ کر تو شیطان نے بھی ایک ہی بات کہنی۔کہ یہاں میری ضرورت نہیں ہے یہاں میرا کام ریان درانی سرانجام دے رہا ہے۔

ہاہاہاہا بات تو صحیح کہی ہے۔بھائی جو تیرا ہوں۔

سر کوئی کام ہے نہیں تو میں جاو۔
دستگیر ان دونوں جو آپس میں باتیں کرتا دیکھ بولا۔

نہیں برو تیرے سے ہی کام ہے سارا۔ادھر اجا میری جان۔ویسے تیری بھری ڈیمانڈ ہے آج کل۔

کیا مطلب سر دستگیر نا سمجھی سے دیکھ کر انہیں بولا۔

مجھے بس اتنا بتا تیری زندگی میں کوئی بھا بھی وغیرہ تو نہیں ہے نا۔یا کوئی پسند ہو۔
رائم نے اسے چھیڑنے والے انداز میں کہا۔

استغفر اللہ مجھے کوئی بھی پسند نہیں ہے۔ سر ایکچولی میرے پاس یہ چھچھوڑے کام کرنے کا ٹائم نہیں ہے۔ اور دوسری بات سر مجھے لگتا ہے بھابھیوں سے آپ کی تعریف ہوئی ہے اس لیے۔ اپ بھول گئے ہیں کہ آپ دونوں کی بیویاں۔ میری بھابیاں ہیں۔

واہ رہے واہ۔ دستگیر میری جان ادھر دیکھی تو ہمیں باتیں سنا رہا ہے۔ کوئی نہیں اپنا وقت آئے گا۔ جب تیرہ شادی ہو گئی تو پھر دیکھنا ہماری والی تو خالی تعریف کرتیں ہیں۔ تیری والی نے تجھے بیلن سے سیدھا نہ کیا تو بولنا۔

اہہہہہہہ تبھی رائم اور ریان کی کمر پر بیلن اور چمچھا لگا تھا۔

انہوں نے مڑ کر دیکھا تو روحا اور نین کھڑی تھی۔

رائم درانی لگتا ہے آپ بہرے ہو گئے ہیں۔ گھنٹہ ہو گیا ہیں آوازیں دیتے ہوئے سمجھ نہیں آرہی آپ کو میں کوئی نوکر لگی ہوں آپ کی جو کھانا بھی بناؤں اور وہاں بیٹھ کر انتظار کروں۔ اگر دو منٹ میں نہ آئے نہ تو میں نے کھانا نہیں دینا۔

روحا غصے سے بولتی وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔ نین نے ایک نظر ریان کو دیکھا اور روحا کے پیچھے چلی گئی تھی۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔

یار تیری تو سمجھ آتی ہے لیکن۔ مجھے کیوں مار کر گئی ہیں۔ ریان نے معصومیت سے کہا۔

یار اسے چھوڑا اگر یہ بات کسی کو پتہ چل گئی تو لوگ کیا کہے گئے۔ ہم باہر لوگوں کو اڑاتے ہیں اور گھر میں ہماری بیویاں ہمیں مارتی ہے۔

رائم نے ریان کی طرف دیکھ کر کہا جو اپنی کمر سہلا رہا تھا۔
تب ہی دونوں دستگیر کی طرف مڑے تھے۔ جو طنزیہ نظروں سے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔

دستگیر اس وقت میرا بس نہیں چل رہا میں تجھے بمب پر بیٹھا کر بمب اڑا دوں۔ رایان نے جلتے ہوئے کہا۔

میں ہوں نہ اس کام کے لیے۔ ہماری تو چلو بیویاں ہے۔ بیویوں سے مار کھانے والے جنت میں جائے گئے۔ لیکن تجھے کڈنیب کروانے کے لیے ایک لڑکی نے اڑ دڈ دیا ہے۔ ہاہاہاہا۔

دونوں قہقہ لگاتے ساری بات اس کے گوش کر گئے تھے۔ جبکہ دستگیر کا تو مانو خون ہی کھول گیا تھا۔

تب ہی وہاں۔شائمہ میڈم آئی تھی۔

اسلام علیکم۔اس کے سلام کا دونوں جواب دیتے ہوئے مسکرائے تھے۔

جی تو سالی صاحبہ جس بندے کو کیڈنیپ کرنے کا اپ نے بولا تھا وہ آپ کے سامنے ہے۔

دستگیر نے غصے سے اسے دیکھا تھا۔

چٹاخ۔۔۔

وہ سب دیکھتے ہی رہ گئے تھے جب دستگیر نے اپنی پوری قورت لگا کر شائنی کے منہ پر تھپڑ مارا تھا۔

تھپڑ اتنا شدید تھا کہ وہ دیوار سے ٹکرائی تھی۔

جبکہ رائم اور ریان سمجھ ہی نہیں پا رہے تھے کہ ہوا کیا ہے۔

دستگیر۔ ریان غصے سے دھاڑا تھا۔ وہ آرام سے بھی بات کر سکتا تھا اس نے ہاتھ کیوں اٹھایا تھا۔ لیکن وہ بھول گئے تھے وہ انہی کا دوست ہے۔

سر آپ کا حکم سر آنکھوں پر مگر میں اس بے شرم سے شادی نہیں کروں گا۔ اس سے تو اچھی مانگنے والی ہوتی ہے جن میں کم از کم شرم تو ہو گئی۔

جب کہ اس کے الفاظ پر شائنی کا دل کیا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔

IB Rajpoot

روحا ابھی کمرے میں آئی تھی جب اسے فرخان کی کال آئی تھی۔

اسلام علیکم۔

وعلیکم سلام روحا مجھے تم سے ابھی ملنا ہے پلیز تم آسکتی ہو۔ کسی ریسٹورنٹ میں آجاؤ۔ مجھے لوکیشن سینڈ کرو میں آرہا ہوں۔

ہاا۔

روحا ابھی کچھ بولتی لیکن کال بند ہو چکا تھی۔

وہ نین کو بتاتی سیکیورٹی کے ساتھ نکل گئ تھی۔ اور جلد بازی میں رائم کو بتانا بھی بھول گئ تھی۔

دستگیر تمیز سے بات کرو۔ تم کب سے لڑکیوں پر ہاتھ اٹھانے لگے ہو اور شائنی اچھی لڑکی۔

رائم نے بات سنبھالتے ہوئے کہا تھا۔

جب کہ شائنی منہ پر ہاتھ رکھے۔اسے ہی دیکھ رہی تھی۔اج وہ اپنی ہی نظروں میں گر گئی تھی۔

بس بھائی۔میری ہی غلطی تھی۔جو میں اس شخص سے اچھے کی امید لگا بیٹھی تھی۔اور بتائے مجھے نکاح کا پیغام دینا جرم ہے۔لڑکے پسند کی شادی کرے تو لو میرج ہے۔اور لڑکیاں اپنی پسند کا نکاح کرے تو بے حیائی ہے۔دستگیر صاحب بے شرم میں نہیں ہوں۔آپ کی سوچ چھوٹی ہے۔

آج سے شائمہ کی محبت یہی مر گئی ہے۔اگر آپ سونے کے بھی بن کر آجاؤ نہ میں پھر بھی آپ کا کبھی انتخاب نہیں کرو گئی۔

اللہ خافظ بھائی۔وہ آنسو چھپانے کے لیے چہرے پر گوگلز لگاتی جس راستے سے آئی تھی اسی سے واپس چلی گئی تھی۔

دستگیر مجھے تم سے یہ امید نہیں تھی۔ خیر تمہارا پرسنل میٹر ہے میں تمہیں کبھی بھی نہیں مجبور کروں گا۔ کیوں کہ زندگی تمہاری ہے اور گزارنی تم نے ہے۔

وہ لوگ وہاں سے واک آؤٹ کر گئے تھے۔

دستگیر بھی غصہ ضبط کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔ آج جو کچھ ہوا تھا وہ دوبارہ سوچنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

IB Rajpoot

فرخان ریسٹورنٹ کی طرف نکلا ہی تھا کہ اس کی نظر سڑک پر بھاگتی مناہل پر پڑی اس نے فوراً گاڑی اس کے آگے روکی تھی اور طوفان بنا باہر نکلا۔

مناہل ٹھیک ہو تم۔ مناہل اسے دیکھ کر فوراً اس کے پیچھے خود کو چھپانے کی کوشش کرنے لگی تھی جب فرخان نے اسے پکڑ کر اپنے سامنے کیا۔

ادھر دیکھو کیا ہوا ہے؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟ کہاں گئی تھی تم؟
اس کے سوالات کے جواب میں مناہل نے ڈرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے پیچھے کی طرف اشارہ کیا تھا جہاں اب کوئی نہیں تھا۔

مناہل دیکھو کچھ بھی نہیں ہے وہاں۔

گاڑی میں بیٹھو۔ اس نے مناہل کو گاڑی میں بیٹھا کر پانی پلایا۔

اب بتاؤ کیا ہوا تھا۔
میں دوست کے گھر پارٹی پر جا رہی تھی وہ راستے میں لڑکے پیچھے لگ گئے تھے۔

اس کی بات پر فرخان کا غصہ سوا نیزے پر گیا تھا۔

اس نے مناہل کو بازوں سے پکڑ کر گاڑی کے ساتھ لگایا تھا۔

میں مر گیا تھا جو تم اکیلے جا رہی تھی۔ مجھے ایک کال تو کر دیتی میں فورا جاتا۔
فرخان کی دھاڑ پر وہ خوف سے کانپتی تھی۔

فرخان بازوں میں درد ہو رہا ہے ہاتھ ہٹاؤ پلیز۔ فرخان کو پتہ ہی نہیں چلا تھا کب اس کی گرفت مناہل کی بازوں پر سخت ہوئی تھی۔

گاڑی میں بیٹھو جلدی۔۔
وہ اسے لے کر قریبی ریسٹورنٹ میں آیا تھا۔

بیٹھو۔ فرخان نے اس کے لیے ایک چیئر کھینچی تو وہ اس پر بیٹھ گئی تھی۔

اس وقت وہ کوئی بھی سوال جواب کرنے کی حالت میں نہیں تھی کیوں کہ جتنا وہ بھاگ چکی تھی اب اس میں ہمت نہیں تھی۔

یہی رہو میں آتا ہوں۔ڈرو نہ میں ہوں نہ ساتھ۔
فرخان نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے تسلی دی تھی لیکن مناہل نے فورا اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔

فرخان کے جانے کے کچھ دیر بعد ساری لائٹس آف ہو گئی تھی۔ مناہل پہلے تو گھبرا گئی تھی۔ پھر اچانک سپوت لائٹ فرخان پر پڑی جو ہاتھ پیچھے باندھے اس کی جانب سے رہا تھا۔

مناہل۔مجھے نہیں معلوم کب کیسے کیوں میں آپ کو چاہنے لگا ہوں۔اپ کو دنیا کی ہر خوشی دوں گا۔

will you marry me.

فرخان کی بات پر وہ آگے پیچھے کھڑے تھے لوگوں بھی انہیں دیکھ رہے تھے۔

چٹاخ۔

کیوں میرا تماشہ بنا رہے ہو سب کے سامنے۔ نہیں کرنی تم سے شادی جان چھوڑ دو۔

مناہل پاؤں پٹاکتی وہاں سے نکل گئی تھی۔لوگ افسوس سے اسے دیکھ رہے تھے

۔

فرخان بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔ مناہل گاڑی میں بیٹھو میں تمہیں ڈراپ کر دیتا ہوں۔

تم نے جو مہربانی کر دی ہے وہ ہی بہت ہے۔ جاو یہاں سے۔

تمہیں پیار کی زبان سمجھ نہیں اتی۔

وہ اسے گھسٹا گاڑی میں بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔

تم سمجھتے کیا ہو خود کو ہاں۔ میں مر جاؤ گئی مگر تم سے شادی نہیں کروں گی۔

باہر بارش شروع ہو چکی تھی اور اندر فرخان کا دل دھارے مار مار کر رو رہا تھا۔

اس نے گاڑی ایک سائیڈ پر روک دی تھی مناہل مجھے سمجھو پلیز میں۔ بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔

فرخان کی آنکھیں آنسو سے تر تھی وہ اس کی منتیں کر رہا تھا۔

میں تم سے شادی ہی نہیں کرنا چاہتی۔ میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں فرخان میری زندگی میں تم سے پہلے کوئی اور ہے۔

فرخان کو لگا تھا اس کے جسم سے کسی نے روح کھینچ کی ہے۔

مناہل پلیز ایسا نہ بولو مجھے پتا ہے تم مجھے رکنے کے لیے بول رہی ہو۔

فرخان کی آنکھوں سے نا جانے کتنے آنسو بے مول ہو کر مناہل کے ہاتھوں پر گرے تھے۔

فرخان تم جانتے کیا ہو میرے بارے میں ہاں میرا ماضی نہیں جانتے تم۔

مجھے تمہارے ماضی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم میرا آج ہو کل ہو۔
میں ایک بار بھی تم سے اس۔ بارے میں نہیں پوچھو گا۔

فرخان تم مجھے گھر چھوڑ رہے ہو یا میں پیدل چلی جاتی ہوں۔

فرخان نے اس سنگدل کو دیکھا تھا جس رح کھڑکی کی طرف کیے بیٹھی تھی۔

فرخان نے آنسو صاف کر کہ اس کیطرف دیکھا۔اور پھر گاڑی سٹارٹ کر دی تھی
۔اس کے بعد راستہ خاموشی سے کٹا تھا۔

مناہل کو چھوڑ کر وہ روحا کی طرف نکلا تھا۔اسے معلوم تھا وہ کافی لیٹ ہو گیا ہے
۔وہ اس کا انتظار کر رہی ہو گئ۔

لیکن دل کا درد تھا کہ بڑھتا ہی جارہ تھا۔
وہ گاڑی رک کر برستی بارش میں آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ کیوں میرے ساتھ ہی کیوں اللہ آپ کو پتہ ہے نہ میں اسے کتنی محبت کرتا ہوں۔میرے مولا ایک بار وہ دے دے تیرے گھر میں آکر تیرا شکر ادا

کروں گا۔اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے نہ تو اسے میرے مقدر میں لکھ دے
نہ۔میرے اللہ میں اس کے علاوہ کوئی نعم البدل نہیں چاہتا۔مجھے وہ دے دے۔
میرے اللہ مجھے اس کے ماضی سے کوئی فرق نہیں پڑتا اللہ جی میں ایک بار بھی
اسے نہیں پوچھوں گا۔

وہ گھٹنوں کے بل روڈ پر بیٹھا چیخ چیخ کر دعائیں مانگ رہا تھا۔
وہاں فرخان رو رہا تھا۔اور آسمان بھی اس کے غم پر رو تھا۔

رو رو کر جب تھک گیا تو جا کر گاڑی میں بیٹھا اور گاڑی کا رخ اس ریسٹورنٹ کی
طرف کیا جہاں روحا تھی۔

نین تمہیں پتہ ہے روحا کدھر ہے۔
رائم اسے ہر جگہ دیکھ چکا تھا وہ کہی نہیں تھی اس لیے اس نے نین۔سے پوچھنا
بہتر سمجھا۔

جی وہ بتا کر گئی تھی کہ اسے ضروری کام ہے جلد اجائے گئی۔ سیکیوٹی کو ساتھ لے کر جا رہی ہے۔ کافی جلدی میں تھی شاہد اس لیے آپ کو بتانا بھول گئی تھی۔

اس کی بات پر رائم نے سے مٹھیاں بھینچی تھی۔ اتنا ضروری کام تھا میڈم مجھے بتانا گوارا نہ کیا۔

ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لیتا ہوں خود ہی اسے۔

وہ گاڑی کی کیز اٹھاتا گھر سے نکل گیا تھا۔ روحا کے فون کی لوکیشن چیک کی تو وہ ایک ریسٹورنٹ کی تھی جو ان سے کافی فاصلے پر تھا۔

IB Rajpoot

روحا کب سے بیٹھی فرخان کا انتظار کر رہی تھی۔اسے کال کی۔تو اس نے میسج کیا کہ بس آنے والا ہوں۔

جسے ریڈ کر کہ روحا کو غصہ آیا تھا کب کا اسے بیٹھا کر خود ابھی تک نہں آیا تھا۔

افف اب تو رائم کو بھی پتہ چل چکا ہو گا۔ گینگسٹر یہاں آ گئے تو کیسے ہینڈل کروں گئی۔ان کا غصہ تو ویسے ہی آج کل سوا نیزے پر ہوتا ہے۔

فرخان کے بچے ایک بار تم ہاتھ لگوا پھر تمہیں بتاتی ہوں۔

وہ خود سے باتیں کر رہی تھی جب اس کی نظر سامنے سے آتے فرخان ہر پڑی۔

لیکن وہ تو اسے دیکھ ہی شاکڈ ہو گئی تھی۔
گیلے کپڑوں میں سوجھی ہوئی سرخ آنکھیں روحا نے آج زندگی میں پہلی بار اسے اس طرح دیکھا تھا۔

فرخان سب ٹھیک ہے۔اس نے بس اتنا ہی پوچھا تھا جب فرخان اس کے گلے لگ گیا تھا۔

اوئے کیا ہوا ہے تمہیں۔مجھے کیوں تم سے عشق کی بو آ رہی ہے۔
روحا نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا تھا۔

لیکن اگلے لمحے شاکڈ ہی رہ گئی تھی جب اس کی بازوں پر فرخان کے آنسو گرے تھے۔

فرخان یہاں بیٹھو میرے ساتھ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔
اس کی بات پر فرخان نے نم آنکھیں صاف کی تھی۔

روحا مجھے بس سچ جاننا ہے بتاؤ مجھے مناہل کا ماضی کیا ہے۔

کیا مطلب مناہل اس سب میں کہاں سے آ گئی۔

مجھے نہیں پتہ روحا کب کیسے وہ میرے دل میں آ گئی ہے۔ میں اسے کب اتنا چاہنے لگا ہوں کہ اس کا نا ہونا مجھے مار دے گا۔

ادھر دیکھو میں اس سے بات کروں گئی۔ اور مجھے پتا ہے کہ وہ کبھی بھی انکار نہیں کرے گئی۔

بات اس سے بھی آگے نکل چکی ہے روحا۔ اب تو لگ رہا ہے سب ٹھیک کرنے میں عرصہ لگ جائے گا۔

کیا مطلب۔

فرخان نے روحا کو ایک ایک لفظ بتا دیا تھا۔

لیکن فرخان اس نے تو ہمیں اپنے بارے میں بس اتنا ہی بتایا تھا کہ اس کے گھر والے نہیں ہے۔اس کے امی ابو کی ڈیتھ ہو گئی تھی ایک ایکسیڈنٹ میں۔ جس کے بعد وہ یہاں اکیلی ہی رہتی ہے۔

نہیں روحا کچھ اور ہے۔ میں اس سے ایک بار بھی سوال نہیں کروں گا لیکن اگر وہ مجھے نہ ملی تو میں مر جاؤں گا۔

اللہ نہ کرے فرخان۔ میرے آبا کے اکلوتا بیٹے ہو تم۔اور میرا اکلوتا بھائی تو پھر یہ کیسے سوچ لیا۔ تم نے کہ میں ایسا کچھ ہونے دوں گئی میں خود مناہل سے بات کروں گئی۔

چلو کچھ اچھا سا کھاتے ہیں وہ بھی میرے پیسوں کا۔ روحا نے مسکرا کر کہا تھا کیوں کہ وہ ہمیشہ فرخان کے پیسوں سے کھاتی تھی اور فرخان اسے بولتا تھا کہ اپنے پیسوں کا کھاؤ۔

مجھے ہضم ہو جائے گئے تمہارے پیسے۔

استغفر اللہ کتنے جھوٹے ہو یاد کرو ایک بار میں نے تمہیں بیس روپے دیے تھے۔ تب ہضم ہو گئے تھے اب بھی ہو جائے گئے۔

بس دیکھ لیا نہ پھپھو کی طرح طعنہ دینا نہیں بھولی۔ میں ابھی تمہارے پیسوں کا کھا تو لوں تم بعد میں مجھے طعنے ہی دیتے رہو۔

جی بلکل۔ وہ تو دوں گی۔

انہوں نے کھانا آرڈر کیا تو دونوں نے کھانا کھایا اور ساتھ میں اپنے بچپن کی باتیں کرتے رہے۔

چلو جی چلتے ہیں اس سے پہلے میرا گینگسٹر یہاں جائے۔ جوان کے کام ہیں۔

ہائے اللہ نہ ڈرنے کی ایکٹنگ کیا کرو بے چارے کو ڈرا کر رکھا ہوا ہے تم نے۔ مجھے تو لگتا ہے مارتی بھی ہو گئی۔

مزے کی بات بتاؤں آج ہی ایک بیلن۔ مارا تھا میں نے۔

ہاہاہاہا تمہارا پتہ تھا۔ مجھے۔

وہ دونوں وہاں سے باہر نکلتے بارش میں بھیگ رہے تھے۔
تب ہی رائم کی گاڑی ان کے پاس آکر رکی تھی۔

لو جی آ گئے تیرے پیا جی۔

میں نے بولا تھا نہ۔

رائم ماتھے پر بل ڈالے ان کی طرف آیا تھا۔

اسلام علیکم۔ رائم بھائی کیسے ہیں اپ۔
فرخان نے اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔

وعلیکم سلام۔ ٹھیک الحمدللہ۔ تم سناو۔
رائم نے روحا پر نظریں جما کر کہا تھا۔

الحمدللہ۔میں بھی ٹھیک وہ اپی سے کام تھا تو اس لیے ملنے بلا لیا آپ کی بیوی کو۔فرخان نے مسکراتے ہوئے بیوی لفظ پر زور دے کر کہا۔

تو یار تم نے یہاں کیوں بلایا گھر آجاتے تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔مجھے تو مسلہ نہیں تھا روحا کے ملنے سے بس اس میں عقل بہت ہے ہر بار کوئی نہ کوئی کام ایسا کر لیتی ہے بعد میں بستر پر پڑی جاتی ہے۔

رائم نے روحا کو اگنور کر کہ سنجیدگی سے کہا تھا۔

اوکے بھائی آپ لوگ بھی نکلے میں بھی چلتا ہوں باش تیز ہو گئی ہے۔اپ کی بیوی بارش میں بھیگنے سے بیمار ہو جاتی ہے۔

وہ اسے انفارم کرتا رائم سے مصافحہ کر کہ روحا کے سر پر ہاتھ رکھا تو روحا نے مسکرا کر اسے ہاں میں اشارہ دیا تھا۔

پریشان نہ ہونا اور سیدھا گھر ہی جانا میں ہینڈل کر لوں گئی سب اور مجھے یقین ہے جواب تمہارے ہی حق میں آئے گا۔

ہمممم۔ فرخان افسردگی سے اہہہ بھر گیا تھا۔

IB Rajpoot

فرخان اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا جب رائم بھی بغیر کچھ بولے روحا کا ہاتھ پکڑ کر اسے گاڑی میں بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا۔

روحا نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا۔ جہاں سرد مہری چھائی ہوئی تھی۔ روحا کو پتہ تھا وہ غصہ ہے۔ لیکن فرخان کی کال پر وہ کافی زیادہ پریشان ہو گئی تھی اور پھر

اس نے اسے پہلی بار ایسے روتے ہوئے دیکھا تھا۔دوسرا اسے مناہل کی فکر تھی ایسا کیا تھا اس کے ماضی میں جو اس نے ان تینوں سے چھپایا تھا۔

وہ رائم کے چہرے پر نگائیں جمائیں اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔
جب گاڑی کو بریک لگنے پر ہوش میں آئی۔

وہ لوگ گھر کب پہنچے اسے کچھ بھی علم نہ تھا وہ اپنی سوچوں میں اس قدر مگن تھی کہ وہ بھول گئی تھی رائم اس سے ناراض ہے۔رائم اپنی جگہ سے اتر کر روحا کی طرف آیا اور اس کی طرف کا دروازہ کھولا۔

روحا نے اس کے چہرے پر نظریں جمائے اور آرام سے گاڑی سے نکلتی۔اس کے روبرو کھڑی ہوئی تھی۔

اتنی ناراضگی ہے۔ ہبی بات بھی نہیں کرے گے۔وہ مسکراتی ہوئی گویا ہوئی
جب رائم نے بغیر کچھ بولے اسے بازوں سے پکڑ کر سائیڈ پر کیا تھا اور خود دروازہ
بند کر کہ حال میں داخل ہوا تھا۔

باہر بارش اب کافی ہلکی ہو گئی تھی۔روحا نے منہ بسور تھا۔
وہ بھی بھاگ کر رائم کا بازوں پکڑ کر مسکراتی ہوئی چل رہی تھی۔
مگر اسے رائم کے چہرے پر کوئی تاثر نظر نہ آیا۔

رائم۔

ہبی۔
رائم کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔ مگر وہ اتنی جلدی اسے معاف کرنے کا ارادہ
نہیں رکھتا تھا۔

پہلی آواز پر جب رائم نے کوئی جواب نہ دیا تو روحا نے اسے لاڈ سے بولتے ہوئے اس کا بازوں کھینچا تھا۔

بات تو کرے نہ۔

رائم کمرے میں آکر صوفے پر بیٹھا تھا جب روحا گویا ہوئی۔

کیوں میری بات کی کوئی اہمیت ہے۔ میں نے منع کیا تھا نہ کہ مجھے بتائے بغیر کہی نہیں جاؤں گئی۔ لیکن تمہارے لیے میری بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے نہ۔

رائم پلیز یار۔ فرخان نے اچانک کال کر کہ بلایا تھا۔ تو میں چلی گئی لیکن سیکیورٹی بھی ساتھ لے کر گئی تھی اور نین کو بھی بتایا تھا میں نے۔

وہ اداسی سے بولی۔ اس وقت اس کا دماغ ان سب باتوں کو سوچنے میں لگا تھا۔ وہ اداسی سے رائم کے کندھے پر سر رکھتی رائم کو سارے واقعہ سے آگاہ کر گئی۔

تو میری ڈول اس میں پریشان ہونے والی کون سی بات ہے۔آپ نے بھی تو مجھے تھپڑ مارا تھا۔اور تو اور ریان کو دیکھ لو اس نے کتنے تھپڑ کھائے ہیں بے چارے نے۔ہاہاااا

رائم مزے سے اسے گلے لگا کر بولا اور آخر میں ریان کا مزاق اڑاتے ہوئے اسے دنیا جہاں کا سکون ملا تھا۔

آپ دونوں بھائی کبھی نہیں سدھر سکتے۔اٹھ کر کپڑے چینج کر لو۔

IB Rajpoot

وہ دونوں سہلیاں رو رہی تھی۔

ایک محبت کے نہ ملنے پر اور ایک کسی کی محبت ملنے پر۔

شائمہ صدمے کی کیفیت میں بارش میں بھیگتی ہوئی روڈ پر جا رہی تھی۔

کتنی آسانی سے شائنی تم نے اپنے آپ کو دو کوڑی کا کر دیا۔ مجھ سے اچھی اور شرم والی مانگنے والی تھی۔ شائمہ ساری زندگی کی کمائی عزت اس محبت نے کھا دی ہے

۔

واہ شائنی تیری محبت۔

اہہہہہہہ۔ کیوں میرے ساتھ ہی کیوں ہوا یہ سب۔ میرا کیا قصور تھا۔ محبت جرم ہے۔ میں نے تو پاکیزہ محبت کی تھی۔

وہ سڑک کے کنارے پر گھٹنوں کے بل بیٹھی دھارے مار مار کر رو رہی تھی۔

بس آخری بار تھا یہ۔ شائمہ تم خود کو پہچانو۔ دستگیر اب تم میری شکل دیکھنے کو بھی ترس جاؤ گئے۔

وہ آنسو صاف کرتی ایک عزم سے بولا۔

دوسری طرف مناہل اوندھے منہ بیڈ پر لیٹی آنسو بہا رہی تھی۔
دماغ میں ایک سکوت سا چھایا تھا۔

بس آنسو بہائے جا رہی تھی۔

فرخان اللہ کرے تمہیں مجھ سے بھی زیادہ اچھی لڑکی مل جائے اور تم ہمیشہ خوش رہو۔ مناہل تمہاری نہیں ہو سکتی۔ کیوں کہ میرے نصیب میں رونا لکھ دیا گیا ہے

۔

میں کتنی بدنصیب ہوں۔ سارے رشتے کھا کر بھی اس شخص کی محبت سے نہیں نکل پا رہی۔

میری یہ بد نصیبی کہی تمہارے خوشی بھی نہ کھادے فرحان۔وہ خود سے بولتی روز کی طرح دراز سے نیند کی میڈیسن نکال کر کھا کر سو گئی تھی۔

اہ اہ محبت کوئی تجھے پاک روتا ہے اور کوئی تجھے نہ پا کر۔

صبح کا سورج ایک نئے عزم سے چمکا تھا۔

سلطان، شان بے نیازی سے اکر اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔اس کے چہرے پر ماسک ہونے کی وجہ سے اسے کوئی پہچان نہ پایا تھا۔

لیکن اس کی آواز اس کے بڑھاپے کی نشان دہی کر رہی تھی مگر آج بھی آواز میں وہی رعب تھا۔

وہ سبز آنکھوں والا شہزادہ اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا تھا۔

سلطان کیسے ہو تم کب واپسی ہوئی تمہاری۔

یہ جاننا ضروری نہیں ہے۔

MD

مجھے رائم اور ریان درانی میں سے کسی بھی ایک کی کمزوری میرے ہاتھ میں چاہیے۔

تمہارے پاس صرف آج کا دن ہے۔ سورج ڈھلتے ہی وہ میرے قدموں میں ہو۔

جیسا حکم آپ کا سلطان۔

MD

وہاں سے نکلتا اپنے بندوں کو روحا پر نظر رکھنے کا بولتا ہوا گیا تھا۔

فرخان ساری رات بس مناہل کی تصویر ہاتھ میں تھامے اسے گھورتا رہا تھا۔ پھر فجر میں اس نے رب کے حضور اسے گڑگڑا کر مانگا تھا۔
صبح کے وقت وہ بغیر کسی سے بات کیے سیدھا مناہل کے گھر گیا تھا۔

اس نے کہی بار دورناک کیا تھا مگر جواب نہ ملنے پر وہ پیشانی سے دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوا تھا۔

اسے معلوم تھا یہ بہت غیر اخلاقی حرکت ہے۔ مگر اسے مناہل سے بات کرنی تھی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو نظر مناہل پر پڑی جو کل والی جگہ پر ویسے ہی بے سود پڑی تھی۔

فرحان نے کسی خوف کے تحت اس کے کندھے کو ہلایا تھا۔

مناہل۔ ٹھیک ہو تم۔

مگر جواب نہ پا کر اس نے اسے سیدھا کیا۔ پھر اس کے ناک کے پاس ہاتھ رک کر دیکھا۔ اس نے ارد گرد نظریں گھمائی تو نظر نیند والی گولیوں پر پڑی۔

فرحان نے اذیت سے آنکھیں بند کی تھی ایسا کون سا غم خود میں چھپائے بیٹھی ہو جو تمہیں اندر ہی اندر کھا گیا ہے۔ تم ایک بار بول کر تو دیکھو اگر فرخان راجپوت اس پر پورا نہ اترا تو واللہ میرا خون

تم پر معاف ہو گا۔

مناہل کے غم میں اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

پھر کچھ سوچ کر اس نے مناہل کے اوپر بلینکٹ دیا تھا اور خود ایک عزم کے ساتھ وہاں سے نکل گیا تھا۔

وہ اپنے گارڈ کو دروازہ ٹھیک کرنے کا بول کر گیا تھا۔

ہیلو یار تیری مدد چاہیے تھی۔

فرحان فون پر کسی سے گویا ہوا تھا دوسری طرف کا جواب سن کر بولا۔

ایک لڑکی کا نام بتا رہوں ہوں اس کے بارے میں ساری انفارمیشن چاہیے۔

وہ تجھے بعد میں بتاؤں گا۔

پانچ منٹ بعد ہی اسے میسج آگیا تھا۔ جس کو دیکھ کر شاکڈ لگا تھا اسے مائدہ ابرار ۔ مناہل نے اپنا اصلی نام سب سے کیوں چھپایا تھا۔اس میں مزید مناہل کے گاؤں کا پتہ تھا اور اس کے والد اور والدہ کے نام اور وفات کی انفارمیشن۔

وہ جلدی سے اٹھتا ہوا۔ گاڑی کی چابی لے کر نکلا تھا۔ وہ گاؤں شہر سے دو گھنٹے کی مسافت پر تھا۔

وہ دو گھنٹے اس نے کیسے گزارے تھے یہ وہ ہی جانتا تھا۔

گاؤں کی حدود میں داخل ہوتے ہی اس کا ذہن مناہل پر اٹکا تھا۔ایسا کون سا دکھ دیا تو نے اے گاؤں میری مناہل کو دیا ہے کہ وہ اس اذیت میں ہے۔ فرحان گاؤں کی مٹی کو دیکھ کر گویا ہوا۔

اور پھر اسکے گھر کے آگے گاڑی روکی۔ گاوں والے اتنی بڑی گاڑی دیکھ کر خیران ہوئے تھے اور اس میں سے فرحان کو نکلتے دیکھ کر آپس میں سرگوشیاں کر رہے تھے۔

لیکن فرحان نے ان پر کان نہ دوڑانے اور گھر کے اندر داخل ہوا۔

گھر کی حالت اس وقت بہت خراب تھی۔ یہ چھوٹا سا گھر تھا۔ تین چار کمرے تھے اور آگے ایک چھوٹا سا صحن تھا۔ جس میں مردہ پودے نظر آرہے تھے۔

اس نے قدم کمرے کی طرف بڑھائے تو اس کے قدم لڑکھڑائے تھے۔ کہ کہی کچھ ایسا نہ مل جائے جو اسے مناہل سے دور کر دے۔

ہر چیز ایسی ہی تھی جیسی وہ لوگ چھوڑ کر گئے تھے۔

اس کی نظر ساتھ والے کمرے میں پڑی تو وہ وہاں داخل ہو گیا۔

اس کمرے کو دیکھ کر ہی اسے لگا تھا یہ مناہل کا کمرہ ہے۔وہ کبرڈ کی طرف بڑھا تھا
اس میں اس کے کپڑے ویسے ہی ترتیب سے پڑے تھے۔
اس نے کپڑے سائیڈ پر کیے مگر اسے کچھ بھی نہ ملا تھا۔

وہ کبرڈ بند کرنے لگا تو کوئی چیز اس کے پاوں میں گری تھی۔

اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ وہ اٹھا کر کھولی پر اوپر لکھے گئے الفاظ نے اس کو
ساکت کر دیا تھا۔

وہ مائدہ ابرار کی رپورٹ تھی۔
جس میں اس کے ایکسیڈنٹ کے بارے میں تفصیل تھی۔وہاں جو حیران کن
بات تھی وہ یہ تھی کہ
She lose her baby .

فرخان کے قدم لڑکھڑائے تھے اور وہ وہی زمین پر گرتا چلا گیا تھا۔

مناہل تم میری ہو ایسا نہیں ہو سکتا۔ وہ کتنی دیر وہاں بیٹھ کر اپنی قسمت پر ماتم کرتا رہا تھا۔

پھر اٹھ کر آنسو صاف کیے اور باہر آیا جہاں عورتیں پہلے سے ہی کھڑی تھی۔

فرحان وہ رپوٹ اپنی پوکٹ میں ڈال چکا تھا۔

سنئے مجھے مائدہ ابرار کے بارے میں جاننا ہے پلیز۔

اس نے ایک عمر رسیدہ عورت سے پوچھا۔ جس پر وہ گویا ہوئی۔ اس کا نام بیٹی لفظ کے لیے ہی داغ ہے۔

بہت نازوں سے اس کے ماں باپ نے پلا تھا اسے پر جب اس نے یونیورسٹی میں قدم رکھا تو ایک شہری لڑکے سے محبت ہو گئی تھی۔

ایک بار پورا ہفتہ غائب رہی تھی ماں باپ نے ہر جگہ تلاش کیا۔اور پھر جب وہ واپس آئی تو چھوٹا بہانہ بنایا کہ ایکسیڈینٹ ہے۔ ہم نے منع کیا تھا اس کے باپ کو نہ بھیجے اسے پھر وہ اسی طرح کبھی ایک مہینہ کبھی دو مہینہ گھر نہ آتی ایک دن جب واپس آئی تو ماں باپ سے ضد کرنے لگی کہ اسے اس لڑکے سے شادی کرنی ہے۔ مگر پھر وہ لڑکا واپس آیا ہی نہیں اور یہ اس کی اولاد لے کر پھر رہی تھی جب ماں باپ کو پتہ چلا تو باپ تو وہی صدمے سے مر گیا تھا اور ماں بھی کچھ دونوں کے بعد گزر گئی۔ لیکن جس کے ساتھ اس نے منہ کالا کیا تھا وہ نہ آیا اور پھر ایک دن وہ بھی یہاں سے چلی گئی تھی اور کبھی واپس نہ ائی۔

بس ایک لفظ اور نہیں۔ یہ جھوٹ ہے ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔اس کے کردار کی گواہی میں خود دیتا ہوں۔

ارے بابو تم کون ہو کہی تمہارے ساتھ ہی تو نہیں گئی تھی۔

زبان سنبھال کر بات کرئے۔اس کے بارمیں کچھ بھی بولنے سے پہلے سو بار سوچنا۔وہ فرخان راجپوت کا عشق ہے۔اوراس عشق پر سارا کا سارا فرخان راجپوت قربان۔

فرحان شہر کی رح ڈھارتا اس گھر سے نکلا تھا۔

اس کے کانوں میں ایک ہی جملہ گھوم رہا تھا وہ بد کردار تھی۔پتہ نہیں جس کے ساتھ چلی گئی تھی۔

مناہل کی آنکھ کھولی تو اس نے اپنے ارد گرد دیکھا اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ اس پر بلینکٹ کس نے دیا ہے وہ تو بیڈ پر اوندھے منہ گر گئی تھی پھر۔اسے کس نے سیدھا کیا۔

شاید نیند میں سردی لگی ہو تو بلینکیٹ لے لیا۔
وہ خود سے سوال جواب کرتی اٹھی تھی اور واش روم سے فریش ہو کر اپنا خلیہ بہتر کیا۔

اے زندگی کس موڑ پر لا کر کھڑا کیا ہے۔ہر روز ایک نیا غم نہ تو تھکتی ہے نہ میں۔
وہ سرد آہ بھرتی کیچن میں اپنے لیے ناشتا بنانے کے لیے گئی تھی جب اس کی نظر دروازے پر پڑی تھی۔۔

یہ کیا دروازے کا لاک کس نے بدلا کیا مطلب کوئی آیا تھا گھر میں۔اس کے ماتھے پر پسینے کی بوندیں چمکی تھی۔

تب ہی دروازے پر دستک ہوئی تھی۔اس کا دل خوف سے سوکھے پتے کی ماند کانپا تھا۔

ک۔ کون ہے ؟

مناہل نے اپنے اندر ہمت جمع کر کہ پوچھا۔

مناہل دروازہ کھولا بات کرنی ہے تم سے۔

فرخان کی آواز پر ڈر کی جگہ غصے نے لی تھی۔یہ شخص جب بھی اس کے سامنے آتا تھا اسے اس کا ماضی یاد کراتا تھا جو اسکے لیے باعث اذیت تھا۔

کیوں آئے ہو تم مجھے کوئی بھی بات نہیں کرنی تم سے۔

مناہل دروازہ کھولو نہیں تو مجھے دوبارہ اسے توڑنے میں کوئی مسلئہ نہیں ہے

۔فرحان کی بات پر مناہل نے غصے سے دروازہ کھول دیا تھا۔

تم جاہل انسان تم میں اتنی عقل نہیں ہے اکیلی عورت کے گھر نہیں جاتے۔

مجھ میں تو ہے لیکن اکیلی عورت کبھی بھی محفوظ نہیں ہوتی مناہل۔ خیر چھوڑو میرے ساتھ آؤ کیچن میں۔

وہ اسے سے ساتھ لیے کیچن میں گیا تھا۔

یہ کیا بتمیزی ہے تم میرے گھر میں ایسے نہیں گھس سکتے۔

آج گھر میں گھس گیا ہوں تو جلد دل میں بھی گھس جاؤں گا۔ فرخان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

جبکہ اس کی بات پر مناہل کا وجود ساکت رہ گیا تھا۔ وہ کچھ سال پیچھے چلی گئی تھی۔

آج یونی آگیا ہوں تو کل اپنی میڈیم کے گھر بھی آجاؤں گا۔ میرا بس چلے تو میں ابھی تمہارے گھر چلا جاؤں۔

مناہل کہاں کھو گئی ہو۔ فرحان نے اس کے ہاتھ پر آپنا ہاتھ رکھا تھا۔

جب مناہل نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا تھا۔

تم اپنے حد سے بڑ رہے ہو۔ مجھے ہاتھ لگانے کی جرت اج تو تم نے کر لی ہے لیکن آئندہ نہ کرنا۔

پتہ نہیں کیوں تمہیں دیکھ کر مناہل ایسا لگتا ہے کہ تم میرے نصیب میں نہیں ہو اور میں اسے ہی تڑپ کر مر جاؤں گا۔
فرحان نے نم آنکھوں سے کہا۔

فرخان دیکھوں جس راستے پر تم چل پڑے ہو وہ راستہ اچھا نہیں ہے۔ تمہیں بہت اچھی لڑکیاں مل سکتی ہیں مجھ سے بھی زیادہ اچھی۔

لیکن مناہل وہ تم تو نہیں ہو گی نہ۔

اس کی بات پر مناہل نے ایک اہ بھری تھی۔وہ بھی تواس کے پیچھے ایسی ہی دیوانی تھی۔ مگر وہ تواسے ایسا چھوڑ کر گیا تھا کہ اب مناہل کا وجود اس دنیا میں نہ ہو۔

خیر چلوں آج ناشتا کرتے ہیں ساتھ میں۔پلیز ریکوسٹ کر رہا ہوں انکار نہ کرنا۔

فرحان نے حلوہ پوری لائی تھی۔

فرحان مجھے پتہ ہے۔اس سب میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے کیوں کہ محبت اس انسان سے ہوتی ہے۔جو پہلے ہی کسی اور کا ہوتا ہے۔

تم جب اظہارے محبت کرتے ہو نہ تو میرے دل میں ایک درد اٹھتا ہے میں نے بھی ایسے ہی محبت کی تھی۔اور ایسے ہی منتیں کی تھی۔

مگر وہ ہر جائی ایسے گیا کہ مڑ کر ہی نہ ایا۔

مناہل خُدارا میرے سامنے اس کا ذکر نہ کرو میری رُوح کو چھلنی چھلنی نہ کرو۔ بہت اذیت ہوتی ہے جب تم میرے سامنے کسی اور کا نام لیتی ہو۔

تم میری نہیں ہو سکتی تو مجھ پر اتنا رحم کرو میرے سامنے خود کو کسی کے ساتھ نہ جوڑا کرو۔

فرحان کی بات پر وہ نم آنکھوں سے ہاں میں ہلاتی ناشتا پلیٹوں میں ڈال گئی تھی اور ان دونوں نے ناشتا کیا تھا۔

فرخان کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ اچھی طرح ناشتا کر لے تا کہ اس میں سب سننے کی سکت پیدا ہو۔

کھانا کھانے کے بعد فرحان نے اس کے انکار کرنے کے باوجود اس کے ساتھ برتن دھلوائے تھے۔

مجھے تم سے بات کرنی ہے مناہل۔

کام کرنے کے بعد وہ صوفے پر بیٹھتا ہوا گویا ہوا۔

میں گاؤں گیا تھا تمہارے۔ یہ ملا مجھے۔ فرخان نے وہ رپوٹ اس کے سامنے کی تھیں۔

مناہل کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا۔



رائم یار آفس جاتے ہوئے مجھے اور نین کو آپ لوگ شائنی لوگوں کی طرف چھوڑ دینا۔

وہ لوگ ناشتا کر رہے تھے جب روحا نے کہا۔
جس پر رائم اور ریان نے بیک وقت ان کی طرف دیکھا تھا۔

مسز رائم درانی آپ جائے نہ خود میری معصوم بیوی کہی نہیں۔ جا رہی۔

ریان نے مسکرا کر کہا۔

کیوں مجھ پر کوئی پابندی ہے میں جاؤں گئی جہاں میرا دل کرے گا میری دوست ہے مجھے جانا ہے ابھی۔
نین نے منہ بنا کر کہا۔

سن لیا تم نے ریان درانی تمہاری تو تمہاری بیوی ہی نہیں سنتی اور دوسری بات تمہارے کہنے کا کیا مطلب ہے تیری بیوی بہت معصوم ہے اور میری کیا ہے ہاں۔ خبردار جو میری بیوی کے بارے میں کچھ بھی کہا تو۔

رائم کی بات پر روحا گہرا مسکرائی تھی وہ ہر جگہ اس کی سائیڈ لیتا تھا اور اب بھی اس کی سائیڈ کی تھی۔

you are the best hubby of the world.

روحا نے مسکرا کر کہا تھا جس پر رائم نے سر ہلا کر اس اعزاز کو قبول کیا تھا۔

نہیں ہم یہاں پر اندھے بہرے بیٹھے ہیں جو تم لوگ اپنا ہی شروع ہو گئے ہو۔

تیری بیوی تجھے منہ نہیں لگاتی تو اس میں میرا کیا قصور ہے۔

رائم نے معصومیت سے منہ بنا کر کہا۔

شائمہ کل سے بخار میں تپ رہی تھی۔وہ کل کی بھوکی تھی اتنی ہمت نہ تھی کہ آٹھ کر کچھ کھالے۔اج اسے شدت سے اپنوں کی یاد آئی تھی۔

اگر آج اس کی امی ہوتی تو وہ یوں اکیلی نہ پڑی ہوتی۔

شائنی کی آنکھوں سے آنسو نکل کر اس کے بالوں میں جذب ہو رہے تھے۔

امی ابو پلیز آجائے شدت سے آپ کی یاد آرہی ہے۔

امی کاش آپ مجھے چھوڑ کر نہ جاتی۔

کوئی مجھ سے پوچھے امی ابو آپ کا نعم البدل کوئی نہیں ہے۔امی کیوں چلی گئی تھی مجھے چھوڑ کر۔امی پلیز آجائے نہ۔آپ کس کے سہارے پر چھوڑ گئی ہیں مجھے۔ آپ کو پتہ تھا نہ لوگ بہت ظالم ہے۔

امی مجھے آپ نہیں ملتی میں کیا کروں کہاں جاؤں۔مجھے آپ کی کمی اندر سے کھوکھلا کر رہی ہے۔مجھے آپ کی دوری کھا رہی۔

بابا آج پھر آجائے نہ آکر مجھے اپنے شفقت کے سائے میں چھپالے۔اللہ مجھے امی کو واپس دے یا مجھے بھی اپنے پاس بلالے۔اللہ کیا میں نے گناہ کیا ہے۔اللہ میں بھی تو تھک گئی ہوں نہ تنہائی سے میں نے نکاح کی خواہش کی تھی آاللہ لیکن اب نہیں کروں گئی۔

وہ وہی نڈھال سی روتی روتی گنودگی میں چلی گئی تھی۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے۔
تیری (ماں) خوشبو نہیں ملتی تیرا لہجہ نہیں ملتا۔
ہمیں تو اس جہاں میں کوئی تجھ سا نہیں ملتا۔

)کاپی پیسٹ(

رائم آپ جلدی آجانا شاپنگ پر جانا ہے۔

روحا کی بات پر رائم نے پریشانی سے اسے دیکھا تھا کیوں کہ آج اس کی بہت امپورٹنڈ میٹینگ تھی اس لیے اس کا آفس جانا ضروری تھی۔

یار ڈول آج بہت ضروری میٹینگ ہے اس وجہ سے میں لیٹ ہو جاؤں گا۔ تم ایسا کرو دانین کو ساتھ لے جانا۔

ہاں آئیڈیا اچھا ہے وہی باقی دوستوں کو بھی بلا لے گئے۔

وہ خوشی سے اچھل کر بولی۔

ہاں جی میری میڈیم لیکن سیکیورٹی ساتھ ضرور رکھنا۔

اوکے گینگسٹر میں جلدی سے نین کو بتا کر آتی ہوں۔
روحا کی پرتی پر وہ مسکرایا تھا۔

IB Rajpoot

یہ۔۔۔ت۔۔م۔کیسے۔۔ مناہل نے کانپتے ہاتھوں اس لفافے کی طرف اشارہ کیا تھا۔وہ ایک بار اس کے سامنے اس کا دردناک ماضی کے آیا تھا جس سے بچنے کے لیے وہ اپنا سب کچھ چھوڑ کر یہاں آگئی تھی۔

کبھی کبھی انسان جن چیزوں سے بھاگتا وہی اس کے سامنے آکر کھڑی ہو جاتی ہیں۔

مناہل دیکھوں ریلکس۔ میں سب جان گیا ہوں۔ مجھے آج بھی تمہارے کردار پر یقین ہے جو کچھ ہو گیا وہ اک نادانی تھا۔

چٹاخ۔۔۔

دفع ہو جاؤ میری نظروں کے سامنے سے جینے کیوں نہیں دیتے مجھے۔ہاں۔

مناہل نے اس کے چہرے پر اتنی شدت سے تھپڑ مارا تھا کہ اس کا چہرہ دوسری طرف مڑ گیا تھا۔

مناہل جان بھی لے لو آج لیکن آف تک نہیں کرو گا لیکن میں تمہارے بغیر مر جاؤں گا۔

تو مر جاؤ فرحان زیشان راجپوت۔ مر جاو تم۔
مناہل نے چیخ کر کہا تھا۔ فرحان اس کے سامنے گھٹنوں کے بل گرا تھا۔ آنسو اس کے چہرے سے گرتے اس کی داڑھی میں جذب ہو رہے تھے۔ دل کا درد اتنا تھا کہ وہ بے اختیار سا تھا۔

روز مجھے نئی اذیت کیوں دیتے ہو۔
میں صرف اس کی ہوں۔

آمین ! مناہل اللہ آپ کی دعا قبول کرے تا کہ میں بھی اس اذیت سے نکل جاوں۔

چلے جاؤ فرحان پلیز چلے جاو۔

چلو جاؤ گا مناہل ایک بار دل بھر کر دیکھنے دو پتہ نہیں پھر نصیب ہو گا بھی یا نہیں۔

فرحان کیوں خود کو اذیت دے رہے ہو تم ایک سراب کے پیچھے بھاگ رہے ہو۔

مناہل اس اذیت میں بھی ایک سکون ہے۔ تم میری نہیں ہو یہ بات مجھے ہر روز کہی بار بے موت مارتی ہے۔

فرحان پلیز۔ یہ کسی کو نہ بتانا میں اپنا ماضی آگے نہیں لانا چاہتی۔ میں تمہارے لائق نہیں ہوں۔ تم کیوں خود کے ساتھ ساتھ مجھے بھی اذیت دے رہے ہو۔ وہ بے بسی سے روتی ہوئی بولی تھی۔ وہ دونوں اس وقت گھٹنوں کے بل فرش پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ اور دونوں کے چہرے آنسو سے تر تھے۔ وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ بے بس تھے۔

مناہل وہ عشق ہی کیا جس میں اپنے محبوب کا پردہ ہی نہ رکھا جائے۔

مناہل میں جاضرور رہا ہوں مگر تمہاری ایک آواز کے فاصلے پر ہوں۔فرحان نہ ظلم کرو نہ خود پر۔پلیز شادی کرلوں۔

تم مانتی ہی نہیں ہو تو شادی کیسے کروں۔فرحان نے درد بھری مسکراہٹ کے ساتھ کہا تھا۔

اور پھر کرتے کے بازوں سے آنسوں صاف کرتا ہوا اٹھا تھا اور وہاں سے نکل گیا تھا۔

مناہل نے وہ لفافہ اٹھا کر الماری میں رکھ دیا تھا۔تم واپس آؤ نہ تمہیں تمہارے گناہ کا احساس ضرور دلاؤں گئ۔

وہ وہی الماری کے ساتھ لگتی پھوٹ پھوٹ کر رویہ تھی۔

پھر خود کو سنبھال کر اپنی چادر اوڑھتی گھر سے نکلی تھی۔

IB Rajpoot

شائمہ کو دوبارہ ہوش آیا تو وہ خود کو گھسیٹتی کیچن کی طرف آئی تھی۔
اور فریج میں کچھ کھانے کے لیے تلاش کرنے لگی تھی۔
اس کی قسمت تھی کہ کل ہی مناہل نے اسے سالن بنا کر بھیجا تھا۔اس نے روٹی کی تلاش میں میں دوڑائی اور بامشکل روٹی کے برتن دیکھے تو روتی نہ تھی۔
بھوک سے اس کے آنسو دوبارہ سے بغاوت کر گئے تھے۔اس نے وہ سالن نکال اور وہی نیچے بیٹھ کر کھانے لگی اس کی حالت اس وقت بہت بڑی تھی۔

وہ ہاتھوں سے ہی سالن کھانے لگی۔

ساتھ ساتھ آنسوں بھی صاف کر رہی تھی مگر آنسو پر زور کس کا ہے۔

کہاں گئیں تمہاری دوستیں۔ وہ خود سے سوال کرتی ہوئی اپنا سر اذیت سے دیوار کے ساتھ لگا گئی تھی۔

دوستی تو ساون کی بارش کی طرح ہوتی ہے۔ جو گھاس اور پھولوں دونوں پر برستی ہے۔ وہ دوست ہی کیا جو آپ کی خوشیوں میں ساتھ اور غم میں دور ہو۔

تب ہی اس کے گھر کا دروازہ ناک ہوا تھا۔ مگر اس میں آٹھنے کی ہمت نہیں تھی۔ اگلے ہی لمحے اسے دروازہ کھولنے کی آواز تھی اور پھر اسے کسی کے قدموں کی آواز آئی تھی جو اس کے بیڈ روم کی طرف جا رہے تھے۔

شائنی کہاں ہو تم۔ مناہل کی آواز پر اس کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو نکلتے اس کی گردن میں جذب ہو گئے تھے۔

مناہل ہر جگہ چیک کرنے کے بعد جب کیچن میں آئی تو اسے اس حال میں دیکھ کر روتی ہوئی اس کے پاس بیٹھی تھی۔

شائنی یہ کیا حال بنایا ہے۔ تمہیں تو بہت سخت بخار ہو رہا ہے۔اور یہ کیا۔ مناہل نے اس کا ہاتھ پکڑا تو وہ جلنے لگا تھا شائنی کو اتنا سخت بخار تھا۔اس کے ہاتھ میں پکڑے سالن کا ڈبہ اور اس کے ہاتھوں اور منہ پر لگا سالن دیکھ کر مناہل کچھ تو سمجھ گئی تھی۔ مناہل کا دل اپنی دوست کی حالت دیکھ کر تڑپ گیا تھا۔

بہت بھوک لگی تھی۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں کھانا بنا سکوں۔ مجھے کسی نے دی۔۔

شائنی بامشکل اپنی بات کہتی۔ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔

میری جان میں آگئی ہوں نہ۔ت۔م مجھے۔۔کا۔۔ل کر لیتی۔ میں فوراً اجا۔تی۔۔ مناہل اس کی بات پر تڑپتی اسے زور سے سینے سے لگاتی روتے ہوئے بولی۔

وہ دونوں خوب رونے کے بعد ایک دوسرے سے الگ ہوئی تھی۔

مناہل نے اسے سہارا دے کر کمرے میں لایا اور سب سے پہلے اس کے لیے کھانا بنانے کے لیے کیچن میں گئی۔

سوپ بنانے کا سوچا تو فریج میں گوشت نہیں تھا۔ مناہل کو ایک بار پھر سے اپنی دوست پر رونا آرہا تھا۔

اس نے آنسو پونچھتے شائنی کے لیے کچری بنائی۔

کمرے میں داخل ہوئی وراس کے سامنے بیٹھ کراسے کچری کھلانے لگی۔شائنہ بھوکی تھی اس لیے اسنے ساری پلیٹ خالی کردی تو مناہل نے آنسوسے ترچہرے سے پوچھا۔

۔اوردوں۔

جس پر شائنی نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔مناہل نے ڈراسے بخار کی میڈیسن نکالی اور شائنی کو پانی کے ساتھ کھلائی۔کھانا کھانے کے بعد شائنی کو کچھ ہوش آیا تھا۔مناہل برتن رکھ کر واپس ائی۔

اوراس پر بلینکٹ درست کیااوراس کے ساتھ ہی بیڈ کرون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔

شائمہ میری جان کچھ آرام آیاہے۔

ہاں۔ مناہل۔

شائنی ایک کال تو کرتی۔

مجھے لگا کوئی نہیں آئے گا۔

اور تمہیں کیوں لگا شائمہ۔

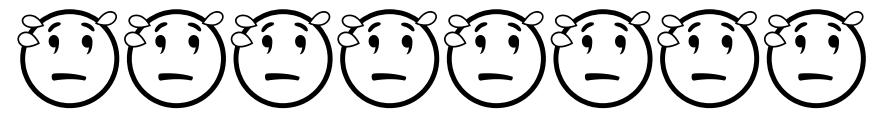
مناہل جن کے ماں باپ نہیں ہوتے نہ وہ اولاد دل میں غم بسائے ہی مر جاتی ہے۔

شائنی کی بات پر مناہل بھی پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کے کندھے پر سر رکھ گئی تھی۔

مناہل کبھی کبھی لگتا ہے۔ کہ یہ تنہائی مار دے گئی۔ شائمہ نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تھا۔

والدین تو شجر کی طرح ہوتے ہیں شائنی۔ جب یہ کھو جاتے ہیں نہ تو اولاد زمانے کی دھوپ میں جل جاتی ہے۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھیں۔


IB Rajpoot


یہاں وہ دونوں دوستیں رو رہی تھی اور وہاں نین اور روحا قہقہے لگاتے ہنس رہی تھی۔

جب ہی روحا نے شائنی اور مناہل کو کال کی تھی۔

اوئے کدھر ہو تم لوگ شادی ہماری ہوئی ہے اور غائب تم لوگ ہو۔ کہی تم لوگ بھی تو غائب ہو کر نکاح تو نہیں کرنے والی۔
مناہل کے کال اٹینڈ کرنے کی دیر تھی روحا میڈم نان سٹاپ شروع ہو گئی تھی۔

جی جی بلکل ابھی ہم بازار ہی آئے ہوئے ہیں۔ کوئی پسند کرنے پر کوئی پسند ہی نہیں ارہا۔ مناہل نے لہجے میں فکر لاتے ہوئے کہا۔ کیوں کہ دونوں طرف فون سپیکر پر تھا۔اس لیے ساتھ بیٹھی دوسری دو بھی سن رہی تھی۔

اوئے آجاؤ روحا کے گھر ہی سب وہی محفل جماتے ہیں۔

نین نے سب کو افر۔۔ماری جس پر مناہل کے ذہن میں فرحان کا چہرہ لہرایا تھا۔

نہیں یار تم لوگ شائنی کے ہاں آجاؤ میں بھی وہی ہوں شائنی کی طعبیت نہیں ٹھیک۔ مناہل نے شائنی کا گال کھینچ کر کہا جس پر شائنی مسکرا کر رہ گئی۔

اللہ خیر کیا ہوا ہے شائنی کو۔ تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ روحا اور نین دونوں کو اس کی فکر لگی تھی جس پر شائنی ہلکا سا مسکرا دی تھی۔

مناہل: یار کہتی ہے شادی کرا دو۔

ہاہاہاہا مناہل یہ تم اپنے دل کی باتیں کر رہی ہو۔
روحا نے مسکرا کر کہا۔

دفع ہو اؤ ادھر ہی۔
شائنی نے کہا تو اس کی بات پر وہ دونوں کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ یار ہم لوگ تم لوگوں کو بھی لینے آنے والے تھے شاپنگ پر جانے کے لیے۔ لیکن شائنی کی

طعبیت خراب ہے تو پھر مال سے کچھ ضروری شاپنگ کرنی ہے اس کے بعد آتے ہیں۔

ہاں یار شائنی میں فرخان کے ہاتھ کچھ چیزیں بھجواری ہوں وہ پاس رکھ لینا میں وہی آتی ہوں واپسی پر۔

مناہل فرحان کا سن کر پریشان ہو گئی تھی۔ کیسے اس انسان کا دوبارہ سامنے کرے گئی جو اس کے ماضی سے آگاہ تھا۔

شائنی کب سے کال بند کر کے مناہل کو دیکھ رہی تھی جو اپنی ہی سوچوں میں گم تھی۔ پریشانی اور بے چینی اس کے چہرے سے واضح تھی۔

مناہل ٹھیک ہو تم۔

ہاں میں ٹھیک۔۔

دیکھو مناہل جھوٹ نہ بولنا جو بھی ہے وہ سچ بتاؤ۔

شائنی کے پوچھنے پر مناہل نے اسے سب بتا دیا کہ کیسے اسے فرحان نے پرپوز کیا تھا اور اس نے انکار کر دیا۔

مناہل تمہیں انکار کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔۔

فرحان اتنا اچھا لڑکا ہے۔

۔

پلیز شائنی میں نے تمہیں اتنا بتا دیا ہے باقی میں نہیں بتا سکی۔۔

ہمم۔

کچھ دیر بعد فرخان چیزیں دینے آیا تھا اور ساتھ ہی شائنی کی عیادت کرنے۔۔وہ شائنی کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی جب فرحان بھی وہی کر بیٹھا تھا۔

فرحان ویسے شادی کا کیا ارادہ ہے۔شائنہ نے اسے مناہل کی طرف دیکھتے دیکھ بولا تھا۔

شادی کا ارادہ تو ہے مگر جس لڑکی کو میں چاہتا ہوں وہ نہیں مانے گئی۔

اہ کوئی نہیں۔اللہ تمہیں اس سے بہترین نوازیں گا۔

مجھے اس سے بہترین کی طلب نہیں ہے۔مجھے بس وہی چاہیے پر شاید میرے نصیب میں ہی نہیں وہ۔
فرحان لہجے میں ایک دکھ تھا جسے محسوس کر شائنی کو اپنا درد بھی تازہ ہوتا محسوس ہوا۔وہ بھی تو اسی طرح بھیک مانگ کر آئی تھی محبت کی۔

مناہل آخر فرحان میں کمی کیا ہے۔پلیز تم دونوں میں جو بھی مسلہ ہے وہ سلجھالو۔

میں نے کہانہ کوئی مسلہ نہیں ہے مجھے نہیں کرنی کسی سے شادی تو شائنی تم پیچھے کیوں پر گئی ہو۔
مناہل شائنی کی بات پر آگ بگولہ ہوئی تھی جب اس کا دل ہی نہ تھا تو پھر وہ کیسے اسے اپناتی۔

فرحان نم آنکھوں سے گویا ہوا۔
آپی پلیز آپ کوئی بات نہ کرے۔وہ محبت ہی کیا جس میں عاشق عشق کی آگ میں جلے۔

یار مناہل تم کیوں اتنی خود غرض بن رہی ہو۔
اس وقت وہ تینوں آنسو بہا رہے تھے دو عشق نہ ملنے پر اور ایک کسی کی یاد میں۔

اللہ کا واسطہ ہے۔ شائمہ تم اور فرخان بس کر دو۔ انسان ہوں میں کوئی بھیڑ بکری نہیں ہوں جو کسی کے ساتھ بھی باندھ دو گئے۔ کیوں بار بار میرا ماضی میرے سامنے لے آتے ہو اذیت ہوتی ہے مجھے۔ جس طرح تم کسی سے محبت کرتے ہو اسی طرح میں بھی اسے دل سے نہیں نکل پائی۔ سانسوں میں بستا ہے وہ شخص میری۔

بتاؤ مجھے کیسے کرو تم سے شادی کیسے تمہارے عشق پر ایمان لاوں۔ مناہل کا ضبط جواب دے گیا تھا۔ وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کے سینے پر زور زور سے ہاتھ مارتی ہوئی اس کو ایک نئی اذیت سے دوچار کر گئی تھی۔

فرحان کو لگا تھا اس کی سانسیں رک جائے گئی۔ وہ سن سا وہی کھڑا تھا۔

ہاں۔ تم لوگ جانتے ہی کیا ہو۔ میں نکاح میں ہوں اس کے بیوی ہوں میں اس کی۔ میں اس کے علاوہ کسی کی نہیں ہوں سمجھ ائی۔

فرحان اس کی بات پر بے جان سا گھٹنوں کے بل گرا تھا۔
جب کہ شائنی تو بہتی آنکھوں سے شاکڈ سی سن رہی تھی۔

IB Rajpoot

یار روحا بس ہو گئی ہے اتنی شاپنگ کر کے اب تھک گئی ہوں میں تو۔ روحا اور نین کافی دیر سے سارا مال گھوم رہی تھی کافی ساری شاپنگ بھی کر لی تھی جب وہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھی تھی۔
تو نین نے ڈھائی دی۔

ہاں واقعی میں یار بس ہو گئی ہے۔ ابھی بس کوئی بیڈ لا دے اور میں اس پر سو جاؤں

۔

جی جی بلکل۔ابھی مجھے ایک ہیل اور لینی ہے۔

اللہ کا واسطہ ہے بس کرو ریان بھائی کے ساتھ آجانا۔

۔

نہیں ناں ابھی لینی ہے۔

ہمم اچھا میں یہی ہوں تم جاؤ میں ویٹ کر رہی ہوں یہی۔ جلدی آنا۔ نین کے ضد کرنے پر روحا نے اسے مشورے سے نوازا جس پر وہ خوش ہوتی جلدی سے اٹھی تھی۔

آپ روحا رائم درانی ہے۔

روحا اکیلی بیٹھی تھی جب کسی لڑکی کی آواز پر وہ مڑی تھی۔

ہاں جی۔ کیوں؟ روحا اس لڑکی کو سر تا پاؤں دیکھ کر گویا ہوئی۔

اومائے گڈ لک۔ کیا میں آپ سے یہاں سائن کروا سکتی ہوں پلیز اور پلیز رائم سر کی کوئی ایک بات مزے کی جو ہو وہ بھی لکھ دے۔ پلیز انکار نہ کریے گا۔

اوکے۔ روحا نے مسکرا کر اس سے پین لیا تھا اور اس کی ڈائیری پر سائن کر کے۔ نیچے لکھا تھا۔

آتش فشاں ہے جناب۔

جسے پڑھ کر لڑکی کی مسکراہٹ ایک پل سمٹی تھی مگر پھر مسکرا کر گویا ہوئی۔

پلیز میری باقی کی دوستیں بھی آپ سے سائن کروانا چاہتی ہے۔اپ پلیز اس طرف ائے۔

روحا اس کے ساتھ چلتی ہوئی اس جگہ آئی تھی جہاں رش نہ ہونے کہ برابر تھا اور وہ مال کی بیک سائیڈ تھی۔

اس کا مال سے نکلنا ہی تھا۔ڈی ایم کے آدمیوں نے اسے بے ہوش کر کہ کڈنیب کر لیا



نین جوتے لے کر واپس آئی تو اس نے وہاں دیکھا تو روحا نہیں تھی اس نے روحا کی تلاش میں نظریں گھمائی مگر وہ اسے کہی نظر نہ ائی۔اخر کار اس نے وہاں ایک سیلر مین سے پوچھا۔

ایکسکیوزمی۔اپ کو معلوم ہے جو میرے ساتھ لڑکی تھی وہ کہاں گئی ہیں۔

اس کی بات پر سیلر مین پلٹا تھا۔
جی وہ تو اس ایریا میں گئی تھی۔کوئی لڑکی تھی ان کے ساتھ۔

سیلر مین کے بتانے پر نین اسے ڈھونڈتے اس طرف گئی مگر اسے روحا کہی نہ ملی تو اس نے سیکیورٹی کو انفارم کیا یہ ان ہی کی بے وقوفی تھی۔جوان دونوں نے سیکیورٹی کو ساتھ اندر نہیں آنے دیا تھا۔
سیکیورٹی نے بھی ہر جگہ دیکھ لیا تھا لیکن روحا کہی بھی نہیں تھی۔

میں ریان کو کال کرتی ہوں۔

نین نے پریشانی سے ریان کو کال ملائی۔

بیل جارہی تھی لیکن اس نے کال نہیں اٹینڈ کی تھی۔ نین بے بسی سے رونے لگی تھی۔اسے پتہ تھاان دونوں کی میٹینگ ہے اس لیے وہ کال نہیں اٹینڈ کر سکے گئے۔

IB Rajpoot

رائم اور ریان میٹینگ اٹینڈ کر رہے تھے جب ریان کے فون پر نین کی کال آئی تھی۔ریان کیوں کہ اس وقت خود پریزنٹیشن دے رہا تھااس لیے اس نے کال اٹینڈ نہیں کی تھی اور رائم۔کو میٹینگ اٹینڈ کرنے کا اشارہ کر کے نین کو کال کرنے کے لیے فون اٹھایا تھاجب نین کی کال پھر سے آئی تھی۔

ہیلو۔نی

ر۔یا۔ن۔۔

وہ ابھی کچھ بولتا جب نین جلدی سے روتی ہوئی بولی۔

کیا ہوا ہے میں سب ٹھیک ہے۔ریان فون کان سے لگائے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا مگر آگے ہی لمحے نین کی بات سن کر چیخا تھا۔

واٹ۔یہ کیا کہہ رہی ہو تم۔وہ اتنی زور سے بولا تھا سب اس کی جانب متوجہ ہوئے تھے جبکہ رائم فائل وہی چھوڑ کر اس کی طرف بڑھا تھا۔

رائم روحا غائب ہو گئی ہے۔

کیا مطلب ریان۔یہ کیا بکواس ہے۔رائم اس کی بات سن کر چیخا تھا۔

نین ہم آرہے ہیں۔ تم پریشان نہ ہو۔

رائم۔ چلو جلدی اور دستگیر تم ان سب کو سنبھالو اگر کوئی بھی زبان چلاتا ہے تو اٹھا کر درانی ویلا میں پھینک دو۔ ریان رائم کو اپنے ساتھ گھسیٹا ہوا لے گیا تھا۔

یہ حرکت کون کر سکتا ہے۔

سلطان۔ ڈم اٹ۔ وہ کتارات کو ہی پاکستان آیا ہے اسے چھوڑو گا نہیں میں۔

وہ دونوں اب بگولا ہوتے مال کی طرف بھاگے تھے۔

وہ لوگ وہاں پہنچے تو سامنے ہی نین روتی ہوئی انہیں نظر آئی۔

روحا تمہارے ساتھ تھی نہ۔

رائم کے پوچھنے پر نین نے اسے روتے ہوئے سب بتایا۔ ریان نے آگے بھر کر اسے گلے لگایا تھا۔

ہم ڈھونڈ لے گئے اسے۔

ریان سی سی ٹی چیک کر و سارے آجاؤ۔
وہ نین کو ساتھ لیتے سیکورٹی روم میں گئے تھے۔مال کا اونر پہلے ہی وہاں آگیا تھا اور وہ رائم اور ریان کو اچھے سے جانتا تھا اس لیے انہیں بنا کسی بات کے اندر آنے دیا۔
انہوں نے سی سی ٹی وی چیک کی مگر اس لڑکی کو وہاں سے نکلتے دیکھ وہ لوگ بیک سائیڈ پر جا رہے تھے جب رائم کے فون پر کال آئی تھی۔

ہیلو رائم درانی۔بیوی کو ڈھونڈ رہے ہو۔اچھی بات ہے۔اب وہ کبھی بھی نہیں ملے گئی۔

😐😐😐😐😐 IB Rajpoot 😐 😐 😐 😐 😐, 😐 😐

مناہل وہاں سے اٹھتی اپنے گھر کی طرف نکلی تھی۔
وہ خود کو گھسیٹتی دروازے سے باہر نکل کر پیدل ہی روڈ پر چل رہی تھی۔انسو مسلسل آنکھوں سے جاری تھے۔

اچانک ہی اس کے سامنے ایک گاڑی کھڑی ہوئی تھی۔اگلے ہی پل اس میں سے ایک شخص باہر نکلا تھا اور اس کے ناک پر کپڑا رکھ کر اسے بے ہوش کر کے گاڑی میں پھینکا تھا۔

فرحان اٹھو پلیز۔
شائنی سسکتی ہوئی بولی تھی۔ابھی وہ مناہل کی بات سن کر شاکڈ تھی اوپر سے فرحان کی حالت۔

فرحان نے سانس تک روک لیا تھا۔

ایسے کیسے ہو سکتا ہے آپی میں نے تو اسے دعاؤں میں مانگا تھا پھر میری دعائیں رد کیسے ہو گئی۔

کیا کسی نے مجھ سے بھی زیادہ شدت سے اسے مانگا تھا۔ مجھ سے زیادہ بھی کوئی اسے چاہ سکتا ہے۔

میں نے تو اس کے بغیر زندگی کا تصور ہی نہیں کیا کیسے رہوں گا میں۔
وہ دونوں ہاتھوں سے بال کھینچ کر بولا تھا۔

مجھے ہی کیوں محبت راس نہیں ائی۔

فرحان یہ محبت بری ظلم چیز ہے اسی سے ہوتی ہے جو نصیب میں نہیں ہوتا۔
وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

وہ لٹا پٹا سا آٹھ کر اپنے گھر کی طرف چلا تھا جب کہ شائنی وہی سے اس کی پشت دیکھتے آنسوں بہاتی دیوار کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی تھی۔

کاش دستگیر تمہیں بھی مجھ سے ایسے ہی محبت ہو جائے۔

ایک سرد آہ اس کے دل سے نکلی تھی۔

☺ IB Rajpoot

ڈی ایم میں تمہاری جان لے لوں گا۔ میں اپنی بیوی کو تو ڈھونڈ لوں گا مگر یاد رکھ تجھے بھی کتے کی موت دوں گا۔

ہاہاہاہا رائم درانی میری جان اتنا غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں ہوتا۔ ویسے مجھے انتظار ہے کہ کب تم مجھے ڈھونڈتے ہو۔

جس دن میں نے تمہیں ڈھونڈ لیا نہ وہ اس دنیا میں میں تمہارا آخری دن ہو گا
کے کے۔

ہائے ے ے رائم درانی کتنے رومنٹک ہو تم۔
لیکن ڈی ایم کو ڈھونڈنا آسان نہیں۔

یہ تو دیکھ لے گئے۔ڈی ایم تیرے سلطان کی بوٹی بوٹی کر کہ کتوں کے آگے
ڈالوں گا۔بلکہ تیرے ہی آگے پھینکوں گا۔

ڈائلاگ بہت چول تھا۔ لیکن تو بہت بے وقوف ہے تو نے سوچا ہی نہیں میں تجھے
کال کر کے تجھ سے کپے لگا رہا ہوں ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔تو میری محبوبہ تو ہے
نہیں۔

کیا مطلب۔ رائم کو کسی گڑ بڑ کا احساس ہوا تھا۔

مطلب یہ کہ کال تجھے اس لیے کی تھی تیرا دھیان بٹ جائے۔ تیری بیوی کو تجھ سے دور لے کر جانے کے لیے ٹائم چاہیے تھا نہ۔ چل نکل اب برتن صاف کر جان چھوڑ میری۔

وہ تو ایسے بات کر رہا تھا گویا اس نے نہیں بلکہ رائم نے اسے گلے لگانے کے لیے کال کی ہو۔

ڈیم اٹ اگر مجھے یہ ڈی ایم مل گیا تو میں جان لے لوں گا اس کی۔
رایان جو اتنی دیر سے خاموشی سے سن رہا تھا وہ رائم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گویا ہوا۔

یار پریشان نہ ہو۔ مجرم۔ کوئی نہ کوئی نشان اپنے پیچھے ضرور چھوڑ کر جاتا ہے۔

ریان کی بات پر انہوں نے دوبارہ سی ٹی وی فوٹیج لگائی تھی۔۔۔

یہ لڑکی ہی ہمیں ڈی ایم تک لے کر جائے گئی۔
چلوں پہلے اس لڑکی کو ڈھونڈتے ہیں۔

وہ دونوں اس کی تصویر نکل کر لے گئے تھے۔

اور اب ان کا رخ درانی پلس کے بیس منٹ میں تھا جہاں ان کا سارا سسٹم تھا۔ وہ لوگ پلس پہنچے تو سیدھا بیس منٹ میں داخل ہوئے تھے جب کہ ریان نے نین کو کمرے میں جانے کا اشارہ کیا تھا۔

نین کے ہوا اس ابھی بھی گم تھے۔ وہ اس سب کی وجہ خود کو سمجھ رہی تھی۔ اسے اس وقت ریان سے بات کرنی تھی تاکہ وہ اسے ریلیکس کر سکے لیکن وہ تو اسے کمرے میں بھیج کر غافل ہو گیا تھا۔

نین کمرے میں آتی بلک بلک کر رونے لگی تھی۔

✸✸✸✸✸✸✸ IB Rajpoot ✸✸✸✸✸✸✸

رائم نے بیس منٹ میں آتے ہی کمپیوٹر سسٹم سنبھالی تھا۔

رائم ایک منٹ تم نے نوٹ کیا تھا اس لڑکی کی بازوں پر ایک حاصل قسم کا ٹیٹو تھا۔

ریان بہت سوچنے کے بعد بولا تو رائم نے اپنے دماغ پر زور ڈالا تو اسے بھی یاد ایا۔

ہاں ریان اور یہ کسی گینگ کی نشانی ہے۔ دستگیر مجھے ساری انفارمیشن چاہیے۔ یہ ٹیٹو کس گینگ کا نشان ہے۔

رائم۔ وہاں سے سے اٹھا تو دستگیر وہاں بیٹھا تھا اور جلدی سے کمپیوٹر پر ہاتھ چلتا کچھ منٹس بعد گویا ہوا۔

سر جی کوئی لوکل گینگ ہے جس سے پیسہ دے کر کام نکلوایا جاتا ہے۔

اور یہ رہی اس لڑکی کی انفارمیشن۔

یہ لڑکی بھی اسی گینگ کا حصہ ہے اور یہ زیادہ تر پیسے لے کر لڑکیوں کو آگوا کر کہ آگے پہنچاتی ہے۔

دستگیر کی بات پر وہ سر ہلتا اسے بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر گیا تھا اور وہ لوگ وہاں سے نکلتے۔ گاڑی میں بیٹھے تے۔

ریان تو اپنی بیوی کے پاس جا میں ہینڈل کر لوں گا۔

چپ کر کے بیٹھ جا۔ میں ساتھ جاؤں گا۔

ریان کی بات پر رائم کندھے آچکا گیا۔
وہ لوگ اس لڑکی کے گھر باہر روکے۔تینوں نے اپنی گنز سنبھالی اور اس گھر کے دروازے کی طرف دیکھا جو اندر سے لوک تھا یعنی گھر میں کوئی تھا۔

رائم کے اشارہ کرنے پر ریان درانی اور دستگیر وہاں سے بیک سائیڈ پر چلے گئے تھے۔

رایان کے سیگنلز بھیجنے پر وہ دروازہ توڑ کر داخل ہوا تو اندر کسی بھی قسم کی کوئی ہلچل نہیں تھی۔
ریان لوگ داخل ہوئے تو ہر طرف گہری خاموشی تھی۔ریان کے اشارہ کرنے پر وہ لوگ سیڑھیوں سے اوپر گئے تھے۔

سب کمرے چیک کر کہ وہ لوگ ابھی باہر نکل رہے تھے کہ ریان رک گیا تھا ۔اس نے کھڑکی کی طرف دیکھا تھا۔جہاں سے کچھ ٹپکنے کی آواز آرہی تھی جیسے

پانی کی بوندیں فرش پر گر رہی ہو۔وہ لوگ الرٹ ہوتے کھڑکی کی طرف گئے تھے۔جب کھڑکی کھولی تو اوپر چھت سے خون کی بوندیں ٹپک کر نیچے گر رہی تھی۔رائم کو لگا اس کی جان نکل جائے گئی وہ لوگ بھاگ کر اوپر چھت کی طرف گئے تھے۔جب نظر سامنے اس لڑکی کے بے جان جسم پر پڑی تھی جو خون سے لوٹ پوٹ تھی۔

شٹ یہ تو مر گئی ہے۔
ڈی ایم نہیں چھوڑو گا تمہیں میں۔اے لڑکی بتا میری روحا کدھر ہے۔
رائم اسے جنجھوڑ کر بولا۔

آخر دستگیر ان کے پاس آیا اور یہ اس لڑکی کا فون۔دستگیر نے فون ریان کی طرف بڑھایا تو گہرا مسکرایا تھا۔یعنی دشمن جاتے جاتے غلطی کر گیا تھا۔

رائم چلودی ایم کو ملنے چلتے ہیں۔ وہ لوگ اس فون میں سے سے ڈی ایم کا نمبر نکال کر اس کی فرسٹ کال کی لوکیشن چیک کی جو کہ ایک معمولی سے محلے کی لوکیشن تھی وہ اس گھر میں داخل ہوئے ہر چیز بکھری ہوئی تھی یعنی وہ بھاگ گیا تھا۔

رائم اور ریان نے سارے کمرے چیک کیے انہیں کچھ بھی ایسا نہیں ملا تھا جب رائم نے اپنا دماغ چلاتے ہوئے کمرے کا جائزہ لیا۔

کمرے کے وسط میں ایک درمیانے سائز کا بیڈ تھا اور ایک ڈریسنگ تھا اور

بیڈ کی باہیں جانب ایک پینٹنگ لٹک رہی تھی۔ وہ عجیب و غریب پینٹنگ رائم کو اپنی طرف متوجہ کر گئی تھی۔

رائم نے اس پینٹنگ کو غور سے دیکھا۔ اور اس کو نیچے اتارا تو دیوار پر ہاتھ مارا لیکن وہاں کوئی بھی ایسی چیز نہ تھی جو اسے شک میں ڈالتی۔ ریان جو یہ سب دیکھ رہا تھا اس نے غور سے دیوار کی طرف دیکھا۔

رائم یہ دیکھ دیوار کے اس حصے کا کلر اور اس کا کلر کچھ سیم سیم نہیں ہے۔
یس سر اور یہ دیکھے یہ ایک دروازہ ہے۔ ریان ابھی کچھ بتاتا جب دستگیر نے نیچے بیٹھ کر فرش کے ساتھ دیوار پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ جس پر رائم نے دیوانہ وار اس دیوار پر مکے برسائے تھے اس کے ہاتھ سے خون نکلتا فرش کو سرخ کر گیا تھا۔

رائم ہوش کر تو یہ سب کیا کر رہا ہے پہلی بار کوئی میشن کر رہا ہے۔
یار ایک بار ڈی ایم مل جائے اس کی جان اپنے ہاتھوں سے لوں۔۔
رائم نے بات کرتے ہوئے آخری مکہ دیوار پر مارا تھا جس پر دیوار کا وہ حصہ اوپر ہوتا اوپر کی طرف فولڈ ہوا تھا اور سامنے ہی ایک کمرہ تھا۔
وہ دونوں اس کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

لیکن ایسا کچھ بھی نہ تھا جو انہیں قابل شک لگتا۔ یہاں مختلف ماسک وغیرہ پڑے تھے۔ جو ڈی ایم پہن کر اپنا کام کرتا تھا ایک دیوار ساری چھوٹی چھوٹی کاغذ اور

اخبارات کے ٹکروں سے بھری تھی۔ لیکن اس میں ان کے لیے کوئی ثبوت نہیں تھا۔

لیکن تب ہی ریان کی نظر اس ایک اخبار کے ٹکرے پر ٹھہر گئی تھی۔ جس میں وہ دو نقاب سے جانکتی آنکھیں تھی۔
جیسے دیکھ کر ریان نے آنکھیں بند کی تھی اور اس کی آنکھوں آگے جو منظر لہرایا تھا وہی تھا روحا کی آنکھیں اس نے کتنی بار غور سے روحا کی آنکھیں دیکھیں تھی۔اس کے سامنے وہ مناظر گھومے تھے جب اس نے روحا کی آنکھوں میں جھانکا تھا لیکن روحا کی آنکھیں اس جگہ اخبار میں۔اور وہاں ڈی ایم پاس بھی تو اس نے دیکھی تھی ایک ایسی ہی تصویر جس میں روحا کی آنکھیں تھی۔

رائم ساری گیم وہی آکر رک گئی ہے جہاں سے شروع ہوئی تھی۔

تیری بیوی کی آنکھوں کی تصویر۔

یہ میری بیوی کی آنکھیں نہیں ریان درانی خبر دار جو بکواس کی تو۔

رائم بھی غور سے اخبار دیکھ کر بولا۔

سا۔۔لے۔۔۔کم۔۔۔۔ے ان آنکھوں کی وجہ سے میں۔۔نے دو گولیاں کھائی تھی۔اور ابھی بھی تو بول رہا ہے یہ روحا کی نہیں ہے۔

ریان نے اس بات کا ذکر کیا تھا جب پہلی بار وہ روحا سے ملا تھا اسے گولیاں لگی تھی مگر تب بھی اس نے رائم کو بولا تھا کہ روحا وہی لڑکی ہے جس میں ڈی ایم کی جان بستی ہے۔ لیکن جب ریان درانی ہسپتال سے واپس آیا تو جناب خود ہی روحا سے نکاح رچا کر بیٹھا تھا۔

ہاں یہ روحا کی آنکھوں سے ملتی جلتی ہیں مگر اس کی نہیں ہے۔یہ آنکھیں میں نے کہی دیکھی ہے روحا جیسی آنکھیں۔

سر اگر یہ اخبار کہی سے مل جائے تو ہی ہم ڈی ایم تک پہنچ جائے گئے۔

دستگیر کے کہنے پر ان دونوں نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

واہ شمپی واہ۔ دستگیر میری جان تو نے کیا دماغ چلایا ہے۔ ویسے آج تیرا دماغ کچھ زیادہ ہی نہیں چل رہا۔

ریان نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

جی سر کیوں کہ رائم سر کا دماغ میم کے کیڈنیپ ہونے کی وجہ سے ماؤف ہو گیا ہے تو اس لیے میں نے سوچا میں ہی کچھ کروں۔ دستگیر مسکراتا ہوا وہ اخبار اتار کر بولا تھا۔

جس پر رائم کو تو آگ لگی تھی۔

واہ دستگیر اب تو مجھ پر طنز کرے گا۔ ایک بار میری روحا مل جائے نہ پھر دیکھنا تجھ فسادی کو اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔

سر میں ابھی ہی چلا جاتا ہوں۔ دستگیر بھی کندھے آچکا تھا مڑا تھا کہ رائم نے اسے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا تھا۔

یار کدھر ابھی تیری بہت ضرورت ہے ابھی نہ جائیں میں تجھے تنگ بھی نہیں کر سکتا۔

رائم کی بات پر ریان کا قہقہہ فضا میں گونجا تھا۔

چل عاشق اخبار کو ڈھونڈتے ہیں۔ وہ لوگ اخبار کے ٹکڑے سے اس کی کمپنی کا نام ریڈ کر کے اس کمپنی میں گئے تھے۔

سر یہ آپ کیسی باتیں کر رہیں ہیں۔ اس اخبار کے ٹکڑے سے ہم کیسے ڈھونڈے گئے اس اخبار کو۔ اخبار کا مالک ان سر پھیروں کو دیکھ کر بولا۔

مجھے ابھی ڈھونڈ کر دے نہیں تو یہ ساری گولیاں تیرے بیجھے میں فٹ کر دوں گا۔ رائم کی بات پر وہ شخص جلدی میں ہاں میں سر ہلاتا ہوا۔

اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل کر سارے اخبار چیک کرنے لگا۔

کہی سال پرانے اخبار کی فہرست نکالی آخر کار انہیں آدھے گھنٹے بعد وہ اخبار مل گئی تھی۔

سر یہ لے یہ رہا وہ اخبار۔

مالک نے شکر کرتے اخبار ان کی جانب بڑھائی تھی پر اخبار پر نظر پڑتے ہی ان دونوں کے۔ آنکھیں خیریت سے پھیلی تھی۔ وہ اخبار پڑھ وہ دونوں ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھ گئے تھے۔

چلو ریان اب سچ تو یہ لڑکی ہی بتائے گئی۔

✸✸✸✸ IB Rajpoot ✸✸✸✸✸✸✸

روحا کی آنکھ کھولی تو اپنے آپ کو ایک کمرے میں پا کر وہ نا سمجھی سے ارد گرد دیکھنے لگی تھی۔ جب نظر سامنے بیٹھے شخص پر پڑی تو اسے سب یاد آنے لگا۔

تم بتمیز انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے یہاں لانے کی۔رائم کو پتہ چلا نہ وہ تمہاری جان لے لے گئے۔

اہہہ۔ بلکل اسی کی کاپی ہو روحا رائم درانی دھمکیاں بہت دیتی ہو پر پریشان نہ ہو ۔تمہارے رائم کو میں نے کال کر کہ بتا دیا ہے بے چارا مارا مارا پھر رہا ہے۔

تمہاری تو میں جان لے لوں گئی۔روحا اچانک سے بیڈ سے اٹھتی اپنے ناخنوں سے اس کے اوپر حملہ آوار ہوئی تھی۔یہ حملہ اتنا اچانک تھا کہ ڈی ایم کو سنبھلنے کا موقع ہی نہیں ملا تھا۔

اور روحا نے اس کی گردن پر ناخن گاڑھ دیئے تھے۔
ایہہ جنگلی عورت۔ بلکل سے رائم درانی کی طرح جنگلی ہو۔
وہ روحا کے دونوں ہاتھ قابو کر کے بولا تھا۔

تب ہی روحا نے اس کی طرف دیکھا تھا اور ڈی ایم کا اس کی آنکھوں میں دیکھنا ہی تھا کہ اسے لگا تھا کہ اس کا وقت یہی تم گیا تھا۔ اسی طرح تو تھی وہ انکھیں۔ جن میں آنسو اور درد کی وجہ وہ خود ہی بنا تھا۔

وہ بس یک تک اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا جس کا فایدہ اٹھا کر روحا نے اس کے پیٹ میں گھٹنا مارا تھا اور وہ اس اچانک حملے پر اس کے ہاتھ چھوڑ گیا تھا۔

لڑکی تم اب یہی رہو گئی اکیلی۔ خبر دار جو تم نے بات کی تو۔ تمہارے بال کاٹ دوں گا سنا ہے رائم درانی کو بہت پسند ہے یہ۔

وہ اس کے بالوں کی طرف اشارہ کر کہ بولا۔

جنگلی جاہل۔

اگراب تمہاری آواز نکلی نہ روحارائم درانی تو میں نے تمہارے منہ پر ٹیپ لگادینی ہے۔

ڈی ایم تنگ آکر بولا۔

اوراٹھ کر باہر چلا گیا تھا۔روحانے دروازہ کھولا لیکن دروازہ باہر سے لوک تھا۔

کھولو مجھے۔جاہل انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے کڈنیب کرنے کی رائم درانی تمہارے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کتوں کو کھلادے گا۔

روحا کے پاس آخری کام چیخنا چلانا بچا تھا۔اور وہ بہت اچھے سے سرانجام دے رہی تھی۔

جب ڈی ایم باہر فون یوز کر رہا تھا۔اس نے روحا کی مسلسل آتی آواز پر کانوں پر تکیہ رکھا تھا۔ بلکل اپنے میاں پر گئی ہے سر پھری۔سلطان کے سامنے آواز نکالی اس کی تو وہ تو بغیر سوچے جنت میں پہنچادے گا اسے۔

وہ خود سے بڑبڑاتا ہوا وہی لیٹ گیا تھا۔

✦✧✦✧✦✧ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

مناہل کو ہوش آیا تو بھاری پلکیں اٹھا کر دیکھنا چاہا کہ وہ کہاں ہے۔پر خود کو ایک نہایت ہی خوبصورت کمرے کے وسط میں بیڈ پر لیٹے دیکھ اس کے ہواس گم ہوئے تھے۔وہ یہاں کیسے اور کون لے کر آیا تھا۔

کیا وہ واپس آگیا۔ نہیں ایسے نہیں ہو سکتا اب میں تمہیں کبھی بھی معاف نہیں کروں گئی کبھی بھی نہیں۔

وہ آنسو بہاتی خود سے گویا ہوئی۔

تب ہی اسے قدموں کی آواز آئی تھی۔

اور اگلے ہی پل دروازہ کھولا تو سامنے والی ہستی کو دیکھ کر وہ یقین نہیں کر پائی تھی کہ یہ سب وہ کرے گا۔

یہ سب کیا ہے؟

میں بتاتا ہوں تمہیں لیکن اس سے پہلے تمہیں میری مکمل بات سنی ہو گئی۔ میں سب جان گیا ہوں تمہارے ماضی کے بارے میں۔

اور یہاں مناہل کو لگا تھا وہ سب کی نظروں میں گر گئی ہے۔ جس راز کو چھپاتے چھپاتے اس نے اپنے آپ کو مار دیا تھا آج وہ راز پھر سے افشاں ہو گیا تھا۔ اس کے مسکراتے چہرے کے پیچھے آج تک کسی نے غم نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آج اسے لگ رہا تھا کسی نے اس کے زخموں کو اڈھیر کر رکھ دیا ہے۔

کبھی کبھی زندگی ایسے موڑ پر لا کھڑا کرتی ہے کہ انسان کو لگتا ہے بس ابھی وہ ختم ہو جائے گا۔ مگر پھر وہی سے ایک نئی زندگی شروع ہوتی۔

اللہ کا واسطہ ہے بند کر دے میرے ماضی کو دہرانا آپ سب۔ کیوں بار بار مجھے اس دوہری اذیت میں ڈال دیتے ہیں۔ اور آپ لوگ ہوتے کون میرے میرے ماضی کو جانے والے۔ جائے یہاں سے۔

آج سب کچھ تمہارے ماضی پر منحصر ہے۔

کیا مطلب۔

اس کی بات پر سامنے والے نے کچھ ایسا بتایا تھا جس پر اسے لگا تھا۔ زندگی نے اس کے منہ پر تماچہ مارا ہے۔
وہ چیخ چیخ کر رونا چاہتی تھی پر بے بس تھی۔

ڈی ایم۔

اس کی آواز پر سامنے والے شخص نے ایک نظر اسے دیکھا تھا اور وہ نکل گیا تھا وہاں سے۔

✦✧✦✧✦✧✦✧ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

یہ رائم درانی اتنے سکون سے کیسے بیٹھ سکتا ہے۔اس کے گندے دماغ کو سکون کیسے آگیا ہے۔

کچھ تو کیا ہی ہو گا اس نے اس لیے ہی تو چپ کر کے بیٹھا ہے۔

وہ فون نکالتا ہوا سیدھا روحا کے کمرے میں گیا تھا وہ جو اوندھے منہ بیڈ پر گری تھی اسے دیکھ کر۔ فورا اٹھ کر بیٹھ گئی تھی۔

کیا تکلیف ہے تمہیں کیوں آئے ہو تم یہاں۔

اپنے رائم درانی سے بات کرواور خبر دار کوئی خوشیاری کرنے کی کوشش کی تو۔

اس نے فون روحا کی طرف بڑایا تھا جس پر فوراہی روحانے رائم کو کال کی تھی کال جاری تھی۔

اگلے ہی پل رائم نے فون اٹھایا تھا۔

کتے تواپنی موت کاانتظام کر آرہاہوں تیری موت کاسامان کر کے۔

شٹ اپ رائم۔اپ گالیاں دیے بغیر نہیں رہ سکتے۔
رائم کی بات پر روحانے غصے سے اسے سنائی تھی۔

آئے روحا کدھر ہو تم میری جان۔تم ٹھیک ہو۔
کچھ کھایا تم نے۔

کیوں رہے مسٹر درانی بس اتنی ہی آکڑ تھی۔ ویسے پکا زن مرید ہے ملاقات کا وقت ختم ہوتا جاتا ہے اب تم اس سے بات نہیں کر سکتے۔

ڈی ایم فون دے اسے نہیں تو تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔
ہاہاہاہا رائم درانی اتنا غصہ نہیں میری جان۔ اتنا غصہ صحت کے لیے نہیں اچھا ہوتا۔ میں کوئی تم دونوں کی ملاقات کروانے والا تو نہیں ہو جو بات کرواں۔ رائم درانی سلطان کے سامنے پیش ہو جا۔ نہیں تو یقین کر آج رات تک تمہاری بیوی سلطان کے سامنے ہو گئی اور تو اس کی فطرت سے خوب آگاہ ہے۔

ڈی ایم۔ پہلے مزاح میں کہتا آخر پر سنجیدہ ہوا تھا۔

ٹھیک ہے۔ ڈی ایم۔ لیکن تو میری بیوی کو انچ بھی نہیں آنے دے گا۔ شرط یہ ہے کہ پہلے تو مجھے میری بیوی سے ملائے گا۔ پھر سلطان کو بھی دیکھ لوں گا۔

ٹھیک ہے۔ پھر میں جگہ بتا رہا ہوں آ کر وہی پر۔

رائم درانی آپنے وعدے سے نہیں مکرتا۔

ویسے موسیٰ بھی کافی اچھا نام ہے۔
ڈی ایم قہقہ لگا کر بولا تھا اور وہی رائم درانی کو آگ لگی تھی۔ بس ڈی ایم یہ تمہاری آخری غلطی تھی اب تجھ پر تیری سانسیں تنگ کر دوں گا۔
رائم درانی کے لہجے میں اگ سی تپش تھی گویا ہر چیز کو جلا دے گا۔
وہ فون بند کر تا روحا کی طرف آیا تھا۔

✦✦✦✦✦✦ IB Rajpoot
✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦

جہنم واصل ہونے کے لیے تیار ہو جاؤ ڈی ایم۔
روحانے اسے دیکھ کر طنزیہ ہنسی ہنس کر کہا تھا۔

یہ تو وقت بتائے گا روحا رائم درانی کہ کس کی کہانی آج شروع ہو گئی اور کس کی ختم۔ وہ سفاکیت سے کہتا سائیڈ سے رسی اٹھا کر اس کے ہاتھ اس کی کمر کے پیچھے باندھ گیا تھا۔

کھولو مجھے ڈی ایم تم بھول رہے ہو تمہیں رائم نے کیا بولا ہے مجھ پر آنچ بھی آئی تو وہ تمہاری جان لے لے گا۔

شششششش روحا رائم درانی آواز نہ ائے۔ مجھے خاموشی پسند ہے اور اس میں کوئی خلل ڈالے وہ مجھے گوارا نہیں ہے۔

ڈی ایم نے سائیڈ ڈرا سے ٹیپ نکال کر روحا کے منہ پر لگادی تھی۔تاکہ اس کی آواز نہ ائے۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦✧✦

تک ٹک۔فرحان میر ابیٹا دروازہ کھولو۔

کیا ہوا ہے تمہیں۔

فرحان کی امی مسلسل دروازہ بجا رہی تھی پر اندر فرحان سن ہوتے دماغ کے ساتھ بس یہ سوچتا پاگل ہو رہا تھا اس کی محبت میں کہاں کمی تھی۔

اپنی ماں کی آواز پر وہ آنکھوں سے آنسو صاف کر کہ دروازے کی طرف لپکا تھا۔

دروازہ کھولا تو سامنے ہی بے قرار سی کھڑی تھی۔

فرحان میرا بچہ یہ کیا حال بنایا ہے۔
کسی نے کچھ کہا ہے۔

فرحان نے زور سے اپنی ماں کو ہگ کیا تھا۔

امی میں ہار گیا ہوں۔امی آپ کے بیٹے

کو کسی کی بد عا لگ گئی ہے۔
وہ زور و قطار روتا اپنی ماں سے اپنے درد کی دعا کروا رہا تھا۔

فرحان میرا بچہ ہوا کیا ہے۔ تم بائیک ریسنگ کے لیے گئے تھے پھر سے۔
فرحان کی امی خود کو حوصلہ دیتی ہوئی بولی تھی جیسا انہیں لگ رہا تھا ایسا نہ ہو۔

امی کاش میں وہ ہار جاتا اور محبت کے امتحان میں پاس ہو جاتا۔

امی مجھے لگتا ہے میں نے آپ کا دل توڑا ہے اس کی سزا ملی ہے مجھے۔اپ کی بد عا لگ گئی ہے مجھے۔

فرحان وہی گھٹنوں کے بل بیٹھا اپنے بال دونوں ہاتھوں میں جھکڑتا ہوا کوئی دیوانہ ہی لگ رہا تھا جو محبت نہ ملنے پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا۔

فرحان مائیں کبھی بد عا نہیں دیتی۔ان کے بس میں ہو تو وہ سارا جہان آپنی اولاد کے قدموں میں رکھ دے۔

تم مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے میں خود سب دیکھ لوں گئی پر تم ایسے رو تو نہ آج بھی دس سال کے روتے ہوئے فرحان لگ رہے ہو۔۔

امی مجھے نہیں پتہ کب کیسے اور کیوں مناہل سے محبت ہو گئی ہے شاید۔ محبت ایسی ہی ہوتی ہے جو بغیر بتائے اور سوچے ہو جاتی ہے۔

وہ اپنی ماں کے دونوں ہاتھ پکڑ کر انہیں بیڈ ہر بیٹھاتے ہوئے بولا تھا۔

امی آپ بات کرے نہ اس سے میں نے کی ہے مگر وہ کہتی ہے کہ وہ کسی اور کی ہے۔امی وہ کسی اور کی کیسے ہو سکتی ہے۔ کوئی اسے مجھ جتنا نہیں چاہ سکتا۔

وہ اپنی ماں کی گود میں سر رکھے آنکھیں مندھ گیا تھا۔انسو اس کی آنکھوں سے بہہ کر اس کی ماں کی گود میں گر رہے تھے۔

وہ تو اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر شاکڈ تھی۔ایک ہی تو اولاد تھی ان کی وہ بھی بھری جوانی میں اس حال میں تھی۔واقعی وہ اتنی خود غرض تھی کہ انہوں نے روحا کو کبھی اپنی بیٹی ہی نہیں مانا تھا اور اس کی زندگی خراب کرنا چاہی تھی اور یہاں مکافات عمل ہوا تھا آج اپنا ہی بیٹا ان کے پاس تڑپ رہا تھا۔

میرا بیٹا میں بات کروں گئی خود۔ بلکہ روحا کو بولو گئی۔

امی مجھے سونا ہے آپ کمرے کی لائٹ بند کر دے اور اے سی آن کر دے۔

اچھا میرا بیٹا مگر زیادہ کچھ بھی نہ سوچنا بس سو جاؤ میں ہوں نہ۔ وہ اس کی پیشانی چوم کر بولی۔ اور فرحان نے ان کے ہاتھ چمے تھے۔

فرحان نے آنکھیں بند کر کے سونے کی کوشش کی تھی۔

میں کسی کے نکاح میں ہوں۔۔ یہ الفاظ ایک بار پھر سے اس کے ذہن میں گھومے تھے۔

اچانک اس کے آگے وہ رپیورٹ گھومی اور پھر وہ کھڑیوں سے کھڑیاں ملاتا اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ مناہل کسی اور کی تھی۔

اس دردناک حقیقت کو وہ قبول تو نہیں کرنا چاہتا تھا مگر یہ حقیقت تھی۔ جو اس کے جسم میں زہر گھول رہی تھی۔

اس نے دراز سے نیند کی گولیاں نکالی اور ایک ساتھ ہی دو کھا کر لیٹ گیا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦✧

وہ روحا کو گاڑی میں بیٹھتا ہوا۔ گاڑی رائم کی بتائی ہوئی جگہ کی طرف موڑ گیا۔۔

رائم درانی تمہیں تنگ کر کے جو سکون دل کو ملتا ہے نہ وہ کہی بھی نہیں ہے۔
وہ مسکراتا ہوا گویا ہوا تھا۔

ایک نظر روحا کی طرف دیکھا جو اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

ایہہ روحا رائم درانی تمہارے شوہر کو بے بس دیکھ کر جو سکون مجھے ملتا ہے نہ وہ کہی بھی نہیں ہے۔

اس کی بات پر روحا محض ٹانگ ہی گاڑی کی سیٹ پر مار کر رہ گئی تھی۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦✧✦

نین رونے دھونے کے بعد بیڈ سے اٹھی اور چپل پہن باہر ٹیرس پر آگئی تھی جب اس کی نظر پیچھے والے کان میں پڑی تھی۔

جسے دیکھ کر وہ بھاگتی ہوئی کمرے سے نکلی تھی اور لان کی طرف بھاگی تھی۔

مگر سامنے کا منظر دیکھ کر وہ وہی بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو چکی تھی۔

سامنے ہی بلیک اور بلیو تیم کے غبارے لگا کے سارا سیٹ اپ کیا گیا تھا۔ریان نے اس کی برتھ ڈے کا سارا سیٹ اپ کروایا تھا۔کیونکہ پہلے ہی وہ اس کی برتھ ڈے سلیبریٹ نہیں کر سکا تھا تو اس نے سوچا لیٹ ہی صحیح پر سلیبریٹ تو کرنی ہے مگر اچانک یہ سب ہو جانے کی وجہ سے سارا پلین کینسل ہو گیا تھا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦✧✦

نین وہاں سے اٹھتی واپس کمرے میں چلی گئی تھی۔

دوسری طرف شائمہ شال اوڑھ کر مضبوط قدموں سے گھر سے نکلی تھی اس کی چال میں ایک عزم تھا کچھ کرنے کا عزم۔کچھ پانے کا عزم۔

hello.

شائنی کافی دیر چلنے کے بعد ایمبیسی کے سامنے کھڑی ہوئی تھی اس کے اندر داخل ہو گئی تھی۔

hi . what happened.??

کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی نے پوچھا تھا۔ جس پر شائنی نے خود میں ہمت لاتے ہوئے جواب دیا۔

I want to apply for study visa of America.

اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ اب وہ اس ملک میں ہی نہیں رہے گئی۔ اس نے ویزے کے لیے اپلائی کیا اور وہاں سے نکلتی ہوئی مناہل کے گھر جانے کا ارادہ کیا آخر کو غلطی اس کی تھی معافی اسے منگنی چاہیے تھی مگر گھر خالی تھا۔

مناہل کہاں ہو گئی اس وقت۔ اس کا تو کوئی اور آسرہ بھی نہیں ہے۔ کیا سچ میں اس کا نکاح ہو گیا ہے۔

✦✧✦✧✦✧✦ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦

ڈی ایم روحا کو لے کر اس جگہ پہنچا تھا جب رائم کی گاڑی بھی وہی رکی تھی۔

ہیلو رائم درانی۔

بیوی کدھر ہے میری۔ڈی ایم آج تمہاری موت پکی ہے میرے ہاتھوں سے۔

لگتا ہے صدمہ لگ گیا ہے تجھے وہ رائم کو مسکراتا دیکھ بولا۔

چل میری بیوی کو بھیج پھر بتاتا ہوں تجھے۔

اور میں اسے بلکل بھی نہیں بھیجوں گا تو پہلے خود کو سرنڈر کر۔مجھے تجھ سے کیا موت سے بھی ڈر نہیں لگتا رائم۔
ڈی ایم نے غصے سے روحا کو باہر نکال کر اس کے سر پر گن رکھی تھی۔

ڈی ایم غصے سے اپنا آپ میں نہیں رہا تھا۔

سر آپ اس لڑکی کو اسے نہیں بھیج سکتے سلطان کا اڑدڈ ہے۔اسی پل ڈی ایم نے ساری گن اس آدمی پر خالی کر دی تھی۔جب کہ روحا نے خوف سے رائم کی طرف دیکھا تھا جو پر سکون کھڑا تھا۔

ڈی ایم غصہ تم میں بہت ہے لیکن تو ایک غلطی کر چکا ہے۔
اسی وقت ریان نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا۔ مگر ڈایم اپنا انتظام کر کے آیا تھا۔تب ہی سلطان کے بندے بھی وہاں آ گئے تھے۔

ڈی ایم سلطان کا حکم ہے اس لڑکی کو سلطان کے قبضے میں کر دو۔

ڈی ایم نے روحا کو گاڑی میں دھکیل کر۔

اپنی گنز لوڈ کی اور اس نے سلطان اور رائم کی فورس پر اندھا دھند فائرنگ کی تھی۔ اچانک رائم نے اس کا نشانہ لیا تھا اور گولی اس کی بازوں کو چیرتی ہوئی۔

ڈی ایم ایک بار لڑکھڑایا تھا۔ لیکن اگلے ہی پل اس نے اشارہ کیا تو اس کی خفیہ فوج سامنے آئی اور اگلے ہی لمحے اس نے رائم اور سلطان کی فوج کی لاشیں بچھادی تھی۔

اپنی آدمیوں کو یوں دیکھ کر۔ رائم غصے سے پاگل ہوا تھا۔

بس بہت ہوا ڈی ایم اے اگر میرے ایک بھی آدمی کو ہلکی سی بھی حراش آئی نہ تو۔ یہ جان سے جائے گئی۔

رائم نے گاڑی سے پکڑ کر اسے باہر نکالا تو ڈی ایم کا وجود وہی رک گیا تھا اس کے ہاتھ سے پسٹل گری تھی۔ یہی حال مناہل کا تھا۔ اس کے ہاتھ باندھے ہوئے تھے اور اس کے منہ پر ٹیپ لگائی گئی تھی۔
ایک پل کو ان دونوں کی آنکھیں ملی تھی۔

ایک کی آنکھوں میں درد تھا شکایتیں اور اذیت تھی جب کہ دوسرے میں ہجر کا درد تھا۔

وہ دونوں بس یک ٹک ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔

آیا وہ پھر نظر ایسے
بات بننے لگی ہو جیسے
آنکھوں میں اٹھتا ہے دھواں

مائدہ۔۔اس کے لبوں نے ہلکی سی جرنش دی تھی۔وہ جواس سے نفرت کی دعوت دار تھی آج سارے دعوے ختم ہو گئے تھے۔اسے دیکھ کر بس دل ایک ہی بات کر رہا تھا۔اسے گلے لگ کر بتائے کیتنی اذیت برداشت کی ہے اس نے اس کے بعد اس سے سوال کرے۔ مگر وہ الفاظ اذیت بن کر اس کے کانوں میں گونجتی تھے۔

پتہ نہیں کس کے ساتھ منہ کالا کر کہ آئی ہے۔

ہائے اپنے ہی ماں باپ کو کھا گئی ہے۔

اگلے ہی لمحے اس نے اسے دیکھ کر نفی میں سر ہلایا تھا۔اج بھی تو اس کی کوئی اہمیت ہی نہیں۔اج بھی اس کی دوست کے شوہر نے اسے اگواہ کیا تھا کیونکہ وہ آنکھیں جن کی تلاش ان کو عرصے کی تھی وہ مناہل کی تھی۔ڈی ایم کی محبت مناہل تھی۔اور اپنی بیوی کے لیے وہ اس کو کیڈنیپ کروا کر یہاں کے آئے تھے۔

اب وہ دونوں کے درمیان کھڑی نہ اس کی ضرورت روحا لوگوں کو تھی اور نہ ہی اس ہرجائی کو۔ پہلے کی طرح آج بھی وہ اسے بیچ بازار چھوڑ گیا تھا۔
اس نے آنکھیں بند کی تو ایک آنسوں اس کی آنکھوں سے ٹوٹ کر گرا تھا۔

آللہ تیری دنیا سے بہت گلا ہے۔ اللہ تجھ سے کوئی گلہ نہیں ہے۔ پر تیری دنیا بہت ظالم ہے۔
میں اللہ کو بتاؤں گئی کہ لوگوں نے بہت تکلیف دی ہے۔

ہمیشہ کی طرح اس بار بھی اس کے پاس آخری آسرا اللہ ہی تھا۔

ریان نے ڈی ایم کو دھکا دیا اور روحا کو کھینچ لیا تھا۔

لیکن دی ایم کو تو فرق ہی نہیں پڑا تھا۔

ڈی ایم تم ہات گئے ہو۔

رائم نے مناہل کو کھینچا تھا اور اس کے ہونٹوں سے ٹیپ اتاری دی تھی۔

شکریہ مناہل۔اتنی ہیلپ کرنے کے لیے۔

رائم کے مسکرا کر کہنے پر وہ جس کا دل پہلے ہی سب سے بدگمان ہوا تھا اس کے الفاظ اسے تیر کی طرح چھبے تھے۔

ڈی ایم اپنی موت کی تیاری کر لو۔

ہاہاہاہاریلی تم مجھے مار سکتے ہو ڈی ایم مزے سے کار کے بونٹ پر بیٹھا تھا۔
اگر تم دونوں نے خود ہی مجھے سینے سے نہ لگایا تو دیکھنا۔ہاہاہا۔

رائم درانی اور ریان درانی تم دونوں کو تنگ کر کہ جو سکون ملتا ہے وہ کہی نہیں ہے۔

۔ریان نے ڈی ایم کو گولی چلائی تھی۔جو اس پیٹ میں لگی تھی۔

مناہل اس کے پیٹ سے خون نکلتا دیکھ نیچے گری تھی۔

جب ہی رائم نے اسے اٹھانا چاہا تھا۔ڈی ایم چیخا تھا۔

ہاتھ مت لگانا میری بیوی کو رائم درانی ورنہ سارے حساب تاک رکھے ساری گولیاں تیرے سینے میں اتار دوں گا۔

ڈی ایم کے چیخنے پر رائم مناہل سے دور ہوا تھا۔
یہی الفاظ اسے تب سننے تھے۔جب لوگ اس کے کردار پر انگلی اٹھا رہے تھے ۔لیکن تب وہ نہیں تھا تو آج کیوں کر وہ اس کی سائیڈ لے رہا تھا۔

وہ زخمی حالت میں بھی شیر تھا۔دو گولیاں کھا کر بھی اسے کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔

ریان ایک اور گولی مار کے دیکھ لے عادت ہو گی ہے اب اس سے میرا کچھ بھی نہیں بگڑے گا۔

ڈی ایم قہقہ لگا کر بولا۔

اس کے قہقہے۔میں بھی ایک درد تھا۔

✦✦✦✦✦✦ IB Rajpoot

✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦

یہ جو گولیاں تونے میرے جسم میں اتاری ہے یہ صرف میں اپنے آپ کو سزا دے رہا ہوں جو تکلیف میری بیوی جان نے دیکھی ہے نہ یہ اس کا بدلہ ہے۔

وہ مناہل کو دیکھ کر بولا تھا۔

نہیں تو اتنی کسی کے باپ میں بھی جرت نہیں ہے کہ وہ مجھے مار سکے۔

اس بار رائم نے اپنی گن لوڈ کی تھی۔ جسے دیکھ کر مناہل چیخی تھی۔

وہ کیسے اس شخص کو اپنے سامنے مرتا دیکھ سکتی تھی۔ جس کو اس نے رو رو کر تہجد میں مانگا تھا۔

نہیں معاویہ۔ وہ بھاگ کر اس کے سینے سے لگی تھی۔ نہیں پلیز بھائی نہیں معاویہ

۔

وہ تڑپ کر اس کے سینے سے لگتی اس کی ڈھال بنی تھی اس کو کھونے کا ڈر اتنا تھا ۔ کبھی اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ رہی تھی اور کبھی اس کے آگے کھڑی ہو کر نفی میں گردن ہلا رہی تھی کہ وہ اس شخص پر آنچ نہیں آنے دے گئی۔

معاویہ قربان جائے۔ بہت اذیت دی ہے نہ تمہیں۔ معاویہ کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کہ وہ اس کی ہر اذیت ختم کر دے۔

جبکہ اس کا نام سن کر رائم کے ہاتھوں سے گن گری تھی اور ریان کا بھی حال کچھ مختلف نہ تھا۔

معاویہ

کیوں درانی برادرز بچ گئی نہ بینڈ۔

وہ قہقہہ لگا کر بولا تھا۔ مناہل اس سے ایک قدم دور ہوئی تھی۔ لیکن معاویہ نے اس کی کلائی پکڑی تھی۔

مناہل نے ایک ہی لمحے میں اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی چھڑوای تھی۔

اوراس سے دور کھڑی ہو گی تھی۔

جب معاویہ نے اپنے لینز اتارے تو وہ سبز آنکھیں دیکھ رائم اور ریان کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔

ریان نے اگلے ہی لمحے اس گردن سے پکڑ کر گاڑی پر دھکا دیا تھا۔
جس پر وہ قہقہہ لگا گیا تھا۔

رائم نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے سے ماسک اتارا تھا وہ تو کاپی تھا ان کی۔

دونوں نے اسے زور سے گلے لگایا تھا۔
معاویہ میرا بچہ کیوں تم ہم سے دور گئے تھے۔ہاں پتہ ہے تمہاری موت کا سن کر تمہارا بھائی ٹوٹ گیا تھا۔

لیکن تم بے حس بنے تھے۔ تم نے ایک بار بھی مڑ کر نہیں پوچھا۔ ریان اسے خود میں بیچے بولا۔

معاویہ کی آنکھوں سے کتنے ہی آنسوں ٹوٹ کر رائم کے کندھے میں جذب ہوئے تھے۔

زندگی میں جب سے وہ ان سے جدا ہوا تھا مناہل کے بعد وہ دو تھے جن کے سامنے وہ رویا تھا۔

دور کھڑی مناہل یہ سب دیکھ رہی تھی۔

مائدہ میرا بہت دل کرتا ہے میں اپنے بھائیوں کو گلے لگاؤں جس دن وہ مجھے مل گئے نہ میں مکمل ہو جاؤں گا۔

مناہل کے کانوں میں اس کے وہ الفاظ گونجے تھے جو اس نے کچھ سال پہلے بولے تھے۔

آج تم مکمل ہو گئے ہو معاویہ درانی۔ اج مناہل کا وجود بھی تمہاری زندگی سے نکل جائے تو تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔۔

میرا وجود تو بس اس دنیا میں سب کے لیے ایک راستہ تھا جس پر چل کر سب نے اپنی اپنی منزل پالی تھی۔
اب سب کو اپنی اپنی منزل مل گئی ہے تو اس راستے کی کیا ضرورت کسی کو۔

تمہاری وجہ سے میں نے اپنے ماں باپ کو کھو دیا۔

اور پھر والدین کے بعد تو آپ کی دنیا ختم ہے

خون بہت زیادہ بہنے کی وجہ سے اب معاویہ کی آنکھیں بند ہو رہی تھی۔
رائم نے فوراسے اپنی شرٹ اتار کر اس کے زخموں پر باندھی تھی۔

روحا مناہل کی طرف بڑھی تھی جب مناہل نے اسے ہاتھ کے اشارے سے وہی روک دیا تھا۔

اس وقت وہ کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ریان معاویہ کے ساتھ گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھا تھا جب دستگیر نے فرنٹ سیٹ سنبھالی تھی۔اور گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

جب کہ رائم ان دونوں کی طرف بڑھا تھا۔اس نے روحا کے لیے دروازہ کھولا اور اسے بیٹھایا۔تب ہی مناہل بھی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی تھی۔

مناہل آپ ٹھیک ہیں۔

رائم نے اس کی حالت پر دیکھ کر پوچھا تھا۔

جی رائم بھائی۔آپ کو اتنا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے میں وہی معمولی سی مناہل ہوں۔اپ کا کام ہو گیا ہے نہ تو پلیز آپ مجھے میرے گھر تک چھوڑ دے۔

مناہل نے تلخ لہجے میں کہا۔

روحانے رائم کی طرف دیکھ تھا جس پر رائن نے اسے اشارے سے خاموش رہنے کا کہا تھا اور پھر گاڑی سٹارٹ کر دی تھی۔

اس نے مناہل کو اس کے گھر کے پاس ڈراپ کیا تھا۔وہ معاویہ کا اس کے لیے جنوں دیکھ چکا تھا۔اس لیے اس نے مناہل کے گھر کے ارد گرد سیکیورٹی لگا دی تھی۔

مناہل بکھری سی حالت میں۔گھر میں داخل ہوئی تھی آج وہ ہر جائی سامنے بھی آیا مگر اس نے ایک بار بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔وہ تو مکمل ہو گیا تھا اپنے بھائیوں کا پیار پا کر۔خسارے میں تو وہ رہی تھی۔

دروازہ کھولنے کی آواز پر شائنی کی آنکھ کھولی تو وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

اس نے مناہل کو دیکھا۔وہ مناہل کا انتظار کرتے وہی سو گئی تھی جب۔اسے سامنے مناہل نظر آئی۔

مناہل نے اسے دیکھا۔تو۔بے ساختہ اس کی آنکھوں میں آنسوں آئے تھے پھر سوچا کہ فرحان کی وکالت کرنے آئی ہو گئی۔

مناہل کیا ہوا تم ٹھیک ہو
وہ بھاگ کر مناہل کے گلے لگی تھی۔

ہمم ٹھیک ہوں۔ تم بتاو آنے کی وجہ۔ مناہل نے روکھے سے لہجے میں پوچھا جس پر شائنی اس سے الگ ہوئی۔

مناہل کیا ہماری دوستی ایسی ہے کہ ہم بے وجہ نہیں مل سکتی۔ وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر بولی۔

مجھے پتہ ہے مناہل مجھے تمہیں ایسے مجبور نہیں کرنا چاہیے تھا مگر اس کا غم میرے جیسا تھا نہ۔ تمہیں پتہ ہے جب کوئی آپ کو ٹکڑا دیتا ہے تو روح چکنی ہو جاتی ہے ۔ مناہل تم ٹھیک کہتی تھی۔

میں بہت اونچے خواب دیکھتی ہوں۔ واقعی میں اس نے مجھے تکڑا دیا۔ شائمہ پھوٹ پھوٹ کر روتی اس کے گلے لگی تھی۔ مناہل نے اس کی کمر سہلائی تھی۔

شائمہ کیا ہوا اس نے کچھ کہا۔ مناہل اس نے رائم بھائی کے سامنے مجھے تھپڑ مارا۔ میں نے کوئی جرم تو نہیں کیا تھا۔

شائنی نے روتے ہوئے اسے ساری روداد واں سنادی۔

مناہل یہ درانی ہی کیوں ہماری بربادی میں لکھے ہیں۔ تم کھو کر رو رہی ہو اور مجھے دیکھوں میں پا کر رو رہی ہوں۔ وہ میرا ہے میرا محرم مگر کیسا محرم جس کا ہونا آپ کے لیے باعث تکلیف ہو۔ جس نے ایک بار بھی حال پوچھنے کی زحمت نہیں کی۔

کیا مطلب مناہل۔

مجھے بتاو۔

مناہل میری بربادی کا باعث اور کوئی نہیں معاویہ درانی ہے۔مجھے مائدہ سے مناہل بننے پر اس شخص نے مجبور کیا۔یہ شخص قاتل ہے میری اولاد کا میری عزت نفس کا۔میرے والدین کا۔

مناہل روتی ہوئی وہی بیٹھ گئی تھی۔

میں نے بہت دعوہ کیا تھا نفرت کا مگر آج وہ چکنا چور ہو گیا۔

میں اسے دیکھ کر نفرت نہیں نبھا پائی۔

ایک بات تو طے ہے۔درانی برادرز جیسی کوئی محبت بھی نہیں کر سکتا اور نفرت بھی۔

مناہل تمہارا نکاح اس سے کیسے ہوا۔

مناہل کو شائنی کی بات پر اپنا ماضی یاد آیا تھا۔

ماضی

مائدہ آٹھ جاؤ میرا بچہ اٹھ کر کھانا کھالو۔

مائدہ کے والد اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے جگا رہے تھے۔

جی بابا بس آٹھ گئی۔

ہاں لاڈ دے اسے۔ اگلے گھر تو جانا ہی نہیں ہے نہ۔ مائدہ کی امی انہیں دیکھ کر گویا ہوئی۔

بس کردوں بیگم۔ میری بچی سارا دن پڑھ کر تھکی آتی ہے اور تم بھی اس کے پیچھے پڑ جاتی ہو۔۔۔

وہ دن مائدہ کی زندگی کا برا ترین دن تھا۔جب اس کا ایف ایس سی کا رزلٹ آیا تھا اور اس کے ابو نے سب کے خلاف جا کر اسے یونیورسٹی میں ایڈمیشن کرایا تھا۔ اس کے ابو بہت خوش تھے وہ ڈاکٹر بننے گئی۔ مگر یہ مائدہ کی بد قسمتی تھی یا اس کے ماں باپ کی ایک دن یونیورسٹی سے واپسی پر اسے کوئی گاڑی نہ ملی۔اور اس نے پیدل جانے کا سوچا۔۔

ابھی وہ راستے میں تھی جب اس نے کچھ لوگوں کو ایک لڑکے کو مارتے ہوئے دیکھا۔

ارے تم لوگ پاگل ہو اس بے چارے کو کیوں مار رہے ہو۔۔مائدہ جلدی سے آگے بڑھتی اس لڑکے کی آگے کھڑی ہوئی تھی جب معاویہ نے اس لڑکے کو ۔مارنے کے لیے مکہ بنایا ہی تھا کہ سامنے مائدہ کو کھڑے دیکھ اس نے ہاتھ اس کے چہرے کے قریب روک لیا تھا۔اتنی معصومیت معاویہ نے کبھی بھی نہیں دیکھی تھی۔

لڑکی اپنے کام سے کام رکھو۔ معاویہ اسے سائیڈ پر کر کہ بولا۔ مگر وہ ابھی بھی اپنی جگہ پر کھڑی تھی۔

پلیز میں ریکویسٹ کر رہی ہوں آپ سے دیکھے اس کا خون نکل رہا ہے۔اور آپ کو بھی پولیس پکڑ لے گئی نہ

۔

جانے دو اسے۔ معاویہ نے اپنے آدمی کو کہا۔اس کی تو مانو عید ہی ہو گئی ہو۔مائدہ خوشی سے اس کی جانب مڑی تھی۔ویٹ کرئے آپ۔

وہ اپنے بیگ میں ہاتھ ڈالتی بولی۔اور وہاں سے چاکلیٹ نکال کر اس نے معاویہ کو دی تھی۔

شکریہ میرا مان رکھنے کے لیے۔۔وہ کیا کہہ گئی تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی پر سامنے کھڑے انسان کے دل میں ہلچل پیدا کر گئی تھی۔
لیکن اسی وقت کسی نے دور سے ان دونوں کی تصویریں بنائی تھی۔

نیکسٹ دے مائدہ اپنی دوست کے ساتھ پہلی بار بازار میں تھی وہ انتہا کی خوش تھی۔۔

۔وہ ابھی گاڑی میں بیٹھی جب کسی نے اس کو زبردستی اپنی گاڑی میں بیٹھایا اور وہاں سے لے گیا وہ بہت چیخی تھی پر سب تماشا دیکھتے رہ گئے تھے۔

کون ہو تم لوگ اور مجھے کیوں لے کر آئے ہو یہاں۔اسے لا کر ایک کمرے میں بند کیا گیا تھا۔جب اس نے سامنے والے آدمی سے پوچھا۔

ڈی ایم سے بھری دوستیاں ہے تمہاری۔کال کرو اسے لڑکے۔

ڈی ایم کون ڈی ایم میں نہیں جانتی اسے چھوڑو مجھے پلیز میرے ابو میرا انتظار کر رہے ہو گئے۔

چپ لڑکی تمہاری آواز نہیں آنی چاہیے۔ تھوڑی ہی دیر میں ڈی ایم بھی وہاں آگیا تھا۔ بلیو جینز پر وائٹ چیک والی شرٹ پہنے بالوں کو ایک ادا سے سیٹ کیے وہ کوئی شہزادہ ہی لگ رہا تھا۔

تم تمہاری ہمت کیسے ہوئی اس لڑکی کو یہاں لانے کی۔ ڈی ایم نے ایک بھی لمحہ ضائع کیے بغیر اس کے آدمیوں پر حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے دو تین آدمی زخمی ہوئے تھے۔ جب وہ خود سامنے آیا

اسمائیل چھوڑ دو اس لڑکی کو۔

ڈی ایم کے کہنے کی دیر تھی اس نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کیا تو وہ مناہل کو لے آئے تھے۔

وہ بلیک سادہ سی پاوں کو چھوتی فراک میں کوئی حسن کی دیوی ہی لگ رہی تھی۔ خوبصورت ریشمی بال اس کی کمر پر بکھرے پڑے تھے۔ ہونٹ ہلکا سا پھٹا ہوا تھا شاید انہوں نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا۔ ڈی ایم کا تو دماغ ہی گھوم گیا تھا۔

لڑکی تو بہت پیاری ہے ڈی ایم۔

اپنی گندھی زبان سے اس کا نام بھی نہ لینا ورنہ اسماعیل تمہیں یہی گاڑ دوں گا۔

اہہہہہہہ نئے آئے ہو تم مارکیٹ میں اس لیے بول رہا ہوں جو میرے کام ہیں ان میں پنگا نہ لو۔

نیاتوضرور آیاہوں پراس کالی دنیاکے قانون جانتاہوں۔تونے میری بیوی میری عزت پرہاتھ ڈالاہے نہ یہ ہی ہاتھ کاٹ کر کتوں کوڈالوں گا۔

ڈی ایم مسکراکر گویاہوا۔کیوں کی بلیک مافیاکا یہ رول تھاکہ وہاں کوئی بھی گینگ کسی بھی گینگ کے بندے کے گھر والوں پراٹیک نہیں کر سکتے تھےاور جوایسے کرتے تھےانہیں اگلے بندے پر حق ہوتاتھاچاہیے تومار دیتےاور چاہے تو چھوڑ دیتےلیکن وہ بلیک۔مافیاکا حصہ نہ رہتے تھے۔

بیوی کیامیں بیوی یہ تمہاری بیوی نہیں ہے۔اس نے مناہل کودیکھ کر کہا۔

بس بہت ہو گیااسماعیل میری بیوی کومیری طرف بھیج نہیں تو بھیجااڑادوں گا۔

مجھے ثبوت دیکھاوکیسے تمہاری بیوی ہے۔

مجھے پتہ ہوتا تو نکاح نامہ ضرور ساتھ لے کر آتا

ڈی ایم اے خوشیاری سے گویا ہوا تھا۔

لڑکی یہ تمہارا شوہر ہے۔ مناہل تو اس کی بات پر گھبرا کر پیچھے ہوئی تھی۔
مگر وہ محض نفی میں گردن ہلائی بغیر کچھ بولے تب ہی اس نے نظر آٹھا کر ڈی ایم کی طرف دیکھا تھا۔

جس نے اسے ہاں میں سر ہلانے کا کہا تھا۔ جس پر مناہل نے فوراہاں میں سر ہلایا تھا۔

ڈی ایم اس کی معصومیت دیکھ کر مسکرایا۔

ٹھیک میاں بیوی ہو نہ تم دونوں تو ابھی تم لوگوں کا نکاح ہو گا تو ہم سب کو بھی معلوم ہو جائے گا۔

مناہل بار بار نفی میں گردن ہلا رہی تھی۔جب ہی ڈی ایم اسے کھینچ کر روم میں لے گیا۔

آسمائیل نکاح خواں کا انتظار کرو۔ہم۔میاں بیوی بھی آتے ہیں۔۔

اس نے کمرے کا دروازہ اندر سے لوک کر کہ مناہل کے منہ سے ٹیپ ہٹائی۔

میں نکاح نہیں کروں گئ۔

مائدہ جتنا میں بول رہا ہوں نہ اتنا ہی کرو اس وقت مجھے صرف تمہاری فکر ہے نہیں تو میں ان کو ابھی کی ابھی موت کی نیند سلا دیتا۔

تم تو گینگسٹر ہو نہ تم تو انہیں ایسے بھی مار سکتے ہو نہ۔

وہ معصومیت سے گویا ہوئی۔

کیوٹی ادھر دیکھو میں انہیں مار تو سکتا ہوں لیکن اگر میں نے تمہاری وجہ سے مارا تو یہ تمہارے گھر والوں کو بھی نقصان پہنچائے گئے اس یے۔ابھی نکاح کر لو کسی کو نہیں۔پتہ چلے گا ہوں۔

اوکے۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ معاویہ درانی کے نام لکھ دی گئی تھی۔

نکاح ختم ہوتے ہی معاویہ نے مناہل کو گلے لگایا تھا ابھی وہ کچھ سمجھتی اس سے پہلے ہی اسے گولیاں کی آواز آئی وہ بھی معاویہ کو مضبوطی سے تھام گئی تھی۔

آخر تھوڑی دیر خاموشی ہوئی تو اس نے موڑ کر دیکھا تو ہر طرف خون ہی خون تھا۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی اپنی چیخوں کا گلا گھونٹنے کی کوشش کر رہی تھی معاویہ نے اس کی یہ حالت دیکھی تو فوراً اس کی کلائی تھام کر اسے وہاں سے لے کر نکلا تھا۔ چلو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں پیدل مت جانا اب۔

وہ مناہل کو اس کی گلی میں چھوڑ کر آیا تو مناہل جلدی سے گھر میں داخل ہوئی اس کی توقع کے مطابق اس کی ماں اس کا انتظار کر رہی تھی۔

مائدہ اتنی دیر لگادی ہے تم نے بیٹا سب ٹھیک تھا نہ۔

جی امی بس کام زیادہ تھا۔ وہ بول کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

کچھ دن اس کی معاویہ سے ملاقات نہیں ہوئی تھی۔

افف کیا مصیبت ہے آج پھر لیٹ ہو گئی۔ کیسے چل کر جاؤں گئی اتنا۔
وہ خود سے بڑبڑاتی ہوئی تیز قدم اٹھا کر گھر کی طرف روانہ ہوئی تھی تاکہ اگلے سٹاپ پر پہنچ کر بس تک پہنچ جائے۔

اس کی نظر سامنے پڑی آج پھر وہ گیکنگسڑ اپنی گینگ کے ساتھ مل کر کسی کی پٹائی کر رہا تھا جب معاویہ کے آدمی نے کہا۔

بس رک جاؤ بھابی آئی ہیں۔ اس کے بولنے پر معاویہ نے گردن ٹیڑھی کر کہ دیکھا تو سامنے ہی وہ کھڑی تھی اس نے ہاتھ سے ڈنڈا گرایا اور خود اس کی طرف آیا۔

آج پھر پیدل۔ چلو میں ڈراپ کر دوں۔

نہیں میں چلی جاؤں گئ آپ اپنا کام کرے بہت اچھا کام کر رہے تھے۔ وہ خفگی سے بولتی ہوئی اس کے ساتھ چل رہی تھی۔

اوئے چھوڑ دو اسے۔

اس کی بات پر مناہل نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا تھا۔ پھر معاویہ اسے بس میں بیٹھا کر آیا تھا۔

گھر جا کر بھی مناہل اس کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ نکاح ایسا بندھن ہے کہ جس کے ساتھ باندھ جائے اس کے ساتھ محبت فطری ہوتی ہے

اگلے دن ماہدہ یونی میں داخل ہوئی تو آج کچھ زیادہ ہی ہلچل تھی۔

کیوں کہ آج اسامہ کا گینگ آیا تھا یعنی اسامہ ایک بگڑا ہوا امیر زادہ تھا اس کا پسندیدہ کام ہی دوسروں کو تنگ کرنا تھا۔ یہ مناہل کی خوش قسمتی تھی یا بد نصیبی جو وہ اپنے دھیان میں چلتی اس سے ٹکرا گئی تھی۔

واہ لڑکی تو بہت پیاری ہے۔ معصوم چڑیا اتنا شوق ہو رہا ہے جال میں پھنسانے کا۔ وہ مناہل کا ہاتھ پکڑ کر بولا تھا۔

ہاتھ چھوڑو میرا۔ وہ اس سے اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن اسامہ مسکرا کر یہ کوشش دیکھ رہا تھا ساری یونیورسٹی والے کھڑے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے جب مناہل نے اس کے چہرے پر تھپڑ دے مارا۔

تمہاری اتنی ہمت لڑکی تم نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا۔ اسامہ غصے سے آگ بگولہ ہوتا اس پر ہاتھ اٹھاتا اس سے پہلے وہ اسے دھکا دے کر وہاں سے بھاگی تھی۔

بھاگنے دو اسے آخر کو کتنا بھاگے گئی اسامہ نے غصے سے کہا تھا۔

جب ہی سامنے سے کھڑے ایک لڑکے نے مناہل کے راستے میں پاؤں رکھا فوہ منہ کے بل گری تھی۔

اس کے ماتھے سے خون نکل رہا تھا اور ہونٹ بھی پھٹ گئے تھے۔

ساری یونی والے تماشا دیکھ رہے تھے اور کچھ تو ویڈیو بھی بنا رہے تھے۔اس نے درد سے آنکھیں بند کی تو اس کی آنکھوں کے آگے ایک ہی چہرہ لہرایا تھا اور ساتھ ہی اس کی ماں کے الفاظ بھی گونجے تھے۔

میری جان ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا ایک لڑکی کا شوہر اس کے لیے ایک سائے کی طرح ہوتا ہے۔جب وہ اس سائے میں رہتی ہے وہ محفوظ رہتی ہے اور جب وہ اس کے سائے سے نکل جاتی ہے تو ارد گرد کے بھیڑیے اسے نوچ کھاتے ہیں۔

شوہر تو محافظ ہوتا ہے۔

وہ بھیگی آنکھوں سے ایک پھر ہمت جمع کرتی ہوئی اٹھی تھی۔

معاویہ۔
ایک نم سے سرگوشی کی تھی۔اور پھر سامنے والے شخص کے منہ پر تھپڑ مارا۔۔

اگر اب مجھ پر آنچ آئی نہ تو تم لوگوں کے ٹکڑے ٹکڑے کروا کے کتوں کے آگے پھینکوا دوں گئی۔

وہ انکی جانب اٹھاتی سب کو وارن کر گئی تھی۔

یہاں جس جس کے فون پر ویڈیو ہے وہ اپنے فون کو بچا سکتا ہے تو بچا لے۔

ناجانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے ائی تھی۔وہ بول کر پلٹی تھی اور یونی سے باہر نکل گئی تھی۔ چل یار شکار کو بھاگا کر مارنے کا اپنا ہی مزہ ہے فائیز تم لوگ اپنا اپنا کیمرہ ان ہی رکھنا اس کو یونی لا کر ماروں گا۔

اسامہ مسکرا کر کہتا اپنی گاڑی میں بیٹھا تھا۔

معاویہ اپنے آدمیوں کے ساتھ اپنے مخصوص جگہ پر بیٹھا ہوا تھا۔وہ لوگ ایک دکان کے باہر مل کر بیٹھتے تھے اس وقت بھی وہ اپنے یاروں کے ساتھ سنوکر کھیل رہے تھے۔اس کا رخ اپنے ساتھیوں کی طرف تھا۔

مناہل کی نظر اس کی پشت پر پڑی تو اسے لگا اسے دھوپ میں کوئی چھاؤں مل گئی ہے۔وہ بھاگ کر پیچھے سے اس کو ہگ کر گئی تھی۔

معاویہ جو کہ گیم کھیل رہا تھا اس کے اس عمل پر اچانک اپنی جگہ جم گیا تھا۔

ارے بھابھی آئی ہے دکان خالی کرا یہاں سے چلو۔
بھائی کوئی چائے سائے منگواں۔اس کے ساتھ کھڑا لڑکا بولا تھا۔

مائدہ۔اس نے پیچھے سے اس کے ہاتھ سائیڈ پر کیے تھے۔ مگر مائدہ اور زیادہ مضبوطی سے اسے تھام گئی تھی اگر چھوڑا تو وہ مر جائے گی۔

اپنی کمر پر گرتے آنسوں محسوس کر کہ وہ اسے اپنے روبرو کر گیا تھا۔

جب نظر اس کے چہرے پڑی تو اس کا خون بہتا دیکھ کر وہ ضبط سے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اپنے لب کھولتا جب مناہل اس کے ہاتھ ہٹا کر خود کو اس میں چھپانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

مجھے خود میں چھپالو معاویہ۔امی کہتی ہے شوہر محافظ ہوتا ہے۔مجھے تمہارے حفظ میں آنا ہے وہ روتی ہوئی معاویہ کے دل کی دنیا ہی ہلا گئی تھی۔

کیا ہوا ہے ادھر دیکھو۔مجھے بتاؤ۔

تب ہی اسامہ کی گاڑی وہاں آکر کھڑی ہوئی تھی۔جسے دیکھ وہ مزید معاویہ میں سمٹی تھی۔

مجھے اس نے مارا ہے۔اس نے بدتمیزی کرنے کی کوشش کی ہے۔اور سب نے میری ویڈیو بھی بنائی اور مجھ پر ہنسے بھی۔

وہ زور و قطار روتی اس کو بتاتی دوبارہ اس کے سینے میں منہ چھپا گئی تھی۔۔

جب اسامہ کی نظر معاویہ پڑی تھی تو وہ بھی ایک لمحے کے لیے وہی شاکڈ ہو گیا تھا۔

ڈی ایم۔مجھے نہیں پتہ تھا یہ لڑکی آپ کی کچھ لگتی ہے۔وہ ڈی ایم کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر بولا۔

آخر کو سارا شہر اس کے نام سے بھی ڈرتا تھا۔

وہ وحشت کا دوسرا نام تھا۔

معاویہ غصے سے مڑا تھا۔اس نے سنو کر کھیلنے والی اسٹیک ہی اٹھائی تھی اور سیدھا اسکے سر پر وار کیا تھا۔

تم نے کیا سمجھا میری بیوی کو پریشان کرو۔اور میں تمہیں معاف کر دوگا غلط فہمی ہے یہ تمہاری۔ معاویہ نے اس کے چہرے پر ہے در پے مکے مارے تھے جس پر اس کے منہ سے خون نکلا تھا۔

مناہل نے یہ دیکھ کر اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیے تھے اسے لگا تھا کہ وہ ہوش و حواس سے بے گانہ ہو جائے گی۔

بھابھی آپ بیٹھے ادھر۔

احمد معاویہ کے انڈر کام کرتا تھا۔اس نے مناہل کی حالت دیکھ اسے چیئر پر بیٹھایا تھا۔

اوئے چھوٹے بھابھی کے لیے پانی لا۔

احمد نے دکان پر کھڑے لڑکے کو کہا۔وہ فوراپانی لے کر ایا۔

چھوٹے تو خالی پانی لے کر آیا ہے ساتھ کچھ کھانے کے لیے بھی لا۔
وہ اسے پانی لے کر حکم دیتا خود مناہل کو پانی پکڑا گیا تھا۔۔

مناہل نے ایک دو گھونٹ بھر کر اس کی طرف گلاس بڑھیا تھا۔

معاویہ نے اسامہ اور اس کے ساتھ والے لڑکوں کو مار مار کر ان کی حالت خراب کر دی تھی۔ جسے دیکھ کر مناہل کا دل متلا رہا تھا۔

معاویہ پلیز چھوڑ دے انہیں۔ وہ معاویہ کو بازوں سے پکڑ کر اپنی طرف کر کے بولی۔

اس نے میری بیوی پر ہاتھ اٹھایا ہے اسے پتہ چلنا چاہیے۔

معاویہ نے اس کے ہونٹوں کے کنارے سے خون صاف کیا۔ اور پھر اپنی جیب سے رومال نکال کر اس کے ماتھے پر باندھا۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے آپ سے بھی اور خون دیکھ کر مجھے کچھ ہو رہا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر بولی۔

میں ہوں نہ۔

وہ مناہل کو اپنے ساتھ لے کر گاڑی میں بیٹھا اور احمد لوگ اسامہ کو اٹھا کر یونی کی طرف نکلے۔

لوگ پہلے ہی وہاں اسامہ کے انتظار میں تھے لیکن اب منظر یکسر مختلف تھا۔

احمد یہاں کسی کا بھی فون سلامت نہ رہے۔

وہ گاڑی سے اترتا مناہل کو بھی اتار گیا تھا۔
سب کان کھول کر سن لو بیوی ہے یہ میری۔

وہ مناہل کو اپنے ساتھ لگا کر بولا تھا۔

اگر

کسی نے بھی ڈی ایم کی بیوی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھا تو اس کی حالت اس سے بھی بری کروں گا۔ وہ اسامہ کی طرف اشارہ کر کہ بولا تھا۔

معاویہ اس نے بھی میرے راستے میں ٹانگ رکھی تھی۔ میں اتنی زور کی گری تھی اور یہ سب بھی ہنسے تھے۔ مناہل نے اس کے چہرے کو ہاتھوں سے اپنی طرف جھکا کر اس لڑکے کی طرف اشارہ کیا تھا جس نے اسے گرایا تھا۔

احمد۔ معاویہ نے اسے اشارہ کیا تو اس نے اس شخص کو پل میں ہی لہولہان کیا تھا۔ اس نے مناہل کو گاڑی کی بونٹ پر بٹھایا تھا۔

کیوں کہ تم سب میری بیوی پر ہنسے تھے اس لیے تم سب کان پکڑ کر اس سے معافی مانگو گئے۔

اور اگر ان میں سے کوئی بھی کام پکڑ کر معافی نہیں مانگتا تو پھر ایک بھی منٹ ضائع کیے اسے اڑا دو۔

معاویہ کے آرڈر دینے پر سب نے فوراً کان پکڑ کر سوری بولا۔ تو مناہل بے اختیار اپنے ساتھ کھڑے معاویہ کی طرف دیکھتی مسکرائی تھی۔

you are diamond 💎.

مناہل نے مسکرا کر کہا۔ جس پر معاویہ بھی اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا تھا۔

اوکے چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔ معاویہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے ساتھ لیے پارکینگ کی طرف بڑھا تھا۔ مناہل کی نظر بس اپنے اور اس کے ہاتھ پر تھی۔ وہ اپنے آپ کو کسی ملک کی شہزادی سے کم نہیں سمجھ رہی تھی۔

دن یوں ہی گزرتے گئے مناہل کو کوئی چھوٹا سا بھی مسلہ ہوتا تو وہ فورا معاویہ کو بولا لیتی تھی۔ معاویہ اور مناہل دونوں کا تعلق گہرا ہو گیا تھا۔

معاویہ نے مناہل کو دو تین دن میں ہی آدھے سے زیادہ پاکستان گھمایا تھا۔ مناہل گھر میں یونی ٹریپ کا بول کر آئی تھی۔

کچھ دن بعد وہ گھر لوٹی تھی۔

ہیلو۔ جی کیا کر رہی ہے۔

کچھ نہیں آپ سے بات۔

مناہل نے بے چینی سے بولا۔

اس وقت کیوں جاگ رہی ہو۔طعبیت ٹھیک ہے۔معاویہ نے گھڑی کی طرف دیکھا تورات کے بارہ بج رہے تے۔

ہاں بس مجھے بتاؤ معاویہ آپ کب میرے والدین سے شادی کی بات کرے گئے

۔

مائدہ تمہیں پتہ ہے میرا کوئی اپنا نہیں ہے جو میرا رشتہ لے کرائے۔اور مجھے خود بھی نہیں پتہ کہ کیسے اپنی ہی بیوی کا رشتہ لے کراوں۔

افففف بس آپ سمپلی امی ابو سے بات کرئے کہ آپ کو ایک ہفتے کے اندر اندر شادی کرنی ہے مجھ سے۔

اوکے تم پریشان نہ ہو اور تیار رہنا میں کل شام تمہارے پاس ہوں گا۔ لیکن ابھی سو جاو۔

پکانہ وہ معاویہ سے تصدیق کر کہ بولی۔ کافی دیر تک وہ اس سے بات کرتی رہی تھی وہ اپنے کل سے بے خبر بہت خوش تھی۔

صبحِ کا سورج ایک نئ کہانی کے ساتھ نکلا تھا۔

وہ آج بہت خوش تھی۔ اس نے نہا دھو کر بلیک کلر کی پاؤں تک آتی فراک پہنی تھی۔ اور وہ تیار ہو کر اس کا انتظار کر رہی تھی جب اپنے ہی دھیان میں اس کا پاؤں کارپٹ میں اٹکا اور وہ منہ کے بل نیچے گھڑی تھی۔

ایہہ امی۔ اس کے پہلو میں شدید درد اٹھا تھا اس کے گھر والے اس ہسپتال لے کر گئے تو جو خبر ان کو ڈاکٹر نے دی تھی۔ وہ ان کے سروں پر بجلی بن کر گری تھی۔

بد کردار لڑکی مجھے بتاؤ یہ کس کا گندھا خون ہے۔اس لیے تمہیں یونیورسٹی بھیجا تھا ہاں۔

مناہل کو کافی دیر بعد ہوش آیا تھا کیونکہ یہ گاؤں کا ہسپتال تھا اس میں کام کرتی نرس نے یہ خبر سارے گاؤں میں پھیلا رہی تھی۔ جس پر لوگوں نے ان کا جینا حرام کر دیا تھا۔اس لیے غصے میں مناہل کی ماں نے اس کے ہوش میں آتے ہی اس سے پوچھا۔

امی میری۔۔
وہ کہنیوں کے بل سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔ابھی اس نے اپنی صفائی کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ اسکی ماں نے اسے ہے در پے تھپڑ مارے تھے۔

ابو۔

تب ہی مناہل کے ابو کمرے میں داخل ہوئے تھے۔ان کا سر اور کندھے جھکے ہوئے تھے۔

جب بیٹیاں اپنی حدود میں رہتی ہے تو ان کے والدین آزادی سے جیتے ہیں۔
لیکن آج ان کے جھکے کندھے دیکھ کر مناہل کا دل کیا تھا کاش وہ مر جائے۔

بابا جیسا آپ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ بھی نہیں ہے۔ابھی وہ کچھ بولتی کہ اس کے بابا نے اسے ایک زخمی نظر سے دیکھا۔

مائدہ کی ماں اسے گھر لے کر آئی تو گاؤں کی خواتین وہی کھڑی تھی۔

شرم تو اس لڑکی میں ہے ہی نہیں ہے اس کی جگہ میری بیٹی ہوتی تو میں اس کو زندہ درگور کر دیتی۔

دیکھوماں کو بھی شرم نہیں آئی واپس لے آئی ہے اس۔ کو وہی پھینک آتی۔

ہائے کیا کرتی ہو بہن ان لوگوں میں بھی لگتا ہے کہ شرم ختم ہو گئی ہے۔

مائدہ کے کانوں میں ان کے الفاظ گونجے تو اس کی ماں نے اسے بازوں سے پکڑ کر اس کے کمرے میں بند کر دیا تھا۔

مائدہ پھوٹ پھوٹ کر روتی زمین پر بیٹھ گئی تھی۔ معاویہ پلیز آجاؤ۔ ہمارے نکاح کے باوجود یہ لوگ ہماری اولاد کو کیا کہہ رہے ہیں پلیز آجاو۔
وہ اسی امید پر بیٹھی تھی کہ معاویہ آئے گا کیوں کہ ویسے بھی اس نے رات کو آنا تھا رشتہ لے کر۔

تب ہی دروازہ زور سے کھلا اور اس کی چاچی اندر داخل ہوئی تھی۔
چلو بد کردار۔ باہر دفع ہو۔ ہمارا منہ کالا کر کہ خود اندر بیٹھ گئی ہے۔

وہ اسے گھسٹے ہوئے خال میں لائی تھی۔ مناہل نے نظر اٹھا کر اپنے باپ کیطرف دیکھا جو اسے افف تک نہ بولتے تھے جب سب اس کے ساتھ یہ سلوک کر رہے تھے اور وہ کچھ بھی نہیں کر پا رہے تھے۔

دیکھ لے بھائی صاحب ہم نے آپ کی منتیں کی تھی کہ اس کو نہ بھیجے یونی ورسٹی لیکن آپ نے ایک بھی بات نہیں سننی تھی۔
مناہل کے چاچا نے بھی بھڑاس نکالی تھی۔

ابو آپ کو لگتا ہے کہ میں ایسا کر سکتی ہوں ابو میں بہت مجبور تھی مجھے اپنی عزت بچانی تھی۔ میں اس کے نکاح میں ہوں۔

وہ اپنے باپ سے لگتی بولی۔ بس بہت ہو گیا ہے اس کو لے کر جاؤ اور اس گندھ کے ساتھ اسے بھی ختم کرو۔

بس بہت ہو گیا ایک لفظ بھی اور میری اولاد کے بارے میں کوئی نہیں بولے گا۔ میری بیٹی ہے یہ تم لوگوں کو میں اتنی اجازت نہیں دیتا کہ تم لوگ اس کے بارے میں ایک لفظ بھی بولو
اور بیگم لے کر جائے اس کو کمرے میں۔

وہ تو باپ تھا نہ کیسے برداشت کرتا اپنی بیٹی کے بارے میں یہ الفاظ ان کے لیے آسان نہیں تھا جس بیٹی کو انہوں نے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا اسے قبر میں اتارنا۔

وہ معاویہ کا انتظار کر رہی تھی۔ لیکن دن سے رات ہو گئی تھی۔ وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔

اس کے بابا اس کے کمرے میں آئے تو مائدہ فورا اٹھ کر بیٹھی تھی۔

باباوہ مائدہ کواپنے گلے لگا گئے تھے۔ بابامیں آپ کامان نہیں توڑ سکتی کبھی بھی میرا یقین کرے۔مائدہ نے ان کوساری داستان سنائی تووہ مائدہ کو گلے لگا کر وہی بیٹھے رہے۔

مجھے پتہ ہے میری بیٹی کبھی بھی مجھے رسوا نہیں کر سکتی۔ سو جاؤاپنا خیال رکھنا مجھے بہت شوق ہے کہ میری بیٹی ڈاکٹر بننے میری مائدہ تو بہت مضبوط ہے۔
وہ اس کی پیشانی چوم کر بولے۔

مائدہ مسکراتی ہوئی ان کا گال چوم کر لیٹ گئی تھی
اگلی صبح انکے لیے قہر بن کر ٹوٹی تھی مائدہ

اسے چھوڑ کر دوسری دنیا میں چلے گئے تھے۔وہ بہت روئی تھی۔ بار بار بے ہوش ہو رہی تھی۔ کچھ ہی دنوں میں اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا۔
اس کی ماں بھی اب اسے اپنے باپ کی موت کی وجہ سمجھنے لگی تھی۔

امی۔۔

شام کے وقت اس کی ماں دیوار سے ٹیک لگا کر بیٹھی تھی جب وہ ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولی تھی۔

تم مر جاؤ مائدہ مر جاؤ اپنے باپ کو بھی کھا گئی ہو۔ تمہیں ایک بار بھی رحم نہیں آیا تھا۔

جس انسان کا گند اخون ہے اسے بلاو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔

مائدہ کو لگا تھا کہ کسی نے اس کے جسم سے جان نکل لی ہے یہ تو اس کی ماں نہیں تھی۔

تم چلوا بھی یہ اس گندھ کی وجہ سے ہوا ہے نہ۔ چلو اس قصے کو ہی ختم کر دیتے ہیں ۔پھر میں کسی لولے لنگڑے سے شادی کروا کہ اپنے سر سے تو بوجھ ختم کرو گئی۔

وہ اسے گھسٹے ہوئے لے کر دروازے کی طرف گئی تھی۔
امی اللہ کا واسطہ ہے یہ ظلم نہ کرئے۔

وہاں سے اپنا آپ چھوڑواتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔اس نے کتنی کالز کی تھی معاویہ کو مگر اس نے ایک کال بھی اٹینڈ نہیں کی تھی۔
اس کا نمبر بند تھا۔
وہ اس رات ایک پل بھی نہیں سوئی تھی ایک ماں کا ڈر اور دوسرا اس کی بے وفائی کا غم۔

مائدہ تمہاری جیسی اولاد سے اچھا تھا ہم بے اولاد ہی رہتے۔
اس کی ماں کے جملے اس کے کانوں میں گونجتی تھے۔

ماں باپ یہ کیوں نہیں سوچتے کبھی کبھی ان کی باتیں ان کی اولاد کو اندر سے کھا جاتی ہیں۔

صبح ہی صبح اس کی ماں اسے گھسٹے ہوئے لے گئی تھی۔

اسے صوفے پر بیٹھا کر اس کے سر پر دوپٹہ اوڑھا

چلو سائن کرو اس پر۔

نہیں امی یہ کر سکتی ہے میں کسی اور کہ نکاح میں ہوں۔اس نے سامنے بیٹھے اس بوڑھے آدمی کو دیکھا جس سے اس کی ماں نے اس کا نکاح کروانا تھا۔

ٹھیک ہے تم میرا مرا ہوا منہ دیکھنا۔

امی اللہ کا خوف کرئے میں معاویہ کے نکاح میں۔

وہ آدمی اور اس کے گھر والے وہاں سے اٹھ کر چلے گئے تھے۔اس کی ماں نے مائدہ کو اتنا مارا تھا اس کے سارے جسم پر نیل پڑ گئے تھے۔جب وہ مار مار کر تھک گئی تو خود ہی زمین پر بیٹھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔

مائدہ میری بد دعا ہے کہ تم کبھی بھی خوش نہ رہو۔

مائدہ نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔ لیکن اس کی ماں اٹھ کر اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

مائدہ سارا دن وہی بیٹھی رہی تھی۔

جب اس کی چاچی شام میں آئی اور اس کی حالت دیکھا کر مسکراتی اس کے پاس سے گزر گئی تھی البتہ ان کا بیٹا اسے دیکھ کر مسکرایا تھا۔

کہا بھی تھا کہ مجھ سے شادی کر لو تم نہیں مانی کوئی بات نہیں ابھی بھی چانس ہے۔

اچانک اس کی چاچی کے چیخنے کی آواز آئی تو اسے کچھ غلط ہونے کا حاس ہوا

۔

کھا گئی اپنی ماں کو بھی۔اس نے اپنی جان لے لی ہے لوگوں۔ نکالو اس لڑکی کو یہاں سے۔

اس کی ماں نے پنکھے سے لٹک کر خود خوشی کرلی تھی۔وہ پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔اس کی چاچی نے اسے ماں کا آخری دیدار بھی نہیں کرنے دیا تھااور اسے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا تھا۔

وہ ساری رات بھی وہی ایک کونے میں بیٹھی رہی۔ صبح اس کی چاچی اس کے گھر کو تالہ لگا کر وہاں سے نکل گئی۔

وہ گھر کے اندر داخل ہوتی اس سے پہلے کسی لڑکے نے اس کا راستہ روکا تھا۔

بے چاری چلو آجاو میں تمہیں ساتھ لے جاتا ہوں بہت نوٹ چھپانا۔
مائدہ اسے دھکا دے کر بھاگی تھی۔وہ لڑکا اس کے پیچھے آیا تھا۔مادہ اندھا دھند بھاگتی ہوئی مین سڑک پر آگئی تھی اور تب ہی ایک گاڑی اچانک آئی اور اس کا وجود اس سے ٹکرایا اور دور سڑک پر جا گرا وہ لڑکا تو وہی سے بھاگ گیا تھا۔

اس نے جب دوبارہ آنکھ کھولی تو وہ ہسپتال تھی جس وجہ سے اس نے سب کھویا تھا وہ وجہ بھی ختم ہو گئی تھی۔ وہ اس دن بہت روئی تھی اسے دنیا میں اگر کسی سے نفرت تھی تو وہ معاویہ تھا۔

اس دن مائدہ بنی تھی مناہل۔ اس نے اسی ہسپتال میں نرس کی نوکری کی۔ وہ ہر روز اپنے ماں باپ کی قبر پر جاتی تھی۔ ایک رات وہ خاموشی سے اپنے گھر گئی تھی اور وہاں اپنی فائل رکھ کر آئی تھی اتنی نفرت کے باوجود اسے یقین تھا معاویہ ضرور جائے گا وہاں۔ اس نے وہاں سے اپنے ڈاکومنٹ لیے اور کچھ زیور اٹھایا اور وہ شہر چلی گئی تھی۔

وہاں جا کر اسنے کالج میں ایڈمیشن لے لیا تھا اور وہاں اسے روحا لوگ ملی تھیں۔ ساتھ ہی مناہل نے رات کو آؤٹ آف کنٹری کے سٹوڈنٹ کو پڑھانے کا کام شروع کر لیا تھا تاکہ اس کا گزارا ہو جائے۔ اس بارے میں کسی کو بھی معلوم نہیں تھا۔

وہ اب مناہل تھی جو سارا دن ہنستی رہتی تھی۔

وہ کہتے ہیں نہ جو زیادہ ہنستا ہے وہ اتنا ہی روتا ہے۔

دن میں وہ مناہل تھی اور رات میں مائدہ تھی جو ساری رات رو کر گزارتی تھی۔

فرحان نے جب اس کی بینڈج کھولی تو نظر روحا کی بازوں پر چمکتے رائم کے نام پر پڑی۔

جس پر اس نے روحا کی طرف دیکھا جس نے آنکھیں بند کر لی تھی۔ وہ سامنا ہی نہیں کرنا چاہتی تھی اس کا۔

روحا مجھے اب بھی تم پر یقین ہے۔ تم کبھی بھی ایسی حرکت خود سے نہیں کر سکتی۔ فرحان نے اس کا جھکا سر اوپر کر کہ بولا۔

روحانے اس کی بات پر آنکھیں کھول کر مان سے اسے دیکھا۔
فرحان ساتھ میں اس کی بینڈج کر رہا تھا ساتھ اس کے جواب کا منتظر تھا۔

وہ میں اس دن جب رات کو آ رہی تھی۔ تو راستے میں میری گاڑی کے آگے ایک زخمی شخص آ گیا تھا۔ میں نے اسے بچانے کے لیے اس کے فون سے پہلے نمبر پر کال کی تھی اور خود چپ کر کھڑی ہو گئی تھی۔ لیکن رائم نے مجھے کیڈن۔۔۔

ابھی روحا اپنی بات مکمل کرتی کہ اس سے پہلے ہی نیچے سے شور سنائی دینے لگا۔
روحانے سر اٹھا کر فرخان کی طرف دیکھا۔

تم بیٹھو میں دیکھتا ہوں۔ ابھی وہ دروازے کی طرف بڑھتا کہ انہیں ذیشان صاحب کی آواز سنائی دی۔

بلاؤ اس بدذات کو کتنے آرام سے میرے سے جھوٹ بول کر گئی ہے۔

آوازیں اب اس کے قریب ہوتے ہوئے محسوس ہوئی تھیں۔ فرخان فوراً اس کی طرف بڑھا تھا روحا بھی اس کے پیچھے چھپنے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

اسی لمحے دروازہ کھول کر ذیشان صاحب داخل ہوئے۔

سچ سچ بتاؤ روحا۔ رائم درانی کون ہے۔

بابا۔

بکواس نہیں وہ چیخ کر اس کی بات ٹوک گئے۔

ابو چھوڑے اسے۔

بابا میری بات سنے۔

اپنی زبان سے میرا نام مت لینا۔

ذیشان صاحب اسے گھسٹے ہوئے فرخان کے پیچھے سے نکل رہے تھے فرخان انہیں روک رہا تھا جب انہوں نے فرخان کو منہ پر چانٹا مارا تھا۔

لیکن پھر بھی فرخان نے اسے بچانے کی کوشش کی تھی۔ لیکن فرخان کی امی نے فرخان کو اپنی طرف کھینچ لیا تھا۔

فرخان باپ کے سامنے کھڑے ہو گئے اس لڑکی کے لیے جس نے ہمارے سر پر خاک ڈال دی ہے۔

ذیشان صاحب روحا کو سیڑھیوں سے گھسٹے ہوئے حال میں لے آئے اور اسے کسی عورت کے قدموں میں پھینک دیا۔

روحا کی بازوں اور ٹانگیں پہلے ہی زخمی تھی جس وجہ سے اب تکلیف ناقابل برداشت ہو گئی تھی۔

اس نے نگاہیں اٹھائی تو نظر اسد کی ماں کے چہرے پر پڑی ساتھ ہی اسد بیٹھا۔
اسے لگا تھا آج وہ بھرے بازار میں رسوا ہو گئی ہے۔ وہی شخص جس سے رائم نے
اسے عزت دلوائی تھی اس کے باپ نے اسے اسی کے پاؤں میں پھینک دیا تھا۔

روحا حالت دیکھو آن کے بیٹے کی تمہارے عاشق نے کیا حال کیا ہے اس کا
۔ تمہیں زرا شرم نہیں ائی۔

آنٹی آپ اسے کیا بول رہی ہے اسی نے اسے بول کر میری انگلیاں کروائی
تھی۔ پوچھئے اس سے یہ تھی وہاں یاں نہیں۔ یہ سب اسی کے عاشق نے کیا
ہے۔ یہ جو گھر پر جھوٹے بہانے بنا کر جاتی تھی کہی کہی راتیں گھر سے غائب رہتی
تھی یہ اسی کے پاس تھی۔

اسد جو اس وقت ویل چیئر پر تھا اس کے ہاتھوں کی انگلیاں رائم نے کاٹ دی
تھی۔ ٹانگیں اب چلنے کے قابل نہیں۔ تھی۔ لیکن پھر بھی اسے روحا کو ذلیل
کروانا تھا۔

گھٹیا انسان زبان بند کر۔ بہن ہے یہ میری۔ تو نے حرکت ہی اسی کی ہو گئی خبر دار جو میری بہن کے بارے میں ایک لفظ بھی منہ سے اور نکالا۔
فرخان نے روحا کو اس کے پاؤں سے اٹھاتے ہوئے کہا۔

واہ ذیشان صاحب آپ نے تو دونوں بچوں کی تربیت اسی کی ہے۔ اسد کی ماں نے فرخان کو دیکھ کر طنز کیا تھا۔

با۔۔ باپلیز۔۔ میری۔۔ بات۔
روحا نے ایک بار پھر ذیشان صاحب کو مخاطب کیا کیوں کہ اسے پتا تھا غلطی اس کی ہے۔ اس نے اپنے باپ کا مان اور یقین توڑا ہے۔

ایک بار روحا صرف ایک بار بول دو یہ سچ نہیں ہے۔ میں تمہیں سینے سے لگالوں گا اور انہیں اس گھر سے باہر نکال دوں گا۔

بابا۔

روحاہاں یانہ۔

ابوایک بار روحا کی بھی بات سن لے۔

فرخان تم چپ رہو۔میں آپنی بیٹی سے بات کر رہاہوں۔بولو بیٹاہاں یاناں۔

بابایہ سچ ہے۔لیکن۔

چٹاح۔۔

ذیشان صاحب نے آج پہلی بار روحاپر ہاتھ اٹھایا تھا۔اج ان کے کندھے اور سر جھک گیا تھا۔

مر گیا تمہارا باپ تمہارے لیے۔

انہوں نے روحا کو پکڑ کر اسد کے پاوں میں پھینکا۔ یہ لے اسے مار دے نہیں تو اپنے بیٹے سے اس کی شادی کر دے کیوں کہ اس کی حالت کی وجہ یہ ہے۔ میں اف تک نہیں کہوں گا۔

نہیں بابا آپ کو اللہ کا واسطہ ہے۔

نہیں ہوں میں تمہارا باپ۔ مر گیا تمہارا باپ۔

لے جائے اسے۔

نہیں بابا آپ ایسا نہیں کر سکتے میں رائم کے نکاح میں ہوں۔میں نکاح پر نکاح نہیں کر سکتی۔میں بیوی ہوں اس کی۔گناہ نہیں کیا نکاح کیا ہے۔

چٹاخ۔۔کاش وہ تمہیں مار کر کہی پھینک دیتا آج میں سر اٹھا کر تو چلتا۔

فون کرو اس بے غیرت کو ابھی اور اسی وقت۔

نہیں بابا میں آپ کو چھوڑ کر کہی نہیں جاؤں۔گی۔

ذیشان صاحب تربیت ہی اسی کرنی تھی آج سر جھکانا نہ پڑتا۔اسد کی ماں نے موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

اتنے میں چچی روحا کا فون لے آئی تھی۔

فون کرواس بے غیرت کو میں آخری بار کہہ رہا ہوں لڑکی۔

روحانے کانپتے ہاتھوں سے رائم۔کے نمبر پر کال کی تھی۔۔

IB Rajpoot

ریان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔اور رائم اس کے ساتھ فرنٹ پر بیٹھا تھا جب کہ دستگیر بیک سیٹ پر بیٹھا تھا۔وہ دونوں ایک دوسرے سے ابھی تک لڑ رہے تھے ۔اور ساتھ دستگیر بے چارے کا مزاق بھی اڑا رہے تھے۔

تب ہی رائم کا فون بجا۔اس کا فون گاڑی کے بلوٹوتھ سے کنیکٹ تھا۔اس لیے ریان نے نمبر دیکھ لیا تھا روحا کی کال ہے۔

اٹنیڈ کر لے۔رائم ہو سکتا کوئی ضروری بات ہو میں اور دستگیر نہیں سنتے کچھ بھی۔

وہ شرارت سے گویا ہوا۔

رائم نے کال اٹینڈ کر لی تھی فون سپیکر پر تھا۔

روحا۔

لے کر جاؤں اس گندھ کو ابھی اور اسی وقت یہاں سے نہیں تو اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔

ذیشان صاحب کی آواز سن کر ریان نے گاڑی کو بریک لگائی تھی۔

رائم روحا کے لیے ایسے الفاظ سن کر خود پر ضبط کر گیا تھا۔

سسر جی تمیز سے۔ صرف آپ کی عمر کا لحاظ کر رہا ہوں میں نہیں تو اس وقت تک اپ کی زبان کاٹ کر کتوں کے آگے پھینک دینی تھی۔

دوسری طرف سے کال بند ہو گئی تھی۔

روحا کے گھر کی طرف چل۔رائم نے ریان کو کہا۔گاڑی کا ماحول اب سنجیدہ تھا۔

ذیشان صاحب نے کال بند کی تو اسد کی ماں گویا ہوئی۔

دیکھ لو جی ایسی لڑکیوں کو ایسے ہی لڑکے ملتے ہیں۔ بھی اس کے نزدیک یہ تمیز تھی آپ کی زبان کاٹنے کا بول رہا تھا۔

امی چلے واپس چلتے ہیں۔اسد رائم کا سن کر خوف سے بولا۔

تم تو چپ کرو سارا تماشہ دیکھ کر جاؤں گئی۔

روحا اٹھوادھر دیکھو میں بات کروں گا بابا سے سب ٹھیک ہو جائے گا۔ فرخان روحا کو اپنے ساتھ لگا کر بولا۔ مگر روحا کی ٹانگوں میں شدید درد تھا جس کی وجہ سے اس سے کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔

فرحان چھوڑ دو اس لڑکی کو جو اپنے باپ کی نہ ہو سکی وہ تمہاری کیا ہو گئی تم تو پھر سوتیلے بھائی ہو اس کے۔

روحا نے نفی میں گردن ہلائی۔

یہ ہی فرق رکھا تھا نہ آپ نے ہمیشہ سے۔ اج سب کے سامنے بول دیا۔

بابا آپ مان توڑنے کی بات کرتے ہیں آپ نے یقین ہی کب کیا مجھ پر ایک بار پوچھ تو لیتے کہ کیوں کیا یہ سب۔ اپ تو سوتیلے باپ نہیں تھے۔

بس کر دو تم خبر دار جو اپنی گندھی زبان سے میری بیوی کہ بارے میں ایک لفظ بھی منہ سے نکالا تو۔ جسے بہت ہمدردی ہے وہ بھی اس کے ساتھ دفع ہو جائے یہاں سے۔۔۔ذیشان صاحب نے روحا کو باہر کی طرف دھکا دیا تھا۔وہ خال کے گیٹ میں گری تھی۔تکلیف سے اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی تھی۔اسی لمحے رائم بھی وہاں آیا تھا۔

روحا۔۔۔فرخان اور رائم نے بک وقت اسے پکارا تھا۔

رائم۔روحا میری جان۔اسے نے نیچے بیٹھے اسے اپنے ساتھ لگایا تھا اسکے بال چہرے سے پیچھے کیے تو نظر اس کے گال پر پڑے تھپڑ کے نشان پر پڑی۔

رائم۔۔میری۔ٹانگیں۔بازوں۔مجھے۔۔۔پین۔
روحا نے توٹے بکھرے لہجے میں کہا۔

رائم نے اسے اپنے سینے میں چھپالیا تھا جیسے وہ اس کی تکلیف خود میں لینا چاہ رہا ہو۔

لے جاؤ اس گندھ کو یہاں۔ جو مرضی کرو اس کے ساتھ مگر یہ اب مجھے یہاں نظر آئی تو میں اسے گولی مار دوں گا۔
ذیشان صاحب نے گیٹ کی طرف اشارہ کیا۔

زبان سنبھال کر بات کرئے میری بیوی کے بارے میں بات کر رہے ہیں آپ میں اب ایک لفظ بھی اور برداشت نہیں کروں گا۔ جو حال آپ نے اس کا کیا ہے دل تو کر رہا ہے یہی گاڑ دوں لیکن اپنی بیوی کی وجہ سے چپ ہوں۔
اس کی شیر سی ڈھار پر ذیشان صاحب آپنی جگہ سے دو قدم پیچھے ہٹے تھے۔
اسد وہی کانپ رہا تھا۔

فرخان نے جلدی سے روحا کا دوپٹہ رائم کی طرف بڑھایا تھا جو اس سب کے دوران نیچے گر گیا تھا رائم نے اس کے گرد ڈوپٹہ پھیلایا تھا۔

روحا مجھے اپنی بہن کی پسند پر فخر ہے۔ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ مجھے اب بھی تم پر یقین ہے۔ لیکن اس وقت تمہارا یہاں رہنا درست نہیں ہے تم چلی جاؤ اپنے شوہر کے ساتھ مگر یہ بات یاد رکھنا یہ گھر ابھی بھی تمہارا ہے۔ فرخان نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔

خان۔ روحا نے روتے ہوئے اسکی طرف دیکھا تھا واقعی بھائی چھوٹے ہو یا بڑے محافظ ہوتے ہیں۔ کوئی تو اس پر یقین کرتا تھا۔

چلو روحا میں اب مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکوں گا۔
رائم نے روحا کو سہارا دے کر کھڑا کیا۔

نہیں رائم پلیز بابا ناراض ہے نہ۔ اسے نہیں جا سکتی غلطی میری ہے۔

روحا خود کو گھسٹے ہوئے ذیشان صاحب کے سامنے آئی تھی۔اخر کو وہ بھی ایک باپ تھے ان کا دل کیا کہ اسے فورا اپنے سینے سے لگا لے۔ مگر تھک گئے تھے کیوں کہ اس بار روحا کی غلطی نا قابل برداشت تھی۔

کون سا باپ۔اسے بتا کہ نکاح کیا تھا جواب اس سے پوچھ کر جاؤ گئی۔
اسد کی والدہ نے معاملہ سنگین دیکھ اپنی مداخلت ضروری سمجھی۔

ان کی بات پر ذیشان صاحب کو لگا تھا کہ ان کے منہ پر کسی نے تماچہ مارا ہے۔ ان کا سر مزید جھک گیا تھا۔

رائم کی نظر اسد پر پڑی تو اس نے ایک نظر روحا پر ڈالی۔

پھر آنکھوں سے اسے اشارہ کیا کہ اب خوش ہوا گر اس دن اس کا قصہ تمام کیا ہوتا تو آج یہ سب نہ ہوتا۔

روحا نے اپنی نگاہیں ہٹالی تھی۔

ہیلو گائیز مجھے تو آپ لوگ بھول ہی گئے ہیں۔اسی لمحے ریان وہاں داخل ہوا۔ مسکراتا ہوا۔ایک ادا سے اس نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر ذیشان صاحب کو آنکھ ماری جس پر وہ جو پہلے ہی بھڑ کے بیٹھے تھے مزید بھڑک گئے۔

اوئے تو یہاں اس کا مطلب یہ کچری تم نے پکائی ہے۔اس دن تمہیں زندہ چھوڑ کر غلطی کی تھی لیکن اب اس غلطی کا ازالہ کرنے کے لیے تمہاری ماں کو بھی ساتھ ہی اڑائے گئے۔

ریان نے چبھا چبھا کر ایک ایک لفظ ادا کئے تھے۔

دیکھ لے بھائی صاحب آپ کی لاڈلہ نے ہی میرے بیٹے کا یہ حال کروایا ہے۔

بابا میری بات تو۔۔۔۔

چٹاخ۔۔

مر گیا تمہارا باپ دفع ہو جاؤ اس کے ساتھ۔

ذیشان صاحب نے دوبارہ روحا پر ہاتھ اٹھایا تو وہ لڑکھڑائی تھی جب رائم نے اسے تھام لیا تھا۔ یہاں رائم درانی کی بس ہوئی تھی۔

اس نے پسٹل نکال کر اندھا دھند فائرنگ شروع کر دی۔

مناہل کے ماضی کو جان کر شائمہ نے اسے زور سے گلے لگایا تھا۔ وہ بھی زور و قطار رو رہی تھی۔

مناہل کیا تمہیں مجھ پر بھروسہ نہیں تھا کتنا غم لے کر بیٹھی تھی تم کبھی بتاتی تو ۔ کبھی یقین تو کرتی میرا۔ کیسے جی رہی ہو اتنا غم لے کر۔

وہ مناہل کا چہرہ ہاتھوں میں لے کر بولی۔

شائمہ یہ راز مائدہ کے ہی تھے یہ تو مناہل کو بھی نہیں تھے بتائے میں نے۔ مجھے ڈر لگنے لگا ہے اس دنیا سے۔

مناہل اب تم کبھی بھی اس شخص کے پیچھے نہیں جاؤ گئی وہ سارے ہی آنا پرست ہے ان کو ان کی آنا مبارک میں نے امریکا کے سٹڈی ویزہ کے لئے اپلائی کیا ہے اگر ہو گیا تو میں اپنی زندگی کی ساری جمع پونجی لگا کر وہاں چلی جاؤں گئی۔ یہ لوگ ہماری محبت کے قابل نہیں ہے۔ تم بھی میرے ساتھ چلو گئی۔

شائمہ اس کے بال سہلا کر بولی۔

شائنی میں نے بہت کوشش کی۔ میں نے خود کو یقین دلایا کہ میں اس سے نفرت کرتی ہوں مگر اسے اپنے سامنے دیکھ کر میری نفرت کا دعوہ بھی دھڑاکا دھڑارہ گیا تھا۔ میں تو ہے ہی اس کی تھی۔ میرا دل اتنا بڑا دھوکا کھا کر بھی نہیں سنبھالا۔

میرا رب گواہ ہے مناہل کی محبت صرف اور صرف معاویہ درانی کے لیے ہے۔ اور یہی محبت مناہل کو ایک دن قبر میں اٹھا دے گئی۔

وہ دو ہاتھ چہرے پر رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روئی تھی۔

ان دونوں کے سوا باہر بھی ایک وجود تھا جو دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر اپنی قسمت پر رو رہا تھا۔

وہ لوگ معاویہ کو گھر لے کر آئے تھے آج تو دستگیر کے چہرے پر بھی مسکراہٹ تھی وہ بہت خوش تھا کہ آج وہ تینوں بھائی ساتھ ہے۔

رائم نے معاویہ کی بینڈج کی تو معاویہ مسکرا کر اس کی گود میں سر رکھ گیا تھا۔ ان دونوں کو ایسے دیکھ ریان نے اس کی تصویر بنائی تھی۔ ریان مسکراتا ان کی جانب آیا تھا اور تینوں نے ایک دوسرے کو ہگ کیا تھا۔

میں نے اپنے بچے کی کمی بہت محسوس کی تھی۔ میں اندر ہی اندر اپنے آپ کو تمہارا مجرم سمجھتا رہا معاویہ۔

ہاں مجھے پتہ ہے جو آپ دونوں نے میری کمی محسوس کی۔ بچوں دونوں نے تو شادیاں بھی کر لی ہیں۔ وہ بھی میرے بغیر شرم تو نہیں آئی تم لوگوں کو۔

ہم نے کب شادیاں کی ہیں۔ ہاں ریان جلدی سے اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

نہیں تو تم لوگوں اب نے کا کیاں اڈوپ کی ہے جو تم لوگوں کے کمرے میں ہے۔

استغفر اللہ۔ شرم کر جا معاویہ تم تو رائم سے بھی دو ہاتھ زیادہ بے شرم ہو۔ میں نے شادی کے فنکشن کی بات کی ہے۔

جارے جارے ریان درانی اب میں نے بدلا لے لیا ہے مجھے کوئی غم نہیں ۔ معاویہ ڈی ایم کے انداز میں بولا۔

تب ہی رائم گویا ہوا تھا۔

کون سا بدلا۔

بچو وہ جو روڈ پر کھڑے ہو کر تیری بیوی نے تجھے دو چانٹے لگائے تھے قسمیں دنیا جہاں کا سکون ملا تھا اور آپ کی تو بیوی کی زبان ہی نیزے کے برابر ہے۔

سالے ک۔م۔۔۔ے ک۔۔۔ے۔تجھے تو شرم نہیں ہے بلکے تم دونوں میں۔تم لوگوں سے بڑا ہوں نہ میں۔اور تم لوگ مزاق اڑاتے ہو۔

ریان نے معاویہ کی گردن پکڑی تھی جب رائم گویا ہوا۔۔

اوئے تجھے کیا تکلیف ہے۔خبردار میری بیوی کے بارے میں ایک بھی بات کی۔

ہاں یار معاویہ تجھے نہیں پتہ اس کی گورنمنٹ مجھ سے بھی ناراض ہے۔ بچ کے رہنا اس سے وہ کوئی نہیں دیکھتی۔

ابے مطلب ڈاڈے میاں دی ڈاڈی بیوی ہے۔ ہے جی۔
)عضیلے میاں کی عضلیی بیوی ہے۔(

اوئے تیری زبان کو تو تیری بیوی ہی بریک لگائے گئی تو نے کیا کیا ہے اس کے ساتھ جو وہ اتنا رو رہی تھی اور اچھی خاصی فام میں بھی تھی۔

اس کی بات پر معاویہ کے چہرے پر سنجیدگی چھائی تھی۔

رائم تو چھوڑ مجھے تو لگتا جتنی اس کی گندھی زبان ہے اس کی بیوی نے اس کی زبان کاٹ کر اسے ہی سالن میں پکا کر کھلانی ہے۔ ریان کی بات پر رائم نے قہقہہ لگایا تھا۔

اوئے تو نے اسے دستگیر والا سین نہیں سنایا تھا۔ رائم معاویہ کا چہرہ دیکھ کر بولا تھا وہ اس کے چہرے پر سنجیدگی دیکھ کر سمجھ گیا تھا مسلہ کوئی بڑا ہے۔ اس لیے وہ اسے ہنسانے کے لیے بولا۔

نہیں یار تو بتا خود مزہ آئے گا۔ ریان نے رائم کو کہا۔

چل میں سناتا ہوں۔۔ یار ہمنے دستگیر کو بولا تھا کہ میرا رشتہ لے کر جانا ہے اور ہمیں تو پتہ نہیں ہے اس لیے دستگیر ہمارے بھائی کی جگہ میرا رشتہ لے کر جائے گا۔

وہ بے چارہ اتنا شرماتا ہے کہ ہمیں بولتا ہے۔ سر میں تو بیوہ ہوں مجھے تو نہیں پتہ کیسے رشتہ لے کر جانا ہے۔

ہاہاہاہا معاویہ کا قہقہہ گونجا تھا۔

یار اسے صبح میرے سے ملنے دے دیکھنا میں نے اس پر لائیں منن مارنی ہے اور پھر تو اس بندے نے گھر سے بھاگ جانا ہے۔

ہاہاہاہا۔۔۔ویسے معاویہ تو بتا تو کس پر گیا ہے ہم مانتے ہیں کہ ہم بے شرم ہیں مگر تیرا تو اپنا ہی لیول ہے۔

یار بس کیا کروں۔اوئے تم لوگوں نے اپنے کمرے میں نہیں جانا۔یہ نہ ہو صبح تم لوگوں کی بیویاں میرے جو دو بال ہے وہ بھی نہ رہنے دے۔جاو اپنے اپنے کمروں میں۔

معاویہ کی بات پر وہ دونوں اس کے بال کھینچ کر وہاں سے اٹھے تھے تاکہ وہ بھی ریسٹ کر لے۔

✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦ IB Rajpoot ✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦✦

رائم۔کمرے میں آیا تو نظر روحا پر پڑی جو اسی کا انتظار کر رہی تھی

رائم آپ کہاں رہ گئے تھے۔۔
وہ جلدی سے اس کی طرف تھی۔

روحا میں بہت خوش ہوں آج مجھے میرا بھائی مل گیا ہے اندر ایک غم تھا وہ ختم ہو گیا۔

وہ روحا کو اٹھا کر گھول گھول گھوما کر بولا تھا۔

اللہ رائم پلیز مجھے چکر آ رہے ہیں۔ گھوما کر رکھ دیا ہے آپ نے۔

اچھا جی ویسے ابھی تک سوئی نہیں تم۔
رائم نے چھوڑا تو روحا بھاگ کر بیڈ پر لیٹی تھی۔

مجھے لگا آپ ناراض ہو گئے۔

وہ کیوں میں نے کیوں ناراض ہونا تھا۔

آپ نے منع کیا تھا گھر سے باہر نکلنے سے لیکن میں نے سیکیورٹی کا خیال بھی نہیں رکھا تھا۔

غصہ تھا مجھے پھر تمہیں ڈرا ہوا دیکھ کر میں خود ڈر گیا تھا۔ مجھے بس تھا میری ڈول کو کچھ نہ ہو۔

آپ کے بھائی نے میرے سر پر پسٹل بھی رکھی تھی۔

اس کو تو صبح سے کروں گا میں۔
اس کی بات پر روحا مسکراتی ہوئی لیٹ گئی تھی۔

✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨ ✨✨ ✨ ✨

ریان تھکا سا کمرے میں داخل ہوا اس کی بے قرار نظریں نین کی تلاش میں اٹھی تھی۔ وہ اسے بیڈ پر اوندھے منہ لیٹا دیکھ کر گہری سانس لے کر اس کی طرف آیا تھا۔

پھر کچھ سوچ کر وہ وڈراب کی طرف بڑھا اور اپنا نائٹ ڈریس لیا اور واش روم چینج کرنے چکا گیا۔

کچھ دیر بعد وہ کپڑے چینج کر کے واپس نین کیطرف آیا۔ جو ویسے ہی پڑی تھی۔

ریان نے دھیرے اس کو سیدھا کیا۔ تو نظر اس کے چہرے پر پڑی رونے کی وجہ سے آنکھیں سوجھی ہوئی تھی۔ اور رنگ بھی زرد پڑا تھا۔

ریان نے ہاتھ سے اس کی آنکھوں پر انگلیاں پڑی تو اسے محسوس ہوا کہ نین کو ہلکا ہلکا سا بخار ہے۔

مطلب میری بیوی رو کر سوئی ہے۔ ریان نے اسے خود میں بیچا تھا۔

نین نے نم سرخ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا۔

لیکن آنکھوں میں جلن ہونے کی وجہ سے دوبارہ بند کرلی تھی۔

کیاہواہے میری کیوٹی پائی کو۔ریان نے اس کی آنکھوں کواپنی انگلیوں کے پوروں سے چھوا۔اس کے ٹھنڈے لمس سے کی آنکھوں کی جلن کچھ کم ہوئی۔ تواس نے ریان کودھکادے کرخوسے دور کیا تھا۔

اوردوسری طرف کروٹ لے کرلیٹ گئی تھی۔

نین یہ کیاطریقہ ہے۔ریان کواس کا جھٹکنا پسند نہیں آیا تھااس لیے سخت لہجے میں بولا تھا۔

ہاتھ مت لگائے مجھے۔مجھے آپ بلکل بھی اچھے نہیں لگتے مجھے بس میرا علی واپس لادے جوصرف میرا تھا۔مجھے علی چاہیے جومیری چھوٹی سی تکلیف پر تڑپ اٹھتے تھے۔جن سے میرا ایک آنسو بھی گوارانہ تھا۔جوصرف میرا تھا۔

وہ چیختی ہوئی ریان کو خود سے دور کر گی تھی۔انسو اس کے گالوں پر بہہ گئے تھے۔

نین میری کیوٹی پائی کیا ہوا ہے ادھر آؤ میرے پاس۔اس کے آنسو دیکھ کر ریان کے دل کو کچھ ہوا تھا اس لیے فورا اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

دیکھو میں تمہارا علی ہو۔اور تم مجھے علی ہی کہا کرو۔کیا ہوا ہے تو کیوں رو رہی ہو ۔وہ نرمی سے اس کے بال پیچھے کر کہ بولا تھا۔

نہیں آپ میرے علی نہیں ہے۔اپ کو تو یہ بھی نہیں پتہ میں رو کیوں رہی ہوں۔اپ ریان درانی ہے جو ہر بار مجھے اکیلا چھوڑ کر چلے جاتے ہیں آپ میرے علی نہیں ہے۔جو میری ایک آواز پر اجاتے۔آپ کو تو یہ بھی نہیں پتہ کہ مجھے اس وقت سب سے زیادہ آپ کی ضرورت تھی۔مجھے ڈر لگ رہا تھا اس ویران گھر میں۔میرا دل بار بار یہ سوچ کر بند ہو رہا تھا۔وہ تو روحا تھی اس کا شوہر تھا اس

کے پاس۔ لیکن میرا ہاں میرا شوہر گھر میں بند کر کہ چلا گیا ایک بار بھی نہیں تسلی دی۔ اسے پتہ تھا میں ڈرتی ہوں مجھ میں مال والے واقعے کے بعد ڈر بیٹھ گیا تھا ۔ مگر اسے تو جانا تھا کیوں کہ اس کا جانا ضروری تھا۔ میرا کیا۔

نین میرا جانا ضروری تھا۔ روحا کو بچانا تھا۔ میں نے اج کا دن تمہارے ساتھ گزارنا تھا۔ لیکن وہ سب ہو گیا۔ مجھے معلوم ہے تم اس سب کی وجہ سے ٹرما میں ہو۔ لیکن میں بڑا بھائی ہوں میری کچھ زمیداریاں ہیں۔ میں کیسے اپنے بھائی کو اسے چھوڑ دیتا۔

ہاں نہ آپ کا ہر جگہ ہونا ضروری تھا بس میرے پاس ہونا ضروری نہیں تھا۔ مبارک ہو آپ بن گئے اچھے بھائی۔ لیکن میری جان چھوڑ دے اب۔ کاش میں روحا کی جگہ کیڈنیپ ہو جاتی کم از کم اتنا دکھ تو نہ ہوتا۔

نین یہ کیا بکواس کر رہی ہو۔ وہ تمہاری دوست ہے۔

ریان غصے سے اس پر چیخا تھا۔

خبر دار ریان درانی جو مجھے ہاتھ بھی لگایا تو۔ نہیں تو میں خود کو کچھ کر لوں گئ۔
ریان نے اس کو پکڑنا چاہا تھا جب نین نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا۔

ریان نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس وقت ڈپریسڈ تھی اس لیے ریان نے اسے چھوڑ دیا تھا۔ نین دوسری طرف کروٹ لیے لیٹی تھی۔ بار بار آنکھیں نم ہو رہی تھی۔ اس کی ہچکیوں کی آواز سارے کمرے میں گونج رہی تھی۔ ریان کا سارا غصہ اڑن چھو ہوا تھا مگر اس نے دوبارہ نین کو ہاتھ لگانے کی غلطی نہیں کی تھی۔

نین کو ابھی بھی وہ سارا منظر یاد آ رہا تھا کیسے وہ اور روحا پہلی بار کیڈنیپ ہوئی تھی اس کی خالہ کا رویہ۔ وہ آدمی جنہوں نے اسے کڈنیپ کیا تھا۔ ڈر سے اس کے ہاتھ پاؤں سن ہو گئے تھے۔ اس نے کانپتے ہوئے علی کو پکارنا چاہا تھا پھر اس کے لب اچانک ساکت ہوئے تھے اس کی آواز خلق میں ہی اٹک گئ تھی۔

اچانک سے وہ پینک ہوئی تھی آج اسے تیسری بار پینک اٹیک آیا تھا۔

ع۔ل۔ی۔۔اس نے بامشکل اسے پکڑا تھا۔ریان فوراً اس کی جانب مڑا تھا۔ نین کیا ہوا۔

لیکن نین کی حالت دیکھ کر اس نے فوراً اسے اپنے ساتھ لگایا تھا۔

اس کا سارا وجود کانپ رہا تھا۔سانس اکھڑ رہی تھی اور وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھے سانس لینے کی کوشش کر رہی تھی۔

نین کچھ نہیں ہوا میں تمہارے ساتھ ہوں سانس لو۔۔سب ٹھیک ہے ہاتھ کھولو اپنے۔

جب انسان کے دل و دماغ میں کوئی بات ایسی ہو جو اسے پریشان کر رہی ہو جب وہ شدت اختیار کر لے تو انسان کو پینک اٹیک آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ جن کی علامات میں سب سے بڑی اور اہم علامت یہ ہے کہ مریض کو لگتا ہے کہ اس کا دل بند ہو جائے گا اسے کچھ ہو رہا ہے۔ بار بار سانس کا اکھڑنا جسم کا سن ہونا خاص طور پر ہاتھوں کا سن ہونا۔ اسی کنڈیشن میں اکثر مریض کو پانی دیا جاتا ہے جو کہ بہت غلط ہے اور بعض دفع موت کا سبب بنتا ہے۔ کیوں کہ اس کی سانس بار بار اکھڑ رہی ہوتی ہے۔۔ اس دوران اگر اسے پانی دیا جائے تو وہ پانی اس کی سانس کی نالی میں بھی جا سکتا ہے۔

علی نہیں کچھ ہو رہا ہے میری ہارٹ بیٹ۔ ہاتھ۔

ریلکس نین کچھ نہیں ہوا میں ساتھ ہوں تمہارے۔ میرے ساتھ سانس لوں ہاں ہاتھ ڈھیلے چھوڑو اور باقی جسم بھی ڈھیلا چھوڑو۔

اب میرے ساتھ ناک سے سانس کو اور منہ سے خارج کرو۔

علی نے اس کے ساتھ ناک سے سانس لیا تھا اور منہ سے خارج کیا تھا۔اسی طرح دو تین بار کرنے کے بعد میں کی حالت کچھ ٹھیک ہوئی تو اس نے فورا اسے اپنے ساتھ لگایا تھا اور اس کے بال سہلانے تھے۔

علی مجھے بہت ڈر لگا مجھے لگا وہ یہاں بھی آجائے گئے۔میں ڈر گئی تھی۔مجھے آپ چاہیے تھے آپ نہیں تھے۔اپ نے میرے لیے بڑ تھ ڈے پلین کیا تھا مجھے اب نہیں چاہیے آپ میرے علی نہیں ہے مجھے ضرورت تھی آپ کی دن میں بھی مجھے ایسا ہی ہوا آپ نہیں تھے۔

وہ نیند میں جاتی اس سے بول رہی تھی اس کی بات پر علی نے لب بیچے تھے۔

فرخان دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر مناہل کی خبر لینے آیا تھا۔ مگر اس کی اور مناہل کی باتیں سن کر وہی بیٹھ گیا تھا اب اس میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ اس کے بارے میں کچھ اور سن سکتا۔

اللہ تو نے تو اسے ازل سے ہی کسی اور کا بنایا تھا۔ وہ تو میری تھی ہی نہیں۔ پھر کیوں میرے دل میں اس کی محبت ڈال دی میرے مولا میں یہ سب برداشت نہیں کر پاؤں گا میں کیسے اسے کسی اور کے ساتھ برداشت کر پاؤں گا۔ میرا دل بند ہو جائے گا۔

وہ اپنے رب کے حضور اپنا حال دل بیان کرتا رو رہا تھا۔

پھر ہمت جمع کر کہ اٹھا اور گھر کی طرف چلا گیا تھا۔

مناہل اٹھو چلو کھانا کھالو۔ زندگی ہے اسے گزارنا تو ہے نہ۔ چاہیے ہنس کر گزارے یا چاہیے رو کر گزر ہی جائے گی۔ تو کیوں نہ ہنس کہ ہی گزار لے کیا پتہ ہمارے ہنسنے سے کسی اور کے چہرے پر ہنسی ائے۔

وہ مناہل کو ساتھ لگا کر نم آنکھوں سے ہنستی ہوئی بولی تھی۔

مناہل نے اس کی طرف دیکھا تھا اور خود میں ہمت کرتے ہوئے اٹھ گئی تھی۔

کھانا میں بناؤں گئی اور برتن تم دھو گی۔

مناہل نے جلدی سے کہا تھا کہی وہ برتن دھونے کا نہ بول دے۔

جی جی میں نوکر ہوں نہ تو کھاتی زیادہ ہے تو ہی دھوئے گئی اور دوسرا میں تیرے گھر کچھ دنوں کے لیے مہمان آئی ہوں تو تم یہ کیسے بول سکتی ہو۔ کہ برتن دھوں جب تم میرے گھر آؤ گئی تو میں دھودوں گئی مگر آج تم ہی دھو گئی۔

جی شائنی میڈیم کون زیادہ کھاتا ہے۔ اور یاد کرو پچھلی بار میں آئی تھی تمہارے گھر تم نے چائے بننا کر برتن بھی دھلوائے تھے۔ مجھ سے۔

مناہل اسے آنکھیں نکال کر بولی۔ تو شائنی اسے دیکھ کر زور سے ہنستے ہوئے کہا۔

مناہل تو تے مینوں پے ہی گئی اے۔

)مناہل تم تو مجھے کاٹ کھانے کو ڈور رہی ہو۔(

وہ دونوں زور سے قہقہے لگاتے ہوئے بولی تھی۔

لگ ہی نہیں رہا تھا کہ یہ دونوں وہی ہے جو ابھی رو رہی تھی۔

یہی تو ان کا ہنر تھا دل میں ہزار غم تھے مگر چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

وہ دونوں کیچن میں گھس گئی تھی کھانا کھانے کے بعد شائنی نے مرتے کیانہ کرتے اسے برتن دھو کر دیے تھے جیسے دیکھ مناہل کی ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

دھیان سے شائنی پتر یہ گلاس میں نے تیرے جہیز میں دینا ہے۔

شائنی نے جان کر زور سے گلاس شلف پر رکھا تھا۔

آئے شائنی تیرے میاں نے پیسے تو نہیں دینے مجھے اس کے ایک بھی برتن ٹوٹا نہ تو یہ جو تم نے کانوں میں گولڈ پینا ہے نہ تیرے کانوں سمت اتار کر بیچ آؤں گئی۔

اجاو میری جان تم خود دھولو۔

تجھے پتہ ہے مناہل مجھے نہ برتن دھوتے ہوئے موت پڑتی تھی اور میں جان چھڑوانے کے لیے کوئی نہ کوئی گلاس توڑ دیتی تھی پھر امی مجھے جوتوں سے مارتی تھی۔ گلاس ابونے ہی کیوں نہ لائے ہوتے لیکن امی کا ایک ہی محاورہ تھا گندھی اولاد میرے جہیز کا گلاس توڑ دیا ہے تم نے۔

اور میں ساتھ والوں کے گھر بھاگ جاتی تھی۔

شائنی مزے سے بتا رہی تھی۔

جبکہ مناہل نے اس میں سے آپنے مطلب کی بات نکالی تھی۔اور زور سے قہقہہ لگا کر ہنسنے لگی تھی۔ جبکہ شائنی سارے برتن دھوتی اس کے پاس آئی تھی کیوں ہنس رہی ہو کچھ الٹا ہی سوچا ہو گا۔

شائنی کی بات پر مناہل ہاں میں سر ہلاتی ہوئی ایک ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مارتی ہنسی تھی۔

دس نا مناہل۔

یار پھر تو ان کے گھر چھت سے جاتی ہو گئی۔ شائمہ میڈم سیڑھیوں سے اتر رہی تھی اچانک ہی سامنے سے آتے لڑکے سے ٹکڑا جاتی ہے۔

ہائے کیا بندہ تھا شائنی کا تو دل ہی اس پر آ گیا تھا۔ کوے جیسی رنگت۔ طوطے جیسا ناک، مینڈک جیسی آنکھیں، اور ہاتھی جیسا پیٹ۔ شائمہ تو اسے دیکھ کر ہی اس پر فدا ہو گئی تھی۔

مناہل اپنی بات کا مزہ لیتی ہوئی بولی۔ جبکہ شائنی جو اسے غور سے سن رہی تھی اس پر دو لفظ بھیجتی گویا ہوئی۔

ویسے ادھر سے میرا رشتہ بھی آیا تھا۔ وہ اور بات ہے میں نے انکار کر دیا۔

ہاہاہاہاشادی کر لیتی آج ہمارے کوے جیسے جیجو اور فاختہ جیسی دوست کے دس بارہ بچے ہوتے اور ان کو پتہ ہے میں نے کیا کہنہ تھا۔

کیا۔

افریقہ کے گورے۔ہاہاہاہا۔

بے غیرت شرم کر۔

وہ دونوں قہقہ لگا کر بولی تھی۔

آج میں نے تیرے بیڈ پر پھیل کر سونا ہے۔

وہ بھاگ کر اس کے بیڈ پر لیٹی تھی۔ مناہل بھی وہی آگئی تھی۔

✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨

شائنی نے رات میں ہی مناہل کے ویزے کے لیے بھی اپلائی کر لیا تھا اب وہ ویٹ میں تھی کہ کب جواب آئے اور کب وہ جائے۔

شائنی نے فرخان کو بولا تھا کہ ان کی مدد کر دے کیوں کہ فرخان کے کچھ جاننے والے یہ کام کرتے تھے اس لیے فرخان نے انہیں یقین دلایا تھا کہ وہ ایک دو دن تک سارا کام ڈن کر دے گا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦✧✦✧

ریان اور رائم کے کمرے سے جانے کے بعد معاویہ بیڈ کراؤن سے سر لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

اسے کے دماغ میں اور آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم رہا تھا جب رائم نے اس پر گولی چلانی چاہی تھی اور مناہل کیسے تڑپی تھی۔اس کی آنکھوں میں نمی اور شکوے اسے بہت کچھ کہہ رہے تھے۔یہ تو اس کی مائدہ رہی ہی نہیں تھی۔یہ واقع میں مناہل تھی۔جواب اس کے بغیر جینا سیکھ گئی تھی۔وہ تو مائدہ تھی جو لوگوں سے ڈر کر اس کے حصار میں آکر چھپ جاتی تھی۔وہی تو قصوروار تھا اس سب کا۔

اسے ماضی یاد آیا تھا جب وہ مناہل کے گھر رشتہ لینے جانے والا تھا۔مگر راستے میں ہی اسے خبر ملی تھی کہ اس کے دوستوں پر حملہ ہوا ہے جس کی وجہ سے اس کے جان سے عزیز دوست اب اس دنیا میں نہیں رہے۔پھر وہ آگ بن کر ان سے

بدلا لینے گیا تھا اس نے سب کو خاک میں ملا دیا تھا۔ مگر سلطان نے اس پر پیچھے سے حملہ کیا تھا۔ جس وجہ سے اسے گولیاں لگی تھیں اور وہ ایک ہفتہ بے ہوش رہا تھا۔

لیکن جب وہ ایک ہفتے بعد ہوش میں آیا تو سب سے پہلے وہ مناہل کے گھر گیا تھا۔ مگر وہاں اسے کچھ بھی نہیں پتہ چلا تھا۔

میری بیوی کہاں ہے جلدی سے بتاؤ نہیں تو ساری گولیاں تمہارے اندر اتار دوں گا۔

اس کی دہشت اتنی تھی کہ وہی عورتیں جنہوں نے اس کے کردار پر کیچڑ اچھالا تھا۔ ان کی زبان بند ہو گئی تھی۔

معاویہ نے ان میں سے ایک کے لڑکے پر گن رکھی کر پوچھا تو اس نے اتنا ہی بتایا تھا کہ اس کا باپ ہارٹ اٹیک سے مر گیا تھا اور اس کی ماں نے خودکشی کر لی تھی اور وہ خود بھی ایک دن غائب ہو گئی تھی۔

اس میں اتنی ہمت نہیں تھی وہ اس معصوم کے کمرے میں بھی پاؤں رکھتا۔

وہ وہاں سے واپس آیا تو اسے اپنے دوستوں کی فیملی کو پروٹیکٹ کرنا تھا ان کو لے کر وہ اسلام آباد آ گیا تھا۔

دن رات اس نے اتنے ظالم لوگ مارے تھے کہ وہ خود بھی بول گیا تھا۔ پھر وہ گلی محلے کا ڈی ایم اب انڈر ولڈ کی دنیا میں پاؤں رکھ چکا تھا۔ اس دوران اس نے کہی بات اپنے بھائیوں کو دیکھا تھا۔

مگر وہ ابھی ان سے دور ہی رہا تھا۔

وہ سلطان کی گینگ میں شامل ہو گیا تھا جو کہ سلطان کو بھی معلوم نہیں تھا۔

کافی عرصہ آؤٹ آف کنٹری رہنے کے بعد اب وہ پاکستان آیا تو سب سے پہلے اس نے مائدہ کا پتہ چلایا تھا۔

لیکن وہاں تو اب مناہل تھی۔ وہ اکثر اس کے کالج کے باہر کھڑے ہو کر اسے دیکھتا تھا۔

اسکی کلاس میں بھی اس نے کیمرے فٹ کروائے تھے۔ اور تو اور جو بچے اس کے پاس ٹیوشن پڑھتے تھے وہ کوئی اوٹ آف کنٹری کے بچے نہیں۔ تھے وہ یہی کے بچے تھے جن کی فیس معاویہ دیتا تھا تاکہ مناہل کا گھر چل جائے۔ مگر وہ اس کے

سامنے نہیں آنا چاہتا تھا۔اسے نہیں معلوم تھا کہ وہ اتنی جلدی اس کے سامنے جائے گا ابھی تو اس نے اپنے آپ کو اس کے سوالات کے لیے تیار ہی نہیں کیا تھا۔

مائدہ۔ نہیں مناہل معاویہ درانی میں ہر شکوہ دور کر دوں گا ہر غم کا ازالہ کر لوں گا بس ایک بار میرے پاس آجاوں۔

وہ اسے سوچتا سوچتا نا جانے کب نیند کی وادیوں میں کھو گیا تھا۔

✦✧✦✧✦✧✦✧✦ IB Rajpoot ✦✧ ✦✧ ✦✧ ✦✧ ✦✧

✦✧ ✦✧

اٹھ جا مناہل میں تیرے گھر مہمان آئی ہوں ناشتا بنا کر دے۔

شائنی کب کی جاگ چکی تھی لیکن مناہل ابھی بھی سو رہی تھی وہ رات کو کروٹیں بدلتی رہی تھی لیکن اسے نیند نہیں آئی تھی اس لیے وہ صبح فجر پڑھ کر سوئی تھی ۔اور ابھی دن کے بارہ بجے چکے تھے وہ ابھی تک سو رہی تھی۔

شائنی سونے

دواللہ کا واسطہ ہے۔ساری رات تم نے اتنی لمبی لمبی ٹانگیں ماری ہے گدھی کی طرح۔۔اب مجھے سکون سے سونے دو۔ مناہل کانوں پر تکیہ رکھ کر بولی تھی۔

واہ شمپی واہ۔اٹھ اٹھ کر مجھے ناشتا بنا کر دے۔

شائنی نے اس کے کانوں سے تکیہ ہٹایا تھا اور اسے جگانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مناہل منہ بنا کر اٹھ گی تھی۔

ناشتا سارا میں بناؤں گئی لیکن برتن سارے تم ہی دھو گئی میں نے کوئی نہیں دھونے تم اتنی موٹی ہو اتنا کھاتی ہو تو اس میں میرا کیا قصور۔

مناہل اپنے بالوں کا جوڑا بناتی ہوئی گویا ہوئی تھی۔

ہائے شکر ہے ابھی میں ایک ہی دن تمہارے گھر رکی ہوں۔اگر میں روز یہی رہتی تو تم نے تو مجھے مارنا تھا۔

جی بلکل اب دفع ہو اٹھ جاو۔

اوکے میری کچھ کرتی۔

✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨ ✨ ✨ ✨ ✨ ✨
✨ ✨ ✨

وہ لوگ کھانے کے ٹیبل پر بیٹھ کر معاویہ کا انتظار کر رہے تھے جو صبح بھی ناشتے پر نہیں آیا تھا کیوں کہ وہ سو رہا تھا۔

نین اور روحا ایک ساتھ بیٹھی آپس میں کانوں میں کچھ بول رہی تھی۔ جنہیں دیکھ کر ریان نے نین کو گھورا تھا جو رات کو اس بات پر ناراض ہو کر سوئی تھی کہ وہ مناہل کے ساتھ کیوں گیا ہے۔ جبکہ اب خود اپنی دوست کیساتھ چپک کر بیٹھی تھی۔

تب ہی معاویہ سیڑھیوں سے نیچے آیا تھا۔ جسے دیکھ کر سب کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔

وہ مسکراتا ہوا۔ ان دونوں کے گلے لگا تھا۔

اسلام علیکم۔ تمہارے ہاں سلام کا رواج نہیں ہے۔ ریان نے سلام میں پہل کی تھی کیوں کہ اس نے تو کرنا ہی نہیں تھا

وعلیکم اسلام۔ کیا رہے ریان درانی اب اپنے دشمن پر ہی سلامی بھیجے گا۔

وہ اپنے محسوس انداز میں بولا تھا۔

نین کو سب کچھ ریان بتا چکا تھا مگر وہ معاویہ کو دیکھ کر اسے پہچانی نہیں تھی۔

کچھ یاد آنے پر اچانک اس کی آنکھیں لباب پانی سے بھری تھی۔

نین کیا ہوا ہے تمہیں۔ رائم نے اسے روتے دیکھ۔ تشویش سے پوچھا تھا۔

رایان کی تو گویا جان ہی نکلی تھی۔ کیوٹی پائی کیا ہوا تم تم رو کیوں رہی ہو۔ ریان فورا اس کی جانب آیا تھا۔ اسے اپنی طرف آتا دیکھ کر نین تو اور پھوٹ پھوٹ کر رونا شروع ہو گئی تھی۔

سب پریشانی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اچانک اسے کیا ہوا ہے۔

مجھے کچھ بتاؤ تو صحیح ہوا کیا ہے۔ کہی درد ہے۔

ریان کے اس انداز پر معاویہ رائم کے کندھے پر گرنے والے انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھ گیا تھا۔

معاویہ مزے سے اپنے بھائی کو زن مریدی کے ریکارڈ توڑتے دیکھ رہا تھا۔

یار رائم یہ تو لیلا مجنوں کو بھی پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔ یہاں بیوی تھپڑ مارتی ہے اور وہاں میاں اسے منا رہا ہے۔ واہ ریان تیرے جیسی قسمت کوئی بھی نہ پائے۔

وہ رائم کو آنکھ مار کر ہنستے ہوئے بولا تھا۔

تو اپنا منہ بند ہی رکھ یہ نہ ہو تو مجھ سے مار کھالے۔ یہ جو تیری اتنی لمبی زبان ہے نہ اگر تو نے اسے اپنی بیوی کے سامنے کھولا نہ تو اس پر کھڑی ہو کر ناچے گئی۔۔

ہاں تو میری بیوی ہے۔ س سر پر بھی ناچے تو حکم سر آنکھوں پر ہے۔

نہیں تو معاویہ صاحب آپ مجھے یہ بتاؤ دے۔ ہماری والی ہماری کیا لگتی یے۔

ہماری بھی بیویاں ہے تو وہ جو مرضی کرے۔

رائم جلتا کڑھتا ہوا بولا تھا۔

تم لوگوں کی بیویاں نہیں ہے تم لوگوں نے کا کیاں اڈوپ کی ہیں۔ وہ قہقہ لگا کر بولا تھا جب کہ اس کی آواز ریان کے کانوں تک بھی پہنچ گئی تھی۔

معاویہ انسان بن جاؤ صبح صبح مار نہ کھالینا مجھ سے۔

اس کی بات پر معاویہ ہنستا ہوا منہ پر انگلی رکھ گیا تھا۔

نین مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے تمہیں رو کیوں رہی ہو۔

وہ اس نے۔

نین نے روتے ہوئے معاویہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔جب کہ اب سب معاویہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

اس نے ہی کوئی کرتوت کیا ہو گا۔

اوئے استغفر اللہ یہ الزام لگا رہی ہے تمہاری کاکی میں نے کچھ بھی نہیں کیا۔سارا زور تو معصوموں پر ہی چلتا ہے۔

معاویہ فورا کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا تھا۔

کیا کیا ہے تم نے اسے سب سچ بتانا نہیں تو تیری بیوی سے میں نے تجھے اتنی مار پروانی ہے نہ تو نے دو تین دن تک بیڈ سے نہیں اٹھنا۔

علی آپ کو پتہ ہے۔اس نے مجھے اور روحا کڈنیب کروایا تھا۔اس کے دوست نے مجھے سر پر مارا بھی تھا میرا اتنا زیادہ خون نکلا تھا۔

نین اس کے ڈی ایم والے انداز سے پہچان گئی تھی کہ یہ تو وہی ہے جس کے آدمیوں نے اس کے سر پر مارا تھا۔اسے یاد کر کہ نین کی آنکھیں فورا لباب پانی سے بھری تھی۔

جب کہ معاویہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔

رائم نے اپنی ہنسی چھپانے کے لیے منہ نیچے کر لیا تھا۔

یار اب تو مان جاؤ تم نے کاکا اڈوپ کیا تھا۔ اتنے عرصے بعد آپ کی بیوی کو یاد آیا ہے۔

ہاں بہت عرصہ ہو گیا ہے نہ۔ تیرے کوئی بیس پچاس بچے ہیں نہ ان کے بعد یاد آیا ہے۔ تو رک ذرہ میری بیوی کو اس سے مار پروائی تھی تیری تو۔

ریان نے اگلے ہی لمحے اس کی گردن پکڑی تھی۔

اور اس کی پیٹ میں پنچ مارے تھے۔

رائم یار چھوڑ اجھے۔

تیرا علاج ہے۔ معاویہ کے دہائی دینے پر رائم نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔

نین یہ گدا تمہارا دیور ہے۔ تو میری کیوٹی پائی جب دل کرئے اور جتنا دل کرئے اسے مار کر اپنا بدلا اتار لینا۔

دیور والی بات پر اس نے فخر سے کالر صیح کیے تھے۔

لیکن اگلی بات پر وہ ہنستا اس کی بات سے اپنا مطلب نکال گیا تھا۔

ہائے ہائے غضب خدا رائم دیکھ ایسا میرا شوہر ہوتا اور وہ میرے بارے میں ایسا سب کے سامنے بولتا تو میں تو اسے وہی مار دیتا۔

اس نے عورتوں کی طرح افسوس سے کہا۔ سب نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔

یاد کروں ہم چھوٹے تھے تو بابا نے ہمیں ایک کالی جنگلی بلی لا کر دی تھی اور ریان کو وہ بڑی پسند تھی ریان نے ہی اس کا نام کیوٹی پائی رکھا تھا۔ مجھے لگتا ہے ریان بھابی کو بھی کالی جنگلی بلی کہہ رہے ہیں۔۔

نین اس کی بات پر ڈورتے ہوئے ٹیبل سے اٹھ کر روم میں چلی گئی تھی۔ ریان نے اس کی کمر پر پنچ مارے تھے۔ اور رائم بھی کھول کر ہنسا تھا۔

اسے کھانا بھی نہیں کھانے دیا۔ معاویہ انسان بن جاؤ۔

یار جب شادی کر لی ہیں تو کیسا کھانا اب بھول جائے کھانا۔

رائم آپ کیوں ہنس رہے تھے خیر ہے نہ۔ خبر دار جو میری دوست پر ہنسے اپ۔ روحا نے اس کے پاوں پر اپنی ہیل ماری تھی جس پر وہ اسے آنکھیں چھوٹی کر کہ دیکھتا کندھے آچکا گیا تھا۔

رائم یار تم لوگ تو بیوی کی عزت ہی نہیں کرتے۔اگر میں ہوتا نہ تمہاری بیوی تو۔ ابھی تک تیرے سر پر ایک بھی بال نہ ہوتا۔معاویہ کو لگا تھا اب رائم کی بھی دکت بننے گی مگر یہ بھی روحا تھی۔رائم ابھی کچھ بولتا جب روحا گویا ہوئی۔

جی بلکل تم کسی فسادی عورت سے کم نہیں ہو۔اور یہ جو بار بار تمہیں بیوی بننے کا شوق چھڑا ہے مجھے تو شک ہو رہا ہے تم کہی کوئی دوسرا جینڈر تو نہیں ہو۔اور خبردار میرے شوہر پر ڈورے ڈالنے کی کوشش کی تو۔

معاویہ جو رائم کی عزت سننا چاہتا تھا روحا کی بات سن کر تو سکتے میں اسے دیکھ رہا تھا جب کے رائم قہقہ لگاتا روحا کو ہاتھ کے اشارے سے سلوٹ کر گیا تھا۔

توبہ توبہ اتنی لمبی زبان ہے تیری بیوی کی اس نے تو میرا جینڈر ہی بدل دیا ہے۔ اپنا منہ بند کر لے میں نے تجھے مارنا ہے۔رائم نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

اور

رائم نے بریانی کی چمچ بھر کے روحا کی طرف بڑھائی جا پر معاویہ نے اپنی شرٹ کو گلے سے اوپر کرتے منہ پر رکھ کر شرمانے کی کوشش کی تھی۔

اووو ہیلو دستگیر۔واہ یار بندہ تو ہینڈسم ہے ویسے۔

۔تب ہی دستگیر وہاں سے گزرا تھا۔جب معاویہ کو کوئی نہ ملا تو اس کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

جب کوئی نہیں ملتا تو ان تینوں بھائیوں کو میں ہی ذلیل کرنے کے لیے ملتا ہوں

دستگیر بے چارہ سوچ کر ہی رہ گیا تھا۔

ویسے دستگیر کتنی لڑکیاں پسائی ہیں۔یار کسی سے میرا بھی ٹانکا فٹ کر دو۔

ریان مزے سے سیڑھیوں پر کھڑا ان کی ویڈیو بنا رہا تھا۔رائم نے اسے ویکٹوری کا اشارہ کیا۔

اب اس کی بینڈ بج گئی۔

دستگیر بھائی پریشان نہ ہو بس ایسا کرئے معاویہ کو کہی اچھی سی رش والی جگہ چھوڑ آئے اور نہیں تو ایک دو تالیاں مار کے ہی کافی پیسے چھاپ لے گا۔

دستگیر کو خاموش دیکھ کر روحا نے معاویہ پر طنز کیا تھا جب کہ معاویہ تو منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا صحیح کہا تھا ریان نے اس کی تو زبان بہت ہی لمبی ہے۔

روحا کو اس کی آخری بات ہی سنائی دی تھی۔جس پر اس نے چھڑی اٹھا کر اس کی طرف کی تھی۔

شرم کرو بھابی ہوں تمہاری بڑی میں۔ خبر دار بکواس کی تو۔ زبان کاٹ دوں گئی تمہاری۔ کم از کم مناہل کی تو زندگی آسان گزرے گئی۔246

مناہل کے ذکر پر معاویہ کے سامنے اس کا روتا ہوا چہرہ گھوما تھا۔

اس نے ہاتھ کی مٹھیاں کھول کر بند کی تھیں۔

ویسے ایک بات تو بتاو مناہل نے کیا سوچ کر تم سے نکاح کیا تھا۔ وہ کم عقل ہے پر اتنی ہو گئی مجھے اندازہ نہیں تھا۔

معاویہ جس ٹاپک سے بچنا چاہ رہا تھا۔ روحا وہی دہرا رہی تھی۔

روحا چلوں کھانا ختم کرو جلدی سے میں ریان کو بلاتا ہوں۔ معاویہ کو تو کسی دن میرے ہاتھوں سے لگ جانی ہے۔

رائم نے جان کر بات بدلی تھی۔ تب ہی ریان اور نین نیچے آئے تھے۔

انہیں ساتھ دیکھ کر معاویہ کو اس کی کمی شدت سے محسوس ہوئی تھی۔ پتہ نہیں کب وہ پھر ساتھ ہو گئی۔ کب تم مجھے ملو گئی مجھے انتظار ہے۔۔ جلد معاف کر دینا ورنہ مجھ میں اب تمہیں کھونے کا حوصلہ نہیں ہے۔

وہ تکلیف سے ہونٹ بینچ گیا تھا۔

اوئے چھوٹے دہشتگرد خبردار جو تم نے میری بیوی کو ڈرایا تو۔ چلوں نین میری کیوٹی پائی آجاؤ میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔

وہ معاویہ کے بال کھینچ کر اسے وارن کرتا نین کو اپنے ساتھ والی چیر پر بیٹھا گیا تھا۔اور خود بھی وہ اس کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

معاویہ نے اب شرارت سے اسے دیکھا تھا ریان کے ساتھ بیٹھی اسے دیکھ کر منہ بناتی بالکل بچی لگ رہی تھی۔

معاویہ کو اسے تنگ کرنے میں بہت مزہ آتا تھا اسی لیے وہ دوبارہ کوئی بات سوچ رہا تھا جس سے وہ تنگ ہوتی۔

تب ہی وہ خود ریان کی بازوں میں منہ دے کر ہلکی سی سرگوشی میں بولی تھی مگر افسوس اس کی خفیہ بات سب نے سن لی تھی۔

یان دیکھے نہ۔وہ نا آب معاویہ تنگ کرتا ہے۔اور منہ بھی بنا رہا ہے۔گھور بھی رہا ہے۔

ریان اس کی معصومیت پر مسکرائے بنا نہ رہ سکا تھا۔

میرے بھائی کا کا کانہ ہو تو۔

معاویہ نے ہنستے ہوئے کہا تھا۔ جس ہر دانین میڈم نے سامنے سے پلیٹ اٹھا کر معاویہ پر پھینکی تھی۔ جو اس کے بازوں پر لگی تھی۔

رائم اسے خود کھانا کھلا نہیں تو میں نے اسے مارنا ہے۔

ریان نین کی رونے والی شکل دیکھ کر بولا تھا۔ معاویہ بھی مسکراتے ہوئے کھانا کھانے لگا۔ اس کا تو ویسے ناشتا تھا نواب اٹھے جو لیٹ تھے۔

پں ر ایسے ہی انہوں نے کرتے جھگڑتے کھانا کھایا تھا۔

✦✧✦✧✦✧✦ IB Rajpoot ✦✧✦✧✦✧✦

شائنی اور مناہل ایک ساتھ بیٹھ کر ڈرامہ دیکھ رہی تھیں جب دروازے پر دستک ہوئی تھی دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا کہ کون اٹھے گئی دروازہ کھولنے کے لیے۔

پھر آخر کار مناہل ہی منہ بناتی ہوئی اٹھی تھی۔

اس نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی فرحان کھڑا تھا۔ ایک پل دونوں کی نگاہیں ملی تھی۔ لیکن مناہل نے اپنی نظریں اس پر سے ہٹالی تھی۔

فرحان تلخی سے مسکرایا تھا۔

اندر نہیں آنے کا بولو گئی۔

وہ اسے دیکھ کر بولا تھا جو اس وقت سرخ رنگ کے گھٹنوں تک آتے کرتے کے ساتھ سرخ ہی پلازوں پہنے سر پر ہم رنگ ڈوپٹہ کیے کھڑی سیدھا اس کے دل پر لگی تھی۔

جی جی آجاؤ۔

وہ کنفیوژ ہوتی بولی تھی۔ پھر فورا سے دروازے کے آگے سے ہٹ گئی تھی۔

شائنی آپی کہاں ہیں۔ وہ اس کے پیچھے ہی گھر میں داخل ہوتے ہوئے بولا تھا۔ جب سامنے سے ہی شائنی آتی نظر آئی تھی۔

ہاں جی فرحان صاحب کیسے ہو۔ ویسے تو کبھی شکل نہیں دیکھائی آج کدھر۔

وہ میں نے یہ پیپرز دینے تھے آپ کو۔ اپ کا کام ہو گیا ہے۔

فرحان اس کی جانب پیپرز بڑھا کر بولا۔

او شکریہ فرحان اتنی جلدی تم نے سب کیسے کر لیا مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اتنی جلدی کروا بھی لو گئے۔

اس نے پیپرز کھولے تو وہ ان دونوں کا ویزہ تھا امریکہ کا جسے دیکھ کر شائنی شاکڈ سی بولی۔

جی آپی بس کچھ جاننے والے تھے تو کروالیا۔

بس کل ہی آپ کی فلائٹ ہے۔

فرحان کی بات پر مناہل بھی چونکی تھی۔

فرحان میں۔ تمہارا جتنا بھی شکریہ ادا کروں بہت کم ہے تم نے مجھے بھائی کی کمی نہیں محسوس ہونے دی۔

شائنی پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی تھی۔۔

آپی بھائی بھی بول رہی اور شکریہ بھی۔ آپ ایسا کرے پیکنگ کرلے اور پھر کل آپ لوگوں کی فلائٹ ہے اگر کوئی چیز چاہیے ہو تو مجھے ضرور بتایئے گا۔

ہاں کیوں نہیں ضرور۔ ویسے مناہل چائے ہی بنالیتی اس کے لیے۔

شائنی مناہل کو دیکھ کر بولی تھی جو اپنی ہی سوچ میں مگن تھی۔

نہیں آپی ضرورت نہیں میں۔ چلتا ہوں۔ پھر ملاقات ہوتی ہے۔

اوکے ٹھیک ہے۔

اس کے جانے کے بعد مناہل بھی اس کے پاس آکر بیٹھ گئی تھی۔

شائنی کل ہم اس وطن کو چھوڑ کر چلے جائے گئے۔روحا اور نین شائنی کیا ہماری دوستی کا یہ ہی انجام تھا۔

نہیں مناہل کیسی باتیں کر رہی ہو ایسا ہو سکتا ہے کہ ہم ان کو نہ بتائے اور ان سے ملے بغیر چلی جائے گئی۔

شائنی نے بولتے ہی فون نکالا تھا اور روحا کو کال کی تھی۔

وہ لوگ مل کر لڈو کھیل رہے تھے جب روحا کے فون پر شائنی کی کال آئی تھی۔

ہیلو۔تجھے شرم نہیں آئی تجھے یاد نہیں آئی ہماری یہی دوستیں تھی تیری۔

یار شائنی میری بات سن سوری یار بہت بزی تھی۔تجھے پتہ ہے نہ۔

نہ وہ مجھے بتا کہ کتنے بچے ہیں تیرے جو توان میں بزی ہوتی ہے۔ہم جا رہے ہیں پھر تو خوش ہو جانا ہماری شکل دیکھنے کے لیے تڑپ جائے گئی۔

کیا مطلب ہے اس بکواس کا۔

مطلب وہی جو تم سمجھ رہی ہو۔میں اور مناہل کل کی فلائٹ سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے امریکہ جا رہی ہیں۔

کیا کیوں اور یہ سب کب ہوا۔ روحا تو اچانک اتنے زور سے چیخی تھی کہ سب لڈو چھوڑ اب اس کی طرف دیکھ رہے تھے۔

روحا کے فون بند کرنے کی دیر تھی کہ سب نے بے چینی سے اس کی پریشانی کی وجہ پوچھی۔ جس پر اس نے معاویہ کے سر پر بم پھینکا تھا۔

مناہل اور شائنی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے امریکہ جا رہی ہیں۔

کیا مطلب ایسے کیسے جا سکتی ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ آب وہ کیسے مجھے چھوڑ کر جائے گئی۔ معاویہ نے شدید غم کی حالت میں لڈو اٹھا کر دور پھنکی تھی۔

معاویہ کم ڈون ہو جاؤ چلو اس وقت میرے گھر چلو مجھے یقین ہے تم اور مناہل بات کر کہ مسلہ حل کر لوں گئے۔ چلو اٹھو نین۔ ساتھ مناہل لوگوں میسج بھی کر دو کہ وہ ہمیں ملنے میرے گھر ہی اجائے۔

وہ لوگ روحا کے گھر کی طرف نکلے تھے۔ وہی دوسری طرف وہ لوگ بھی روحا کے گھر کی طرف نکلی تھی۔

اب جانے کیا کھیل کھیلے گئ قسمت۔

کس کو اس کا عشق ملے گا اور جس کے حصے میں جدائی آئے گئ۔

شائنی پلیز روحالو گوں کو کچھ بھی نہ بتانا۔

مناہل تم پاگل ہو میں کیوں انہیں یہ سب بتانے لگے۔میں کبھی بھی نہیں چاہوں گئ کہ ہماری وجہ سے ان کے گھر خراب ہو۔اسی لیے تو خاموشی سے ہم یہاں سے جارہے ہیں۔مجھے بس دکھ ہے تو فرحان کا۔

شائنی ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔

یار محبت ایسی ہی ہوتی ہے ہمیشہ اسی سے ہوتی ہے جو آپکے نصیبوں میں نہیں ہوتا۔کاش میں فرحان کے لیے کچھ کر سکتی۔لیکن میں تو خود اس مرض میں مبتلا ہوں۔

مناہل افسردگی سے بولی تھی۔

سب سے پہلے روحا اپنے گھر داخل ہوئی تھی۔سب سے مل کر وہ لوگ وہی بیٹھے تھے جب کہ روحا کہ والد بار باران کو دیکھ کر منہ بنا رہے تھے۔

ہائے ذیشان صاحب دیکھے تو یہ دہشتگردوں کا سارا ٹولہ ہی آگیا ہے۔

روحا کی چاچی کی تو سانس ہی اٹک گئی تھی اگر اُنہوں نے ہر بار کی طرح پھر سے پستول نکل کی تو۔

روحا خیریت سے آئی ہو یہاں۔ذیشان صاحب روعب سے بولے تھے۔

لیکن رائم نے اسی لمحے انہیں دیکھ کر ایک آئی برو اٹھائی تھی۔

۔جیسے کہنا چاہ رہا ہوں سسر جی ہوش کرے میں ادھر ہی ہوں۔

جی ابو ویسے فرحان کدھر ہے۔روحا تو اپنی زندگی میں اتنی مگن ہو گئی تھی کہ اسے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اس کا بھائی اس وقت کس تکلیف سے دوچار تھا۔

وہ اٹھ کر فرحان کے روم کی طرف بڑھی تھی۔

کمرے میں داخل ہوئی تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

اس نے لائٹ آن کی تو وہ ایک جانب جائے نماز پر بیٹھا ہوا بس اسے گھور رہا شائد وہ اللہ کے حضور اپنا آپ ہلکا کر رہا تھا۔

ہلکی بڑھی ہوئی شیو۔اور سرخ آنکھوں کے نیچے ہلکے وہ اسے اور دلکش بنا رہے تھے۔روحا جانتی تھی جس تکلیف سے وہ گزر رہا ہے۔پر اسے تو دوہری تکلیف

تھی ایک محبوب کا کسی اور کا ہونا اور دوسرا اسے خود ہی خود سے جدا کرنا۔ پہلے کم از کم دیدار تو کر سکتا تھا مگر اب وہ خود ہی تو اسے دور بھیج رہا تھا۔

روحا اس کی حالت دیکھ کر شرمندگی سے نظریں جھکا گئی تھی۔

میں نے ثابت کر دیا کہ میں اس کی سوتیلی بہن ہوں۔ اس کے غم میں ایک اور غم کا اضافہ کر دیا ہے میں نے۔

روحا اجاو۔ کیسی ہو تم۔ وہ بڑے بھائیوں کی طرح اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا تھا۔

ٹھیک ہوں تم کیسے ہو۔ تم بھول کیوں نہیں جاتے فرحان اسے۔ وہ معاویہ کے نکاح میں ہے اور معاویہ اسے کیسی اور کا ہونے نہیں دے گا۔ تم تو خسارے میں رہ گئے نہ پھر۔

محبت کب آپ کو خسارے میں رہنے دیتی ہے۔ اگر معاویہ کو وہ مل گئی ہے تو مجھے میرا رب مل گیا ہے کیا ہوا جو وہ مجھے نہیں ملی اب ہر کسی کو عشق راس تھوڑی نہ آتا ہے۔

بہت گہری باتیں کرنے لگے ہو سمجھ سے بلاتر۔

کچھ باتیں ایسی ہوتی ہے جو آپ تب تک نہیں سیکھ سکتے جب تک آپ ان سے گزرے نہ ہو۔ چھوروسب نیچے چلتے ہیں۔

فرحان مناہل جارہی ہے آؤٹ آف کنٹری۔۔

روحااس کے چہرے پر لگائیں ٹکا کر بولی تھی۔

معلوم ہے مجھے۔وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا نیچے آیا تھا۔اور سب سے ملا تھا۔اس کی نگاہیں بار بار معاویہ کی طرف اٹھ رہی تھی۔کتنا خوش نصیب ہے نہ یہ شخص جسے بن مانگے ہی مل گئی ہے۔

لو جی آگئی ہے میڈم۔ نین دونوں کو ایک ساتھ داخل ہوتے دیکھ بولی تھی۔

ہاں جی ہم نے سوچا ہم ہی مل آئے تم لوگوں میں تو شرم ہی نہیں ہے۔ تمہیں اپنے میاں کے سوا کچھ دیکھے تو نہ۔

وہ بھاگ کر ایک دوسرے کے گلے لگی تھی۔

یار ویسے ساری بات چھوڑو یہ علی کی بیوی بہت میسنی ہے۔

مناہل نے اس کے پیٹ میں کہنی مارتے ہوئے کہا تھا۔

کیوں جی اب میں نے کیا کیا ہے۔

نین نے بھی بھویں آچکا کر کہا۔

علی کی بیوی تم کچھ بھی نہیں کرتی سب خود ہی ہو جاتا ہے۔ تم تو بہت معصوم ہو نہ۔اپنے سسرالیوں کی طرح۔وہ دونوں ایک ساتھ بولی تھی یہ جانے بناوہاں کے سسرالیے وہی بیٹھے ہیں۔

اگر ہماری کوئی برائی کرنی ہے تو بتادو وہ بھی ہم اپنی تعریف سن لے۔

رائم کی آواز پر مناہل نے لب بیچے تھے۔ نفرت ہو گئی تھی اسے ان تینوں بھائیوں سے۔اسے ابھی یہ معلوم نہیں تھا معاویہ بھی ان کے ساتھ ہے۔

شائنی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

اس نے اپنے چہرے پر پڑتی دستگیر کی نظروں کو بھی اگنور کر دیا تھا۔

مجھ میں اتنی عزت نفس باقی ہے کہ میں تم پر اب کبھی نظر ہی نہ دہراوں۔

روحانے ان دونوں کے چہروں پر ناگواری دیکھ لی تھی۔ معاویہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ریان نے اسے بہت مشکل سے روکا ہوا تھا۔

تم لوگوں نے کیا شوشہ چھوڑا ہے ابھی تو سمسٹر بھی کمپلیٹ نہیں ہوا اور تم لوگ آؤٹ آف کنٹری کیوں جارہی ہو۔۔وہ بھی ہمیں بتائے بغیر۔

ہم ہاں۔ روحا کیوں کہ جو جگہ اور لوگ آپ کے لیے اذیت بن جائے انہیں چھوڑ دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔

مناہل نے کتنے ضبط سے کہا تھا یہ وہ دونوں ہی جانتی تھی۔ اسی لیے شائنی نے اپنی بات ہی بدل دی تھی۔

چلو یار بیٹھنے کا نہیں بولو گئی۔ شائمہ اسے گھسٹ کر کہا۔

لیکن جب انہوں نے اس طرف رخ کیا تو سب کو بیٹھے دیکھ ان کے چہروں سے وہ مصنوعی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی تھی۔

شائنی نے دستگیر کو دیکھ کر ان دیکھا کیا تھا۔

مگر دستگیر کی نظریں مسلسل اس کے چہرے پر تھی۔

مناہل تو گویا معاویہ کو ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھے دیکھ آگ ہی لگ گئی تھی۔

نین اور روحا مانا کہ تم لوگوں کی شادی ہو گئی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم جب بھی چاہوں گئی اپنے سسرال کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دو گئی۔ ہماری باتیں کسی دوسرے تیسرے تک کیسے جانے لگی۔

مناہل غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ چیخی تھی۔

یار وہ۔۔۔۔

روحا نے اس کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھنا چاہا تھا جب مناہل نے بنا اس کی سننے اس کا ہاتھ دور جھٹک دیا تھا۔

وہ دوستی کی لاج ہی رکھ لیتی۔ چلو شائنی کسی نے سہی ہی کہا تھا لڑکیوں کی دوستی محض ان کی شادی تک ہی ہوتی ہے۔

وہ شائنی کا ہاتھ پکڑ کر بولی تھی۔

تب ہی رائم غصے سے اٹھا تھا مگر فرحان فورا مناہل کے آگے کھڑا ہوا تھا۔ اس کی پشت رائم کی طرف تھی اور وہ نم آنکھوں سے مناہل کو دیکھ رہا تھا جب مناہل نے نم آنکھیں اٹھائی تو ایک لمحہ ان کی نگاہوں کا تصادم ہوا تھا۔ 247

اہ کاش فرحان تم ہی میرے نصیبوں میں لکھ دیے جاتے اب اور غم سہنے کی ہمت نہیں ہے۔

وہ دل میں نہ چاہنے کے باوجود اسے مانگ گئی تھی۔

فرحان نے سب کو اپنی جانب دیکھتے دیکھ مناہل سے کیا۔

مناہل روحا آپی ایسی نہیں ہے۔

وہ اب بھی اس کی عزت پر آنچ نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔

مناہل نے اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔

بس ایک لفظ بھی میں اور نہیں برداشت کروں گا معاویہ نے غصے سے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

بیوی ہو میری مجھے بتائے بغیر تم اس گھر سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتی۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تھا مناہل کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ کر وہ غصے سے چیخا تھا۔

فرحان تو بس مناہل کے ہاتھ پر معاویہ کا ہاتھ دیکھ رہا تھا۔

کون سی بیوی معاویہ درانی۔۔اب بتاؤ کون سی بیوی دھوکے باز انسان۔ تمہارا نام ہی میرے لیے باعث شرمندگی ہے۔ نہیں مانتی میں تمہیں آپنا کچھ بھی کاش اس دن میرے ماں باپ کی جگہ تم مر جاتے معاویہ۔ لیکن یہ کاش ہی رہ گیا ہے تم سب کو مار کر بھی سکون سے نہیں بیٹھے۔

وہ اسے سے آپنا بازوں چھوڑا کر دوپٹے سے اس طرح صاف کر رہی تھی جیسے اس پر کوئی اچھوت لگ گیا ہو۔

معاویہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا وہ اس کی طرف قدم بڑھتا اس سے پہلے رائم اس کے راستے میں آیا تھا۔

معاویہ گھر جاؤں اس وقت تم غصے میں ہو۔

اس نے معاویہ کو پکڑ کر مناہل سے دور کیا تھا جو بے خوف اس کی آنکھوں میں آنکھیں ں گاڑھے کھڑی تھی اب اسے ڈر تھا کہ نہیں کی چیز کا۔اس کے پاس تو کھونے کے لیے کوئی ہے ہی نہیں اور زندگی سے تو پہلے ہی وہ اکتا گئی تھی۔

رائم یہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے۔تم دور رہو اس سب سے۔

معاویہ رائم کو ہٹا کر بولا تھا۔

جب ہی ریان نے معاویہ کو پکڑا تھا اور رائم مناہل کے آگے کھڑا ہوا تھا۔سب خقا بقا سب دیکھ رہے تھے۔

مناہل چلو بچے گھر جا کر بات کرنا عورت کا اپنا گھر وہی ہوتا جو اس کے شوہر کا ہوتا ہے۔میں ہوں نہ تمہارا بھائی۔

رائم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بھائی۔اس کا مطلب بھی پتہ ہے آپ کو۔بھائی محافظ ہوتے ہیں۔وہ ہر مشکل میں ساتھ ہوتے ہیں۔

وہ تلخی سے مسکراتی ایک قدم پیچھے ہوئی تھی۔

پہلے آپ کو یاد نہیں آیا کہ میں آپ کی بہن ہوں۔جب آپ کو پتہ چلا میں آپ کے بھائی کے نکاح میں ہوں پھر آپ کو یاد آیا کہ میں آپ کی بہن ہوں۔کتنا پیارا رشتہ ہے نہ ویسے ہم بہن بھائی کا۔جب آپ کو ضرورت پڑی تو آپ نے اپنی بیوی کے لیے مجھے کڈنیب کر لیا۔اگر بھائی بہن کا رشتہ ایسا ہوتا ہے تو میں لعنت بھیجتی ہوں اس پر۔

اگر میرا بھائی ہوتا نہ تو اس وقت آپ لوگ یوں نہ کھڑے ہوتے۔آپ بھائی ہے اور بہت اچھے بھائی ہے لیکن میرے نہیں اس شخص کے۔میرا اور آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کی بات پر رائم کا سر جھک گیا تھا حقیقت تو یہی تھی۔

مائدہ تم آپنی حد میں رہ کر بات کرو۔

آج کتنے سالوں بعد کسی نے اسے مائدہ کہا تھا۔اس نام کے سننے کی دیر تھی کہ مناہل کا انگ انگ اس کی نفرت سے بھر گیا تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ رائم کو دھکا دیتی معاویہ کا گریبان اپنے ہاتھ میں پکڑ گئی تھی۔

مر گئی مائدہ۔ تم اس کے قاتل ہو۔ میرے ماں باپ کو مار کر سکوں نہیں ملا تمہیں ۔جو آپ تم میرے پیچھے پر گئے ہو۔ تم جیسے انسان سے شادی کرنے سے اچھا ہے کہ میں بیک مانگ لوں۔۔

کیا پتہ کہ کب تمہارے بھائیوں کو ضرورت پڑے تو وہ مجھے کہی بیچ آئے۔

بکواس بند کرواپنی۔

مناہل کے اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر وہ غصے سے آگ بگولہ ہوئا تھا۔وہ کیسے اپنے بارے میں ایسے بول سکتی تھی وہ جب ڈی ایم تھا اس نے تب اس کے بارے میں کیسی کو ایسے الفاظ نہیں بولنے دیے تھے تو آج وہ کیسے خود کے بارے میں ایسے بول رہی۔بے ساختہ اس کا ہاتھ اٹھا تھا۔لیکن کسی نے روک لیا تھا۔

فرحان جو کب سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔مانا کہ معاویہ اس کا شوہر تھا لیکن وہ کیسے اسے مناہل پر ہاتھ اٹھانے دے سکتا تھا۔

مانا کہ تم شوہر ہو اس کے لیکن میں مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکوں گا۔

وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر بولا تھا۔

مناہل نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

تم ہوتے کون ہو ہاں۔ کون ہو۔ تم جو میرے اور میری بیوی کے درمیان آرہے ہو۔

چٹاخ اب تھپڑ کی باری مناہل کی تھی جس نے اتنے زور کا تھپڑ مارا تھا کہ سارے شاکڈ رہ گئے تھے۔۔

معاویہ نے آنکھیں بند کر کہ کھولی تھی۔

تم نے اس شخص کے لیے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔

معاویہ نے گن نکال کر اس کے ماتھے پر رکھی تھی۔

تب ہی مناہل کا ہاتھ دوبارہ اٹھا تھا اور اس بار اس کا ہاتھ رکا نہیں تھا۔اس نے ایک ساتھ تین تھپڑ مارے تھے معاویہ کے منہ پر۔

جب کہ سب شاکڈ دیکھ رہے تھے۔

یہ مردانگی کسی اور کو دیکھنا معاویہ درانی۔ میں کوئی تمہاری زر خرید غلام نہیں ہوں اور نہ ہی مائدہ ہوں۔ جو تمہارے پاؤں میں پڑ جاؤں گی۔

وہ فرحان کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔

تم اپنے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتی سمجھ آئی تمہیں مانا کہ مجرم ہوں میں تمہارا۔ لیکن میرا جرم اتنا بڑا نہیں ہے جتنا سزا دے رہی ہو۔

ہاہاہاہا مزاق ہے۔ ویسے اچھا ہے۔ ایسے الفاظ واقعی مائدہ کے لیے تو یہ الفاظ عام ہیں۔ وہ پتہ ہے کن الفاظ سے مشہور ہے۔ لڑکوں کے پیچھے بھاگنے والی۔ پتہ نہیں کس کے ساتھ منہ کالا کر کہ ائی۔ ایسی لڑکی کو تو مر جانا چاہیے تھا۔ اگر ہماری ایسی بیٹی ہوتی تو ہم اسے زندہ در گور کر دیتے۔ بد کراد تو تھی ہی اپنے ماں باپ کو بھی کھا گئی۔

بس۔ چپ کر جاؤ میں کچھ غلط کر دوں گا۔

معاویہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔

نہیں نہیں آج نہیں۔ تم تو واقعی مجرم نہیں ہو۔ میں پاگل تھی۔ جو تمہارے پیچھے چلی ائی۔ وہ معاویہ کے گرد چکر لگاتی بولی۔ انسو اس کی آنکھوں سے رواں دواں

تھے۔اذیت اس کے چہرے پر نمایاں تھی۔ مناہل اور مائدہ تو کہی تھی ہی نہیں تم سب کے سب ایک لالچ کے سبب جوڑے تھے۔

مناہل۔

نہیں ایک لفظ بھی نہیں ریان درانی۔اج مناہل بولے گئ تم سب سنو گئے۔ بڑے پاکیزہ ہو نہ تم۔ شرم تو نہیں آئی تمہیں یہاں کھڑے ہوتے ہوئے ۔تم مر جاتے تو کم از کم یہ سکون ہوتا کہ مر گیا ہے۔ لیکن مرے بھی نہیں 347 مناہل تم خود غرض مت بنو۔ تمیں نہیں عزیز لیکن ہمیں ہمارا بھائی بہت عزیز ہے۔ میرے بھائی کے بارے میں بات کرتے ہوئے سو بار سوچنا۔

واہ ابھی تو رائم درانی دعوہ کر رہا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تم بھی ایک نمبر کے جھوٹے ہو۔ایک جیسے ہی ہو نہ۔ شاہد خون ہی میں جھوٹ ملا ہے۔

مناہل نے چیختے ہوئے کہا تھا۔ معاویہ نے اس کھینچ کر اپنے سامنے کیا تھا۔

اب تم آیک لفظ بھی نہیں بولو گئ۔ میں نے کہا تھا نہ معافی مانگو گا لیکن اب نہیں اب میں تمہیں اپنے طریقے سے سیدھا کروں گا۔

وہ اسے دونوں بازوں سے پکڑ کر چھوڑتا ہوا بولا تھا۔

اس کی بات پر مناہل نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے دیکھا تھا پھر اگلے ہی لمحے غصے سے اس کا گریبان پکڑا تھا۔

کیا کروں گئے ہاں بتاؤ ہاں قتل کرو تمہارے پسندیدہ کام ہے نہ چلو چلاؤ گولی میں بھی دیکھتی ہوں کتنا دم ہے تم میں۔ چلاو نہ گولی۔ تین قتل تو تم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

بکواس بند کروں تم کب مارا میں نے تمہارے ماں پاب کو۔ وہ خود مرے ہیں سمجھ آئی تمہیں۔

مناہل تو اس کی بات پر غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ کیسے سب ختم کر کہ وہ بول رہا تھا کہ اس نے کسی کو نہیں مرا کیسے وہ بری الزمہ ہو رہا تھا۔

تم اپنی بکواس بند کرو۔ سمجھ آئی تم قاتل ہو نہ صرف میرے ماں باپ کے بلکہ میری اولاد کے بھی قاتل ہو۔ اچھا ہوا مر گیا تھا۔ تم باپ بننے کی قابل ہی نہیں تھے۔ بتاو مجھے کیسے بول سکتے ہو کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ تم قاتل ہو میرے ماں باپ کے میرے بچے کہ۔ وہ اتنا چیخی تھی اس کا گلہ بیٹھ گیا تھا۔ مگر جو زخم تازہ ہوا تھا اس سے اس کا دل پھٹ رہا تھا۔

معاویہ تو وہی شاکڈ کھڑا تھا اس کی اولاد۔ باقی سب بھی شاکڈ کی حالت میں کھڑے تھے آج ان پر کیا کیا انکشاف ہوا تھا۔

مناہل چلو میں خود تمہیں کینیڈا بھیجوں گا۔ فرحان مناہل کو اپنے ساتھ چلنے کا کہہ رہا تھا۔

نہیں فرحان نہیں۔ تمیں پتہ ہے تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گئ۔ تمہاری آنکھوں کی نمی کبھی میرے سے چھپی نہیں رہی۔ تم زندگی میں آگے بڑھ جانا۔ میں ان یہ بات بڑے دعوے سے کہتی ہوں کہ مناہل اگر کسی کے لیے اہم تھی تو وہ فرحان راجپوت تھا۔

اس کی بات پر معاویہ نے آنکھیں بند کر کہ کھولی تھی۔

لیکن مجھے تو وفا نبھانی تھی نہ۔ میں اس خود غرض انسان سے محبت کر بیٹھی۔ جو آج تک مجھ میں ناسور بن کر مجھے اندر سے کھولا کر گئ ہے۔ لیکن میں۔ اس کے لیے اہم نہیں تھی۔ مناہل تو کہی نہیں تھی۔ مناہل تو اس کہانی میں بس ایک مہرہ تھی۔ اب سب کو اپنی منزل مل گئ ہے۔ لیکن تمہارا اور میرا ادھورا نصیب ہی

لکھا تھا۔ میں اس شخص کو دل سے نکل نہیں سکتی اور تم مجھے بھولا نہیں سکتے۔ اج مناہل کا قصہ ہی ختم ہو جانا چاہیے۔

اگلے ہی لمحے اس نے معاویہ کے ہاتھ سے پسٹل کھینچی تھی۔ اور اپنے پیٹ پر رکھ دی تھی۔

مناہل۔ سب ایک ساتھ چیخے تھے۔

ہاہاہاہا۔ یہ جھوٹی ہمدردی دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکل بھی نہیں مناہل نہیں تم ایسا نہیں کر سکتی۔

معاویہ فورا اس کی طرف بڑھا تھا۔

نہیں وہی رک جاؤ میں گولی چلادوں گئی۔

مناہل دیکھو پلیز میرے لیے خود پر یہ ظلم نہ کرو۔ میں تمہیں خود سب سے دور بیھج دوں گا۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا باپ اس عمر میں اپنے بیٹے کا جنازہ کیسے اٹھائے گا۔

اس کی بات پر اس کے گھر والوں کے ساتھ شائنی کے ہاتھ بھی دل پر گئے تھے۔

بس کر دو اللہ کا واسطہ ہے۔ تم دونوں کو زندگی تماشہ نہیں ہے۔ پسٹل پھنکو مناہل۔

نہیں زندگی تماشہ بنادی گئی ہے۔

اس شخص نے تماشہ بنایا ہے زندگی کو۔

رائم پسٹل لینے کے لیے آگے بڑھا تھا جب مناہل نے پسٹل چلادی تھی۔

مناہل اس کے پیٹ سے خون نکلتا اس کے کپڑے رنگ گیا تھا۔ اچانک وہ زمین پر گری تھی۔

مناہل ایسے نہیں ہو سکتا۔ سب مناہل کی طرف بھاگے تھے جب فرحان تو اپنی جگہ کھڑا رہ گیا تھا۔

مناہل آنکھیں کھولو پلیز۔

معاویہ نے اپنی شرٹ اٹھار کر اس کے پیٹ پر باندھی تھی۔

فرحان۔ اگلے ہی لمحے شائنی کی چیخ وہاں گونجی تھی اور اب کی نظر فرحان راجپوت پر پڑی تھی جو دل پر ہاتھ رکھتے نیچے گرا تھا۔

مناہل نے آخری منظر وہی دیکھا تھا۔

پھر ان دونوں کو لے کر سب ہسپتال بھاگے تھے۔
اس نے کہ تھا کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو زندہ وہ بھی نہیں رہے گا۔

شائنی پلیز روحالو گوں کو کچھ بھی نہ بتانا۔
مناہل تم پاگل ہو میں کیوں انہیں یہ سب بتانے لگے۔میں کبھی بھی نہیں چاہوں گئ کہ ہماری وجہ سے ان کے گھر خراب ہو۔اسی لیے تو خاموشی سے ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔مجھے بس دکھ ہے تو فرحان کا۔
شائنی ٹھنڈی آہ بھر کر بولی۔
یار محبت ایسی ہی ہوتی ہے ہمیشہ اسی سے ہوتی ہے جو آپکے نصیبوں میں نہیں ہوتا۔کاش میں فرحان کے لیے کچھ کر سکتی۔لیکن میں تو خود اس مرض میں مبتلا ہوں۔
مناہل افسردگی سے بولی تھی۔

سب سے پہلے روحا اپنے گھر داخل ہوئی تھی۔ سب سے مل کر وہ لوگ وہی بیٹھے تھے جب کہ روحا کہ والد بار باران کو دیکھ کر منہ بنا رہے تھے۔

ہائے ذیشان صاحب دیکھے تو یہ دہشتگردوں کا سارا ٹولہ ہی آگیا ہے۔

روحا کی چاچی کی تو سانس ہی اٹک گئی تھی اگر اُنہوں نے ہر بار کی طرح پھر سے پستول نکل کی تو۔

روحا خیریت سے آئی ہو یہاں۔ ذیشان صاحب روعب سے بولے تھے۔

لیکن رائم نے اسی لمحے انہیں دیکھ کر ایک آئی برو اٹھائی تھی۔

۔ جیسے کہنا چاہ رہا ہوں سسر جی ہوش کرے میں ادھر ہی ہوں۔

جی ابو ویسے فرحان کدھر ہے۔ روحا تو اپنی زندگی میں اتنی مگن ہو گئی تھی کہ اسے یاد ہی نہیں رہا تھا کہ اس کا بھائی اس وقت کس تکلیف سے دوچار تھا۔

وہ اٹھ کر فرحان کے روم کی طرف بڑھی تھی۔

کمرے میں داخل ہوئی تو کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔

اس نے لائٹ آن کی تو وہ ایک جانب جائے نماز پر بیٹھا ہوا بس اسے گھور رہا شائد وہ اللہ کے حضور اپنا آپ ہلکا کر رہا تھا۔

ہلکی بڑھی ہوئی شیو۔اور سرخ آنکھوں کے نیچے ہلکے وہ اسے اور دلکش بنا رہے تھے۔روحا جانتی تھی جس تکلیف سے وہ گزر رہا ہے۔پر اسے تو دوہری تکلیف تھی ایک محبوب کا کسی اور کا ہونا اور دوسرا اسے خود ہی خود سے جدا کرنا۔پہلے کم از کم دیدار تو کر سکتا تھا مگر اب وہ خود ہی تو اسے دور بھیج رہا تھا۔

روحا اس کی حالت دیکھ کر شرمندگی سے نظریں جھکا گئی تھی۔

میں نے ثابت کر دیا کہ میں اس کی سوتیلی بہن ہوں۔اس کے غم میں ایک اور غم کا اضافہ کر دیا ہے میں نے۔

روحا اجاو۔ کیسی ہو تم۔وہ بڑے بھائیوں کی طرح اٹھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر بولا تھا۔

ٹھیک ہوں تم کیسے ہو۔تم بھول کیوں نہیں جاتے فرحان اسے۔وہ معاویہ کے نکاح میں ہے اور معاویہ اسے کیسی اور کا ہونے نہیں دے گا۔تم تو خسارے میں رہ گئے نہ پھر۔

محبت کب آپ کو خسارے میں رہنے دیتی ہے۔اگر معاویہ کو وہ مل گئی ہے تو مجھے میرا رب مل گیا ہے کیا ہوا جو وہ مجھے نہیں ملی اب ہر کسی کو عشق راس تھوڑی نہ آتا ہے۔

بہت گہری باتیں کرنے لگے ہو سمجھ سے بلا تر۔

کچھ باتیں ایسی ہوتی ہے جو آپ تب تک نہیں سیکھ سکتے جب تک آپ ان سے گزرے نہ ہو۔ چھوروسب نیچے چلتے ہیں۔

فرحان مناہل جا رہی ہے آؤٹ آف کنٹری۔۔

روحا اس کے چہرے پر لگائیں ٹکا کر بولی تھی۔

معلوم ہے مجھے۔وہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہوا نیچے آیا تھا۔اور سب سے ملا تھا۔اس کی نگاہیں بار بار معاویہ کی طرف اٹھ رہی تھی۔کتنا خوش نصیب ہے نہ یہ شخص جسے بن مانگے ہی مل گئی ہے۔

لو جی آ گئی ہے میڈم۔ نین دونوں کو ایک ساتھ داخل ہوتے دیکھ بولی تھی۔

ہاں جی ہم نے سوچا ہم ہی مل آئے تم لوگوں میں تو شرم ہی نہیں ہے۔ تمہیں اپنے میاں کے سوا کچھ دیکھے تو نہ۔

وہ بھاگ کر ایک دوسرے کے گلے لگی تھی۔

یار ویسے ساری بات چھوڑو یہ علی کی بیوی بہت میسنی ہے۔

مناہل نے اس کے پیٹ میں کہنی مارتے ہوئے کہا تھا۔

کیوں جی اب میں نے کیا کیا ہے۔

نین نے بھی بھویں آچکا کر کہا۔

علی کی بیوی تم کچھ بھی نہیں کرتی سب خود ہی ہو جاتا ہے۔ تم تو بہت معصوم ہو نہ۔ اپنے سسرالیوں کی طرح۔ وہ دونوں ایک ساتھ بولی تھی یہ جانے بنا وہاں کے سسرالیے وہی بیٹھے ہیں۔

اگر ہماری کوئی برائی کرنی ہے تو بتا دو وہ بھی ہم اپنی تعریف سن لے۔

رائم کی آواز پر مناہل نے لب بھینچے تھے۔ نفرت ہو گئی تھی اسے ان تینوں بھائیوں سے۔ اسے ابھی یہ معلوم نہیں تھا معاویہ بھی ان کے ساتھ ہے۔

شائنی نے بھی کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

اس نے اپنے چہرے پر پڑتی دستگیر کی نظروں کو بھی اگنور کر دیا تھا۔

مجھ میں اتنی عزت نفس باقی ہے کہ میں تم پر اب کبھی نظر ہی نہ دہراوں۔

روحا نے ان دونوں کے چہروں پر ناگواری دیکھ لی تھی۔ معاویہ ضبط سے مٹھیاں بھینچ رہا تھا۔ ریان نے اسے بہت مشکل سے روکا ہوا تھا۔

تم لوگوں نے کیا شوشہ چھوڑا ہے ابھی تو سمسٹر بھی کمپلیٹ نہیں ہوا اور تم لوگ آؤٹ آف کنٹری کیوں جا رہی ہو۔۔ وہ بھی ہمیں بتائے بغیر۔

ہم ہاں۔ روحا کیوں کہ جو جگہ اور لوگ آپ کے لیے اذیت بن جائے انہیں چھوڑ دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔

مناہل نے کتنے ضبط سے کہا تھا یہ وہ دونوں ہی جانتی تھی۔ اسی لیے شائنی نے اپنی بات ہی بدل دی تھی۔

چلو یار بیٹھنے کا نہیں بولو گئی۔ شائمہ اسے گھسٹ کر کہا۔

لیکن جب انہوں نے اس طرف رخ کیا تو سب کو بیٹھے دیکھ ان کے چہروں سے وہ مصنوعی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی تھی۔

شائنی نے دستگیر کو دیکھ کر ان دیکھا کیا تھا۔

مگر دستگیر کی نظریں مسلسل اس کے چہرے پر تھی۔

مناہل تو گویا معاویہ کو ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھے دیکھ آگ ہی لگ گئی تھی۔

نین اور روحامانا کہ تم لوگوں کی شادی ہو گئی ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم جب بھی چاہوں گئی اپنے سسرال کو ہمارے سامنے لا کھڑا کر دو گئی۔ ہماری باتیں کسی دوسرے تیسرے تک کیسے جانے لگی۔

مناہل غصے سے سرخ چہرے کے ساتھ چیخی تھی۔

یار وہ۔۔۔۔

روحانے اس کے بازوؤں پر ہاتھ رکھ کر اسے سمجھنا چاہا تھا جب مناہل نے بنا اس کی سننے اس کا ہاتھ دور جھٹک دیا تھا۔

وہ دوستی کی لاج ہی رکھ لیتی۔ چلو شائنی کسی نے سہی ہی کہا تھا لڑکیوں کی دوستی محض ان کی شادی تک ہی ہوتی ہے۔

وہ شائنی کا ہاتھ پکڑ کر بولی تھی۔

تب ہی رائم غصے سے اٹھا تھا مگر فرحان فورا مناہل کے آگے کھڑا ہوا تھا۔ اس کی پشت رائم کی طرف تھی اور وہ نم آنکھوں سے مناہل کو دیکھ رہا تھا جب مناہل نے نم آنکھیں اٹھائی تو ایک لمحہ ان کی نگاہوں کا تصادم ہوا تھا۔ 247

اہ کاش فرحان تم ہی میرے نصیبوں میں لکھ دیے جاتے اب اور غم سہنے کی ہمت نہیں ہے۔

وہ دل میں نہ چاہنے کے باوجود اسے مانگ گئی تھی۔

فرحان نے سب کو اپنی جانب دیکھتے دیکھ مناہل سے کیا۔

مناہل روحا آپی ایسی نہیں ہے۔

وہ اب بھی اس کی عزت پر آنچ نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔

مناہل نے اس کی طرف نم آنکھوں سے دیکھا۔

بس ایک لفظ بھی میں اور نہیں برداشت کروں گا معاویہ نے غصے سے اسے اپنی طرف کھینچا تھا۔

بیوی ہو میری مجھے بتائے بغیر تم اس گھر سے ایک قدم بھی باہر نہیں رکھ سکتی۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تھا مناہل کی آنکھوں میں اپنے لیے نفرت دیکھ کر وہ غصے سے چیخا تھا۔

فرحان تو بس مناہل کے ہاتھ پر معاویہ کا ہاتھ دیکھ رہا تھا۔

کون سی بیوی معاویہ درانی۔۔اب بتاؤ کون سی بیوی دھوکے باز انسان۔ تمہارا نام ہی میرے لیے باعث شرمندگی ہے۔ نہیں مانتی میں تمہیں آپنا کچھ بھی کاش اس دن میرے ماں باپ کی جگہ تم مر جاتے معاویہ۔ لیکن یہ کاش ہی رہ گیا ہے تم سب کو مار کر بھی سکون سے نہیں بیٹھے۔

وہ اسے سے آپنا بازوں چھوڑا کر دوپٹے سے اس طرح صاف کر رہی تھی جیسے اس پر کوئی اچھوت لگ گیا ہو۔

معاویہ کا چہرہ غصے سے سرخ ہوا تھا وہ اس کی طرف قدم بڑھتا اس سے پہلے رائم اس کے راستے میں آیا تھا۔

معاویہ گھر جاؤں اس وقت تم غصے میں ہو۔

اس نے معاویہ کو پکڑ کر مناہل سے دور کیا تھا جو بے خوف اس کی آنکھوں میں آنکھیں ں گاڑھے کھڑی تھی اب اسے ڈر تھا کہ نہیں کی چیز کا۔اس کے پاس تو کھونے کے لیے کوئی ہے ہی نہیں اور زندگی سے تو پہلے ہی وہ اکتا گئی تھی۔

رائم یہ میرا اور میری بیوی کا معاملہ ہے۔ تم دور رہو اس سب سے۔

معاویہ رائم کو ہٹا کر بولا تھا۔

جب ہی ریان نے معاویہ کو پکڑا تھا اور رائم مناہل کے آگے کھڑا ہوا تھا۔ سب خقا بقا سب دیکھ رہے تھے۔

مناہل چلو بچے گھر جا کر بات کرنا عورت کا اپنا گھر وہی ہوتا جو اس کے شوہر کا ہوتا ہے۔ میں ہوں نہ تمہارا بھائی۔

رائم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

بھائی۔ اس کا مطلب بھی پتہ ہے آپ کو۔ بھائی محافظ ہوتے ہیں۔ وہ ہر مشکل میں ساتھ ہوتے ہیں۔

وہ تلخی سے مسکراتی ایک قدم پیچھے ہوئی تھی۔

پہلے آپ کو یاد نہیں آیا کہ میں آپ کی بہن ہوں۔ جب آپ کو پتہ چلا میں آپ کے بھائی کے نکاح میں ہوں پھر آپ کو یاد آیا کہ میں آپ کی بہن ہوں۔ کتنا پیارا رشتہ ہے نہ ویسے ہم بہن بھائی کا۔ جب آپ کو ضرورت پڑی تو آپ نے اپنی بیوی کے لیے مجھے کڈنیب کر لیا۔ اگر بھائی بہن کا رشتہ ایسا ہوتا ہے تو میں لعنت بھیجتی ہوں اس پر۔

اگر میرا بھائی ہوتا نہ تو اس وقت آپ لوگ یوں نہ کھڑے ہوتے۔آپ بھائی ہے اور بہت اچھے بھائی ہے لیکن میرے نہیں اس شخص کے۔میرا اور آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس کی بات پر رائم کا سر جھک گیا تھا حقیقت تو یہی تھی۔

مائدہ تم آپنی حد میں رہ کر بات کرو۔

آج کتنے سالوں بعد کسی نے اسے مائدہ کہا تھا۔اس نام کے سننے کی دیر تھی کہ مناہل کا انگ انگ اس کی نفرت سے بھر گیا تھا۔

اگلے ہی لمحے وہ رائم کو دھکا دیتی معاویہ کا گریبان اپنے ہاتھ میں پکڑ گئی تھی۔

مر گئی مائدہ۔تم اس کے قاتل ہو۔میرے ماں باپ کو مار کر سکوں نہیں ملا تمہیں ۔جو آپ تم میرے پیچھے پر گئے ہو۔تم جیسے انسان سے شادی کرنے سے اچھا ہے کہ میں بیک مانگ لوں۔۔

کیا پتہ کہ کب تمہارے بھائیوں کو ضرورت پڑے تو وہ مجھے کہی بیچ آئے۔

بکواس بند کرو اپنی۔

مناہل کے اپنے لیے ایسے الفاظ سن کر وہ غصے سے آگ بگولہ ہوئا تھا۔ وہ کیسے اپنے بارے میں ایسے بول سکتی تھی وہ جب ڈی ایم تھا اس نے تب اس کے بارے میں کیسی کو ایسے الفاظ نہیں بولنے دیے تھے تو آج وہ کیسے خود کے بارے میں ایسے بول رہی۔ بے ساختہ اس کا ہاتھ اٹھا تھا۔ لیکن کسی نے روک لیا تھا۔

فرحان جو کب سے یہ سب دیکھ رہا تھا۔ مانا کہ معاویہ اس کا شوہر تھا لیکن وہ کیسے اسے مناہل پر ہاتھ اٹھانے دے سکتا تھا۔

مانا کہ تم شوہر ہو اس کے لیکن میں مزید یہ سب برداشت نہیں کر سکوں گا۔

وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر بولا تھا۔

مناہل نے نم آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا تھا۔

تم ہوتے کون ہو ہاں۔ کون ہو۔ تم جو میرے اور میری بیوی کے درمیان آرہے ہو۔

چٹاخ اب تھپڑ کی باری مناہل کی تھی جس نے اتنے زور کا تھپڑ مارا تھا کہ سارے شاکڈ رہ گئے تھے۔۔

معاویہ نے آنکھیں بند کر کہ کھولی تھی۔

تم نے اس شخص کے لیے مجھ پر ہاتھ اٹھایا ہے۔

معاویہ نے گن نکال کر اس کے ماتھے پر رکھی تھی۔

تب ہی مناہل کا ہاتھ دوبارہ اٹھا تھا اور اس بار اس کا ہاتھ رکا نہیں تھا۔ اس نے ایک ساتھ تین تھپڑ مارے تھے معاویہ کے منہ پر۔

جب کہ سب شاکڈ دیکھ رہے تھے۔

یہ مردانگی کسی اور کو دیکھنا معاویہ درانی۔ میں کوئی تمہاری زر خرید غلام نہیں ہوں اور نہ ہی مائدہ ہوں۔ جو تمہارے پاؤں میں پڑ جاؤں گی۔

وہ فرحان کے سامنے کھڑی ہوئی تھی۔

تم اپنے بارے میں ایسے الفاظ استعمال نہیں کر سکتی سمجھ آئی تمہیں مانا کہ مجرم ہوں میں تمہارا۔ لیکن میرا جرم اتنا بڑا نہیں ہے جتنا سزا دے رہی ہو۔

ہاہاہاہا مزاق ہے۔ ویسے اچھا ہے۔ ایسے الفاظ واقعی مائدہ کے لیے تو یہ الفاظ عام ہیں۔ وہ پتہ ہے کن الفاظ سے مشہور ہے۔ لڑکوں کے پیچھے بھاگنے والی۔ پتہ نہیں کس کے ساتھ منہ کالا کر کہ ائی۔ ایسی لڑکی کو تو مر جانا چاہیے تھا۔ اگر ہماری ایسی

بیٹی ہوتی تو ہم اسے زندہ در گور کر دیتے۔ بد کراد تو تھی ہی اپنے ماں باپ کو بھی کھا گئی۔

بس۔چپ کر جاؤ میں کچھ غلط کر دوں گا۔

معاویہ نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر اس کے ہونٹوں پر انگلی رکھی تھی۔

نہیں نہیں آج نہیں۔ تم تو واقعی مجرم نہیں ہو۔ میں پاگل تھی۔ جو تمہارے پیچھے چلی ائی۔ وہ معاویہ کے گرد چکر لگاتی بولی۔ انسو اس کی آنکھوں سے رواں دواں تھے۔ اذیت اس کے چہرے پر نمایاں تھی۔ مناہل اور مائدہ تو کہی تھی ہی نہیں تم سب کے سب ایک لالچ کے سبب جوڑے تھے۔

مناہل۔

نہیں ایک لفظ بھی نہیں ریان درانی۔ اج مناہل بولے گئی تم سب سنو گئے۔ بڑے پاکیزہ ہو نہ تم۔ شرم تو نہیں آئی تمہیں یہاں کھڑے ہوتے ہوئے ۔تم مر جاتے تو کم از کم یہ سکون ہوتا کہ مر گیا ہے۔ لیکن مرے بھی نہیں 347 مناہل تم خود غرض مت بنو۔ تمیں نہیں عزیز لیکن ہمیں ہمارا بھائی بہت عزیز ہے۔ میرے بھائی کے بارے میں بات کرتے ہوئے سو بار سوچنا۔

واہ ابھی تو رائم درانی دعوہ کر رہا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے۔ تم بھی ایک نمبر کے جھوٹے ہو۔ ایک جیسے ہی ہو نہ۔ شاہد خون ہی میں جھوٹ ملا ہے۔

مناہل نے چیختے ہوئے کہا تھا۔ معاویہ نے اس کھینچ کر اپنے سامنے کیا تھا۔

اب تم آیک لفظ بھی نہیں بولو گئی۔ میں نے کہا تھا نہ معافی مانگو گا لیکن اب نہیں اب میں تمہیں اپنے طریقے سے سیدھا کروں گا۔

وہ اسے دونوں بازوں سے پکڑ کر چھوڑتا ہوا بولا تھا۔

اس کی بات پر مناہل نے قہقہہ لگاتے ہوئے اسے دیکھا تھا پھر اگلے ہی لمحے غصے سے اس کا گریبان پکڑا تھا۔

کیا کروں گئے ہاں بتاؤ ہاں قتل کرو تمہارے پسندیدہ کام ہے نہ چلو چلاؤ گولی میں بھی دیکھتی ہوں کتنا دم ہے تم میں۔ چلاو نہ گولی۔ تین قتل تو تم پہلے ہی کر چکے ہیں۔

بکواس بند کروں تم کب مارا میں نے تمہارے ماں پاب کو۔ وہ خود مرے ہیں سمجھ آئی تمہیں۔

مناہل تو اس کی بات پر غصے سے پاگل ہوئی تھی۔ کیسے سب ختم کر کہ وہ بول رہا تھا کہ اس نے کسی کو نہیں مرا کیسے وہ بری الزمہ ہو رہا تھا۔

تم اپنی بکواس بند کرو۔ سمجھ آئی تم قاتل ہو نہ صرف میرے ماں باپ کے بلکہ میری اولاد کے بھی قاتل ہو۔ اچھا ہوا مر گیا تھا۔ تم باپ بننے کی قابل ہی نہیں تھے۔ بتاو مجھے کیسے بول سکتے ہو کہ تم نے کچھ بھی نہیں کیا۔ تم قاتل ہو میرے ماں باپ کے میرے بچے کہ۔ وہ اتنا چیخی تھی اس کا گلہ بیٹھ گیا تھا۔ مگر جو زخم تازہ ہوا تھا اس سے اس کا دل پھٹ رہا تھا۔

معاویہ تو وہی شاکڈ کھڑا تھا اس کی اولاد۔ باقی سب بھی شاکڈ کی حالت میں کھڑے تھے آج ان پر کیا کیا انکشاف ہوا تھا۔

مناہل چلو میں خود تمہیں کینیڈا بھیجوں گا۔ فرحان مناہل کو اپنے ساتھ چلنے کا کہہ رہا تھا۔

نہیں فرحان نہیں۔ تمیں پتہ ہے تم بہت اچھے ہو۔ میں تمہیں ہمیشہ یاد رکھوں گئ۔ تمہاری آنکھوں کی نمی کبھی میرے سے چھپی نہیں رہی۔ تم زندگی میں

آگے بڑھ جانا۔ میں ان یہ بات بڑے دعوے سے کہتی ہوں کہ مناہل اگر کسی کے لیے اہم تھی تو وہ فرحان راجپوت تھا۔

اس کی بات پر معاویہ نے آنکھیں بند کر کہ کھولی تھی۔

لیکن مجھے تو وفا نبھانی تھی نہ۔ میں اس خود غرض انسان سے محبت کر بیٹھی۔ جو آج تک مجھ میں ناسور بن کر مجھے اندر سے کھولا کر گئی ہے۔ لیکن میں۔ اس کے لیے اہم نہیں تھی۔ مناہل تو کہی نہیں تھی۔ مناہل تو اس کہانی میں بس ایک مہرہ تھی۔ اب سب کو اپنی منزل مل گئی ہے۔ لیکن تمہارا اور میرا ادھورا نصیب ہی لکھا تھا۔ میں اس شخص کو دل سے نکل نہیں سکتی اور تم مجھے بھولا نہیں سکتے۔ اج مناہل کا قصہ ہی ختم ہو جانا چاہیے۔

اگلے ہی لمحے اس نے معاویہ کے ہاتھ سے پسٹل کھینچی تھی۔ اور اپنے پیٹ پر رکھ دی تھی۔

مناہل۔ سب ایک ساتھ چیخے تھے۔

ہاہاہاہا۔ یہ جھوٹی ہمدردی دیکھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکل بھی نہیں مناہل نہیں تم ایسا نہیں کر سکتی۔

معاویہ فوراً اس کی طرف بڑھا تھا۔

نہیں وہی رک جاؤ میں گولی چلادوں گئ۔

مناہل دیکھو پلیز میرے لیے خود پر یہ ظلم نہ کرو۔ میں تمہیں خود سب سے دور بھیج دوں گا۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرا باپ اس عمر میں اپنے بیٹے کا جنازہ کیسے اٹھائے گا۔

اس کی بات پر اس کے گھر والوں کے ساتھ شائنی کے ہاتھ بھی دل پر گئے تھے۔

بس کر دو اللہ کا واسطہ ہے۔ تم دونوں کو زندگی تماشہ نہیں ہے۔ پسٹل پھنکو مناہل۔

نہیں زندگی تماشہ بنادی گئی ہے۔

اس شخص نے تماشہ بنایا ہے زندگی کو۔

رائم پسٹل لینے کے لیے آگے بڑھا تھا جب مناہل نے پسٹل چلادی تھی۔

مناہل اس کے پیٹ سے خون نکلتا اس کے کپڑے رنگ گیا تھا۔ اچانک وہ زمین پر گری تھی۔

مناہل ایسے نہیں ہو سکتا۔ سب مناہل کی طرف بھاگے تھے جب فرحان تو اپنی جگہ کھڑا رہ گیا تھا۔

مناہل آنکھیں کھولو پلیز۔

معاویہ نے اپنی شرٹ اٹھار کر اس کے پیٹ پر باندھی تھی۔

فرحان۔ اگلے ہی لمحے شائنی کی چیخ وہاں گونجی تھی اور اب کی نظر فرحان راجپوت پر پڑی تھی جو دل پر ہاتھ رکھتے نیچے گرا تھا۔

مناہل نے آخری منظر وہی دیکھا تھا۔

پھر ان دونوں کو لے کر سب ہسپتال بھاگے تھے۔

اس نے کہ تھا کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو زندہ وہ بھی نہیں رہے گا۔

ذیشان صاحب بھی فرحان کی طرف بھاگے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہاں ہر طرف افراتفری مچ گئی تھی۔

ریان بھاگ کر فرحان کے پاس بیٹھا تھا اس کی دھڑکنیں نہیں چل رہی تھی۔

انکل سائیڈ میں ہو جائے پلیز۔

ریان نے ذیشان صاحب کو پیچھے کیا۔اور خود دونوں ہاتھوں سے فرحان کے دل کو پمپ کرنے لگا ٹھا۔

ایک بار دوسری بار آخر کو تیسری بار اچانک فرحان کے جسم جھٹکا کھا کر اچل کر واپس سیدھا ہوا تھا۔ریان نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھا تو اس کی سانسیں چلانا شروع ہو گئی تھی۔

وہ لوگ اسے اٹھائے بھاگے تھے۔اور معاویہ مناہل کو لے کر۔

مناہل اور فرحان دونوں کو ایمر جنسی میں۔ بھیجا گیا تھا۔وہ سب باہر بیٹھے انتظار کر رہے تھے معاویہ میں بلکل بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ دوبارہ سے اپنی مائدہ کو کھو دے۔

اپنی اولاد کے بھی قاتل ہے اپ۔ معاویہ درانی۔

میری اولاد۔اس کو لگا تھا اس کی سانس رک جائے گئی وہ بھاگ کر ہسپتال سے باہر آیا تھا اور پاگلوں کی طرح سڑک کے درمیان آکر بیٹھ گیا تھا۔

رائم بھی اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

معاویہ۔

وہ اپنے بھائی کو یوں بے بسی سے روتے ہوے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

رائم یار دیکھو میں کتنا بد نصیب ہوں نہ میں آپنی اولاد کا قاتل ہوں۔اس معصوم کا کیا قصور تھا جو ابھی دنیا میں آیا ہی نہیں تھا۔میری مائدہ کا کیا قصور ہے۔۔میں اسے کیسے لاؤں گا واپس۔میں نہیں جانتا کچھ بھی۔

وہ رائم کے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔

معاویہ دیکھ ادھر تیرا کوئی قصور نہیں ہے۔تو مجھے بتا تو گیا کیوں نہیں تھا۔

میں مناہل کو سب بتاؤ۔گا وہ مان جائے گئی نہ۔

ہاں مان جائے گئی تم رونا بند کرو۔اور اسے اس وقت تمہاری ضروت ہے اگر تم ہی ہمت ہار گئے تو۔جاو پہلے گھر جا کر اپنا خلیہ ٹھیک کر کہ آؤ پھر میں خود ڈاکٹر سے بول کر تجھے اندر بیھجو گا۔

✰✰✰✰✰✰✰ IB Rajpoot ✰✰✰✰✰✰✰

روحا کا رو رو کر برا حال تھا ایک طرف اس کی دوست پڑھی تھی اور دوسری طرف اس کا جان سے عزیز بھائی۔

رائم نے اس کی طرف دیکھا جو گم سم سی بیٹھی روئے جا رہی تھی وہ اس وقت آپے آپ میں نہیں لگ رہی تھی۔

رائم نے اسے گلے لگایا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔

نین تو بس ریان کے گلے لگی بیٹھی تھی اسے تو یقین ہی نہیں ہو رہا تھا یہ سب سچ میں ہو گیا ہے۔

شائنی کی حالت ایک ویران پرندے کی سی تھی۔ جو دونوں کے اصل سے آگاہ تھی۔ اس کا دماغ مسلسل ہر چیز کی نفی کر رہا تھا۔

دستگیر اپنی دھیان میں چلا آ رہا تھا جب اس کے نظر شائنی پر پڑھی تھی۔

وہ حسن کی مورت لگ رہی تھی۔ بے ساختہ کچھ دیر دستگیر وہاں کھڑا اسے دیکھتا رہا۔

خود ہی تو ٹھکرایا تھا نہ اس نے شائنی کو۔

اس کے دل میں آج شائنی کے لیے الگ سے جذبات پیدا ہوئے تھے جنہیں وہ خود سمجھنے سے قاصر تھا۔

شائنی کے آنسوں دستگیر کے سینے پر گر رہے تھے۔

شائنی کے لیے اب وہ کچھ بھی نہیں تھا اس نے اپنی محبت اپنے دل میں بند کر رکھی تھی۔

وہ تو اسے جانتی تک نا تھی۔

تب ہی ڈاکٹر مناہل کے روم سے باہر آئے تو معاویہ نے بھاگ کر پوچھا تھا۔۔

ڈاکٹر میری بیوی کیسی ہے اب؟

دیکھے گولی ان کے پیٹ میں لگی ہے جس کی وجہ سے ان کے جسم کے اندر سے کافی جگہ ڈیمیج ہو گی ہے۔ ہم نے گولی تو نکال دی ہے مگر جب تک ان کو ہوش نہیں آتا تب تک ہم کچھ بھی نہیں کہہ سکتے۔

میں اپنی بیوی سے مل سکتا ہوں؟

جی لیکن صرف آپ اور آپ نے بھی احتیاط کرنی ہے بلکل بھی اسے تنگ نہیں کرے گا۔

دوسری طرف فرحان کے کمرے سے ڈاکٹر نکلا تو سب بھاگے تھے اس کی طرف۔

ڈاکٹر میرا بیٹا۔

انہیں ہارٹ اٹیک آیا ہے۔ان کی موت بھی ہو سکتی تھی۔یہ آپ لوگوں نے عقل مندی کا مظاہرہ کیا ہے ان کے ہارٹ کو پمپ کر دیا ہے۔

اب ہوش میں آئے تو باقی چیک اپ کرتے ہیں۔

✨✨✨✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨✨✨

منا ہل کو ہوش آیا تو معاویہ بھاگ کر اس کے پاس گیا تھا منا ہل۔

ٹھیک ہو تم۔

منا ہل نے درد پر قابو پاتے اس کی طرف دیکھا تھا۔

منا ہل تمہیں کیسے لگا کے میں تم سے بے وفائی کر سکتا ہوں۔میں تو وہ بد نصیب ہوں جس پر اس کی ہی اولاد کے قتل کا الزام لگایا گیا ہے۔تم نے ایک بار بھی نہیں سوچا کہ جس بندے نے تمہارے لیے اپنا آپ بدل لیا وہ کیسے کر سکتا ہے تمہارے ساتھ یار ایک بار یقین تو کرتی تم۔

وہ اس کے ماتھے پر سر ٹکائے اسی کے پاس بیڈ پر بیٹھا تھا جب کہ اس کے آنسو منا ہل کا چہرہ بھیگا رہے تھے۔

معاویہ۔ کیوں نہیں آئے تھے۔ مناہل نے اکھڑتی سانسوں کے ساتھ اس کے گال پر ہاتھ رکھ کر پوچھا تھا۔ جبکہ مناہل کی آنکھوں سے بھی آنسو رواں دواں تھے۔

ماضی۔

اس روز معاویہ مناہل کے گھر جانے والا تھا جب اس کے دوستوں کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس کے وہ دوست جو ہمیشہ اس کے ساتھ کھڑے رہے تھے۔ معاویہ نے ان کی فیملیز کی حفاظت کی زمہ داری خود لی تھی جس وجہ سے وہ انہیں لے کر ملتان چھوڑ آیا تھا۔ دو دن بعد جب وہ واپس آیا تو اچانک اس پر حملہ ہوا تھا۔ کافی زیادہ زخمی ہونے کے باوجود اس نے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی تھی لیکن اس کے دشمن نے اسے کڈنیپ کر لیا تھا اور ہر روز اسے پیرالائز کرنے والے انجیکشن لگائے جاتے تھے۔

تمہیں پتہ ہے مناہل وہ تکلیف اتنی محسوس نہیں ہوتی جتنی یہ سوچ کر ہوتی تھی کہ میرے نہ آنے پر تم میرے سے بدگمان ہو گئی ہو گی مجھے نہیں پتہ تھا تمہارے اوپر کیا قیامت گزاری تھی۔ لیکن خدا گواہ ہے میں ہر لمحہ تمہارے لیے تڑپا تھا۔

ایک دن وہ مجھے انجکشن لگانا بھول گئے تھے تو میں موقع کا فایدہ اٹھاتا وہاں سے بھاگ نکلا تھا۔ وہاں سے ملتان چلا گیا تھا۔ وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا تھا ان کے انجکشن کی وجہ سے اب میں چھ مہینے تک چل نہیں سکتا

۔تم سوچو میرے لیے وہ لمحہ کتنا تکلیف دہ تھا۔

میرے جسم پر مار کے اتنے نشان تھے کہ بینڈج کرتے ڈاکٹر کے ہاتھ کانپ جاتے تھے۔

لیکن تب بھی مجھے میری فکر نہیں تھی میرے ذہن میں مائدہ تھی بس مائدہ۔

میں ٹھیک ہونے کے بعد تمہارے گھر گیا تھا لیکن تمہارے والدین کی موت کی خبر

اور تمہارا گھر چھوڑنے کا سن کر واپس لوٹ آیا تھا مجھ میں ہمت نہیں تھی کہ میں اندر جاؤں۔ پھر میں اصل وحشی بنا تھا۔ جب مجھے تمہاری شدت سے یاد آتی تھی تو میں کہی ظلموں کو مار کر اپنی وحشت کو سکون پہنچاتا تھا تمہاری جدائی کے بعد میں نے خون سے کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ پھر میں نے اپنے دشمن سلطان کی گینگ

جوائن کی تھی۔ لیکن ساتھ ہی تمہارے پر نظر رکھوائی جب مجھے پتہ چلا کہ تم نے آپنانام مناہل رکھ لیاہے تومیرادل خون کے آنسو رویا تھاجانتی ہو کیوں۔ کیوں کہ اس کی وجہ میں تھا۔ لیکن مجھے یہ نہیں معلوم تھامیں نے اپنی اولاد کو محسوس کیے بغیر کھودیا۔

آج وہ دونوں اس کمرے میں بیٹھے اپنے ہر غم پر رو رہے تھے۔

مناہل نے اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھام کر کانپتے ہاتھوں سے اس کے آنسو صاف کیے تھے اور نفی میں ہاتھ ہلایا تھا۔

اس چہرے میں میری جان بستی ہے۔ان آنکھوں میں مجھے میرا عکس نظر آتاہے خداسلامت رکھے میرے محبوب کو مجھے اس میں میرا عکس نظر آتاہے۔

وہ اکھڑتی سانسوں سے بولی تھی۔ اسکے منہ پر اکسیجن ماسک لگاہوا تھا۔

جس کی وجہ سے اسے بات کرنے میں کافی تکلیف ہو رہی تھی۔

معاویہ میں تمہارے ساتھ جیناچاہتی ہوں۔ میں نے صبر کرنے کے بجائے وہ راستہ اپنایاجو میرے رب نے حرام کیاہے۔ م۔یں نے اللہ کی نعمت ک۔ و ٹکڑا دیاہے۔ مجھے اپنے معاویہ ک۔ے ساتھ جیناہے۔

وہ معاویہ کو ہگ کر کہ بولی تھی۔۔

تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔مجھے بہت منتوں سے ملی تھی۔میں تمہیں نہیں کھو سکتا

۔میں کیا کروں گا۔میرا تمہارے بغیر گزارہ نہیں ہے۔

مناہل نے چہرے سے اکسیجن ماسک ہٹایا تھا۔اسی وقت سب اندر داخل ہوئے

تھے۔دوستوں کو دیکھ کر مناہل نے سب کی طرف ہاتھ جوڑے تھے جب کہ

نین،روحا،شائنی۔اسے دیکھ روتی ہوئی نفی میں گردن ہلا رہی تھی۔

معاویہ مجھے معاف۔۔ک۔رد۔ینا۔مجھے تمہارے ساتھ جینا تھ۔ا۔وہ اس کی

پیشانی پر بوسا دے کر بولی تھی اور اگلے ہی پل اس کی سانسیں اکھڑی تھی اور پھر

اچانک اس کا وجود جھٹکا کھا کر ڈالے ہوا تھا۔

نہیں مناہل۔نہیں تم ایسے نہیں جا سکتی۔اگلے لمحے مانیٹر پر سیدھی لکیر دیکھ کر

معاویہ چیخا تھا۔

نہیں مناہل۔نین،روحا اور شائنی کی چیخے میں بلند ہوئی تھی۔

ڈاکٹر نے اس کے چہرے پر کپڑا دیا تھا جب معاویہ نے اس کے چہرے سے کپڑا

کھینچا تھا۔

تم لوگ پاگل ہو۔اسے کچھ بھی نہیں ہو سکتا یہ بیوی ہے میری۔مجھے نہیں چھوڑ کہ جاسکتی۔

ریان نے بھاگ کر معاویہ کو سینے سے لگایا تھا۔

بھائی انہیں بولے نہ اس کے چہرے پر سفید کپڑا نہ دے میرا دل بند ہو جائے گا۔

وہ گھٹنوں کے بل گرتا ہوا چیخا تھا۔

اچانک شائنی ہوش وہواس سے بیگانہ ہوتی گری تھی۔

دستگیر اسی پل آگے بڑھا تھا جلدی سے اسے اٹھا کر ساتھ والے کمرے میں بیڈ پر لیٹایا تھا۔

رائم نین۔اور روحا کو سنبھال رہا تھا جو کہ بہت مشکل کام تھا۔ریان معاویہ کو مشکل

سے باہر لے کر گیا تھا۔

نہیں ریان میری مناہل میں نے تو ابھی اسے پایا ہی نہیں تھا اسے کھو دیا تھا۔

باہر سامنے بینچ پر ذیشان صاحب اور ان کی بیوی بیٹھی تھی جب روحا بھاگ کر چاچی کے سینے سے لگی تھی۔

دیکھے مناہل چلی گئی۔ہماری دوست۔ہمارا گروپ ادھورا ہو گیا۔۔

وہ ان کے سینے سے لگی زورو قطار رو رہی تھی جب اچانک اس کی آنکھوں کے آگے فرحان گھوما تھا۔

چاچی فرحان۔

بابا فرحان کدھر ہے۔

اچانک بھاگتے ہوئے ڈاکٹر فرخان کے روم میں گئے تھے۔سب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

رائم یہ کیا ہو رہا ہے ڈاکٹر کیوں ایسے فرحان کے کمرے میں گئے ہیں۔

رائم اب مجھے میں میرا بھائی کھونے کی ہمت نہیں ہے۔۔وہ رائم کے سینے سے لگی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

دستگیر بے ہوش پڑھی شائنی کی طرف دیکھ رہا تھا جس کا چہرہ کتنا مرجھا گیا تھا۔

کچھ ہی دن میں وہ صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی۔اس کے انکار نے اسے کیا بنا دیا تھا۔

اسے اپنے لفظوں کی سنگینی کا اندازہ ہو گیا تھا مگر اب کیا فائدہ۔اب تو شاید اس کے دل سے اتر گیا تھا۔

اسے کیا معلوم سچی محبت کبھی ختم نہیں ہوتی انسان لاکھ کوشش کر لے لیکن وہ دل کے کسی نہ کسی کونے میں باقی رہ جاتی ہے۔

✨✨✨✨✨ IB Rajpoot ✨✨✨✨✨✨

ڈاکٹر فرخان کے کمرے سے باہر آئے تو سب بھاگے کر اس کی طرف بڑھے تھے جب کہ ریان معاویہ کو گھر لے گیا تھا۔

ڈاکٹر خدا کے لیے کوئی ایسے الفاظ نہ کہنا جن کو سننے کی ہم میں ہمت نہیں ہے۔

دیکھے اللہ کی مرضی اسی میں تھی۔

کیا مطل۔ب روحانے کسی انہونی کے احساس سے پوچھا۔

Am sorry he is no more.

بلڈ پریشر بڑھنے کی وجہ سے انہیں دوبارہ ہارٹ اٹیک آیا ہے جس کی وجہ سے ان کی اسی لمحے موت ہو گئی۔ الفاظ تھے یا کوئی پگھلا ہوا سیسہ کسی نے ان کے کان میں انڈیل دیا تھا۔

نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ ڈاکٹر آپ کو نہیں پتہ میرا ایک ہی بھائی ہے۔ اپ کیا کہہ رہے ہیں آپ کو معلوم تو ہے نہ۔

روحا دیکھو مجھے میرے کرنے کی سزا مل گئی ہے تمہاری بد عائیں لگ گئی ہے۔۔

ذیشان صاحب تو بے جان سے وہی گرے تھے۔

ان پر ایک ساتھ کتنی ہی قیامت گزاری تھی۔

روحا۔

رائم نہیں میرا بھائی نہیں چھوڑ کر جا سکتا۔ بھائیوں کے بعد بہنوں کا راج ختم ہو جاتا ہے۔

میں کس سے لاڈ کروں گئی۔ میرا اللہ گواہ ہے میرے دل سے اس کے لیے ہمیشہ دعا ہی نکلی ہے روحا اپنے بال پکڑے وہی بیٹھی چیخ رہی تھی رائم نے اسے سنبھلنے کی کوشش کی تو وہ اچانک اس کی بازوں میں گر گئی تھی۔

رائم اسے اٹھاتا فوراً گھر لے گیا تھا۔

دستگیر نے شائمہ کو گھر شیفٹ کیا اور ذیشان صاحب اور ان کی زوجہ کو سہارا دیا۔

IB Rajpoot

سامنے ہی مناہل اور فرحان کی چارپائی پڑھی تھی۔ شائمہ اور روحا کو بھی ہوش آچکا تھا۔

کچھ دوستوں کا بچھڑنا ایسا ہوتا ہے جیسے جسم سے روح کا نکالنا۔

سامنے اسے کفن میں لپٹا دیکھ کر انہیں لگا تھا کسی نے ان کا دل نکال کر کچل دیا ہے روحا فرحان کے چہرے کو دیکھے جا رہی تھی۔ وہ شخص جو ہر بار اس کا سہارا بنا تھا۔ جس نے بھائی ہونے کا حق ادا کر دیا تھا۔۔

فرحان اٹھو نہ ایسے

نہ کرو۔ مجھے سب مل جائے گئے میں بھائی کہاں سے لاوں گئی۔ تم دونوں تو بہت بری مار مار گئے ہو۔

بلا کوئی ایسے اپنی بہن کو چھوڑ جاتا ہے۔ بھائی تو بہنوں کا مان ہوتے ہیں۔ میں تمہارے بعد کسی پر مان کروں گئی۔ بتاو نہ۔ مجھے میں کس کے سینے سے لگ کر بتاؤں گئی کہ میں نے اس کی ماں کو تنگ کیا ہے۔ تمہاری طرح تو کوئی نہیں سننے گا۔

بھری دنیا میں جس طرح میرا بھائی میرے لیے کھڑا ہوا تھا ویسے کون کھڑا ہو گا۔ وہ بار بار اس کا چہرہ چوم رہی تھی۔ جب کہ عورتیں اسے اس سے دور کر رہی تھی

۔

فرحان کی ماں بس چپ کر کہ اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔ ان کی آنکھوں سے آنسوں سوکھ چکے تھے۔ جوان اولاد کی موت نے انہیں اتنا صدمہ پہنچایا تھا کہ وہ خاموش ہو گئی تھی۔

ذیشان صاحب کندھے چکائے بیٹھے تھے۔ ان کا سہارا ختم ہو گیا تھا۔ اب ان میں چلنے کی طاقت ہی نہیں رہی تھی۔ وہ اپنے ساتھ ساری بہارے لے گیا تھا۔

IB Rajpoot

مناہل تمہیں ایک بار بھی مجھ پر ترس نہیں آیا۔ تم نے میرے بارے میں نہیں سوچا یار میں نے تہجد میں مانگا تھا تمہیں۔ ابھی تو میں نے تمہیں دل بھر کر دیکھا ہی نہیں تھا تم نے مجھ سے یہ حق بھی چھین لیا۔

میں ادھورا ہوں تمہارے بغیر۔ تم مجھے زندہ لاش بنا گئی ہو۔

IB Rajpoot

کتنی بدنصیب دوستیں ہیں نہ ہم جنھیں یہ ہی نہیں پتا چلا کہ تم اپنے اندر کتنے غم لے کر بیٹھی ہو۔۔

کاش ایک بار ہم تم سے پوچھ لیتے اس ہنسی کے پیچھے وجہ کیا ہے۔

ہمارے ارد گرد بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو غموں میں گھیرے ہوتے ہیں خدارا ان کے پاس بیٹھ کر ان سے پوچھا کرے کیا پتہ آپ کی باتوں سے کہی لوگوں کی زندگی بچ جائے۔

IB Rajpoot

جنازے کا وقت ہوا تو معاویہ ہمت ہار گیا تھا آج لوگوں نے دیکھا تھا کیسے ایک مرد گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اپنی پسندیدہ عورت کو کھونے پر رو رہا تھا۔

رائم اور ریان اس کو کھینچ رہے تھے جب کہ وہ جنازے کی طرف گیا تھا۔

ریان یار ایسا نہ کر میرا دل بند ہو جائے گا۔ یار میں اتنا بھی مضبوط نہیں ہوں۔ جتنا غم دے گئی ہے۔

دستگیر نے جلدی سے انجکشن منگوایا تو رائم نے معاویہ کی بازوں پر لگایا تھا۔

مورخ لگے گا کہ وہ بلیک مافیا کی دنیا کا سب سے کم عمر مگر سب سے حطرناک ڈاؤن تھا جو اپنی محبوب بیوی کو کھونے پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا اس کا جنازہ نہیں اٹھانے دے رہا تھا۔ اس کے بھائیوں نے اسے بے ہوش کر کہ اس کی بیوی کو جنازہ پڑھایا تھا۔

کچھ منٹ رک جاؤ۔ معاویہ آخری دیدار کر لو۔

معاویہ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا آہستہ آہستہ ہی ہوش و حواس سے بیگانہ ہوا تھا۔

مناہل کا جنازہ پڑھنے کے بعد فرحان کا اٹھایا گیا تو روحا اور شائنی ہوش و حواس کھو گئی تھی۔

رائم اور ریان کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے۔

اس نے کہا تھا کہ وہ مر جائے گا اور وہ واقعی مر گیا تھا۔اس کی موت پر ساری دنیا روئی تھی۔فرخان راجپوت نے محبت کا حق ادا کر دیا تھا۔

اس نے صحیح کہا تھا اس کا باپ اس کا جنازہ نہیں اٹھا پائے گا۔

ذیشان صاحب کے قدم بار بار لڑکھڑا رہے تھے۔

دونوں کی قبریں ایک ساتھ تھی۔

ان قبروں پر لکھا ان کا نام دیکھ کر ہر آنکھ اشک بہا تھی۔

مائدہ بنت ارفان

تاریخ پیدائش 10 اکتوبر 2000

تاریخ وفات 20 دسمبر 2025

فرخان والد ذیشان

تاریخ پیدائش 15 فروری 2004

تاریخ وفات 20 دسمبر 2025

اس رات دسمبر بھی کھول کر رویا تھا۔

نہ سہہ سکا بچھڑنے کا غم دسمبر بھی

آخر کار رو پڑا جاتے جاتے دسمبر بھی

دسمبر جاتے جاتے ان دونوں کو بھی لے گیا تھا۔

پانچ سال بعد۔

وقت سے بڑا کوئی مرحم نہیں ہوتا۔ان دونوں کو گزرے ہوئے پانچ سال بیت گئے تھے اس سب میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔

رائم اور روحا کے دو بچے تھے۔ایک بیٹا اور بیٹی۔دونوں میں صرف دو منٹ کا وقفہ تھا۔لیکن شرارتوں میں وہ اپنے باپ چاچو سب کو پیچھے چھوڑ گئے تھے۔

ریان اور نین کی ایک بیٹی تھی۔جو بلکل نین کی طرح معصوم تھی۔

بہت کچھ بدل گیا تھا۔ نہیں بدلا تھا تو معاویہ اور اس کی محبت مناہل کے لیے۔
وہ ساری ساری رات نہیں سوتا تھا۔اس کی زندگی مناہل کے بعد رک گئی تھی
۔لیکن وہ دن میں ایک الگ ہی معاویہ تھا۔ جس میں اس کے بھتیجے بھتیجیوں کی
جان بستی تھی۔

کیوں کہ سارے الٹے کام کرنے کی بعد وہ اسی کے پاس آتے تھے۔تاکہ ان کے
ماں باپ ان کو مار نہ سکے۔

اس وقت بھی معاویہ اوندھے منہ لیٹا ہوا تھا۔
جب اسے اپنے پاؤں پر کچھ کاٹنے کا احساس ہوا اسے لگا تھا کوئی کیڑا ہے۔اس نے
پاؤں کھینچا لیکن اگلے ہی لمحے وہ کڑاکرا اٹھا تھا۔ کیوں کہ ارحا میڈم اس کے پاوں پر
اپنے دانت گاڑ چکی تھی۔

یااللہ ان لوگوں نے یہ گندی اولاد میرے لیے پیدا کر دی تھی۔ وہ اس بیڈ پر اپنے سامنے بیٹھا کر بولا تھا۔ جبکہ وہ اسے معصومیت سے دیکھ رہی تھی۔

میرا معصوم بچہ۔ روحابھا بھی کی اولاد ہے معصوم تو بلکل بھی نہیں ہو سکتی۔ وہ خود ہی بڑبڑایا تھا۔

پھر اس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔

معاویہ چاچو۔ وہ لوڈ سے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر بولی تھی۔

جس پر وہ دل و جان سے فدا ہوا تھا۔

جی چاچو کے دل کا تو ٹا۔ کون سا کام کروانا ہے۔ میسنی نے وہ بھی اسی انداز میں بولا تھا کیوں کہ اسے پتہ تھا۔۔ کہ لاڈلہ کو کوئی فرمائش ہی پوری کروانی ہو گئی اس وجہ سے۔

تب ہی معاویہ کے منہ پر تھپڑ پڑا تھا۔اس نے منہ موڑ کر دیکھا تھا۔

آپ کی کمی تھی۔
ریان اور نین کی بیٹی بہارے گل اپنے نازک ہاتھوں سے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا کر اب اسے دیکھ رہی تھی۔ معاویہ نے غور کر دیکھا تو فوراً اس کے چہرے سے بال ہٹا کر اس کے گال پر لب رکھتی اس سے لاڈ کرنے لگی تھی۔

میرا بچہ۔ چھوٹا سا۔ وہ کیوٹ سا منہ بناتی اس سے اسی انداز سے لاڈ کر رہی تھی جیسے ریان اس سے لاڈ کرتا تھا۔ مبادا کہی چاچو انہیں باہر لے کر نہ جائے۔

میری چھوٹی چھوٹی سی جانیں ہو تم دونوں۔
معاویہ دونوں کو زور سے پیار دیتے ہوئے بولا تھا۔

معاویہ درانی ہمیں لے کر جائے کہی باہر۔ میں آپ کا ویٹ کر رہا ہوں آپ کے پاس صرف اور صرف پانچ منٹ ہیں۔ جلدی سے چینج کر کہ نیچے اجائے۔ مجھے انتظار کرنا پسند نہیں ہے۔ فرحان رائم درانی۔ مزے سے گلے میں چین گھماتا ہوا دروازے میں کھڑا ہوتا اسے حکم دیتا ہوا بولا۔

تیری تو میں رک تو میں تجھے بتاتا ہوں تجھے انتظار پسند نہیں ہے۔ معاویہ اس کا اٹیٹوڈ دیکھ کر اس کے پیچھے بھاگا تھا۔

جب کہ وہ بھاگتا ہوا لاؤنج میں بیٹے ریان کی گود میں گھسا تھا۔ وہ چاروں ساتھ بیٹھے تھے۔

یان دیکھے نہ معاویہ شرارتے کرتے ہیں۔

یار رائم درانی یہ دیکھ رہا ہے یہ ساری اکھڑ یہ سب تیری ہی اس میں گئی ہے۔ تو کم تھا جو یہ بھی اکھڑ دیکھتا ہے۔ کسی دن مار کھالے گا۔ سنبھال کے رکھ اسے۔

اوئے معاویہ درانی تمیز سے میرے باپ سے بات کر رہے ہو۔ اگلے دو سیکنڈ میں اپ کو اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔ وہ اسے انگلی سے وارن کرتا بلکل ہی رائم کی کاپی لگا تھا۔ رائم نے فخر سے گردن آکھڑا کر اسے دیکھا تھا۔

تیری تو میں چیونٹی جتنا ہے تو۔ یہ جو آپ بول کر عزت دے رہا ہے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

چل بئے۔ معاویہ کی بات پر فرحان نے نیچے والے ہونٹوں کو دانتوں میں دے کر کہا تھا۔ یہ سب معاویہ کی ہی کارستانیاں تھی وہ انہیں الٹے سیدھے کام سیکھاتا رہتا تھا۔ جس پر رائم اور ریان اسے بس گھور کر ہی رہ جاتے تھے۔

اس کے انداز پر سب کو ہنسی آئی تھی۔

اچھا جا پھر جا کر خود گھوم ایا۔

یار معاویہ تو تو جان ہے تو اتنی جلدی غصہ کر گیا۔وہ جلدی سے معاویہ کے گلے لگا تھا جس پر سب کے قہقہے بلند ہوئے تھے۔

چلو آجاو چلے۔

وہ ان تینوں کو لے کر باہر گیا تھا۔



زندگی آگے بڑھنے کا نام ہے۔وہ اس وقت اپنی بوتیک کے شیشے سے باہر دیکھتی گزرے وقت کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

وہ مناہل کی وفات کے ایک مہینے بعد امریکہ ائی تھی۔انے سے پہلے دستگیر اسے ملنے آیا تھا وہ اسے روکنا چاہتا تھا۔

اس کے الفاظ کانوں میں گونجے تو اس کے لبوں پر تلخ مسکراہٹ پھیلی تھی۔

شائمہ مجھے معلوم ہے میں نے اس دن بہت بڑے الفاظ استعمال کیے تھے۔تب مجھے احساس نہیں ہوا تھا لیکن اب مجھے احساس ہوا ہے مجھے تم سے محبت ہے۔تم جس طرح بھی بولو گئی میں معافی مانگ لوں گا۔لیکن پلیز رک جاؤ نہ جاو۔اج میں بولنے آیا ہوں۔

نہیں دستگیر۔جو ہونا تھا ہو گیا ہے۔میرے خیال میں محبتیں کبھی ختم نہیں ہوتی وہ دل میں دفنا دی جاتی ہے جو وقت کے ساتھ ساتھ دوبارہ سے سر اٹھا لیتے ہے ۔میرا یہاں سے چلے جانا ہی بہتر ہے کیوں کہ میرے نزدیک شادی اس شخص سے نہیں کرنی چاہیے جس کو آپ پسند کرتا ہو۔بلکہ اس شخص سے کرنی چاہیے جو خود بھی آپ کی عزت کرے اور دوسروں سے بھی کروائے۔

دستگیر کچھ محبتیں ادھوری ہوتی ہے انہیں کبھی بھی منزل نصیب نہیں ہوتی ۔میری محبت بھی ویسی ہی ہے میں اپنی عزت پر سودا نہیں کر سکتی۔

ماما جانی۔وہ اپنی بیٹی کی آواز پر ہوش میں آئی تھی۔

یہاں آکر اس نے اپنی ڈگری کمپلیٹ کی تھی۔اس دوران اسے ارحم ملا تھا۔جو اس سے بہت محبت کرتا تھا۔شائمہ کے ماضی کو جانے کے باوجود اس نے اس سے شادی کی تھی۔شائمہ نہیں چاہتی تھی وہ انکار کر کہ ایک اور فرخان کو جنم دے ۔جب وہ بندہ اس کے لیے پرفیکٹ تھا تو وہ کیوں اسے ٹکرا دے۔اور واقعی اس کا انتخاب غلط نہیں تھا۔

ارحم بہت اچھا شوہر اور باپ ثابت ہوا تھا۔

میری جانی کو کیا ہوا ہے۔

اس بچی میں مناہل کا عکس تھا۔ شائمہ کو وہ دل و جان سے پیاری تھی۔

ان پانچ سالوں میں اس نے پاکستان کسی سے رابطہ نہیں رکھا تھا۔

صرف ذیشان صاحب سے ملنے جاتی تھی کیوں کہ وہ لوگ بھی امریکہ آ گئے تھے۔ پاکستان نے انہیں بہت دکھ دے تھے اس لیے اب وہ امریکہ آ گئے تھے۔

کچھ مہینوں بعد وہ بیٹے کی قبر پر چکر لگا لیتے تھے۔

بابا کی کال آئی تھی آ رہے ہیں بابا جانی۔

وہ خوشی سے گھول گھول گھوما کر بولی تھی۔

میری جان بابا کو میس کر رہی ہے۔

کیوں کہ ارحم اوٹ آف سیٹی گیا تھا پرسوں سے اس لیے وہ اسے میس کر رہی تھی۔

یس ماما۔۔ اتنا سارا میس کر رہی ہے بابا کی ڈول بابا کو۔ وہ اپنی دونوں بازوں کھلوتی بولی تھی۔

جس پر شائنی بھی اپنی بازوں کھولتی ہوئی گویا ہوئی تھی۔

ماما بھی آپ کے بابا کو اتنا سارا میس کر رہی ہیں۔اپ کے بابا سے بلکل بھی بات نہیں کروں گئ۔

اچھا جی مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا یہاں تو میری جانیں مجھے میس کر رہی ہیں۔وہ بھاگتا ہوا آکر دونوں کو گلے لگا گیا تھا۔

میں بات نہیں کر رہی آپ سے

۔وہ درمیانے قد والا۔سرخ و سفید رنگت اس پر شرابی آنکھیں اور ستون نام

۔عنابی لب بے شک وہ حسین و جمیل انسان تھا وہ اللہ کا جتنا شکر کرتی کم تھا۔وہ اس کا تھا۔

نظر لگانی ہے بیوی کیا۔

اس کے مسلسل دیکھنے پر ارحم گویا ہوا تھا۔

ایسے بھی کوئی اکیلے چھوڑ کر جاتا ہے کیا۔

آپ کو پتہ ہے مجھے اکیلے وحشت ہوتی ہے۔

اچھا جی سوری۔

ویسے ایک بات بتاوں۔

بتائے۔وہ اس کی شرٹ کے بٹنوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے گویا ہوئی۔

ہم کل پاکستان جا رہے ہیں۔میری میٹینگ ہے۔

واٹ۔۔

ہاں جی۔خوشی نہیں ہوئی تمہیں۔

سمجھ نہیں آ رہا کیا ریکشن دوں۔

کچھ نہیں ہوتا میں ساتھ ہوں نہ۔ارحم اسے ساتھ لگا کر گویا ہوا تھا۔

IB Rajpoot

پہلے مجھے مناہل کی قبر پر جانا ہے۔

وہ لوگ پاکستان آ گئے تھے جب شائنی نے ارحم کو کہا تھا۔

اوکے۔

ان دونوں کی قبریں ایک ساتھ تھی۔وہ ان کی قبروں کے پاس بیٹھی پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

مناہل آج پھر تمہاری کمی شدت سے محسوس ہو رہی ہے۔

کاش تم صبر کر جاتی۔ تھوڑا سا صبر اور حقیقت پتہ چل جاتی۔۔

بعض دفعہ انسان کچھ فیصلوں پر صبر کے بجائے جلد بازی میں کوئی قدم اٹھا دیتا ہے جو اسے بہت بڑے خسارے سے دوچار کرتا ہے۔ کچھ چیزوں پر صبر کرنا چاہیے اللہ اس سے بھی بہترین عطا کرتا ہے۔

خودکوشی تو پھر اسلام میں حرام ہے۔

کافی دیر وہی بیٹھے رہنے کے بعد وہ اٹھی تھی۔ فرحان تمہارے جیسا کسی کا بھائی نہیں ہونا۔



او کیا بات ہے۔ شرم کرو ہم ادھر ہی بیٹھے ہیں۔ وہ سارے اس وقت باہر لان میں بیٹھے تھے۔ روحا اور رائم دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو اشارے کر رہے تھے۔ معاویہ نے دیکھ لیا تھا۔

اوئے کیا رہے تجھے بہت شرم آ رہی ہے تو نہ دیکھ۔

معاویہ آج رات کھانا تم بناؤ گئے۔

نین نے بھی حصہ ڈالا تھا۔

وہ کیوں جی میں کوئی آپ لوگوں کا نوکر ہوں۔ایک تو آپ یہ چھوٹے موٹے کچرے کا ڈھیر لگاتے جائے اور انہیں بھی میں سنبھالوں اور دوسرا کھانا بھی بنا کر دوں۔

یہ اپنے شوہر کو بولو۔

.معاویہ کو تو گویا کسی نے اگ پر ہی بیٹھا دیا ہو.

ریان تو اپنی اولاد کو کچرے کا ڈھیر بولے جانے پر اسے گھورتا ہوا بولا تھا۔

معاویہ اٹھو ادھر سے۔

فرحان ہاتھ سے چھوٹکی بجاتا ہوا اسے وہاں سے اٹھنے کا بولا تھا۔

کیوں اٹھو میں تیرے باپ کا گھر ہے۔

معاویہ اسے گھور کر بولا تھا۔

ہاں میرے دونوں باپؤں کا گھر ہے۔ تیرے باپ کا تو نہیں ہے۔تم کو کوئی مسلہ ہے۔

اس کا اشارہ رائم اور ریان کی طرف تھا وہ سب انہیں لڑتا دیکھ کر مسکرا رہے تھے

۔

اوئے کمینے تیرا باپ اوپر سے تو نہیں لے کر آیا تھا میرے باپ کا گھر ہے۔

اس کی بات پر رائم اور ریان دونوں کا قہقہہ گونجا تھا۔

دیکھ لو تمہارے چمچے کی اتنی بڑی زبان ہے۔

جی بلکل یہ سب کس نے سیکھایا ہے۔

رائم نے بھی دوٹوک جواب دیا تھا۔

میں نے تو کچھ نہیں سیکھایا یہ اپنے باپ پر چلا گیا ہے۔

الحمدللہ۔

معاویہ تو میرے سے مار نہ کھالوی۔

ریان نے دانت پیس کر کہا تھا۔

ہیلو دستگیر، یار یہ دیکھ یہ سب ہر وقت میری عزت کرتے رہتے ہیں۔ تم ہی کوئی فیصلہ کر۔

سر آپ کے کام ہی ایسے ہیں اس لیے۔

اس کی بات پر سب کا قہقہہ گونجا تھا۔

ہائے گدھے کو بھی پر لگ گئے ہیں۔

معاویہ نے تو محاورے کی ستیاناس کر دی تھی۔

سر آپ کو تو کہی بھی پر نہیں لگے۔

دستگیر نے بھی اپنا بدلا لیا تھا۔

یار چھوٹا چھوٹا میری عزت کر جاتا ہے۔

اس کو چھوڑے دستگیر بھائی آپ بتائے شادی کب کر رہے ہیں۔

نین کی بات پر دستگیر کے چہرے پر سنجیدگی بھائی تھی۔

بھائی زندگی مشکل ہے اسے کیسے گزارے گئے۔

نین کی بات پر دستگیر کو شائنی کی بات یاد آئی تھی۔

گزر جائے گی۔ کچھ محبتیں ہمیشہ دل کے ایک کونے میں زندہ رہتی ہیں اور میرے لیے وہی کافی ہے میں اسی کے سہارے جی لوں گا۔

اس کی بات پر سب کے چہرے پر سنجیدگی چھائی تھی۔ روحا کو اپنے بھائی اور دوست کی یاد ستائی تھی۔

اس نے اپنے بھائی کے۔نام پر بیٹے کا نام رکھا تھا۔

خیر ہے دستگیر تو کر لے شادی کوئی بات نہیں۔جہاں۔میں ان کے بلونگیڑے سنھبال رہا ہوں وہاں تیرے بھی سنھبال لوں گا۔معاویہ کی بات پر سب کا ایک ساتھ قہقہہ گونجا تھا۔

اچانک مین ڈور کھولا تھا اور ایک گاڑی گھر کے اندر داخل ہوئی تھی۔

وہ سب اس طرف متوجہ ہوئے تھے۔

ان کی اجازت کے بغیر گاڈز کیسے کسی کو اندر آنے دے سکتے تھے۔

لیکن گاڑی سے نکلتا ارحم دوسری طرف سے شائنی کا دروازہ کھول کر اسے اور اپنی بیٹی کو نکال کر ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کی طرف آیا تھا اس نے بیٹی کو اٹھا لیا تھا جب کہ شائنی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔

شائمہ۔

جب وہ قریب آئے تو

روحااور نین بھاگ کراس کے گلے لگی تھی جبکہ باقی سب ابھی انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔دستگیر توارحم اوراس بچی کو دیکھ کراپنی آنکھوں کو نم ہونے سے روک گیا تھا۔

اس نے خود ہی تو محبت کو ٹکرایا تھانہ۔

میں نے تم لوگوں کو بہت یاد کیا۔

تم نے رابطہ کیوں ختم کیا تھاشائنی۔اگراتناہی یاد کیا تھاتو۔وہ تینوں اس وقت ایک دوسرے کے گلے لگی پھوٹ پھوٹ کرروہی تھی۔اج ان میں چھوتھی نہیں تھی

یار میں نہیں تھی آتی پاکستان۔دیکھونہ ہم تین ہے چھوتھے وجود کانہ ہمارے درمیان نہ ہونا مجھے ماررہاہے مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی۔شائمہ دوبارہ سے پھوٹ پھوٹ کرروناے لگی تھی۔اس کاسانس بھاری ہورہاتھااچانک اس کابی پی لوہواتھاوہ گرتی جب ان دونوں نے پکڑاتھا۔

رورو کراس کی حالت خراب ہوگئی تھی۔

شائنی۔بس چپ کرویار تمہاری طعبیت خراب ہورہی ہے۔

شائنی لسن۔ادھر دیکھو یار کچھ نہیں ہوا۔

ارحم ریان لوگوں سے مل کر ابھی بیٹھا ہی تھا جب شائنی کو روتا دیکھ اس کی طرف بڑھا تھا۔

ارحم۔میں کیا کروں میرا دل پھٹ رہا ہے۔میں اسی لیے نہیں تھی آتی نہ۔وہ اس کے سینے میں منہ دے کر رو رہی تھی۔

معاویہ اپنے اوپر ضبط کر رہا تھا۔جبکہ نین اور روحا کو رائم اور ریان نے اشارے سے چپ ہونے کا کیا تھا۔

وہ دونوں معاویہ کی طرف دیکھ کر چپ ہو گئے تھے۔

یار ادھر دیکھو۔میں ہو نا ساتھ ہاں۔پھر ایسے رو گئی تو میں چلا جاؤں گا واپس پھر خوش رہو گئی۔

وہ اس کے آنسو صاف کر کہ بولا تھا۔جب شائنی۔نے فورا نفی میں گردن ہلا کر اس کے اپنے چہرے پر رکھے ہاتھ کو پکڑا تھا کہ مبادا کہی سچ میں نہ چلا جائے۔

تمہارے پاس جو نہیں ہے اس کے لیے رو رہی ہو اور جو ہے اس کو فراموش کر رہی ہو۔

شائمہ۔اپنی بیٹی کے کہنے پر مسکرائی تھی۔

اوکے ہونااب۔

ارحم نے اسے پیار سے پوچھاتو وہ ہاں میں گردن ہلا گئی تھی۔

معاویہ اور ریان رائم سے ملنے کے بعد وہ مناہل لوگوں کے ساتھ ہی بیٹھ گئی تھی۔اس نے ایک بار بھی دستگیر کی طرف نہیں دیکھا تھا۔

وہ اٹھ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔

یہ شادی کب کی ہے تم نے ہمیں کہتی تھی تم۔

یار بس ہو ہی گئی ہے۔

شائنی ارحا اور گل کو پیار کرتے ہوئے بولی تھی جب کہ۔شائمہ کی بیٹی تو معاویہ کے پاس تھی۔

شائنی دیکھو۔یہ پتہ نہیں کیسے کریشمہ ہو گیا ہے نہیں تو میرا بچہ تو کسی کی پاس نہیں جاتا اتنی جلدی۔

ارحم مسکرا کر اپنی بیٹی کو معاویہ کے پاس بیٹھے دیکھ رہا تھا۔

ایکچولی اس میں سارا کمال معاویہ کا ہے۔ یہ ہمارا بے بی سیٹر ہے۔ ہاہاہا۔

یار رائم سمجھالے اپنی بیوی کو۔ ویسے ارحم اس کیوٹی پائی کا نام کیا رکھا ہے۔

، مناہل

وہ معاویہ کو وہ بہت کیوٹ لگی تھی۔

شائنی کے بتانے پر سب نے اس کی طرف دیکھا تھا۔

معاویہ جہاں تھا وہی تھم گیا تھا۔

مناہل اس لفظ سے ہی کتنی محبت ہے اسے۔ اس کی آنکھ سے ایک خاموش آنسو نکلتا اس کی شیو میں جذب ہوا تھا۔

وہ فوراً وہاں سے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا تھا۔

کمرے میں ہر طرف ہی مناہل کی تصویریں تھی۔

یار مناہل آجاؤ نہ۔ کاش تم واپس آجاؤ میں بہت سنبھال کر رکھوں گا تمہیں۔ اللہ جی۔ پلیز اسے دے دے نہ مجھے۔ میں نے تو ابھی اسے جی بھر کر دیکھا ہی نہیں تھا۔

وہ بیڈ پر اوندھے منہ لیٹے رو رہا تھا۔ کون کہتا ہے کہ مرد نہیں روتا۔ مرد روتا ہے وہ اپنی پسندیدہ عورت کے لیے سب کرتا ہے۔

معاویہ۔

ریان نے اسے سیدھا کر کہ اپنے سینے سے لگایا تھا۔

ریان مجھ سے ہنسا بھی نہیں جاتا تھک گیا ہوں۔

48 6

میرا دل پھٹ جائے گا۔ میں کیا کروں۔ وہ یہاں بستی ہے میرے۔ میں کیسے بھلا دو اسے۔

وہ اپنے دل کے مقام پر انگلی سے اشارہ کر کہ بولا۔

دیکھ وہ تیرے دل میں بستی ہے نہ تو پھر تو کیوں کہتا ہے تیرے سے جیا نہیں جاتا ۔تجھے اگر کچھ ہو گیا تو وہ بھی تو تیرے اندر ہی بستی ہے وہ بھی ختم ہو جائے گئی۔ جو اس نے کیا وہ ایک بے وقوفی تھی۔ جس کی سزا سب بھگت رہے ہیں اور تو کیا چاہتا ہے اب تیری بے وقوفی کی سزا ہم سب بھگتے۔

معاویہ تجھے کھونے کا حوصلہ ہم بھائیوں میں نہیں ہے۔تجھے درد ہوتا ہے نہ ہنستے ہوئے تو نہ ہنسا کر۔ لیکن خُدارا اپنے آپ کو اندر ہی اندر نہ ختم کر۔ کیوں کہ اگر تجھے کچھ ہو گیا تو بچے گئے ہم بھی نہیں۔

رائم بھی اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بولا تھا۔

جس پر معاویہ نے اس کے کندھے پر سر رکھا تھا اپنے دل کی ساری بھڑاس نکال دی تھی۔دل ہلکا ہوا تو گویا ہوا۔

میں جیو گا اپنی مینا کے لیے۔ تم سب کے لیے اور سلطان کی موت کے لیے۔

وہ ایک جنون سے بولا تھا جس پر وہ دونوں اسے گلے لگا گئے تھے۔

تب ہی دروازہ نوک ہوا تھا۔

اجائے۔

ریان نے اجازت دی تو ارحم کمرے میں داخل ہوا تھا۔

آپ ادھر۔اپ مجھے بولا لیتے۔ معاویہ ادب سے بولا تھا کیوں کہ وہ اس کی مینا کی ہم راز کا شوہر تھا۔

نہیں ضروری بات کرنی تھی مجھے آپ لوگوں سے۔

اس کی بات پر وہ تینوں بیڈ پر بیٹھے تھے اور اسے اشارے سے صوفے پر بیٹھنے کا کہا تھا۔

فرسٹ آف آل۔ تم لوگوں کی گینگ مکمل ہو گئی بہت مبارک ہو ڈی ایم تمہیں بھی اور آر ڈی تم لوگوں کو بھی۔

وہ لوگ تو شاکڈ سے اسے دیکھ رہے تھے۔ یہ کیسے ان کے بارے میں جانتا تھا۔

کون ہو تم۔

معاویہ کے چہرے پر سختی آئی تھی۔

میں کون ہوں یہ تو میں بعد میں بتاؤں گا پہلے آتے ہیں کام کی بات پر۔ تم لوگ جس کی تلاش میں پانچ سال سے ہو وہ میرے پاس ہے۔

کون۔

سلطان اور صباء ناز۔

تمہارے پاس کیسے ہے اور کون ہو تم۔ مجھے بتاؤ سلطان کدھر ہے۔

رائم اپنے سے باہر ہوتا پسٹل نکال کر اس کے ماتھے پر رکھ گیا تھا۔

سیکرٹ ایجنڈ میجر ارحم خانزادہ۔

اوتو میجر صاحب مبارک ہو آپ ہمارے تک پہنچ گئے ہیں۔ لیکن آپ ہمارا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

میرا ایسا کوئی ارادہ بھی نہیں ہے۔ اگر ایسا ارادہ ہوتا تو تم سب اس وقت یہاں نہ بیٹھے ہوتے۔

وہ ریان کے جواب میں بولا۔

مختصر یہ کہ سلطان کو پانچ سال سے آرمی نے امریکہ رکھا ہوا ہے۔

کل رات دس بجے میں صباء ناز اور سلطان کو پاکستان تک پہنچاؤں گا۔ ان کی سانسیں بند کرنا تم لوگوں کا کام ہے۔

اور تم آرامی کو دھوکا دے کر ہمارا ساتھ کیوں دو گئے۔ ریان نے اس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا جس پر ارحم نے قہقہہ لگاتے ٹانگ پر ٹانگ رکھی تھی۔

ایسے نہ دیکھو ریان درانی میں شادی شدہ ہوں۔

جبکہ اس کی بات پر تینوں نے اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھا تھا۔

رائم نے اس کی پیٹ میں ٹانگ ماری تھی۔

بتا رہا ہے یا یہی پر تیرا بھیجا اڑا دوں۔

بتاتا ہوں رائم بچے کی کیا جان لو گئے۔

میں آرمی کو دھوکا نہیں دے رہا بلکہ آرمی والوں کو تو کچھ پتہ ہی نہیں ہے۔ وہاں سب اوپر بیٹھے ہوئے لوگوں پر منحصر ہے۔ میری آنکھوں کے سامنے ہزاروں ماں کے بچے ہر روز اس دنیا سے اپنے وطن کی حفاظت کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں لیکن وہ تو بیرونی دشمن سے ملک کو بچا رہے ہوتے ہیں انہیں نہیں معلوم کہ ان کے اندر بیٹھے لوگ ہی یہ سب کر رہے ہیں۔

سلطان نہ صرف تم لوگوں کا دشمن ہے بلکہ وہ ہزاروں لوگوں کا دشمن ہے ۔ناجانے کتنے لوگ اس کے ہاتھوں سے مارے گئے ہیں۔ میں بھی ان ہی میں بھی اسی کا ہوا ڈسا ہوا ہوں

مجھے معلوم ہے کہ وہ دس دن تک ہی وہاں رہے گا اس کے بعد وہاں سے بھاگ جائے گا۔ اور پھر سے لوگوں کی جانیں لے گا۔ اس لیے تم لوگ یہ کام کرو گئے۔ یہ میرا حکم ہے۔ اخر پر ارحم نے حکم دینے والے انداز میں کہا تھا۔ جس پر وہ لوگ اسے گھور کر رہ گئے تھے۔

تم ہوتے کون ہو حکم دینے والے۔

تمہارے سامنے بیٹھا ہوا ہوں۔

خیر پر وہ ان تینوں کے گلے ملا تھا جب رائم کو دوبارہ گلے لگاتے گویا ہوا تھا۔

یار زندگی اگر کچھ لوگوں کا چہرہ بے نقاب کرتی ہے تو اس پر اللہ کا شکر کیا کرو۔ کیوں کہ اگر وہ چہرہ بے نقاب نہ ہو تو وہ آپ کی نسل کی جڑے کھوکھلی کر دیتا ہے۔

رائم تم لوگ بہت بہادر ہو ایک بات میری یاد رکھنا۔

کسی کے برا کرنے سے آپ کی زندگی رک نہیں جاتی۔ زندگی گزر ہی جاتی۔ ہنس کہ بھی گزر جاتی ہے اور رو کر بھی اس لیے ہنس کر گزارے دو کیا پتہ تمہاری ہنسی کسی اور کی جینے کی وجہ بن جائے۔

اس کی بات پر ان تینوں کو کسی انہونی کا احساس ہوا تھا۔

انہیں معلوم ہی نہ تھا کہ قسمت ایک بار پھر انہیں رولانے والی ہے۔

ہم تمہاری بات پر یقین کیسے کرے۔

آپ کی مرضی معاویہ آپ یقین کرو یا نہ۔ لیکن پلیز میری بیوی کے سامنے ایسی کوئی بات نہ کرنا میں نہیں چاہتا کہ میری میرڈ لائف ڈسٹرب ہو۔اس کے سامنے میں ایک سنجیدہ سا بزنس مین ہوں وہی رہنے دو۔

وہ معاویہ کو دیکھ کر بولا تھا۔ جبکہ ریان نے مسکراتے ہوئے اسے پیچھے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

یار اب سب کو تھپڑ پڑا چکا یہ کیسے بچ سکتا تھا۔اسے بھی پڑنا چاہیے۔رائم۔نے ان دونوں کے کانوں میں سرگوشی کی۔

اور کتنے چہرے ہیں آپ کے ارحم خانزادہ یہ بھی بتادے۔ کیا چھپا رہے ہیں۔اپ کو لگا میں میرڈ لائف ڈسٹرب کروں گئ۔اہ میرے سامنے سنجیدہ ہے۔آپ کا اصل کیا ہے۔

شائنی آپی یہ تو کچھ بھی نہیں بول رہے تھے۔

معاویہ کی بات پر ارحم نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا جب کہ اس کی اگلی بات پر اس کا دل کیا تھا کہ وہ معاویہ کی گردن دبا دے۔

بس یہ تو ہمیں دھمکیاں بھی نہیں دے رہے تھے اور یہ تو بلکل۔ بھی نہیں بتایا کہ یہ سیکرٹ ایجینڈ ہے۔اور میجر ارحم ہے۔اور یہ بھی نہیں بولا انھوں نے کی آپ جیسی موٹی لڑکی سے شادی ہو گئی ہے۔

معاویہ نے دنیا جہاں کی معصومیت لاتے ہوئے کہا تھا۔

ارحم خانزادہ۔ تمہیں شرم تو نہیں آئی۔یہ تمہاری بیویاں ہیں یا میں ہاں ان کو بتاتے ہوئے کچھ بھی نہیں ہوا اور مجھے بتانے میں کیا ہوتا۔

اگلے ہی لمحے شائنی اس کی طرف بڑھی تھی۔جب ارحم ریان کے پیچھے ہوا تھا۔

یار میری بات سنوں۔

کوئی بات نہیں سننی اس کے ہاتھ میں جو بھی آرہا تھا وہ اٹھا کر ارحم کی طرف پھینک رہی تھی۔

ارحم باہر کی طرف بھاگا تھا جب کہ رائم اور ریان قہقہہ لگاتے معاویہ کو داد دے رہے تھے۔

میں۔نے تو بس اپنا بدلا اتارا ہے معاویہ سنجیدگی سے کہتا۔ باہر آیا تھا۔

وہ ارحم سے ناراض ہو کر بیٹھی تھی۔

ارحم نے پہلی بار اس کا یہ موڈ دیکھا تھا مطلب وہ واقعی دل سے اسے شوہر تسلیم کر چکی تھی۔

وہ مسکراتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا شائنی کے دیکھنے پر اس نے اس کی طرف دیکھ کر کان پکڑے تھے۔

ارحم بھائی ایک بات پوچھوں آپ سے۔۔اس وقت سارے بڑے چائے پی رہے تھے جب کہ بچے سارے کھیل رہے تھے سوائے مناہل کے وہ بس معاویہ کی گود میں بیٹھی اس سے سب کی شکایتیں کر رہی تھی۔

جس پر وہ مسکراتا فرحان کو ڈانٹ رہا تھا۔

ہاں پوچھو دانین۔ سب اب ان کی طرف متوجہ تھے۔

آپ کو غصہ نہیں آیا شائنی وہاں ہمارے ساتھ تھی اور دستگیر بھی وہی تھا۔

اس کی بات پر شائنی نے بھی منتظر نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔

وہ ہنستے ہوئے نفی میں گردن ہلاتا ہوا گویا ہوا۔

مرد کو اپنی محبت پر یقین ہونا چاہیے اگر اس کی محبت سچی ہو تو وہ اس کی بیوی کو اس سے باندھ دیتی ہے۔

اس کی بات پر شائنی نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا رب کا تحفہ ہی تو تھا اس کے لیے۔

جب کہ دستگیر کے دل میں درد اٹھا تھا۔ وہ خاموشی سے وہی بیٹھا رہا۔

IB Rajpoot

چلو جلدی کرو۔

تم لوگ اپنا خیال رکھنا اور کچھ بھی ہو جائے آپ دونوں باہر نہیں جائے گئی ۔گاڈرز الرٹ رہنا تم لوگ ان پر آنچ نہیں انی چاہیے۔ارحم لوگ کل کا چکے تھے۔ارحم نے اسے سلطان کا پتہ بھیج دیا تھا۔

اس وقت وہ اپنا انتقام لینے کے لئے بے قرار تھے۔
آج رائم کے بجائے معاویہ ساری گینگ کو لیڈ کر رہا تھا جس پر دونوں بھائیوں نے فحر سے اس کا ماتھا چوما تھا۔

وہ لوگ اپنے سفر پر رواد واں تھے۔

اپنے پلین کے مطابق وہ راستے میں چھپ گئے تھے۔
جبکہ ریان اور اس کے ساتھ کچھ بندے آگے سڑک پر جا کر فائرنگ کر رہے تھے۔تاکہ ان لوگوں کا دھیان اس طرف بٹ جائے۔

وہ لوگ سڑک کے اس پار گئے تو۔ ریان نے انہیں مار گرایا تھا۔ ان کا یونیفارم پہنتا وہ واپس گاڑی کی طرف گیا تھا جس میں سلطان اور صباء ناز تھے۔

اس نے گاڑی کو مخالف سمت ڈالا تو باقی لوگ اس کے پیچھے آئے تھے جنہیں رائم اور اس کی ٹیم نے اڑایا تھا۔

سلطان اور صباء ناز تو بس سکتے کہ عالم میں سب دیکھ رہے تھے۔

جب سلطان نے ٹرک سے گن لی تھی۔ ابھی وہ کچھ کرتا کہ معاویہ کو دیکھ کر اس نے قہقہہ لگایا تھا۔

واہ میرے شیر۔ مجھے پتہ تھا تم ضرور آو گئے ڈی ایم۔

اس کی بات پر معاویہ مسکرایا تھا۔ انا تو تھا آپ جلدی سے گاڑی میں بیٹھے۔

وہ بھی گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔

لیکن یہ کیا یہ گاڑی مخالف سمت کیوں جا رہی تھی۔

ڈی ایم تم پاگل ہو کیا یہ کہاں لے کر جا رہے ہو۔۔

اس کی بات کا کوئی بھی جواب دیے بغیر وہ اسی جنگل میں گاڑی لایا تھا۔

ریان اور رائم نے انہیں کھینچ کر باہر نکالا تھا اور گھسٹ کر اسی مقام پر پھینکا تھا۔

ڈی ایم یہ تم کیا کر رہے ہو۔

ڈی ایم نہیں معاویہ واثف درانی۔

اس کی بات پر معاویہ نے چہرے سے نقاب ہٹایا تھا۔

اگلے ہی لمحے معاویہ نے اپنا آپا کھوتے اس کے پیٹ میں ٹانگ ماری تھی۔ جس پر وہ بلبلا گیا تھا کیوں کہ وہ زخمی تھا۔

صباء ناز نے ان کا دھیان بھٹکے دیکھ اپنے ساری میں چھپایا ہوا چاقو نکالا اور سیدھا رائم درانی کی کمر میں گھسا دیا تھا۔

جس پر رائم کی ہلکی سی کڑاہٹ نکلی تھی۔

رائم۔ریان اور معاویہ ایک ساتھ چیخے تھے۔
معاویہ نے اچانک صباء کو بالوں سے پکڑ کر درخت کے ساتھ پٹاخا تھا۔۔

اسے لہولہان کر کہ بھی اسے سکون نہیں ملا تھا جب ریان نے اسے پکڑا تھا۔
۔رائم نے چاقو نکال کر وہاں کپڑا باندھا تھا۔
آج تم دونوں کو موت سے کوئی نہیں بچا سکتا۔
رائم نے وہی چاقو نکال کر سلطان کے ہاتھوں کی انگلیاں کاٹی تھی۔

جس پر وہ چیخ کر گویا ہوا تھا۔
رائم تم اپنے باپ کو مار و گئے۔وہ تینوں تو یہ آواز سن کر سکتے میں چلے گئے تھے۔
بابا۔واثف درانی۔

اگلے ہی لمحے ریان نے اس کا چہرہ بے نقاب کیا تو واثف درانی کو دیکھ کر وہ سکتے میں چلے گئے تھے۔

بابا۔ نہیں باپ کہلانے کہ لائق نہیں ہو تم۔اسے ارحم کی باتیں یاد آئی تھی۔

کیوں کیا تم نے ایسا تم تو مر گئے تھے نہ۔وہ جہاز کرش ہوا تھا۔
رائم پاگلوں کی طرح چاقو اس کے ہاتھ میں گھسا گیا تھا۔
جب کہ معاویہ نے صباء ناز کو بھی اس کے ساتھ پٹا ہا تھا۔
ریان نے اس کے چہرے پر ہے در پے مکے مارے تھے جس پر وہ ہوش و خواس سے بیگانہ ہوا تھا۔

بھائی چھوڑوا سے اتنی آسان موت نہیں دے گئے اسے ہم۔
معاویہ نے انہیں پیچھے ہٹا کر صباء کو بالوں سے پکڑا تھا میں نے کبھی عورت پر ہاتھ نہیں اٹھایا لیکن آج میں تمہیں چھوڑو گا نہیں مجھے سچ سچ جاننا ہے۔
بتاتی ہوں۔مجھے مار نامت۔

میں اور واثق درانی ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے۔

لیکن واثق کو تمہاری ماں کی خوبصورتی متاثر کر گئی تھی اس نے اسے اگواہ کروالیا تھا جب یہ بات تمہارے دادا کو پتا چلی تو انہوں نے ان دونوں کا نکاح کر دیا تھا ۔ تمہارے دادا ابھی اس عورت کو ناپسند کرتے تھے۔ صرف اپنی عزت بچانے کے لیے یہ سب کیا تھا انہوں نے۔ ورنہ انہیں ٹاچر کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔

پھر ایک دن اس کا علم تمہاری دادی کو ہو گیا تھا تو تمہارے دادا نے انہیں بھی مار دیا تھا یہ درانی لوگ شروع سے ہی ظالم اور سفاک ہے۔ واثق درانی نے بھی مجھے گھر سے بھاگا لیا تھا اور بعد میں کچھ دونوں بعد مجھے سڑک پر پھینک گیا تھا۔

پھر میں نے اس سے بدلا لینے کا سوچا تھا۔ اور اس کے کان بھرے تھے کہ تمہارے بیٹی بڑے ہو کر تم سے بدلا لے گئے اس لیے آن کو مار دو۔

اس دن تمہاری ماں کو بھی اسی نے مروایا تھا۔

اور شجاعت درانی بھی اس کھیل کا حصہ تھا نہ اس نے غداری کی تو تم لوگوں نے اسے بھی مار دیا تھا۔ ریان نے کرب سے آنکھیں بند کر کہ کہا تھا۔

نہیں وہ تو اس سب میں شامل نہیں تھا۔ اگر ہم اسے نہ مارتے تو وہ کسی نہ کسی طرح تم سب کو بچا لیتا۔

اس کی بات پر ان تینوں نے خیریت سے اسے دیکھا تھا کیا مطلب میرے بابا بے گناہ تھے تو وہ اس دن سب کیا تھا۔ تم بول دو یہ جھوٹ ہے۔

ریان تڑپا تھا۔ وہ اپنے باپ سے اتنے سال نفرت کرتے آیا تھا وہ تو خود اس کے لیے اپنی جان دے بیٹھے تھے۔

وہ تو اس دن مر چکا تھا وہ سب میں نے تم لوگوں کو دیکھ کر کہا تھا۔

مجھے جانے دو۔

رائم کے ہاتھ سے پسٹل گری تھی۔

معاویہ نے شدت کرب سے اپنی آنکھوں بند کر کہ کھولی تھی۔وہ انسان تو بے گناہ تھا جس کا نام وہ لوگ اپنے ساتھ لگانا پسند نہیں کرتے تھے وہ تو بے گناہ تھا وہ ان کے لیے جان دے بیٹھا تھا۔

اور جس کو وہ اپنا باپ مانتے تھے اس نے کیا کیا۔
ریان نے جزبات میں ادھر ادھر نگاہیں گھمائی اور پھر اس کی نظر اسی کلہاڑے پر پڑی تھی۔
وہ کلہ۔اڑا اٹھاتے اس کے گرد گھوم کر چکر لگاتا اسی طرح اس کے گرد گھوم رہا تھا جیسے اس کی ماں کو مارا تھا اس نے۔

اس نے ایک ہی وار میں اس کی گردن اس کے تن سے جدا کر دی تھی۔
ان تینوں کی آنکھوں سے آنسو رواں دواں تھے۔
سلطان کو ہوش آیا تو اس نے اپنے وجود کو گھسٹتے رائم کی پسٹل اٹھا کر اٹھا کر ایک ساتھ تین فائر معاویہ پر کیے تھے۔

معاویہ۔ معاویہ اپنے جسم سے خو۔ن نکلتے دیکھ کر نفی میں گردن ہلاتا سلطان کی طرف اشارہ کر گیا تھا۔

اس کی موت میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھنی ہے۔

معاویہ ریان کے سہارے کھڑا ہوا تھا جب رائم نے پہلے سلطان کی دونوں بازوں اس کے جسم سے جدا کیے تھے پھر آگاہ وار اس کے سینے پر کیا تھا اور آخری وار کرتے ہوئے اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

اپنے ہی ہاتھوں سے آپنے باپ کو مارنا کوئی آسان کام نہیں تھا اس شخص سے اس نے ساری زندگی محبت کی تھی۔ اور اب کیسے۔

اس نے روتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھا تھا اور اگلے ہی لمحے اس نے کلہاڑی سے اس کے تن سے سر کو جدا کیا تھا۔

ماں آپ کے بیٹوں نے آپ کا بدلا لے لیا۔ماما دیکھے آپ کے بیٹے واپس آ گئے ہیں۔

معاویہ۔

رائم نے اس کے زخم کی طرف دیکھا۔
یہ میرا کچھ بھی نہیں بیگار سکتا۔پہلی بار بارہ سال کی عمر میں گولی کھائی تھی اب عادت ہے۔

کافی دیر وہی بیٹھ کر اپنا دل ہلکا کر کہ وہ گھر کی جانب بھرے تھے جہاں ایک نئ زندگی ان کی منتظر تھی۔

ریان نے اندر سے پیٹرول لا کر ان پر چھڑکا تھا اور پھر اس پر تیلی پھینکی تو ہر طرف سے ہی آگ پھیلا گئ تھی۔

ماما آپ کے بیٹے نے اپنا وعدہ نبھا دیا ہے۔
آپ کے بیٹے واپس آ گئے تھے۔

وہ تینوں آٹھ کر واپسی کی طرف بڑھے تھے جہاں ان کی ایک خوبصورت زندگی انتظار کر رہی تھی۔اپنی بیویوں کا سوچ کر وہ دونوں مسکرا رہے تھی جبکہ معاویہ کا رح اپنی مینا سے ملنے کا تھا اس لیے وہ قبرستان کی طرف گیا تھا۔اس کے ساتھ فرخان کی قبر دیکھ کر وہ سوچتا تھا کہ فرخان کتنا خوش نصیب ہے۔اس کے ساتھ ہی گیا اور اس کے ساتھ ہی دفن ہوا۔معاویہ نے جینا سیکھ لیا تھا۔ہر روز وہ مناہل کی قبر پر آتا تھا۔

اب سلطان کی جگہ مافیا کو وہ ہی لیڈ کرتا تھا۔تینوں بھائی اب مافیا کے لیڈز تھے۔

کچھ کہانیاں ادھوری ہی اچھی لگتی ہیں۔

ختم شدہ۔